

قواعد-I

ایم۔ اے، عربی

سمسٹر-I

پرچہ دوم



نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-50

ISBN: 978-93-80322-55-1

Edition: June 2020

ناشر	: رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	: جون 2020
تعداد	: 1600
قیمت	: 197 روپے (فاصلاتی طرز تعلیم کے طلباء کی داخلہ فیس میں کتاب کی قیمت شامل ہے۔)
مطبع	: کرشک پرنٹ سولوشنس پرائیویٹ لمیٹڈ، حیدرآباد

Grammar-I

Edited by:

Prof. Syed Alim Ashraf

Head, Department of Arabic, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Translation and Publications

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)

E-mail: directordtp@manuu.edu.in

for

Directorate of Distance Education

E-mail: dir.dde@manuu.edu.in; Website: www.manuu.edu.in

کورس کو آرڈی نیٹر

پروفیسر سید علیم اشرف

مصنفین	اکائی نمبر
پروفیسر سید علیم اشرف	1 تا 3
مولانا نفیس احمد مصباحی	4 تا 7
ڈاکٹر طلحہ فرحان	8, 10, 11
ڈاکٹر محمد شا کر رضا	9, 12
پروفیسر سید بدیع الدین صابری (عثمانیہ یونیورسٹی)	13 تا 15
ڈاکٹر محمد عبدالعلیم	16

مدیران

ڈاکٹر شرف عالم	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر ثمینہ کوثر	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر سید محمد عمر فاروق	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد رحمت حسین	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد عبدالعلیم	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

ٹائٹل پیج: ڈاکٹر ظفر گلزار

فہرست

صفحہ		
6	پیغام	وائس چانسلر
7	ڈائرکٹر کا پیغام	ڈائرکٹر نظامت فاصلاتی تعلیم
8	پیش لفظ	ڈائرکٹر ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
9	کتاب کا تعارف	کوآرڈینیٹر
	I بلاک	اعراب اور بناء
11	اکائی 1	کلمہ کی تعریف اور اس کے اقسام
25	اکائی 2	معرب و مبنی (تعریف و تقسیم)
49	اکائی 3	اعراب تقدیری، اعراب الملحقات والجمل
	II بلاک	اسما اور افعال
67	اکائی 4	فعل اور اس کی قسموں کا تعارف
87	اکائی 5	اسم اور اس کے اقسام
113	اکائی 6	اسم و فعل کے اوزان
134	اکائی 7	فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے حروف
	III بلاک	مرفوعات
152	اکائی 8	فاعل و نائب فاعل
182	اکائی 9	مبتدا و خبر۔ مطابقت

206	اکائی	10	وجوبی اور جوازی طور پر خبر کا حذف
234	اکائی	11	افعال ناقصہ
272	اکائی	12	حروف مشبہ بالفعل ولائے نفی جنس

متفرق قواعد

بلاک IV

292	اکائی	13	اسمائے مشتقہ
316	اکائی	14	اعلال و ابدال
338	اکائی	15	مفعول بہ، مفعول مطلق
359	اکائی	16	قواعد الإملاء

پیغام

وائس چانسلر

وطن عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے ادارے کو حاصل نہیں ہے۔ اردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد وراثتِ اردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کر دیتا ہے کہ اردو زبان سمٹ کر چند ”ادبی“ اصناف تک محدود ہو گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل و اخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق و محبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُرسپاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اردو قاری اور اردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گرد و پیش اور ماحول کے مسائل۔۔۔۔۔ ان سے نا بلند ہے۔ عوامی سطح پر ان اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے جس کا مظہر اردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہذا ان تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اسی مقصد کے تحت ڈائریکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہو گیا۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتابوں کی اشاعت کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتابوں کی اشاعت کے بعد اس کے ذمہ داران، اردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اس یونیورسٹی کے وجود اور اس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کر سکیں۔

پروفیسر ایوب خان

انچارج وائس چانسلر

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

ڈائریکٹر کا پیغام

فاصلاتی طریقہ تعلیم سارے عالم میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقہ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جا چکا ہے اور چار سو اس طریقے سے بڑی تعداد میں لوگ تعلیم اور اسناد سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اس طریقے کو اختیار کیا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس یونیورسٹی نے روایتی طریقہ تعلیم سے پہلے فاصلاتی طریقے سے تعلیم کو اردو عوام تک پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلے پہل یہاں کے تدریسی پروگراموں کے لیے بعض دوسری یونیورسٹیوں کے نصابی مواد سے من و عن اور بشکل ترجمہ استفادہ کیا گیا۔ ارادہ یہ تھا کہ بہت تیزی سے اپنا نصابی مواد تیار ہو جائے گا اور بتدریج دوسری یونیورسٹیوں پر سے انحصار ختم ہو جائے گا۔ لیکن جب نصابی مواد کی تیاری کا سلسلہ شروع کیا گیا تو اندازہ ہوا کہ یہ اتنا آسان کام نہیں تھا۔ قدم قدم پر مسائل پیش آئے اور مختلف النوع اُلجھنوں نے رفتار کو سست کر دیا۔ مگر کوششیں جاری رہیں اور نتیجے کے طور پر اب بہت تیزی سے یونیورسٹی نے اپنے نصابی مواد کی اشاعت شروع کر دی ہے۔ اور جلد ہی انشاء اللہ ہمارے سبھی کورسز کی کتابیں ہماری خود کی ہوں گی۔

نظامت فاصلاتی تعلیم (ڈی ڈی ای)، مانو نے طلباء کی سہولت کے لیے ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے جس میں 9 علاقائی مراکز (بنگلور، بھوپال، درہنہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور 5 ذیلی علاقائی مراکز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح اور امراتو) شامل ہیں۔ ہر علاقائی/ذیلی علاقائی مرکز (Regional Centre/Sub Regional Centre) فاصلاتی تعلیم کے طلباء کو "Learner Support Centre" کے ذریعے تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتا ہے۔ سال 2017-18 میں، نظامت فاصلاتی تعلیم میں علاقائی/ذیلی علاقائی مراکز کے ذریعے 158 Study Centres چلائے جا رہے تھے۔ اب جن کا نام "Learner Support Centre" ہو گیا ہے۔ اپنے آپ کو جدید تر بنانے اور فاصلاتی طلباء کی سہولت کے لیے معیار میں اضافہ کرنے کی خاطر ڈی ڈی ای نے یو جی اور نئے ایم اے پروگراموں کے لیے انتخاب پر مبنی کریڈٹ سسٹم (Choice Based Credit System-CBCS) متعارف کیا ہے۔ ڈی ڈی ای نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اب ڈی ڈی ای کے تمام پروگراموں کے لیے داخلے صرف آن لائن طریقے سے ہی دیے جا رہے ہیں۔

کسی بھی وقت، کہیں بھی اکتسابی ماحول فراہم کرنے کے لیے یونیورسٹی کا انسٹرکشنل میڈیا سنٹر ویڈیو لکچرز تیار کر رہا ہے جو یوٹیوب چینل <http://youtube.com/u/imcmanuu> پر دستیاب ہیں۔ مستقبل میں یونیورسٹی کی ویب سائٹ کے ذریعے طلباء کو اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں فراہم کرنے کا بھی منصوبہ ہے۔ ڈی ڈی ای اور طلباء کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے جس کے ذریعے طلباء کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات (Assignments)، کنسلنگ اور امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

فی الحال نظامت فاصلاتی تعلیم میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلائے جا رہے ہیں۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز (Skill Based Courses) بھی شروع کیے جائیں گے۔ اپنی کوششوں کے ذریعے ڈی ڈی ای نارساؤں تک رسائی کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ امید ہے کہ سماج کے تعلیمی، معاشی اور ثقافتی طور پر پچھڑے طبقات کو مرکز دھارے میں لانے میں ڈی ڈی ای، مانو کا بھی نمایاں کردار رہے گا۔

پروفیسر ابوالکلام

ڈائریکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔ اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ 1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہو گیا۔ اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہذا اردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اردو میں مواد کا نظم کیا۔ کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جاسکا۔

سابق شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلیکیشنز کا قیام عمل میں لایا۔ اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔ کوشش یہی کی جا رہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اردو میں ہی لکھوائی جائیں۔ اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا۔ اب تک یہاں سے چار درجن سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور توقع ہے کہ آنے والے دنوں میں بھی یہاں سے کثیر تعداد میں اردو کتابیں شائع ہوں گی۔

زیر نظر کتاب فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت پی جی سمسٹر اول کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہے جس سے روایتی طریقہ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ کتاب کی تیاری میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ طلبہ یہاں جن موضوعات کا مطالعہ کریں ان پر انہیں بھرپور اور مکمل مواد دستیاب ہو جائے۔

یہ اعتراف ضروری ہے کہ حالیہ عرصے میں جو بھی کتابیں شائع کی جا رہی ہیں ان میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔ اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔ نظامت فاصلاتی تعلیم اور شعبہ عربی کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شامل حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفر الدین

ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلیکیشنز

کتاب کا تعارف

عربی زبان دنیا کی اہم زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ زبانوں کے افرو-ایشیائی خاندان کے ایک بڑے لسانی گروہ سامی زبانوں کا حصہ ہے، دوسری سامی زبانوں میں عبرانی، آرامی اور امہری وغیرہ شامل ہیں۔ عربی اقوام متحدہ میں استعمال ہونے والی چھ رسمی زبانوں میں سے ایک ہے، بائیس عرب ممالک کی سرکاری زبان اور کئی ملکوں کی دوسری سرکاری زبان ہے جیسے: مالی، چاڈ، اریٹیریا اور صومالیہ وغیرہ۔ عربی زبان عہد وسطیٰ میں علم و حکمت اور سائنس و ٹکنالوجی کی زبان تھی، اس حیثیت کے سبب اس نے دنیا کی تقریباً سوزبانوں کو متاثر کیا ہے اور انھیں ہر دو علمی و لغوی اعتبار سے مالا مال کیا ہے، جن میں سرفہرست فارسی ترکی اور اردو زبانیں آتی ہیں۔ آج کے تناظر میں بھی عربی ایک اہمیت کی حامل زبان ہے۔ شرق اوسط میں تیل کی دولت سے مالا مال ملکوں کی موجودگی نے اس زبان کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے اور عربی زبان اور اس کے متعلمین و محققین کے لیے کئی نئے امکانات کے دروازے کھول دیے ہیں۔

زیر نظر کتاب فاصلاتی نظام تعلیم کے ایم اے عربی سمسٹر 1 کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہے جو روایتی طرز تعلیم کے طلبہ کے لیے بھی یکساں طور پر مفید و معاون ہے، کیونکہ یہ بیورو برائے فاصلاتی تعلیم (DEB) کی ہدایات مجریہ 18-2017 کے مطابق ہے، جس کے بموجب فاصلاتی اور روایتی دونوں طرز تعلیم کا نصاب یکساں ہونا چاہیے۔ چنانچہ یہ کورس مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں جاری روایتی طرز تعلیم کے ایم اے کے نصاب کے عین مطابق ہے۔

یہ کتاب عربی قواعد پر مشتمل ہے، اس میں چار بلاک ہے اور سولہ اکائیاں ہیں۔ عربی زبان سے کما حقہ واقفیت کے لیے عربی قواعد کا علم و استخراج بہت ضروری ہے، اس کے بغیر عربی زبان کا لکھنا اور سمجھنا ناممکن ہے۔ اس کتاب میں اعراب، اسما و افعال، مرفوعات اور متفرق قواعد (اسمائے مشتقات، اعلال و ابدال، مفعول بہ، مفعول مطلق اور قواعد املا) سے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے۔ بلاک چار میں مفعول بہ اور مفعول مطلق کو ایک ہی اکائی میں ضم کر دیا گیا ہے اور یہ تبدیلی بیورو برائے فاصلاتی تعلیم (DEB) کے اصول و ضوابط کے مطابق کی گئی ہے۔

عربی ایک قدیم اور کلاسیکل زبان ہے اور بے حد وسیع و عمیق قواعد پر مشتمل ہے۔ کسی بھی زندہ زبان کے قواعد میں ایسی گہرائی و گیرائی نہیں ملتی جو عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان قواعد کے رو سے متعدد خصوصیات پر مشتمل ہے جن میں سے کئی ایک خصوصیات یا تو دوسری زبانوں میں پائی ہی نہیں جاتی ہیں یا پھر اس وسعت و کیفیت کے ساتھ نہیں ملتی ہیں۔ عربی زبان میں استثنائی قاعدوں کو جس اہتمام و وسعت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے دوسری زبان میں بنیادی قواعد کے بیان میں وہ تفصیلات نہیں ملتی ہیں۔ اس زبان میں بے حد نادر استعمال قواعد کو بھی بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قواعد پر مشتمل انتہائی جامع متن تیار کیے گئے ہیں پھر ان کی شرحیں لکھی گئیں ہیں جن میں مثالوں اور شواہد کے لیے قاعدوں کو بیان کیا گیا ہے

اور پھر ان شرحوں پر تفصیلی حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔

عربی قواعد کا سب سے امتیازی پہلو اس کا اعرابی نظام ہے جس کی کوئی مثال دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملتی ہے۔ کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں۔ ان تبدیلیوں کا اظہار مختلف حروف اور حرکات کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی عبارت میں کلمے کی حیثیت کو متعین کرتی ہے جیسے فاعلیت اور مفعولیّت وغیرہ اور کلمے کے باہمی تعلقات بھی اسی اعرابی نظام کے ذریعے طے ہوتے ہیں۔ تمام سامی زبانوں میں یہ نظام موجود تھا لیکن اب صرف آرامی یا عبرانی زبان میں ہی اس کے ناقص نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔ نظام اعرابی عربی زبان کے اعجاز و ایجاز کا ایک اہم سبب ہے۔ عربی قواعد میں جمع تکسیر کا نظام بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی بھی غیر سامی زبان میں جمع تکسیر کا تصور نہیں ہے۔ سامی زبانوں میں بھی صرف حبشی اور قدیم یمنی میں محدود پیمانے پر اس کا استعمال ملتا ہے۔ عربی میں ایک مفرد کی کئی کئی جمع تکسیر آتی ہے جن سے زبان میں تنوع پیدا ہوتا ہے اور تعبیر میں وسعت آتی ہے۔

عربی قواعد میں ایک اور قابل ذکر خصوصیت اس کے اوزان ہیں۔ اس زبان میں مخصوص اوزان مخصوص معانی پر دلالت کرتے ہیں جیسے فعالة ایک وزن ہے اور یہ وزن پیشہ، صنعت اور حرفت پر دلالت کرتا ہے۔ فاعل کا وزن مرض پر دلالت کرتا ہے، فعلان کا وزن تبدیلی، تغیر اور اضطراب پر دلالت کرتا ہے، افعال کی دلالت رنگ و عیب پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی مفعّل ظرف زمان و مکان پر دلالت کرتا ہے اور مفعال کا وزن آلے کے لیے مخصوص ہے۔ ماضی، مضارع اور امر کے مخصوص اوزان ہوتے ہیں۔ اسم فاعل، اسم مفعول اور مبالغے وغیرہ کے لیے بھی خاص وزن ہوتے ہیں۔ محض ان اوزان کو دیکھ کر کسی لفظ کے معنی کو بڑی حد تک سمجھا جاسکتا ہے۔ نظام اشتقاق کی جامعیت بھی عربی قواعد کی اہم خصوصیت شمار ہوتی ہے۔ ایک ہی لفظ میں بعض حرکتوں کی تبدیلی یا بعض حروف کے اضافے سے درجنوں معانی پیدا ہوتے ہیں۔ ان تمام خصوصیات یا ان میں سے بیشتر خصوصیات کو زیر نظر کتاب میں تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

چونکہ اس کتاب کو ”خود اکتسابی علمی مواد“ (S.L.M.) کے طور پر تیار کیا گیا ہے لہذا ان اصولوں اور طریقوں کی پوری طور پر رعایت کی گئی ہے جن کی روشنی میں اس قسم کا تعلیمی مواد تیار کیا جاتا ہے، تاکہ فاصلاتی نظام کے طلبہ کو ان اسباق کے پڑھنے اور سمجھنے میں نہ کوئی دقت آئے، نہ کسی بیرونی ذریعے یا خارجی مدد کی حاجت پیش آئے۔ چونکہ قواعد کی تفہیم کے لیے عملی مشق بے حد ضروری ہوتی ہے اور ان کے بغیر قواعد کو یاد رکھنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتاب میں قواعد کی عملی مشقوں کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ اور ہر سبق پر مبنی مختلف انواع کی مشقوں کو شامل کتاب کیا گیا ہے تاکہ طلبہ ان کے ذریعے قواعد کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

پروفیسر سید علیم اشرف جانی

کورس کوآرڈینیٹر

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

اکائی 1 کلمہ کی تعریف اور اس کے اقسام

اکائی کے اجزا

1.1 مقصد

1.2 تمہید

1.3 کلمہ اور اس کی تعریف

1.4 معانی کلمہ

1.4.1 لغوی معنی

1.4.2 قرآنی معنی

1.4.3 عرفی معنی

1.4.4 اصطلاحی معنی

1.5 توضیح مزید

1.6 مشتقات کلمہ

1.7 کلمہ کے اقسام

1.7.1 اسم

1.7.2 فعل

1.7.3 حرف

1.8 اقسام کلمہ کی علامتیں

1.8.1 علامت اسم

1.8.1.1 حرف جریا اضافت کے ذریعے مجرور ہونا

1.8.1.2 الف و لام کا داخل ہونا

1.8.1.3 حرف ندا کا داخل ہونا

1.8.1.4 مسند الیہ ہونا

1.8.1.5 تنوین کا لاحق ہونا

1.8.2 علامات فعل

1.8.2.1 تائے فاعل کا متصل ہونا

1.8.2.2 تائے تانیث کا متصل ہونا

1.8.2.3 یائے مخاطبہ کا متصل ہونا

1.8.2.4 نون تاکید کا متصل ہونا

1.9 اکتسابی نتائج

1.10 نمونے کے امتحانی سوالات

1.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد کلمے کی تعریف اور اس کا بیان ہے، عربی زبان میں کلمے کی دلالت اور اس کے مختلف النوع معانی کی توضیح و تشریح ہے۔ اس اکائی کے ذریعے طلبہ کلمے کے لغوی و اصطلاحی معانی سے اچھی طرح واقف ہو سکیں گے، عربی زبان میں کلمے کے استعمالات سے روشناس ہوں گے، کلمہ، کلام، اور کلم وغیرہ کے محل استعمال پر مطلع ہوں گے اور وہ اس اکائی میں کلمے کے مختلف اقسام کی علامتوں سے روبرو ہوں گے۔

1.2 تمہید

زبان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ زبان کے بغیر نہ ہم اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنی زندگی کی ضرورتوں کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی زبان کا استعمال کرتا ہے، لیکن اس کی حقیقت اور ماہیت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ زبان کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سب سے مشہور تعریف ابو الفتح عثمان بن جنی متوفی 1002ء کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ: ”حد اللغة: أصوات يعبر بها كل قوم عن أغراضهم۔“ یعنی زبان کی تعریف یہ ہے کہ: وہ ایسی آوازیں ہیں جن کے ذریعے ہر قوم اپنے اغراض و مقاصد کا اظہار و بیان کرتی ہے۔

عربی زبان اُن اصوات کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے عرب قوم اپنے اغراض کا اظہار کرتی ہے۔ یہ زبان سینہ بہ سینہ نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچی ہے۔ اس زبان کے چار مصدر ہیں: 1. قرآن، 2. حدیث، 3. ثقہ راویوں کے ذریعے منقول ادب جاہلی، 4. ادب اسلامی۔ فتوحات اسلامیہ کے بعد جب عرب اہل زبان کا مجموعہ کے ساتھ اختلاط ہوا اور اس اختلاط کے نتیجے میں زبان کے بگڑنے کا اندیشہ ہوا تو عرب اہل زبان نے اس زبان کی حفاظت اور کتاب و سنت کے افہام و تفہیم کے لیے اس کے اصول و قواعد منضبط کیے۔ ان مختلف النوع اصول و قواعد کو علوم عربیہ کہتے ہیں۔ یہ وہ علوم ہیں جن کی رعایت اور جن کا لحاظ کرنے سے عربی زبان میں بولنے اور لکھنے کی غلطیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ ان علوم میں سر فہرست علم صرف اور علم اعراب ہیں، مؤخر الذکر کو خوبھی کہتے ہیں اور کبھی کبھی دونوں کے مجموعے کو بھی نحو کہا جاتا ہے۔ دوسرے عربی علوم میں علم رسم یا علم کتابت، معانی، بیان، بدیع، عروض، قافیہ، قرض الشعر، انشاء، خطابت، تاریخ ادب اور متن اللغة شامل ہیں۔

ان علوم عربیہ میں سب سے اہم علم نحو یا قواعد ہے۔ نحوی و صرفی قواعد وہ محور ہے جس کے چاروں سمت عربی زبان اور اس کے دوسرے علوم گردش کرتے ہیں، انھیں قواعد و اصول کی روشنی میں عربی زبان و علوم کا اکتساب ممکن ہے اور کوئی بھی عربی علم ان اصول و قواعد سے مستغنی نہیں رہ سکتا ہے، عربی زبان و علوم کے حقائق و دقائق تک انھیں قواعد کے ذریعے رسائی ہوتی ہے۔ چونکہ کسی بھی زبان کے علوم کی تفہیم اس زبان کی معرفت پر موقوف ہوتی ہے اور زبان کی معرفت اس کے قواعد کی معرفت پر منحصر ہوتی ہے اس لیے ان واضح اور بسیط مقدمات کی وساطت سے ہم بہ آسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ: کسی بھی زبان کے علوم، عقلی ہوں یا نقلی، شرعی ہوں یا ادبی میں بصیرت بلکہ ان کی معرفت کے لیے اس زبان کے قواعد کا علم ناگزیر ہے۔

امام کمال الدین بن محمد الانباری متوفی 577ھ اپنی کتاب ”لمع الأدلة في أصول النحو“ کی گیارہویں فصل میں لکھتے ہیں کہ: ”تمام ائمہ سلف و خلف کا اس بات پر پوری طرح اجماع ہے کہ مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے لیے عربی قواعد کا جاننا شرط ہے اور کوئی

مرتبہ اجتہاد پر فائز نہیں ہو سکتا ہے، خواہ وہ تمام علوم کا جامع ہو، جب تک وہ قواعد عربیہ کو نہیں جانتا ہے۔“

ان عربی قواعد کے جیسا کہ ذکر ہوا۔ دو حصے ہیں: صرف اور اعراب، دونوں کا موضوع کلمہ ہے جسے ہم اس اکائی میں پڑھیں گے۔ علم صرف میں حالت افراد میں کلمے سے بحث ہوتی ہے یعنی کلمے کو مفرد کے طور پر پڑھا جاتا ہے اور علم اعراب میں حالت ترکیب میں کلمے سے بحث ہوتی ہے۔ علم صرف میں مفرد کلمے کے وزن و ہیئت کو موضوع بنایا جاتا ہے جب کہ علم اعراب میں مرکب کلمات کے آخر کی حالت کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ اسی لیے عربی قواعد یا عربی نحو و صرف کی ابتدا کلمے کی تعریف اور اس کے اقسام کے بیان سے ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ نحو کا اطلاق کبھی کبھی علم اعراب پر بھی ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں یہی اصطلاح زیادہ رائج ہے۔

1.3 کلمہ اور اس کی تعریف

منہ سے نکلنے والی ہر آواز لفظ کہلاتی ہے بلکہ اس کی دلالت اور بھی عام ہے۔ عربی میں کہتے ہیں لَفْظُ الشَّيْءِ یعنی کسی چیز کو پھینکنا، ایک طرف ڈالنا، لَفْظُ الْبَلَادِ اُھْلُہا یعنی ملک نے اپنے باشندوں کو باہر نکال پھینکا، لَفْظُ الْبَحْرِ زُرْقًا یعنی سمندر نے ساحل پر ایک کشتی پھینک دی اور لفظ باشی اور بالکلام یعنی زبان سے کچھ کہنا۔ اس طور پر لفظ کا معنی منہ سے نکلنے والی آواز، کلمہ، بول، بات چیت وغیرہ ہے۔ اس لیے لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاتی، اور لفظ اللہ نہیں کہا جاتا کیونکہ لفظ کے ساتھ منہ سے نکلنے، پھینکنے اور علاحدہ کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ البتہ کلمۃ اللہ اور کلام اللہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ لَفْظٌ یَلْفِظُ کا معنی منہ سے نکالنا، پھینکنا اور باہر کرنا وغیرہ ہے لہذا منہ سے نکلنے والی آواز کو بھی لفظ کہتے ہیں اور اگر منہ سے نکلنے والی آواز با معنی ہو تو اسے کلمہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں کلمے کا اطلاق چند حروف ہجا کے مجموعے پر ہوتا ہے۔ کلمہ زبان کی ساخت میں سب سے چھوٹی اکائی ہوتی ہے۔ کلموں سے جملہ اور کلام کی تشکیل ہوتی ہے۔ نحوی حضرات عموماً کلمے کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ”لفظ وضع لمعنی مفرد“ یعنی کلمہ منہ سے نکلنے والی ایسی آواز کا نام ہے جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں یہ قسمیں کلمہ کے مدلولات کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ یعنی جس معنی کے لیے کلمہ وضع کیا گیا ہے اس معنی کی رعایت کی بنیاد پر کلمے کے اقسام متعین ہوتے ہیں۔ کیونکہ کلمے کی دلالت

1. یا تو ذات پر ہوگی۔

2. یا حدث پر ہوگی۔

3. یا پھر ذات اور حدث میں ربط پیدا کرنے والے پر ہوگی۔

پہلی قسم کو اسم، دوسری کو فعل اور تیسری قسم کو حرف کہتے ہیں:

1.4 معانی کلمہ

کلمے کی ان قسموں کو جاننے سے پہلے اس کے مختلف معانی پر ایک نظر ڈال لیں۔ عربی زبان میں کلمہ کے معنی کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں لغوی معنی، عرفی معنی، اصطلاحی معنی اور قرآنی معنی وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں ان معانی اور دلالوں کی مختصر توضیح کی جاتی ہے۔

1.4.1 لغوی معنی

لفظ کلمہ کا مادہ کاف، لام اور میم ہے یعنی کلم، اور یہ مادہ دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔

الف: اس مادے کی پہلی اصل الکلام ہے، جیسے: كَلَمْتُهُ وَ أَكَلَمْتُهُ؛ میں نے اس سے کلام کیا یا میں اس سے کلام کرتا ہوں۔ اس کا مصدر تکلم آتا ہے۔ جب کوئی عرب یہ کہتا ہے ”ہو کلیمی“ تو اس کا معنی یہ ہے کہ: اس نے مجھ سے بات کی یا میں نے اس سے بات کی۔ پھر عربوں نے اس معنی کو وسعت دی اور ہر لفظ مفرد مفہوم کو کلمہ کہنے لگے۔ کبھی کبھی پورے قصے، قصیدے اور خطاب پر بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ عربی معاجم میں کلمہ کی جمع کلمات اور کلم آتی ہے۔

ب: کاف، لام اور میم کے مادے سے دوسری اصل کلم ہے جو کاف کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا معنی ”جرح“، یعنی زخم ہے اور اس کی جمع کلام، کاف کے زیر کے ساتھ، یا کلام، کاف کے پیش کے ساتھ، آتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ۔

وقد يرجى لجرح السيف براء

وما براء لما جرح اللسان

(یعنی: تلوار کے زخم کے بھرنے کی تو امید کی جاتی ہے لیکن زبان نے جسے زخمی کیا ہے اس کے زخم کے اندمال کی امید نہیں ہے)

1.4.2 قرآنی معنی

اگر ہم قرآنی دلالت پر نظر ڈالیں تو پائیں گے کہ کاف، لام اور میم مادے سے بننے والے اسم و فعل کے مختلف صیغے قرآن کریم میں پچھتر بار استعمال ہوئے ہیں، قرآن میں کلام کا اطلاق الفاظ منظومہ پر بھی ہوا ہے، اور ان کے تحت آنے والے معانی کے مجموعے پر بھی ہوا ہے۔

قرآن کریم میں یہ مادہ (ک ل م) کئی معانی اور دالاتوں کے لیے استعمال ہوا ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

الف: کلام اللہ، جیسے: ”كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا“ (النساء: 164) یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يَحْزَنُونَ“ (البقرہ: 75) یعنی ان میں سے ایک گروہ کے لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور اس کے بعد اسے بدل دیتے تھے۔

ب: آیات اللہ یا اللہ کی نشانیاں، جیسے: ”قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدًّا لَكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي۔۔۔“ (الکہف: 109) فرمادیجیے کہ اگر اللہ کے کلمات (آیات) کو بیان کرنے کے لیے سمندر روشنائی کی بن جائے تو میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے گا۔

ج: قرآن کریم، جیسے: ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجْزِهِ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ“ (التوبہ: 6) یعنی اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو آپ اسے پناہ دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام (قرآن) سنے۔

د: کلام مخلوق، جیسے: ”قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا“ (مریم: 29) یعنی ہم اس سے کس طرح بات کریں جو (ابھی) پالنے میں بچہ ہے۔

مذکورہ بالا معانی کے علاوہ قرآن کریم میں کلمہ کا استعمال اور بھی کئی معنوں میں ہوا ہے، کہیں الفاظ و معانی کے مجموعے پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے، جیسے: ”كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ“ (الکہف: 5) یعنی کتنی بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے۔ یہاں کلمے کا اطلاق لفظ

اور معنی دونوں پر ہوا ہے۔ یونہی آیت کریم: ”فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ“ (البقرہ: 37) یعنی پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے (معافی کے) چند کلمات سیکھ لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ کبھی کبھی یہ لغوی مادہ چیزوں اور اشیا پر بھی دلالت کرتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ“ (البقرہ: 124) اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند چیزوں میں آزمایا تو انھوں نے انھیں پورا کر دیا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں لفظ کلمہ کا استعمال قضیہ کے معنی میں بھی ہوا ہے خواہ وہ قضیہ قول ہو یا فعل ہو، جیسے: ”وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا“ (الانعام: 115) یعنی اور آپ کے رب کی بات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پوری ہوئی۔

1.4.3 عرفی معنی

جہاں تک عربی زبان میں لفظ کلمہ کے عرفی معنی کا سوال ہے تو یہ ہمیشہ جملہ تامہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی معروف حدیث میں وارد ہوا ہے۔

”كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔“

(دو ایسے کلمے ہیں جو زبان پر بے حد ہلکے ہیں لیکن میزان پر بہت بھاری ہیں اور خدائے رحمان کو بہت محبوب ہیں: وہ (دو کلمے) سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثال ملتی ہے جہاں کلمہ جملہ تامہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسے آیت کریمہ ”كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا“ (الکہف: 5) یعنی کتنی بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے۔ وہ لوگ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں بولتے ہیں۔ چونکہ صرف جملہ تامہ ہی جھوٹ یا سچ سے متصف ہو سکتا ہے لہذا آیت کریمہ میں وارد لفظ کلمہ سے مراد جملہ تامہ خبریہ ہی ہو سکتا ہے۔ رہا اسم فعل اور حرف کو کلمہ قرار دینا تو یہ محض نحو یوں کی اصطلاح ہے۔ فصیح عربی میں یہ استعمال نہیں ملتا ہے۔ عرب ان مفردات کو حرف کہتے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔ ”مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرٌ حَسَنَاتٍ، أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ: أَلَمْ حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ“ (جس نے قرآن پڑھا تو اسے اس کے ہر حرف کے مقابلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ اَلَمْ حرف ہے بلکہ اَلِف ایک حرف ہے اور لَام ایک حرف ہے اور مِمْ بھی ایک حرف ہے۔)

1.4.4 اصطلاحی معنی

نحو یوں کی اصطلاح میں جو منہ سے نکلے اگر حرف پر مشتمل نہ ہو تو وہ آواز ہے اور اگر حرف پر مشتمل ہو اور کسی معنی کا فائدہ نہ دے تو وہ لفظ ہے اور اگر معنی کا فائدہ دے تو وہ قول ہے۔ اگر یہ قول مفرد ہو تو کلمہ ہے اور اگر مرکب ہو اور نسبت کا فائدہ نہ دے تو جملہ ہے اور اگر نسبت کا فائدہ دے تو کلام ہے۔

عربی حروف ہجائیں ہیں انھیں حروف سے عربی کلمہ کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ حروف تہا تہا محض رمز و علامت ہیں لیکن یہ جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کے مخصوص باہمی اتصال اور ملنے سے کلمہ بنتا ہے۔ مثلاً ہمزہ کو با سے ملانے پر کلمہ ”أَب“ بنتا ہے اسی میں لام جوڑ دینے سے کلمہ ”أَبِل“ بنتا ہے جس کا معنی ہے اونٹ کا گلہ۔ یونہی مزید حروف ملانے سے سہ حرفی، چار حرفی اور پنج حرفی یعنی ثلاثی، رباعی اور خماسی وغیرہ کلمات بنتے ہیں۔ عربی

زبان میں اسم کے حروف سات سے زیادہ نہیں ہوتے جیسے ”استغفار“ اور فعل کے حروف چھ سے زیادہ نہیں ہوتے جیسے ”استغفر“ اور حرف کے حروف پانچ سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں، جیسے ”لکن“۔ واضح رہے کہ عربی میں حرف کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے، حروف ہجاء جس کو حروف مبانی کہتے ہیں یعنی ایسے حروف جن سے کلمے کی بنیاد تعمیر ہوتی ہے اور حروف معانی جو اسم و فعل کے مقابلے میں ہوتے ہیں۔ حروف ہجاء کے باہمی اتصال سے بننے والا یہ کلمہ معنی پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ معنی جزئی ہوتا ہے چنانچہ جب ہم کلمہ ”أب“ کو سنتے ہیں تو صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کسی معین چیز کا نام ہے اور اسے سن کر نہ کسی حکم کا پتہ چلتا ہے اور نہ کسی نسبت کا ادراک ہوتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ: کلمہ چند حروف سے مرکب ایسا لفظ ہے جو کسی جزئی معنی پر دلالت کرے۔ (اللفظة الواحدة التي تتتركب من بعض الحروف الهجائية وتدل على معنى جزئي)

1.5 توضیح مزید

کلمہ کی مزید توضیح کے لیے ہمیں کلام، جملہ، کلم اور قول جیسی اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں جو ایک دوسرے کی تفہیم میں مددگار ہوتے ہیں۔

1- کلام

جو دو یا دو سے زائد کلمہ سے مرکب ہو اور معنی کے اعتبار سے مفید اور مستقل ہو یعنی اس سے فائدہ تامہ حاصل ہوتا ہے جیسے: ”هذا عالم، جاء صديق۔“ کلام ہونے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایک تو ترکیب اور دوسری چیز فائدہ تامہ ہے اگر ہم کہیں: ”هذا“ یا ”جاء“ تو یہ کلام نہیں ہوگا کیونکہ غیر مرکب ہے اور اگر ہم کہیں: ”هذا العالم“ یا ”جاء في يوم الخميس“ تو یہ بھی کلام نہیں ہوگا کیونکہ اس میں ترکیب تو ہے لیکن فائدہ تامہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ نحو میں فائدہ تامہ کا مقصد یہ ہے کہ سننے والا اس سے کوئی پوری بات سمجھ سکے، اور بولنے والا اس پر خاموش ہو سکے۔ خیال رہے کہ ترکیب سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ دونوں کلمے ظاہر ہوں اور ان کا نطق کیا جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے ایک ظاہر اور منطق ہو اور دوسرا مستتر اور ملحوظ ہو، جیسے: ”تفضل، یہ کلام ہے، اور یہ دو کلمے سے مرکب ہے ایک ظاہر ہے اور دوسرا ہے: أنت، جو پوشیدہ اور مستتر ہے۔“

2- جملہ

اکثر نحا کے نزدیک جملہ میں ترکیب تو ہوتی ہے لیکن فائدہ تامہ نہیں ہوتا ہے۔ نحویوں کے بقول جملہ ایسا مرکب ہوتا ہے جو نسبت سے خالی ہو جیسے: ”كتاب زيد، بيت أبيض اور أحد عشر وغيره۔“ بعض نحویوں کے نزدیک جملہ کلام کا مترادف و ہم معنی ہے، دراصل جو لوگ جملہ کو کلام کا ہم معنی قرار دیتے ہیں جملہ سے ان کی مراد جملہ مفیدہ ہے اور جملہ مفیدہ بلاشبہ کلام کا مترادف ہوتا ہے لیکن جملہ غیر مفیدہ پر کلام کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے اور جب ہم جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس میں جملہ سے مراد جملہ مفیدہ ہی ہوتا ہے۔ جملہ مفیدہ یا کلام کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1. جملہ اصلیہ: جس جملے میں صرف مسند اور مسند الیہ ہو۔ یعنی وہ جملہ صرف مبتدا اور خبر یا صرف فعل اور فاعل پر مبنی ہو جیسے: ”هذا زيد“ یا ”قرأ زيد“۔
2. جملہ کبری: جس میں مبتدا ہو اور اس کی خبر جملہ اسمیہ یا خبریہ ہو۔ جیسے: ”حیدر اباد جو ہا طیب“ اور ”حیدر اباد طاب جو ہا“۔
3. جملہ صغری: اس جملہ اسمیہ یا خبریہ کو کہتے ہیں جو کس مبتدا کی خبر واقع ہو جیسے مذکور بالا مثالوں میں ”جو ہا طیب“ اور ”طاب جو ہا“۔

3- کَلِم

جو تین کلموں یا زیادہ سے مرکب ہوا سے نحو یوں کی اصطلاح میں کَلِم کہتے ہیں لفتح ال کاف وکسر اللام، خواہ اس سے کوئی معنی مفید حاصل ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔ کَلِم مفید جیسے: حضارة الهند القديمة اور کَلِم غیر مفید جیسے: حضارة الهند القديمة۔ پہلی مثال کا معنی ہے کہ: ہندوستان کی تہذیب قدیم ہے، جب کہ دوسری مثال کا معنی ہے کہ: ہندوستان کی قدیم تہذیب، مؤخر الذکر سے کوئی تام الفائدہ معنی نہیں حاصل ہوتا ہے لہذا یہ کَلِم غیر مفید ہے۔ اس میں اور جملہ میں فرق ہے کہ کَلِم کم از کم تین کلمات پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ جملہ کا اطلاق دو کلموں کے مرکب پر بھی ہوتا ہے۔

4- قول

ہر وہ لفظ جس کا نطق کیا گیا ہے مفرد ہو یا مرکب مفید ہو یا غیر مفید۔ اس تعریف کی روشنی میں قول کا اطلاق، کلمہ، جملہ، کَلِم اور کلام سبھی پر ہوتا ہے جیسے: لفظ حضارة کلمہ ہے، حضارة الهند جملہ ہے، حضارة الهند القديمة کَلِم ہے اور حضارة الهند القديمة کلام ہے، اور ان چاروں پر قول کا اطلاق ہوتا ہے۔

1.6 مشتقات کلمہ

گزشتہ بیانات سے ہم نے جان لیا کہ کلمہ ایسا لفظ یا قول ہے جو ایک یا مفرد معنی پر مشتمل ہو خواہ وہ معنی مفرد ایک حرف (هجائی) سے حاصل ہو، جیسے: وقی۔ یقی سے امر کا صیغہ 'ق' ہوتا ہے یونہی حروف معانی میں سے یک حرفی لام جارہ اور ہمزہ استفہام بھی کلمہ ہیں۔ کلمے کا استعمال بسا اوقات کلام مفید پر بھی ہوتا ہے اور تقریر، خطبہ اور مقالے پر بھی کلمہ کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: کلمة الشکر سپاس نامے کو، کلمة التحریر ادارہ کو، کلمہ التوحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اور کلمة اللہ حکم و ارادہ الہی کو کہتے ہیں۔ یونہی کالمہ مکالمہ کا معنی کسی سے مخاطب ہونا، گفتگو کرنا، کَلَمَہ تکلیما کا معنی بولنا، کلام کرنا اور تکلم کا معنی بھی گفتگو کرنا ہے۔ تکلم فیہ کا معنی تعریف کرنا اور تکلم علیہ کا معنی مذمت کرنا ہے۔ تکلام کا معنی بسیار گو اور خوش کلام آتا ہے۔ مکالمہ کا معنی بات چیت بھی آتا ہے اور اس سے مکالمہ ہاتفیہ جیسی ترکیب وجود میں آتی ہیں جس کا معنی ٹیلیفون کے ذریعے ہونے والی گفتگو ہے۔ کلیم کا معنی ہے جس سے گفتگو کی جائے۔ اور مُکَلِّم فیہ کا معنی ہے جس بات میں کلام ہو یا جس پر اعتراض ہو وغیرہ۔

معلومات کی جانچ

1- زبان کسے کہتے ہیں۔

2- لمع الأدلة في أصول النحو کے مصنف کون ہیں۔

3- عربی زبان کے مصادر کون کون ہیں۔

4- کلمہ کی کیا تعریف ہے۔

5- قرآن میں کلمہ کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے

1.7 کلمہ کے اقسام

کلمہ کے اقسام کا تفصیلی بیان ایک مستقل اکائی میں ہوگا یہاں اتمام موضوع کے لیے چند اہم باتوں کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھا ہے کہ کلمہ کی دلالت یا تو ذات پر ہوتی ہے یا حدث (واقعہ) پر ہوتی ہے یا ان دونوں کو مربوط کرنے والی چیز پر ہوتی ہے۔ اگر کلمے کی دلالت ذات پر ہو تو اسے اسم کہتے ہیں، اگر حدث پر یعنی کسی کام کے ہونے یا کرنے پر ہو تو اسے فعل کہتے ہیں اور اگر رابطہ بین الذات والحدث پر ہو تو اسے حرف کہتے ہیں۔

اب ان تینوں قسموں کے بارے میں اختصار سے جان لیں، تفصیلات آئندہ اکائیوں میں آئیں گی۔

1.7.1 اسم

وہ کلمہ ہے جو ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جسے حواس خمسہ یا عقل کے ذریعے جانا جاتا ہو اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو۔ (الاسم: هو ما دل علی شیء بحدک بالحواس أو بالعقل وليس الزمن جزءاً منه)

حواس خمسہ سے معلوم کی جانے والی چیزیں جیسے: ولد، قط، نہر اور ورقہ، تمام جمادات و نباتات و حیوانات اس میں شامل ہیں اور عقل سے ادراک کی جانے والی چیزیں جیسے: اخلاق، قیام، مبادی اور مفاہیم وغیرہ۔ اسم کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ وہ ایسا کلمہ ہے جو اپنے معنی پر از خود دلالت کرتا ہے اور زمانے سے مقترن نہیں ہوتا ہے یعنی نہ تو اس کا معنی سمجھنے کے لیے کسی غیر کی ضرورت ہو اور نہ اس میں زمانہ پایا جاتا ہو۔ (الاسم: ما دل علی معنی فی نفسہ غیر مقترن بزمان)، واضح رہے کہ دونوں تعریفوں کا مفاد اور حاصل ایک ہی ہے۔

1.7.2 فعل

وہ کلمہ ہے جو کسی شے کے ہونے پر دلالت کرے اور زمانہ اس کا حصہ ہو۔ (الفعل: ما يدل علی حدوث الشئ والزمن جزءاً منه)، جیسے: رحم (اس نے رحم کیا)، یو رحم (وہ رحم کرتا ہے یا کرے گا)، اور ارحم (تم رحم کرو)، ان مثالوں میں سے پہلی مثال 'رحم' ایک فعل کے حدوث یا اس کے ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں زمانہ ماضی پایا جاتا ہے، جب کہ دوسری مثال زمانہ حال یا استقبال پر مشتمل ہے اور تیسری کسی کام کے طلب پر مشتمل ہے۔ اسم ہی کی طرح فعل کی بھی ایک دوسری تعریف کی جاتی ہے کہ وہ ایسا کلمہ ہے جو اپنے معنی پر از خود دلالت کرتا ہے اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جاتا ہے (ما دل علی معنی فی نفسہ مقترن باحد الأزمنة الثلاثة)

1.7.3 حرف

وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو علی الاستقلال نہ سمجھا جاسکے بلکہ کلام میں دوسرے کلموں (اسم و فعل) کے ساتھ ملنے سے اس کا معنی ظاہر ہو (الحرف: ما دل علی معنی غیر مستقل بالفہم، بل یتظہر من وضع الحرف مع غیرہ فی کلام)۔ ہم پڑھ چکے ہیں کہ اسم ذات پر، فعل حدث (ہونے) پر، اور حرف ذات اور حدث میں ربط پیدا کرنے والے پر دلالت کرتا ہے، لہذا یہ بات فطری ہے کہ اس کا معنی غیر کے ساتھ مربوط ہو اور اس غیر کے بغیر اس کا معنی ظاہر نہ ہو۔ جیسے 'من' ایک حرف ہے اس کا معنی سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے کسی اسم کے ساتھ ملایا جائے جیسے: من المدینة، ومن المسجد الحرام، اسی طرح 'لم' ایک حرف ہے لیکن جب تک اسے کسی فعل سے نہ ملایا جائے اس کا معنی ظاہر نہیں ہوتا ہے جیسے: لم یذهب (وہ نہیں گیا)۔

نحویوں نے کلمے کے ان تینوں اقسام میں محصور ہونے کی یہ صورت بیان کی ہے کہ: کلمہ یا تو معنی فی نفسہ پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا، اگر نہیں کرے گا تو حرف ہوگا، اور اگر معنی فی نفسہ پر دلالت کرے گا تو یا کسی زمانے سے مقتدرن ہوگا یا نہیں ہوگا، اگر مقتدرن ہوگا تو فعل ہوگا ورنہ اسم ہوگا۔

1.8 اقسام کلمہ کی علامتیں

عربی زبان میں علامت اس نشان یا ایسی امتیازی چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مختلف چیزیں ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں اور باہم پہچانی جاتی ہیں۔ جو نشان راستوں میں نصب کیا جاتا ہے تاکہ مسافرین اس سے رہنمائی حاصل کریں اسے بھی عرب علامت کہتے ہیں (ماہی نصب فی الطريق فیہتدی بہ)۔ کسی چیز کی علامت اسے کہتے ہیں جو اس چیز کو دوسری چیزوں سے ممتاز کرے۔ کلمے کی یہ تینوں قسمیں بھی مختلف علامتوں کے ذریعے باہم متمیز ہوتی ہیں۔ ان میں سے اسم اور فعل کی متعین علامتیں ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت ہوتی ہے۔ البتہ حرف میں کوئی ایسی علامت نہیں ہوتی ہے جس کے ذریعے اس کی شناخت کی جاسکے، اسم و فعل کی تمام علامتوں سے خالی ہونا ہی کسی کلمے کے حرف ہونے کی دلیل ہے۔ لہذا جس میں کوئی علامت اسم و فعل نہ ہو وہ کلمہ حرف ہوگا۔

1.8.1 علامات اسم

اسم کی کئی علامتیں ہیں جن کے ذریعے اسم اپنے غیر سے ممتاز ہوتا ہے اور یہ علامتیں فعل یا حرف میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اسم کی یہ علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1.8.1.1 حرف جریا اضافت کے ذریعے مجرور ہونا (الجر بالحرف أو بالاضافة)، جیسے: بسم الله، اور ید الله مع الجماعة (اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے)، پہلی مثال میں کلمہ اسم حرف جار باء کے ذریعے مجرور ہے اور مجرور ہونا اسم کی علامت ہے، اور دوسری مثال میں کلمہ جلالت (اللہ) اضافت کے سبب مجرور ہے، لہذا کلمہ ”اسم“ اور ”اللہ“ دونوں اسم ہیں۔

1.8.1.2 الف لام کا داخل ہونا: کسی کلمے پر الف لام تعریف کا داخل ہونا اس کے اسم ہونے کی علامت ہے۔ جیسے: ”الحق منصور“ (حق کامیاب ہوتا ہے) اور ”الحرية مطلب الشعوب“ (آزادی قوموں کا مقصد ہے) ان دونوں مثالوں میں کلمات: الحق، الحرية اور الشعوب اسما ہیں کیونکہ ان پر الف و لام داخل ہوا ہے۔

1.8.1.3 حرف ندا کا داخل ہونا: کیونکہ صرف اسم کو پکارا جاسکتا ہے فعل اور حرف کو نہیں پکارا جاسکتا لہذا جس کلمے پر حرف ندا داخل ہو وہ اسم ہوگا، جیسے: ”يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَ كِبِّ، وَيَا سَمَاءُ أَقْلَعِي“ (ہود: 44) یعنی اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو (برسنے سے) تھم جا۔ اس مثال میں کلمہ اَرْض اور سماء اسم ہیں کیونکہ دونوں پر حرف ندا داخل ہوا ہے۔

1.8.1.4 مسند الیہ ہونا: ہم جانتے ہیں کہ مسند الیہ اور مسند کلام کے دو رکن اساسی ہیں کوئی کلام ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ جملہ تامہ کے لیے یہ دونوں ضروری ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ جیسے: ذہب زید میں فعل ’ذہب‘ کی اسناد زید کی طرف کی گئی ہے اس جملے میں ’ذہب‘ مسند ہے کیونکہ اس کی اسناد کی گئی ہے اور زید مسند الیہ ہے کیونکہ اس کی جانب فعل ’ذہب‘ کی اسناد کی گئی ہے۔ یونہی جملہ اسمیہ خبریہ: الدین یسر میں کلمہ ’الدین‘ مسند الیہ ہے اور ’یسر‘ مسند ہے کیونکہ اس کی اسناد دین کی طرف کی گئی ہے، لہذا ان دونوں مثالوں

میں زید اور الدین مسند الیہ ہیں اور یہ دونوں اسم ہیں۔ ان مثالوں سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ مسند الیہ ہمیشہ اسم ہوگا البتہ مسند فعل اور اسم دونوں ہو سکتا ہے۔ یہاں پہلی مثال میں مسند فعل ہے اور دوسری میں اسم ہے۔

1.8.1.5 تنوین کا داخل ہونا: کسی کلمے پر تنوین کا داخل ہونا بھی اس کے اسم ہونے کی علامت ہے کیونکہ فعل اور حرف پر تنوین داخل نہیں ہوتی ہے۔ تنوین نون ساکنہ کو کہتے ہیں جو اسم کے آخر میں نطق کے اعتبار سے لاحق ہوتا ہے لیکن لکھا نہیں جاتا ہے۔ تنوین کا لغوی معنی ہے: نون بنانا یا نون کی آواز پیدا کرنا جیسے زید میں تنوین داخل ہونے کے بعد نون کی آواز ہوتی ہے، لیکن وہ نون لکھا نہیں جاتا ہے۔ تنوین کی مشہور چار قسمیں ہیں:

ا۔ تنوین الصرف: یہ تنوین اسمائے معرفہ کے آخر میں لاحق ہوتی ہے، جیسے: رجل و کتاب۔ اسے تنوین التمکین یا تنوین الصرف کہتے ہیں۔ تمکین کا مطلب یہ ہے کہ یہ تنوین جس اسم پر داخل ہوتی ہے اسے ”تمکین فی الإسمیۃ“ بنادیتی ہے یعنی اس کا اسم ہونا بالکل واضح اور متعین ہوتا ہے، نہ اسے حرف سے کوئی مشابہت رہ جاتی ہے اور نہ فعل سے، لہذا نہ اسے مبنی گمان کرنے کا کوئی خطرہ رہتا ہے اور نہ غیر منصرف سمجھنے کا۔ اور اسے تنوین الصرف اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اسمائے معرفہ منصرفہ پر داخل ہوتی ہے۔

ب۔ تنوین التکثیر: یہ تنوین اسمائے مبنیہ کے آخر میں لاحق ہوتی ہے چونکہ یہ تنوین معرفہ اور نکرہ کے درمیان فرق و تمیز پیدا کرتی ہے لہذا اسے تنوین التکثیر کہتے ہیں۔ یہ تنوین بعض اسمائے افعال اور ’ویہ‘ پر ختم ہونے والے اسم کے آخر میں آتی ہے۔ اسم فعل جیسے: صہ، جس کا مطلب ہے کہ جو بات ہو رہی ہے اسے ختم کرو۔ لیکن اگر اس پر تنوین داخل کر دیا جائے تو ’وصہ‘ کا معنی ہے کہ ہر قسم کی بات کو بند کرو۔ اسی طرح کلمہ ’سیبویہ‘ کے آخری حرف کے سکون کے ساتھ معرفہ اور علم ہے، یہ ایک مشہور نحوی عمرو بن عثمان متوفی 180 ہجری کا نام ہے، لیکن اگر اس پر تنوین تکثیر داخل کر دی جائے تو یہ کلمہ نکرہ ہو جائے گا اور ’جاءنی سیبویہ‘ کا معنی ہے میرے پاس سیبویہ نام کا کوئی شخص آیا۔ اور ’مردت بسیبویہ و سیبویہ آخر‘ کا معنی ہے: میں سیبویہ اور اسی نام کے ایک دوسرے شخص کے قریب سے گزرا۔

ج۔ تنوین عوض: تنوین عوض وہ تنوین ہے جو کسی حرف، مفرد یا جملہ کے عوض میں یا ان کے بدلے میں لائی جائے۔ تنوین عوض کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

1. عوض عن الحملۃ: وہ تنوین عوض ہے جو کسی جملے کے بدلے میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: ”جاء الأستاذ و حیثئذ کنت غائباً“ یعنی استاذ آئے اور اس وقت میں غائب تھا۔ اس جملے میں ’اذ پر جو تنوین ہے وہ جملہ ”جاء الأستاذ“ کے عوض میں ہے اور ’حیثئذ‘ کا معنی ہے: حین اذ جاء الأستاذ۔ ایک دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ“ (الواقعة: 84) یعنی اس وقت تم دیکھتے رہتے ہو۔ اس آیت میں موجود تنوین ایک جملے کے عوض اور بدلے میں ہے اور وہ جملہ ہے ”بلغت الروح الحلقوم“ یعنی روح حلق تک پہنچتی ہے۔ تقدیر عبارت ہوگی: وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ بُلِغْتَ الرُّوحَ الحَلْقُومَ تَنْظُرُونَ۔ یعنی جب روح حلق تک پہنچتی ہے اس وقت تم لوگ دیکھتے رہتے ہو۔ دوسرے ظروف کے ساتھ بھی یہ تنوین آتی ہے جیسے: یومئذٍ، ساعتئذٍ اور وقتئذٍ وغیرہ۔

2. عوض عن المفرد: یہ تنوین اسم مفرد کے بدلے میں لائی جاتی ہے اور یہ کل، بعض اور ای پر داخل ہوتی ہے، جیسے: کل یموت، اس کا مطلب ہے: کل انسان یموت (ہر انسان مرنے والا ہے)۔ ایک اور مثال: ”قُلْ اِذْغُوا اللّٰهُ اَوَادْعُو الرِّحْمٰنَ اَيًّا مَا تَدْعُو فَلَهُ

الأسماء الحسنى“ (الاسماء: 110) کہیے کہ اللہ کو پکارو یا رحمان کو جس نام سے بھی پکارتے ہو اس کے سب نام اچھے ہیں۔ آیت کریمہ میں آیا، پر جو تنوین ہے وہ تنوین عوض ہے اور اسم مفرد کے عوض میں ہے۔ یہاں اسم مفرد جس کے عوض یہ تنوین آئی ہے وہ اسم جلالت (اللہ) اور الرحمان ہے۔

3. عوض عن الحرف: یہ تنوین حرف کے بدلے میں آتی ہے اور اسمائے غیر منصرف کو لاحق ہوتی ہے، جیسے: معانٍ و لیلال، حالت رفعی اور جری میں، مثلاً: هذه معانٍ دقيقة، یعنی یہ بڑے باریک معانی ہیں اور تمتعت بلیلال یعنی میں نے کئی رات لطف اٹھایا، اور هُنَّ جوار، یعنی وہ سب بچیاں ہیں۔ خیال رہے کہ ان کلمات پر آنے والی تنوین صرف کی تنوین نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تینوں اسمائے غیر منصرفہ ہیں۔ دراصل یہ تنوین حرف یاء کے عوض میں آئی ہے۔ چونکہ یہ کلمات اصل میں المعانی، اللیالی اور الجوار ہیں۔

د۔ تنوین الترّم: یہ تنوین اشعار میں قافیہ مطلقہ کو لاحق ہوتی ہے۔ قافیہ مطلقہ اس قافیہ کو کہتے ہیں جس کے آخر میں کوئی حرف علت (الف و الواو والیاء) ہو۔ اس کی مثال میں مشہور اموی شاعر جریر بن عطیہ کلبی متوفی 110ھ کا یہ شعر عموماً پیش کیا جاتا ہے۔

أَقْلَى اللُّوم - عَاذَلَ - وَالْعَتَابَن

وقولي، إن أصبتُ: لقد أصابن

(یعنی اے مذمت و ملامت کرنے والی، اپنے مذمت و ملامت کو ترک کر دے اور اگر میں کچھ درست کروں تو اس کا برملا اعتراف کرو۔) اس شعر میں قافیہ العنابہ اور أصابہ تھا۔ اس میں نغمگی کے لیے تنوین ترنم کا اضافہ کیا گیا ہے۔
اور یہ تنوین فعل اور معرف بالالف واللام پر بھی داخل ہوتی ہے جیسا کہ مثال میں ہے۔

1.8.2 علامات فعل

اسم کی طرح فعل کی بھی کچھ علامتیں ہوتی ہیں اگر ان علامتوں میں سے کوئی علامت کسی کلمے میں پائی جاتی ہے تو وہ کلمہ فعل ہوگا۔ فعل کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1.8.2.1 تائے فاعل کا متصل ہونا: اگر کلمے میں تائے فاعل متصل ہو تو یہ اس کلمے کے فعل ہونے کی علامت ہے، جیسے: قرأت، قرأت، قرائنما، قرائم، قرائن

1.8.2.2 تائے تانیث ساکنہ کا متصل ہونا: جس کلمے سے تائے تانیث ساکنہ لگی ہوئی ہو وہ کلمہ بھی فعل ہوگا، جیسے: نَالَتِ الْفِتْنَةُ الْجَائِزَةَ (لڑکی نے انعام پایا۔) ہم جانتے ہیں کہ فعل نالت کی تاء، تانیث کے لیے ہے اور ساکن ہے پڑھنے کی آسانی کے لیے اسے کسرہ دے دیا گیا ہے، اس لیے کہ عربی میں کسی ساکن کو اگر ضرورتاً حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ ہی دیا جاتا ہے (الساکن إذا حوَرک حوَرک بالکسر) کیونکہ نحو یوں کے نزدیک کسرہ ’أَخْفُفَ الحَرَکَات‘ (سب سے ہلکی حرکت) ہوتا ہے۔

1.8.2.3 یاے مخاطبہ کا متصل ہونا: جس کلمے سے یاے مخاطبہ متصل ہوتی ہے وہ بھی فعل ہوتا ہے کیونکہ یاے مخاطبہ بھی فعل کی علامت ہے، جیسے: اٰتٰیہَا الْبِنْتُ، اٰکْرِمِیْ ضِیُوْفَکَ فَاِنَّکَ تَعْرِفٰیْنَ جَزَآءَ اِکْرَامِ الضِّیُوْفِ۔ (بیٹی! اپنے مہمانوں کی عزت کرو، کیونکہ تم

مہمانوں کا اکرام کرنے کا ثواب جانتی ہو، مثال میں 'اکرمی' اور 'تعرفین' کی یا فعل کی علامت ہے۔

1.8.2.4 کلمے سے نون تاکید کا متصل ہونا: کلمے میں نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کا ہونا بھی اس کے فعل ہونے کی علامت ہے، جیسے

آیت کریمہ: "وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاءَ امْرُؤٍ لَيْسَ جَنًّا وَلِيَكُونَ مِنَ الضَّعِيفِينَ" (یوسف: 32) یعنی اگر اس نے وہ نہ کیا جو میں اس سے کہتی ہوں تو وہ ضرور قید کیا جائے گا اور ضرور بے قدر ہوگا۔ اس مثال میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ دونوں جمع ہو گئے ہیں یُسْجَنُّنَ کا آخری نون ثقیلہ ہے اور 'یکونن' کا آخری نون ساکن خفیفہ ہے جو خط مصحف میں 'یکونا' یعنی تنوین کے ساتھ لکھا ہے اور تاکید کے یہ دونوں نون صرف فعل میں پائے جاتے ہیں۔

ہم پڑھ چکے ہیں کہ حرف کے لیے کوئی مخصوص علامت نہیں ہوتی ہے۔ کلمے کا اسم فعل کی علامت سے خالی ہونا ہی حرف کی علامت ہے۔ یعنی جس کلمے میں اسم فعل کی کوئی علامت نہ ہو وہ کلمہ حرف ہوگا۔

معلومات کی جانچ

1. اسم کی تعریف کیجیے، اور اس کی علامتیں بتائیے۔
2. فعل کی تعریف کیجیے، اور اس کی علامتیں بتائیے۔
3. حرف کی تعریف کیجیے۔
4. قول کسے کہتے ہیں، کلمے اور قول میں کیا فرق ہے۔
5. کلمہ، کلم، اور کلام میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کیجیے۔

1.9 اکتسابی نتائج

عربی زبان کے علوم میں قواعد یا علم نحو صرف محوری اہمیت کے حامل ہیں۔ عربی زبان یا اس کے علوم سے واقفیت کے لیے ان قواعد کا سیکھنا از بس ضروری ہے۔ عربی قواعد کے دو حصے ہیں ایک نحو اور دوسرا صرف اور دونوں کا موضوع کلمہ ہے۔ علم صرف میں کلمہ مفرد سے بحث ہوتی ہے، اس کے ذریعے کلمے کے وزن اور اس سے بنائے جانے والے مختلف صیغوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم نحو سے کلمے کی اعرابی حالت معلوم ہوتی ہے اور حالت ترکیب میں کلمے کے احکام کو جاننا جاتا ہے۔ علم نحو کو علم اعراب بھی کہتے ہیں، نحو صرف دونوں کا موضوع کلمہ ہے اور کلمہ وہ لفظ ہے جو کسی مفرد معنی کو بتائے یا کسی جزئی معنی پر دلالت کرے۔ کلمہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں: اگر کلمہ ذات پر دلالت کرتا ہے تو وہ اسم ہے، اگر حدث یا کسی چیز کے ہونے پر دلالت کرتا ہے تو وہ فعل ہے اور اگر ذات و حدث کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے تو وہ حرف ہے۔ کلمے کی یہ تینوں قسمیں مختلف علامتوں کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں۔ اسم کی علامت میں: اضافت یا حرف جر کے ذریعے مجرور ہونا، الف لام کا داخل ہونا، حرف ندا اور تنوین کا داخل ہونا اور مسند الیہ ہونا ہے۔ فعل کی علامتوں میں: تائے فاعل کا کلمے سے متصل ہونا، تائے تانیث ساکنہ کا اس سے ملنا، یا تائے مخاطبہ کا کلمے میں پایا جانا اور نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کا کلمے کے اندر پایا جانا۔ حرف کی کوئی مستقل علامت نہیں ہے۔ کلمے کا اسم فعل کی علامتوں سے خالی ہونا ہی اس کے حرف ہونے کی علامت ہے۔

1.10 نمونے کے امتحانی سوالات

1. کلمے کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجیے اور اس کی مختلف دالالتوں پر مثالوں کے ساتھ روشنی ڈالیے۔
2. کلمے کی قرآنی دالالتوں سے گفتگو کیجیے، قرآن میں یہ مادہ کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے تفصیل سے بیان کیجیے۔
3. اسم و فعل اور حرف کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ذریعے ان کی وضاحت کیجیے۔
4. تنوین کسے کہتے ہیں اور اس کی کون کون سی قسمیں ہیں، مثالوں سے اپنے جواب کو واضح اور مدلل کیجیے۔
5. علامت کسے کہتے ہیں اور اسم و فعل کی کون کون سی علامتیں ہیں، مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

1.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1. شرح ابن عقیل، بہاء الدین عبد اللہ ابن عقیل، میسواں ایڈیشن، قاہرہ: دار التراث، 1980ء۔
2. جامع الدروس العربیۃ، الشیخ مصطفیٰ الغلابینی، میسواں ایڈیشن، بیروت: 1994ء۔
3. النحو الوافی، عباس حسن، تیسرا ایڈیشن، قاہرہ: دار المعارف بمصر۔

اکائی نمبر 2 معرب و مبنی (تعریف و تقسیم)

اکائی کے اجزا

- 2.1 مقصد
- 2.2 تمہید
- 2.3 اعراب کا لغوی و اصطلاحی معنی
 - 2.3.1 اعراب کا لغوی معنی
 - 2.3.2 اعراب کا اصطلاحی معنی
- 2.4 اعراب کا نشوونما
 - 2.4.1 کلام عرب میں اعراب کا وجود
 - 2.4.2 اعرابی احکام و قواعد
- 2.5 معرب اور مبنی
- 2.6 بناء کے اقسام
 - 2.6.1 مبنی اسماء
 - 2.6.2 مبنی افعال
 - 2.6.3 اسمائے افعال
 - 2.6.4 حروف
- 2.7 اعراب کے اقسام
- 2.8 علامات اعراب
 - 2.8.1 علامات رفع
 - 2.8.2 علامات نصب
 - 2.8.3 علامات جر

2.8.4	علامات جزم
2.9	جدول اعرابی
2.10	اكتسابى نتائج
2.11	تمرينات
2.12	فرهنگ
2.13	نمونے کے امتحانی سوالات
2.14	مطالعے کے لیے معاون کتابیں

2.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد طلبہ:

- ☆ اعراب کے لغوی واصطلاحی معانی سے باخبر ہو سکیں گے۔
- ☆ معرب اور مبنی کے اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ عربی زبان میں اعرابی نظام کی خصوصیت و اہمیت اور اس کے نشوونما کی تاریخ جان سکیں گے۔
- ☆ معرب اسما و افعال اور ان میں ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ ہو سکیں گے۔
- ☆ جدول کے ذریعہ احوال اعرابیہ، علامات اعراب اور ان کے امکان استعمال کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

2.2 تمہید

عربی زبان میں کلمات تین قسم کے ہوتے ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ اس اکائی میں ہم عربی کلمات کی ایک ایسی تقسیم کو جانیں گے جس کی معرفت پر عربی عبارت کی صحیح قرأت اور صحیح فہم کا دار و مدار ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ تقسیم بے حد اہم ہے۔

عربی کلمات میں کچھ ایسے کلمے ہیں جن کی آخری حالت بدلتی رہتی ہے جب کہ کچھ کلمے ایسے ہیں جن کے آخری حالت میں میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ ایک حال پر رہتے ہیں۔ کلمات کی یہ دونوں قسم یعنی متغیر الآخر اور غیر متغیر الآخر صرف اسم اور فعل میں ہوتے ہیں، جب کہ حرف کے تمام کلمات ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جن کلمات کا آخر تبدیل ہوتا ہے ان میں تبدیلی، کلام میں ان کی وضع بدلنے سے ہوتی ہے۔ کبھی ان پر زبر کی علامت آتی ہے کبھی زیر کی اور کبھی پیش کی اور کبھی ان کلمات کا آخر ساکن ہوتا ہے۔

بعض کلمات کی جملوں میں وضع بدلنے سے ان کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو ظاہر اعراب کہتے ہیں جو عربی زبان کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک نمایاں خصوصیت ہے اور دنیا کی بہت کم زبانوں میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ ابتدا میں یہ سامی زبانوں کی مشترکہ خصوصیت تھی لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ عربی کے علاوہ تمام سامی زبانوں سے یہ خصوصیت ختم ہو گئی۔

مشہور جرمنی مستشرق کارل بروکلمان نے اپنی کتاب فقہ اللغات السامیہ (سامی زبانوں کی فقہ) میں لکھا ہے کہ: ”قدیم بابلی زبان میں پورے طور سے اعرابی نظام موجود تھا مگر وہ دھیرے دھیرے ختم ہو گیا جیسا کہ دوسری سامی زبانوں کے ساتھ ہوا لیکن عربی زبان جزیرہ عرب میں دوسری زبانوں سے علاحدہ رہنے کے سبب اپنے قدیم خصوصیات کی حفاظت میں کامیاب ہو گئی جن میں نظام اعرابی بھی شامل ہے۔“

عربوں نے اپنی زبان کی حفاظت کا غیر معمولی اہتمام کیا کیونکہ نہ صرف انھیں اپنی زبان سے غیر معمولی تعلق اور اس پر شدید اعتزاز تھا بلکہ یہ زبان نصوص شرعیہ کو سمجھنے کا وسیلہ بھی تھی اور ”مالا یتیم الواجب إلا به فهو الواجب“ (جس کے بغیر فرض نہ پورا ہو وہ بھی فرض ہوتا ہے) کی قبیل سے اس زبان کو سمجھنا اور اچھی طرح جاننا ناگزیر تھا۔ عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ فطری سلیقے کی بنیاد پر عربی زبان بولتے اور سمجھتے تھے اور انھیں کسی نحوی یا صرفی قاعدے سے کسی قسم کی مدد لینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب اسلامی فتوحات کا رقبہ وسیع ہوا اور بہت سی غیر عرب قومیں حظیرہ اسلام میں داخل ہوئیں تو ایک طرف انھیں عربی زبان سکھانے کی ضرورت پیش آئی تو دوسری طرف عجمیوں سے مسلسل اختلاط کے سبب عربوں

کالسانی سلیقہ بھی کمزور ہوا اور عربی بولنے میں نہ صرف عجمیوں سے بلکہ عربوں سے بھی غلطیاں ہونے لگیں اور لحن رائج ہونے لگا۔ عربی زبان و ادب کی کتابوں میں ایسی بہت سی روایتیں ملتی ہیں جن میں لوگوں کے ذریعے کی جانے والی قواعد اور اعراب کی ایسی غلطیوں کا ذکر ملتا ہے۔ کئی ایسی روایتیں بھی ملتی ہیں جن کے بموجب قرآن کی قرأت میں بھی لوگ غلطیاں کرنے لگے تھے، یہاں تک کہ اس بات کا خطرہ ہونے لگا کہ کہیں قرأت کی یہ غلطی معنی کی غلطی کا سبب نہ بن جائے۔ لہذا زبان کی حفاظت کے لیے عموماً اور قرآن وحدیث کی حفاظت کے لیے خصوصاً زبان کے اصول وقواعد مرتب کیے گئے اور اسی سلسلے میں عربی کے مختلف علوم وفنون معرض وجود میں آئے، اعرابی قواعد بھی انھیں کا حصہ ہے۔ چونکہ عربی زبان کی صحیح قرأت اور درست استعمال میں سب سے زیادہ اعرابی قواعد کی اہمیت ہے لہذا سب سے پہلے انھیں پر توجہ کی گئی اور سب سے زیادہ انھیں کا اہتمام کیا گیا۔

ابوالاسود الدؤلی متوفی 69ھ نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے بموجب عربی کے اولین قواعد کو مرتب کیا اور انھوں نے ہی سب سے پہلے کلمے کے نحوی وظیفے اور عمل پر دلالت والی علامتوں کو وضع کیا، فتح اور زبر کی علامت کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ، کسرہ یا زیر کی علامت کے لیے حرف کے نیچے ایک نقطہ، ضمہ یا پیش کے لیے حرف کے بائیں جانب ایک نقطہ، تنوین کے اظہار کے لیے دو نقطے مقرر کیے اور نقطوں سے خالی حرف کو ساکن قرار دیا۔ خلیل بن احمد فراہیدی متوفی 170ھ نے ان علامتوں کو علی الترتیب مختصر ٹیڑھا الف، مختصر یاء اور مختصر واو سے بدل دیا۔ تنوین کے لیے انھیں حروف کو مکرر استعمال کیا، اور ان کے علاوہ خلیل نے سکون کے لیے مختصر خا، ہمزہ کی علامت کے طور پر مختصر عین اور تشدید کے لیے مختصر شین کو مقرر کیا۔ سکون اور کسرہ کے علاوہ خلیل کی وضع کردہ علامتیں آج بھی رائج و مستعمل ہیں۔

2.3 اعراب کا لغوی واصطلاحی معنی

2.3.1 اعراب کا لغوی معنی

اعراب: فعل اعرَبَ۔ يُعرِبُ کا مصدر ہے اور فعل (اعرَبَ) اپنی تمام شکلوں میں توضیح، بیان اور افصاح کا معنی دیتا ہے یعنی کسی چیز کو واضح کرنا، ظاہر کرنا اور اسے بیان کرنا اور یہی معنی فعل (عَرَّبَ) کا ہے اور اس کا مصدر تعریب آتا ہے۔ ازھری نے اپنی معجم تہذیب اللغۃ میں لکھا ہے کہ: ”الإعراب والتعریب معناهما واحد وهو الإبانة“ یعنی اعراب اور تعریب کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے توضیح و بیان۔ اس معنی کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ: ”الشیب تعرب عن نفسها“ یعنی شادی شدہ عورت اپنی خواہش کا اظہار و بیان کرے گی۔ اور ”عرب کلامہ“ کا مطلب ہوا کہ اس نے فصیح طور پر کلام کیا اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔ یہ کلمہ اصالت کا بھی معنی دیتا ہے جیسے: ”فرس معرب“ یعنی اصیل گھوڑا، اصالت زبان کا مطلب یہ کہ زبان وضوح و بیان میں اپنے اصل پر ہو اور اس میں کوئی انحراف نہ ہو۔ عربوں کو عرب نام دینے کی یہ بھی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی زبان بڑی فصیح اور واضح ہوتی ہے۔

2.3.2 اعراب کا اصطلاحی معنی

اعراب کا اصطلاح میں تین معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے:

اول: علم نحو کا مرادف اور ہم معنی۔ یہ اعراب کا قدیم اصطلاحی معنی ہے، اس کے لحاظ سے پورے عربی قواعد کو اعراب کہتے ہیں اور قرون اولیٰ میں اعراب کا یہی اصطلاحی معنی رائج تھا۔ اس عہد میں ”علمہ الإعراب أو تعلم منه الإعراب“ کا معنی تھا اسے عربی قواعد سکھایا یا اس سے

عربی قواعد سیکھا۔ مشہور نحوی الزجاج متونی 311ھ وغیرہ علم نحو کو اعراب کے نام سے ہی موسوم کرتے تھے۔

دوم: لغوی جملے کی تحلیل و توصیف: یہ بھی اعراب کا ایک اصطلاحی معنی ہے۔ نحوی و صرفی اعتبار سے کلمے کے وظیفے اور عمل کا بیان، کلمے کے تقدیم و تاخیر کی تحلیل و توجیہ، معرب و مبنی کے احوال اور حرکات مقدرہ اور ظاہرہ کی تفصیل و تاویل وغیرہ پر بھی اعراب کا اطلاق ہوتا ہے۔ ابو جعفر الختاس متونی 698ھ کی کتاب 'اعراب القرآن'، ابن خالویہ متونی 370ھ کی کتاب 'اعراب ثلاثین سورة من القرآن' اور مکی بن ابی طالب متونی 437ھ کی تصنیف 'مشکل اعراب القرآن' کا تسمیہ اسی اصطلاحی معنی کے زیر اثر ہے۔

سوم: بنا کا مقابل، یہ اعراب کا تیسرا اصطلاحی معنی ہے اور یہی اصطلاحی معنی اس اکائی میں مطلوب ہے اور اس کا مفاد ہے کہ: مختلف عوامل کے داخل ہونے کے سبب کلمے کے آخر میں ہونے والی لفظی یا تقدیری تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور یہ ایک امر معنوی ہے اور اس معنوی امر پر دلالت کرنے والی علامتیں ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔

بہت سے نحویوں نے اعراب کی تعریف کی ہے۔ ذیل میں بعض قدیم و جدید نحویوں کی تعریفات کو ذکر کیا جا رہا ہے:

- 1۔ ابن هشام انصاری مصری متونی 761ھ شرح شذور الذهب فی معرفة کلام العرب میں لکھتے ہیں کہ: "اثر ظاہر أو مقدر یجلبه العامل فی آخر الاسم المتمکن و الفعل المضارع" یعنی اسم متمکن اور فعل مضارع کے آخر کا ایسا ظاہری یا تقدیری اثر جو عامل لایا ہو۔
- 2۔ شیخ مصطفیٰ غلائی متونی 1944ء اپنی مشہور تصنیف جامع الدروس العربیہ میں اعراب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اثر یحدثه العامل فی آخر الكلمة فیکون آخرها مرفوعاً أو منصوباً أو مجزوراً أو مجزوماً، حسب ما یقتضیه ذلک العامل" یعنی اعراب وہ اثر ہے جسے کوئی عامل کلمے کے آخر میں پیدا کرتا ہے، تو وہ کلمہ اس عامل کے تقاضے کے مطابق کبھی مرفوع، کبھی منصوب، کبھی مجزور اور کبھی مجزوم ہوتا ہے۔
- 3۔ استاد حسن عباس متونی 1979ء نے اپنی کتاب النحو الوافی میں اعراب کی تعریف یوں کی ہے: "هو تغیر العلامة التي فی آخر اللفظ بسبب تغیر العوامل الداخلة علیه و ما یقتضیه کل عامل" یعنی کلمے پر داخل ہونے والے عامل کے تغیر کے سبب کلمے کے آخر میں ہونے والے علامتوں کے تغیر اور ہر عامل کے تقاضے کے مطابق ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں۔

2.4 اعراب کا نشوونما

عربی اعراب کے نشوونما کی دو حیثیتیں ہیں:

پہلی حیثیت: عملی اور استعمال کے اعتبار سے عربی زبان میں اعراب کا وجود۔

دوسری حیثیت: اس سے متعلق اصول اور قوانین اور مصطلحات کی وضع۔

2.4.1 کلام عرب میں اعراب کا وجود

اس حقیقت میں نہ کسی کو شک ہے اور نہ کسی قسم کا کوئی اختلاف کہ عربی زبان میں عملی طور پر ہمیشہ اعراب موجود رہا ہے اور عربی زبان کبھی بھی اس سے خالی نہیں رہی ہے۔ اس سلسلے میں مستشرقین وغیرہ کی جانب سے کیے جانے والے تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات بے اصل اور بے بنیاد ہیں۔ دراصل ان حضرات کے شک و اعتراض کا منشا و سبب ان کی وہ حیرت ہے جو عربی زبان کے اعرابی نظام کے استحکام اور اس کی وسعت و دقت کو

دیکھ کر انھیں پیش آتی ہے۔ ان کی رائے میں انسان عام بول چال کی زبان میں اتنے باریک و وسیع قوانین کا اہتمام و التزام نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن شاید یہ اعتراض کرنے والے اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ عرب قوم اپنی زبان سے تعلق اور اس کے اہتمام کے حوالے سے ایک امتیازی خصوصیت کی حامل تھی اور یہ قوم اپنے قوت حافظہ میں بھی دوسری قوموں سے ممتاز تھی اور انھیں دونوں امتیازات کی بنیاد پر انھیں اس سلسلے میں دوسری قوموں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ عرب اپنے فطری سلیقے سے اپنی روزمرہ کی گفتگو میں، اپنی شاعری میں اور اپنے مواثیق و عہود میں اعراب کا استعمال کرتے تھے اور اس کی پوری رعایت کرتے تھے۔ عربی کی قدیم ترین نصوص میں یہ اعرابی ظاہر ملتا ہے، ان حرکات اعرابیہ کے معنوں کو عربی بولنے اور سننے والے دونوں اچھی طرح سے سمجھتے تھے۔

چونکہ عرب اپنی زبان کی فصاحت و بلاغت کا بہت خیال رکھتے تھے، اپنے کلام کی سلاست و وضاحت کا بے حد اہتمام کرتے تھے، لہذا یہ بات بڑی حد تک فطری تھی کہ ان کی زبان اعرابی نظام پر مشتمل ہو، بلکہ اعرابی نظام کو عربی زبان کی سب سے واضح اور اہم خصوصیت قرار دیا گیا۔ عربی کلام کی معنویت اور اس کی حرکت و حرارت سب اسی اعرابی نظام سے قائم تھی۔ جو بھی عربی کلام ہم تک پہنچا ہے وہ سب معرب ہے، مثلاً: الف۔ قرآن کریم فصیح ترین عربی میں نازل ہوا اور پورا پورا معرب ہے۔ اور قرآن نے خود اپنے آپ کو ”عربی مبین“ کہا ہے۔ کوئی مجادل ہی اس امر کا انکار کر سکتا ہے۔

ب۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا منازع فصیح العرب ہیں اور آپ سے مروی جو احادیث ہم تک پہنچی ہیں وہ سب معرب ہیں، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ عرب اپنی زبان کو ہمیشہ اعراب کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔

ج۔ قدیم عربی شاعری بھی ہم تک معرب صورت میں پہنچی ہے۔ علاوہ ازیں عربی شاعری کے قوانین میں اقواء کا وجود اس امر کا غماز ہے کہ عرب ان حرکات کا استعمال مختلف معنوں پر دلالت کے لیے کرتے تھے۔ اقواء کو عیب شمار کرنے کے باوجود اپنے مطلوب معنی کی ادائیگی کے لیے اس عیب کو برداشت کرتے تھے۔ چونکہ معنی کی ادائیگی کے لیے وہ حرکت ضروری ہوتی تھی لہذا قافیہ کے روی کی اس حرکت کو برقرار رکھتے تھے خواہ دوسرے اشعار کی روی کی حرکت سے وہ مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

2.4.2: اعرابی احکام و قواعد

عربی علوم و فنون کے نشوونما میں علم نحو کو اولیت حاصل ہے۔ اگرچہ اعراب نحوی قواعد کا ایک جز بھر ہے لیکن اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر پورے علم نحو کو علم اعراب کا نام دے دیا گیا۔ نحو کے قواعد کی ابتدا بھی اعراب کے بیان سے نہیں ہوتی ہے کیوں کہ نحو کی ابتدا مفرد کلمے کی تعریف و تقسیم سے شروع ہوتی ہے۔ جب کہ اعراب کا تعلق کلمے کی ترکیبی حالت سے ہے لیکن بایں ہمہ جملہ نحوی مظاہر میں سب سے واضح اور جلی مظہر اعراب ہی ہے، غالباً اسی وجہ سے نحو کو اعراب کا نام دیا گیا۔ عربی قواعد کی وضع و تدوین کا بنیادی سبب لحن کا شیوع تھا اور اس لحن کا سب سے بڑا مظہر کلمہ کی آخری حرکت میں ہونے والی غلطیاں تھیں لہذا سب سے پہلے ان حرکتوں کے لیے مختلف علامتیں وضع کی گئیں تاکہ کم از کم قرأت بالخصوص تلاوت قرآن میں غلطیوں سے بچا جاسکے اور عربی زبان کے اس سب سے عظیم مصدر کے پڑھنے میں نطق و بیان کی خطا سے بچا جاسکے۔

ابتدا میں اعراب کا اطلاق پورے نحو پر ہوتا پھر عوامل کے بدلنے سے کلمے کی آخری حرکت کی تبدیلی کو اعراب کا نام دیا گیا۔ اعراب کے عمومی اور خصوصی اطلاق میں ایک تناسب موجود ہے کیونکہ نحو کے تمام موضوعات کی غرض و غایت ایسی نحوی ترکیب کی بنا و تشکیل ہے جو مرکب کلمہ کے

آخر کی حرکت کے ذریعے معنی کی توضیح و بیان کا کام کرے۔ عصر تدوین میں بے شمار اہل علم نے مختلف قبائل کی زبان کا استقرا کر کے اعراب کے قواعد کو منضبط کیا۔ ان میں سرفہرست سیبویہ، کسائی، فراء اور خلیل بن احمد وغیرہ شامل ہیں۔

2.5 معرب اور مبنی

ہم نے پڑھا کہ کلام میں وضع بدلنے سے عربی کے بعض کلمات کے آخر کی حرکت تبدیل ہو جاتی ہے جب کہ کچھ ایسے کلمات ہیں جن کا آخر ہمیشہ ایک طرح رہتا ہے خواہ کلام میں ان کی وضع کیسی بھی کیوں نہ ہو۔ پہلی قسم کو معرب اور دوسری قسم کو مبنی کہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے۔

ضَرَبَ زَيْدٌ۔ زید نے مارا۔

ضَرَبَ حَامِدٌ زَيْدًا۔ حامد نے زید کو مارا۔

قَرَأْتُ كِتَابَ زَيْدٍ۔ میں نے زید کی کتاب پڑھی۔

پہلی مثال میں زید پر پیش ہے، دوسری میں زبر ہے اور تیسری میں زیر ہے۔ یعنی ان تینوں مثالوں میں ”زید“ کی وضع بدلنے سے اس کا آخر یا اس کے آخری حرف کی حرکت بدل گئی ہے۔ لہذا پتہ چلا کہ کلمہ ”زید“ معرب ہے۔ زید اسم ہے، کچھ فعل بھی ہوتے ہیں جن کا آخر کلام میں ان کی وضع بدلنے سے بدل جاتا ہے۔ جیسے:

يَذْهَبُ۔ وہ جاتا ہے۔

لَنْ يَذْهَبَ۔ وہ نہیں جائے گا۔

لَمْ يَذْهَبَ۔ وہ نہیں گیا۔

وضع بدلنے کا مفہوم یہ ہے کہ کلام میں ان کی حالت ایک جیسی نہ رہے۔ مندرجہ بالا مثالوں کے پہلے مجموعے کی پہلی مثال میں زید فاعل ہے، دوسری مثال میں مفعول بہ ہے، اور تیسری میں مضاف الیہ ہے۔ وضع کی اس تبدیلی کے ساتھ اس کے آخر کی حرکت بھی بدلتی رہتی ہے۔ دوسرے مجموعے کی مثالوں میں بھی آخر کی حرکت مختلف ہے کیونکہ کلام میں ان کی وضع بھی الگ الگ ہے۔ پہلی مثال میں فعل تنہا ہے دوسری میں اس پر ”لن“ داخل ہے اور تیسری میں وہ ”لم“ کے بعد آیا ہے۔ دوسری میں زبر ہے اور تیسری میں سکون ہے لہذا معلوم ہوا کہ کلمہ ”یذهب“ بھی معرب ہے۔ وہ عربی کلمات جن کا آخر ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے اور ان کے آخر میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے خواہ کلام میں ان کی وضع کیسی بھی ہو مبنی کہلاتے ہیں۔ ذیل کی مثالوں میں غور کیجیے۔

ضَرَبَ هُوَ لَا۔ ان لوگوں نے مارا۔

ضَرَبَ حَامِدٌ هُوَ لَا۔ حامد نے ان لوگوں کو مارا۔

قَرَأْتُ كِتَابَ هُوَ لَا۔ میں نے ان لوگوں کی کتاب پڑھی۔

مندرجہ بالا تینوں جملوں میں کلمہ ”ہو لا“ کی وضع وہی ہے جو معرب کی گذشتہ مثالوں میں زید کی تھی لیکن ان تینوں مثالوں میں کلمہ ”زید“ کے آخر کی حرکت مختلف ہے جب کہ ان مثالوں میں کلمہ ”ہو لا“ کے آخر میں وضع بدلنے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ

”ہولاء“ ایسا اسم ہے جو مبنی ہے۔ بہت سے افعال بھی ایسے ہوتے ہیں جن کا آخر کسی حال میں نہیں بدلتا۔ جیسے:

البنات يَذْهَبْنَ۔ لڑکیاں جاتی ہیں۔

البنات لَمْ يَذْهَبْنَ۔ لڑکیاں نہیں جائیں گی۔

البنات لَمْ يَذْهَبْنَ۔ لڑکیاں نہیں گئیں۔

ان مثالوں میں کلمہ ”يَذْهَبْنَ“ میں جو کہ فعل ہے کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جب کہ ہر مثال میں اس کی وضع الگ الگ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ کلمہ مبنی ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ جس کلمے کا آخر کلام میں اس کی وضع بدلنے سے بدل جائے وہ معرب کہلاتا ہے اور جس کا آخر کلام میں اس کی وضع بدلنے کے باوجود نہ بدلے وہ کلمہ مبنی کہلاتا ہے۔

چونکہ کلمے کی وضع میں تبدیلی کسی نہ کسی سبب سے ہوتی ہے، جسے نحوی اصطلاح میں عامل کہتے ہیں لہذا معرب اور مبنی کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ جس کلمے کا آخر عامل کے بدلنے سے بدل جائے وہ کلمہ معرب ہے اور جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے وہ مبنی ہے۔

معرب: ایسا کلمہ ہے جس کے آخر کی حرکت عامل کے بدلنے سے بدل جائے۔ (المعرب: الكلمة التي تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخِل عليها)۔ یا معرب وہ کلمہ ہے جس پر اعراب داخل ہوتا ہے (هو اللفظ الذي يدخله الإعراب)۔

جیسے: زيد، السماء، الأرض، يذهب

عامل: وہ ہے جو کلمے میں ایسا اثر ڈالے جس سے ایک خاص معنی کی طرف اشارہ کرنے والی اعرابی علامت پیدا ہو۔ جیسے: فاعليت، مفعوليت وغيره، عام ازیں کہ وہ علامت ظاہر ہو یا مقدر (ما يؤثر في اللفظ تأثيراً ينشأ عنه علامة اعرابية ترمز الى معنى خاص، كالفاعلية والمفعولية أو غيرهما۔ ولا فرق بين أن يكون تلك العلامة ظاهرة أو مقدرة)

مبنی: ایسا کلمہ ہے جس کے آخر کی حرکت عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ (المبني: الكلمة التي لا تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخِل عليها)

جیسے: هذا، من، ذهب، اذهب، يذهبن

ان تعریفات سے ہم اعراب اور بنا کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کلمے میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور اس کے ایک حالت پر باقی رہنے کو بنا کہتے ہیں۔

اعراب: عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں۔ (الإعراب: هو تغير أو آخر الكلم بتغير العامل الداخِل عليها)۔ اعراب کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ: الإعراب: هو تغير الحركة على آخر الكلمة بسبب تغير العامل قبلها۔ دونوں تعریفات کا مفاد ایک ہے۔

بناء: عامل کے بدلنے کے باوجود کلمے کے آخری حرکت کے ایک حالت میں باقی رہنے کو بنا کہتے ہیں۔ البناء: هو عدم تغير أو آخر الكلم بتغير العامل الداخِل عليها)۔ بنا کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ: البناء: هو لزوم آخر الكلمة على حالة واحدة في كل أحوال۔ اعراب کا لغوی معنی ہم پڑھ چکے ہیں اور البناء لغت کے اعتبار سے فعل بنی الشیء کا مصدر ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کی تعمیر کرنا اور اسے

قائم کرنا۔ اور مبنی اسی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

اسما زیادہ تر معرب ہیں، افعال میں فعل مضارع معرب ہے اگر نون تاکید اور نون نسوہ سے خالی ہو۔ حروف سب کے سب مبنی ہیں۔ اسم میں معرب ہونا اصل ہے اور فعل اور حرف میں مبنی ہونا اصل ہے۔

معرب و مبنی اور اعراب و بنا کو سمجھنے اور ان کی تعریفات کو جاننے کے بعد یہ جاننا چاہیے کہ معرب کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلیوں کی نوعیت کیا ہے اور وہ علامات و حرکات کیا کیا ہیں جو معرب کلموں کے آخر میں بدل بدل کر آتی ہیں یا وہ کون کون سی علامتیں اور حرکتیں ہیں جو مبنی کلمات کے آخر میں ہمیشہ برقرار رہتی ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ خواہ ان سے پہلے کوئی بھی عامل ہو یا جملے میں ان کی وضع کیسی بھی کیوں نہ ہو۔

2.6 بناء کے اقسام

بناء کی چار قسمیں ہیں: ضمہ، فتح، کسرہ اور سکون یعنی یہی چار حرکتیں ہیں جو مبنی کلمات کے آخر میں ہمیشہ برقرار رہیں گی، تو جس مبنی کلمہ کے آخر میں ضمہ ہے وہ ہمیشہ اور ہر حالت میں ضمہ ہی رہے گا کبھی نہیں بدلے گا یونہی فتح اور کسرہ اور سکون بھی جن کلمات پر ہوگا وہ بھی ہمیشہ برقرار رہے گا اور تبدیل نہ ہوگا۔ یہ چاروں قسمیں اسم فعل اور حرف تینوں میں پائی جاتی ہیں جب کہ اعراب صرف اسم اور فعل میں ہوتا ہے۔ ضمہ کی علامت پیش ہے، فتح کی علامت زبر ہے کسرہ کی علامت زیر ہے۔ اور سکون کی علامت دائرہ یا مختصر دال ہے البتہ کس مبنی کلمے پر کون سی علامت آئے گی اس کے لیے کوئی قاعدہ نہیں ہے اس کا دار و مدار صرف عربی زبان کی معتبر کتابوں پر ہے۔ عقل و قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہمیں صرف یہ یاد رکھنا ہے کہ مبنی کلمات پر آنے والی ان علامتوں میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

2.6.1 مبنی اسما

اسم میں اصل اعراب ہے اور اکثر اسما معرب ہوتے ہیں لیکن بہت سارے اسما مبنی بھی ہوتے ہیں۔ جیسے:

- 1- ضمائر متصل ہوں یا منفصل، جیسے: انا، انت، هو، لنا، لك، له وغیرہ۔
- 2- اسمائے اشارہ، جیسے: هذا، هذه، هؤلاء وغیرہ۔
- 3- اسمائے موصولہ، جیسے: الذي، التي، الذين، اللاتي، وغیرہ۔
- 4- اسمائے شرط، جیسے: من، ما، متى، أين، كيفما وغیرہ۔
- 5- اسمائے استفہام، جیسے: متى، كم، كيف، من، ما، وغیرہ۔
- 6- مركب اعداد، جیسے: أحد عشر سے تسعة عشر تک۔
- 7- بعض ظروف، جیسے: حيث، أمس، الآن، إذ، إذا وغیرہ۔
- 8- ظرفیت کے معنی پر مشتمل مركب الفاظ، جیسے: لیل نہار، صباح مساء، بین بین وغیرہ۔
- 9- فعال کے وزن پر آنے والے اسمائے خاص (اعلام) جیسے حزام، قطام وغیرہ
- 10- لفظ ”ویہ“ پر ختم ہونے والے اسمائے خاص جیسے: سیویہ، خمارویہ وغیرہ

اسم کی یہ تمام قسمیں بنی ہیں اور بنی ہونے کی وجہ سے ان کا آخر ہمیشہ یکساں رہے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ بنی اسما میں بنا کی چاروں قسمیں پائی جاتی ہیں یعنی ان میں سے کچھ ضمہ پر بنی ہوتے ہیں اور کچھ فتحہ، کسرہ اور سکون پر بنی ہوتے ہیں۔ جیسے:

الف: ضمہ پر بنی ہونے والے اسما؛ جیسے: نحن، حیث وغیرہ

ب: فتحہ پر بنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنت، أين، کیف، خمسة عشر، صباح مساء وغیرہ

ج: کسرہ پر بنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنت، هذه، هؤلاء، أمس، حزام، سيويہ وغیرہ

د: سکون پر بنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنا، هذا، الذي، متى، كم، إذا، وإذا، وغیرہ

2.6.2 بنی افعال

فعل میں اصل بنا ہے اور اکثر افعال بنی ہوتے ہیں۔ فعل ماضی اور فعل امر سب کے سب بنی ہوتے ہیں۔ فعل مضارع بھی دو صورتوں میں بنی ہوتا ہے اور یہ تمام افعال مختلف علامات یا حرکات پر بنی ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ فعل ماضی: فعل ماضی ضمہ فتحہ یا سکون پر بنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: فتحہ پر بنی ہوتا ہے اگر اس سے کچھ متصل نہ ہو جیسے: فَتَحَ، كَتَبَ، جَلَسَ۔

یا اس سے تانیث کی ساکن تا متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْتُ، كَتَبْتُ، جَلَسْتُ

یا اس سے تشنیہ کا الف متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْنَا، كَتَبْنَا، جَلَسْنَا

ب: ضمہ پر بنی ہوتا ہے اگر اس سے جمع کی واو متصل ہو۔ جیسے: فَتَحُوا، كَتَبُوا، جَلَسُوا۔

ج: سکون پر بنی ہوتا ہے اگر اس سے فاعل کی تاء متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْتُ، كَتَبْتُ، جَلَسْتُ۔

یا اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْنِ، كَتَبْنِ، جَلَسْنِ

یا اس سے فاعل کی نا متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْنَا، كَتَبْنَا، جَلَسْنَا

2۔ فعل امر: فعل امر سکون، فتحہ اور حذف پر بنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: سکون پر بنی ہوتا ہے اگر اس کا آخر حرف صحیح ہو اور اس سے کچھ متصل نہ ہو۔ جیسے: افْتَحْ، اكتبْ، اجلسْ

یا اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے: افْتَحْنِ، اكتبْنِ، اجلسْنِ

ب: فتحہ پر بنی ہوتا ہے اگر اس سے نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ متصل ہو۔ جیسے: افْتَحْنِ، اكتبْنِ، اجلسْنِ

ج: حذف نون پر بنی ہوتا ہے، اگر اس کے آخر میں تشنیہ کا الف، جمع کا واو یا خطاب کی یا متصل ہو۔ جیسی افْتَحَا، اكتبوا، اجلسوا

اجلسی

د: حذف حرف علت پر بنی ہوتا ہے اگر اس کا آخر معتل ہو۔ جیسے: احشْ، ادغْ، ارمْ

3۔ فعل مضارع: فعل مضارع فتحہ اور سکون پر بنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: فتحہ پر بنی ہوتا ہے اگر نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ اس سے براہ راست متصل ہو۔

جیسے: هَلْ تَزُجُونَ غَيْرَ اللَّهِ، تَاللَّهِ لَا قَوْلَ الصِّدْقِ۔

ب: سکون پر مبنی ہوگا اگر اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے:

الطَّالِبَاتُ يَفْتَحْنَ الْكُتُبَ، أَتَشْنَ تَذْهَبْنَ إِلَى السُّوقِ۔

فعل مضارع انہیں دو صورتوں میں مبنی ہوگا۔ واضح رہے کہ نون تاکید کے اتصال سے مضارع اسی وقت مبنی ہوگا جب یہ اتصال فعل سے براہ راست ہو۔ جیسے لَيَفْتَحْنَ یا لَيَفْتَحَنَّ لیکن اگر فعل اور نون تاکید کے درمیان میں تشنیہ کا الف، جمع کی واو، یا خطاب کی یاء آجائے تو نون تاکید کے باوجود فعل مضارع معرب ہوگا۔ نون نسوہ مضارع کے دو صیغوں میں ہوتا ہے اور وہ صیغے ہیں: جمع مؤنث غائب (يَذْهَبْنَ) اور جمع مؤنث حاضر (تَذْهَبْنَ)۔ ان دو صورتوں کے علاوہ فعل مضارع معرب ہوگا اور اس پر رفع، نصب اور جزم بدل بدل کر آتا رہے گا۔

2.6.3 اسمائے افعال

اسم فعل وہ کلمہ ہے جو معنی کے اعتبار سے فعل ہوتا ہے لیکن فعل کی علامت کو قبول نہیں کرتا یعنی اپنے ظاہر میں اسم کے مشابہ ہوتا ہے اسی لیے اس کو اسم فعل کہا جاتا ہے۔ یہ فعل ماضی، فعل مضارع اور فعل امر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: هَيِّهَاتَ (بُعْدَ) شَتَّانَ (افْتَرَقَ) سُرْعَانَ (سُرْعَ) وغیرہ ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ أَفَ (اتضجر) آهَ (اتوجع) وِیَ (اتعجب) مضارع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ایہ (زِدَ) صَمَ (اسکت) آمین (استجب) علیک (الزم) وغیرہ فعل امر کے معنی میں آتا ہے۔

اسمائے افعال سب کے سب مبنی ہوتے ہیں ان میں سے کچھ فتح پر، کچھ سکون پر اور کچھ کسرہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے:

الف: فتح پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال، جیسے: هَيِّهَاتَ، شَتَّانَ، سُرْعَانَ وغیرہ

ب: سکون پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال، جیسے: صَمَ، مَهْ، وِیَ وغیرہ

ج: کسرہ پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال، جیسے: آهَ، حِذَارِ، وغیرہ

2.6.4 حروف

ہم جان چکے ہیں کہ حروف سب کے سب مبنی ہوتے ہیں، حروف میں بنا کی چاروں قسمیں یعنی فتح، ضمہ، کسرہ اور سکون پائی جاتی ہیں۔

مثالیں حسب ذیل ہیں۔

الف: فتح پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: اُنْ، ثَمَ، لَيْتَ وغیرہ

ب: ضمہ پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: مِنْذُ

ج: کسرہ پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: بَاءُ جَرِّ، لَامُ جَرِّ

د: سکون پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: اَنْ، مَنْ، هَلْ، فِیْ، اَوْ، وغیرہ

معلومات کی جانچ

1۔ اعراب و بنا کی تعریف کیجیے؟

- 2- معرب و مبنی کسے کہتے ہیں؟
- 3- کارل بروکلمان نے اپنی کس کتاب میں بشمول عربی، سامی زبانوں کا مطالعہ کیا ہے؟
- 4- اقواء کسے کہتے ہیں اور اس سے عربی زبان میں نظام اعراب کی قدامت پر کیسے استدلال کیا جاتا ہے؟
- 5- بنا کی کون کون سی قسمیں ہیں؟
- 6- کون کون سے اسماء مبنی ہیں؟
- 7- اعراب اصطلاح میں کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟
- 8- اعرابی علامتوں کی ابتدائی شکلیں کیا تھیں؟

2.7 اعراب کے اقسام

بناء ہی کی طرح اعراب کی بھی چار قسمیں ہیں: رفع، نصب، جر اور جزم۔ انہیں معرب کے احوال بھی کہتے ہیں یعنی رفع ایک حالت ہے اور نصب، جر اور جزم بھی الگ الگ حالتیں ہیں۔ جو کلمہ حالت رفع میں ہو اسے مرفوع کہتے ہیں، جو حالت نصب میں ہو اسے منصوب کہتے ہیں، جو حالت جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں اور جو حالت جزم میں ہو اسے مجزوم کہتے ہیں۔ اس کو اس طرح سمجھیے کہ رفع، نصب، جر اور جزم اعراب کی قسمیں ہیں اور مرفوع، منصوب، مجرور اور مجزوم معرب مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتا ہے اور فعل معرب مرفوع، منصوب اور مجزوم ہوتا ہے، یعنی جراسم کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور جزم فعل کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ رفع، نصب، جر اور جزم مخصوص حالتوں کا نام ہے، یہ علامتوں یا حرکتوں کا نام نہیں ہے بلکہ کسی کلام میں معرب کلمے کی جو مخصوص وضع ہے اس سے اس کی حالت کا تعین ہوتا ہے کہ وہ کس حالت میں ہے، اب اس حالت پر دلالت کرنے والی کچھ علامتیں ہیں جنہیں دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ معرب کلمہ کس حالت میں ہے۔ یہ علامتیں حرکت (ضمہ، فتح اور کسرہ) بھی ہو سکتی ہیں اور حروف بھی یا پھر کلمے کے آخر کا حذف بھی علامت ہو سکتا ہے۔

2.8 علامات اعراب

رفع، نصب، جر اور جزم میں سے ہر ایک اعرابی حالت کے لیے کچھ علامتیں ہیں۔ جن کے ذریعہ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کلمہ معرب (اسم یا فعل) کس حالت میں ہے یا وہ اعراب کی کون سی قسم ہے یا کسی مخصوص وضع میں اس کا اعراب کیا ہے۔ ان علامتوں میں سے کچھ حرکات ہیں کچھ حروف ہیں اور حذف بھی ایک علامت ہے۔

حرکات تین ہیں: ضمہ، فتح، کسرہ

حروف چار ہیں: الف، واو، یا، نون

حذف تین طرح کا ہوتا ہے۔

الف: حذف حرکت جسے سکون بھی کہتے ہیں۔

ب: حذف آخر جو معتل کلمات میں ہوتا ہے۔

ج: حذف نون جو افعال خمسہ میں ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم معرب کی ہر قسم یا حالت کی علامات کو علیحدہ علیحدہ تفصیل سے جانیں گے۔

2.8.1 علامات رفع

رفع کی چار علامتیں ہیں۔ ضمہ، واو، الف اور نون

1- ضمہ: یہی رفع کی اصلی علامت ہے باقی علامتیں فرعی ہیں اور یہ چار جگہ رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے۔

الف: اسم مفرد صحیح۔ جیسے محمد اور زید ان مثالوں میں، ہذا محمد، جاء زيد

ب: جمع مکسر، جیسے، کتب اور رجال ان مثالوں میں، ہذہ کتب، دخل الرجال

جمع مکسر ایسی جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن برقرار نہ رہے۔

ج: جمع مؤنث سالم، جیسے ہولاء طالبات، جاءت مسلمات، وضعت طاوولات

جمع سالم اس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن برقرار رہے۔

د: ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں کوئی چیز ملی نہ ہو۔ جسے: يَذْهَبُ، يَكُوزُ، يَسْتَقْبِلُ

2- واو: یہ دو مقام پر رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے۔

الف: جمع مذکر سالم، جیسے فاز المجتهدون، ہولاء مسلمون، ان دونوں مثالوں میں مجتہدون اور مسلمون، جمع مذکر سالم ہیں

اور دونوں حالت رفعی میں ہیں کیونکہ مجتہدون فاعل واقع ہو رہا ہے اور مسلمون خبر واقع ہو رہا اور فاعل اور خبر دونوں مرفوع

ہوتے ہیں اور ان دونوں میں واو علامت رفع ہے کیونکہ اگر یہ دونوں کلمے حالت رفع میں نہ ہوں تو واو کے بجائے یا کے ساتھ

ہوں گے جیسے مجتہدین اور مسلمین۔

ب: اسمائے خمسہ: جیسے ہذا أبوك، جاء أخوك، ضرب حموك، لافض فوك، دخل ذو مال

اب، اخ، حم، فم، اور ذو اسمائے خمسہ کہلاتے ہیں کیونکہ ان پانچ اسموں کا اعراب بقیہ اسمائے مختلف ہوتا ہے۔ اگر یہ پانچ یا ئے متکلم

کے علاوہ جیسے کاف خطاب یا غائب کی حا کی طرف مضاف ہوتے ہیں تو حالت رفعی میں ان میں واو علامت رفع کے طور پر استعمال

ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثال میں ہے۔ پہلے چار کاف خطاب کی طرف مضاف ہیں اور اور پانچواں مال کی طرف مضاف ہے اور

سب حالت رفعی میں ہے۔ پہلی مثال خبری ہے دوسری تیسری اور پانچویں فاعل کی ہے اور چوتھی مثال نائب فاعل کی ہے اور نائب

فاعل بھی فاعل اور خبر کی طرح مرفوع ہوتا ہے۔

3- الف: یہ بھی رفع کی علامت ہے اور اس کا استعمال تشنیہ میں ہوتا ہے۔ جیسے ہذان طالبان، نجح المجتهدان، دونوں مثالوں میں

طالبان اور مجتہدان مرفوع ہیں اور ان میں علامت رفع الف ہے۔

4- نون: نون فعل مضارع کے ان پانچ صیغوں میں علامت رفع کے طور پر ہوتا ہے جنہیں افعال خمسہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ افعال

ہیں: یذہبان (تثنیہ مذكر غائب) یذہبون (جمع مذكر غائب) تذہبان (تثنیہ مؤنث غائب و تثنیہ مذكر حاضر) تذہبون (جمع مذكر حاضر) و تذہبین (واحد مؤنث حاضر)۔ یہ درحقیقت سات صیغے ہوتے ہیں جن کی پانچ شکلیں ہیں۔ ان پانچوں افعال میں نون کا ثبوت، رفع کی علامت ہے اور اگر ان میں نون موجود نہیں ہے تو یہ ان افعال کے غیر مرفوع ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے ہم یناطقون بالصدق، أنتما تذہبان، أنت تطبخین

2.8.2 علامات نصب

نصب کی پانچ علامتیں ہیں۔ فتح، الف، یاء، کسرہ اور حذف نون

1۔ فتح: یہ تین جگہ نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ یہی نصب کی اصل علامت ہے۔ باقی علامتیں فرعی ہیں۔

الف: اسم مفرد صحیح جیسے: زید اور اسم رسالت ان مثالوں میں رأیت زیداً، إن محمداً رسول اللہ۔ پہلی مثال میں زید مفعول بہ ہے اور مفعول بہ منصوب ہوتا ہے اور یہ کہ کلمہ اسم مفرد صحیح ہے لہذا منصوب ہونے پر اس کے اخیر میں فتح علامت نصب کے طور پر آیا ہے۔ یونہی اسم رسالت، دوسری مثال میں إن کا اسم ہے اور إن کا اسم بھی منصوب ہوتا ہے لہذا اس پر بھی فتح علامت نصب کے طور پر آیا ہے۔

ب: جمع مکسر: جیسے کتب اور رجال ان مثالوں میں اشتریت کتباً، إن هؤلاء الرجال مجتہدون

ج: ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں کوئی چیز متصل نہ ہو اور اس پر نصب دینے والا فاعل داخل ہو جیسے: لن یذہب، أن تفتح

2۔ الف: یہ اسمائے خمسہ میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے انہیں شروط کے ساتھ جن شروط کے ساتھ اسمائے خمسہ میں

واو، رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے جیسے: استقبلت اباک، لقیث اخاک، رأیت ذامال

3۔ کسرہ: کسرہ جمع مؤنث سالم میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے جیسے: رأیت طالبات، إن المسلمات قانتات۔

4۔ یاء: یہ تثنیہ اور جمع میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ جیسے: کان أبو عبيدة و خالد بن ولید قائدین عظیمین،

إن اللہ یحب المتقین۔ پہلی مثال میں قائدین عظیمین، کان کی خبر ہے جو منصوب ہوتی ہے اور چونکہ یہ دونوں لفظ تثنیہ کے صیغے ہیں

لہذا ان میں علامت نصب یاء ہے۔ یونہی دوسری مثال میں متقین مفعول بہ منصوب اور جمع ہونے کے سبب اس میں علامت نصب یاء

استعمال ہوئی ہے۔

5۔ حذف نون: افعال خمسہ میں حذف نون نصب کی علامت ہوتا ہے۔ یہ مضارع کے وہی پانچ افعال ہیں جن میں نون کی

موجودگی ان کے مرفوع ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ جیسے: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون، آیت کریمہ میں مضارع کے تین

افعال وارد ہوئے ہیں: تنالون، تنفقون اور تحبون۔ پہلے دو سے نون حذف کر دیے گئے ہیں کیونکہ کہ ان میں لن ناصب اور حتی

ناصب داخل ہے لہذا وہ دونوں فعل منصوب ہیں اور نون کا حذف ہی ان کے منصوب ہونے کی علامت ہے۔ تیسرے فعل ”تحبون“

سے پہلے کوئی عامل نصب یا جزم نہیں ہے لہذا وہ حالت رفع میں ہے اور اس کے حالت رفعی میں ہونے کی دلیل اس کے آخر میں نون کی

موجودگی ہے۔

2.8.3 علامات جر

جر کی تین علامتیں ہوتی ہیں۔ کسرہ، یاء اور فتح، یہ حالت صرف اسما کے ساتھ خاص ہے، افعال مجرور نہیں ہوتے ہیں۔

1- کسرہ: یہی جر کی اصلی علامت ہے باقی علامتیں فرعی ہیں۔ کسرہ تین جگہ جر کی علامت ہوتا ہے۔

الف: اسم مفرد صحیح: جیسے تمسک بالخلق الحسن، قرأت کتاب زید مذکورہ دونوں مثالوں میں ”خلق“ اور ”زید“ مجرور ہیں۔ اول الذکر اس لیے کہ اس پر حرف جار داخل ہے جو ”باء“ ہے اور دوسرا اس لیے مجرور ہے کہ وہ مضاف الیہ ہے اور ان دونوں کے مجرور ہونے کی علامت ان کے آخر میں آنے والا کسرہ ہے۔

ب: جمع مکسر: قرأت بابا من الكتب، الحق لا تعرف بالرجال، میں کتب اور رجال دونوں جمع مکسر ہیں اور مجرور ہیں اور ان دونوں پر کسرہ علامت جر کے طور پر آیا ہے۔

ج: جمع مؤنث سالم: جیسے الكتب ثباغ في المكتبات۔ اس مثال میں المكتبات جمع مؤنث سالم اور ”فی“ حرف جر داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور آخر میں موجود کسرہ کی حرکت اس کے مجرور ہونے کی علامت ہے۔

2- یاء: یا کا استعمال تین جگہ پر جر کی علامت کے طور پر ہوتا ہے۔

الف: اسمائے خمسہ: جیسے هذا کتاب اخیک، ماذا فی فیک۔ ان دونوں مثالوں میں اخ اور فم اضافت اور حرف جر کے سبب مجرور ہیں اور اس کی علامت یا ہے۔

ب: تشنیہ: جیسے التقیث من رجلین میں رجلین تشنیہ مجرور ہے اور علامت جر یا ہے۔

ج: جمع: جیسے إن الله مع الصابرين، میں صابرين جمع مجرور ہے اور علامت جر یا ہے۔

3- فتح: یہ اسم غیر منصرف میں جر کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ اسمائے غیر منصرف ایسے اسمائے خاص (اعلام) اور صفات ہوتے ہیں جن پر تنوین نہیں آتی ہے اور یہ مخصوص اوزان اور اسباب پر مشتمل ہوتے ہیں جن کے سبب ان کے تلفظ میں ثقالت اور دشواری پیدا ہو جاتی ہے، لہذا اس ثقالت کو کم کرنے کے لیے اسے حرکتوں میں سب سے ہلکی حرکت فتح دیا جاتا ہے۔ تفصیلات آپ مناسب مقام پر پڑھیں گے جیسے: ”أذهب الی فرعون“ میں کلمہ ”فرعون“ مجرور ہے کیونکہ اس سے پہلے الی حرف جر آیا ہے لیکن چونکہ یہ کلمہ عجمی علم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ لہذا اس کے لیے حالت جر کی علامت فتح ہے۔

2.8.4 علامات جزم

جزم کی تین علامتیں ہیں۔ سکون، حذف آخر اور حذف نون۔ یہ حالت صرف افعال کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اسما مجرور نہیں ہوتے ہیں۔

1- سکون: یہ ایسے فعل مضارع میں جزم کی علامت ہوتا ہے جو صحیح الآخر ہو اور جس سے کوئی چیز متصل نہ ہو۔ جیسے لم یلد ولم یولد، لم

أذهب الی السوق، لا تذهب الی النادی، من یزرغ خیر أبی حصد خیراً۔ ان مثالوں میں لم، لا اور من اداوات جزم ہیں اور یہ تینوں ایسے افعال مضارع پر داخل ہیں جو صحیح الآخر ہیں یعنی جن کا آخر حرف علت نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایسے افعال مضارع ہیں جن سے کوئی چیز متصل ہے (جیسے افعال خمسہ) لہذا ان کے آخر میں سکون علامت جزم کے طور پر آیا ہے۔

(ادوات جزم یا جوازم کا بیان آپ آئندہ اکائی میں پڑھیں گے)

2- حذف آخر: جس فعل مضارع کا آخری حرف، حرف علت ہوتا ہے، حالت جزم میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے اور یہی حذف، اس فعل میں جزم کی علامت ہوتی ہے جیسے: لا تدع مع الله الها آخر، ليف من وعد بوعدہ۔ ان دونوں مثالوں میں فعل مضارع تدع اور يف حالت جزم میں ہیں اور اس کی علامت حرف علت کا حذف ہے کیونکہ یہ دونوں اصل میں يدعو اور يفي تھے جب ان پر لائے نہی اور لام امر جو کہ ادوات جزم میں سے ہیں داخل ہوئے تو ان سے حرف علت حذف کر دیا گیا۔

3- حذف نون: حذف نون افعال خمسہ میں جزم کی علامت ہوتا ہے۔ مثلاً يذهب، يذهبون، تذهب، تذهبون اور تذهبين افعال خمسہ ہیں۔ اب اگر ان پر کوئی جازم آئے تو ان سب کے آخر سے نون حذف ہو جائے گا جیسے لم يذهب، لم يذهبوا، لم تذهب، لم تذهبوا، لم تذهبي

معلومات کی جانچ

- ۱۔ اعراب کی کون کون سی قسمیں ہیں؟
- ۲۔ اعراب کی علامتیں کیا ہیں؟
- ۳۔ رفع کی کتنی علامتیں ہیں؟
- ۴۔ اسمائے خمسہ کسے کہتے ہیں؟
- ۵۔ ثبوت نون کہاں رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے؟
- ۶۔ جمع مکسر کسے کہتے ہیں؟
- ۷۔ افعال خمسہ میں حذف نون کس حالت کی علامت ہے؟
- ۸۔ یا کا استعمال کن مقامات میں جر کی علامت کے طور پر ہوتا ہے؟
- ۹۔ جزم کی علامتیں کون کون سی ہیں؟

2.9 جدول اعرابی

ذیل میں ایک اعرابی جدول دیا جا رہا ہے جس کے ذریعہ آپ ایک نظر میں جان سکتے ہیں کہ: (۱) اعرابی احوال کیا کیا ہیں۔ (۲) ہر ایک حالت کی علامتیں کیا کیا ہیں۔ (۳) اور وہ علامتیں اسماء اور افعال معرب میں کہاں کہاں استعمال ہوتی ہیں۔

حالت	علامت	اسما میں	افعال میں
رفعی	ضمہ	۱۔ اسم مفرد صحیح ۲۔ جمع مکسر ۳۔ جمع مؤنث سالم	فعل مضارع جس کے آخر میں کچھ نہ ہو یعنی وہ افعال خمسہ میں سے نہ ہو۔
	الف	تشنیہ	XXX

XXX	۱۔ اسمائے خمسہ ۲۔ جمع مذکر سالم	واؤ	
افعال خمسہ	XXX	ثبوت نون	رفعی
مضارع جس کے آخر سے کچھ متصل نہ ہو اور اس پر کوئی ناصب داخل ہو۔	۱۔ اسم مفرد ۲۔ جمع مکسر	فتحہ	نصبی
XXX	جمع مؤنث سالم	کسرہ	
XXX	اسمائے خمسہ	الف	
XXX	۱۔ تثنیہ ۲۔ جمع مذکر سالم	یاء	
افعال خمسہ	XXX	حذف نون	نصبی
XXX	۱۔ اسم مفرد ۲۔ جمع مکسر ۳۔ جمع مؤنث سالم	کسرہ	جری
	اسم غیر منصرف	فتحہ	
	۱۔ اسمائے خمسہ ۲۔ تثنیہ ۳۔ جمع مذکر سالم	یاء	
مضارع صحیح الآخر جس سے کچھ متصل نہ ہو	-	سکون	جزمی
مضارع معتل الآخر جس سے کچھ متصل نہ ہو	XXX	حذف حرف علت	
افعال خمسہ	XXX	حذف نون	

2.10 اکتسابی نتائج

وضع یا عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور عامل کے بدلنے کے باوجود کلمے کے آخر کی حرکت کے برقرار رہنے کو بنا کہتے ہیں۔ جس کلمے کے آخر میں تبدیلی ہو اسے معرب اور جس میں تبدیلی نہ ہو اسے مبنی کہتے ہیں۔ معرب کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی حرکات کے ذریعہ ہوتی ہے، حروف کے ذریعہ ہوتی ہے اور حذف کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔ جو معرب کلمات حرکات کے ذریعہ اعراب دیے جاتے ہیں وہ چار ہیں۔

- ۱۔ اسم مفرد صحیح ۲۔ جمع مکسر ۳۔ جمع مؤنث سالم ۴۔ فعل مضارع معرب جس سے کچھ متصل نہ ہو اور جو کلمات حروف کے ذریعے اعراب دیے جاتے ہیں وہ بھی چار قسم کے ہیں۔
- ۱۔ تثنیہ ۲۔ جمع مذکر سالم ۳۔ اسمائے خمسہ ۴۔ افعال خمسہ
اس طرح معربات کل آٹھ ہوتے ہیں۔
- ۱۔ اسم مفرد صحیح: جو تثنیہ جمع نہ ہو، نہ غیر منصرف اور معتل الآخر ہو۔ جیسے زید: محمد وغیرہ
- ۲۔ جمع مکسر: وہ جمع جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے رجل سے رجال وغیرہ
- ۳۔ جمع مؤنث سالم: جس میں واحد کا وزن سلامت رہے۔ جیسے طالبة سے طالبات وغیرہ
- ۴۔ فعل مضارع من غیر الافعال الخمسة: وہ فعل مضارع جس کے آخر میں کچھ متصل نہ ہو اور وہ یہ ہیں:
اذھب، تذهب، تذهب اور یذهب
- ۵۔ تثنیہ: جو دو پر دلالت کرے۔ جیسے رجلان، ولدان
- ۶۔ جمع مذکر سالم: مذکر کی ایسی جمع میں جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جیسے مسلم سے مسلمون وغیرہ
- ۷۔ اسمائے خمسہ: اب، اخ، حم، فم اور ذو
- ۸۔ افعال خمسہ: مضارع کے وہ صیغے جن میں الف تثنیہ، واو جمع اور یاء مخاطب ہوتی ہے اور وہ صیغے یہ ہیں:
یذهبان، یذهبون، تذهبان، تذهبون اور تذهبین

2.11 تمرینات

- ۱۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھیے اور اس کے بعد آنے والے سوالوں کا جواب دیجیے۔
الاستعمار عدو لدود، للشعوب والإنسانية وهو يصطنع الوسائل ليسلب حرية الشعوب و خيراتها، يدعي المستعمرون بأنهم يعملون كي ينهضوا بالشعوب المتخلفة، وينشروا الحضارة فيها، ولكن لم ينجح الاستعمار في خداع الشعوب و لم يستمر حكمه و لم تدم سلطته في أفريقية وآسيا طويلاً، ومن يرد دليلاً على ذلك فليقرأ تاريخ هاتين القارتين۔
- ۱۔ مندرجہ بالا اقتباس میں سے اسم فعل اور حرف کی شناخت کیجیے؟
- ۲۔ اس اقتباس میں جو کہا گیا ہے اسے اپنے الفاظ میں اردو میں پیش کیجیے؟
- ۳۔ اس اقتباس سے مندرجہ ذیل کا استخراج کیجیے؟
الف: دو مرفوع افعال اور ان کی علامت
ب: ایسا فعل مرفوع جس کی علامت ظاہری نہ ہو

ج: دو منصوب افعال جن کی علامت مختلف ہو

د: تین فعل مجزوم

ه: ایک اسم مجرور بہ اضافت اور اس کی علامت

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے تین تین جملے بنائیے جن میں ایک مرفوع ایک منصوب اور ایک مجزوم ہو۔

يذهب، يفتح، يرضى، يأكل، يدعو

3۔ مندرجہ ذیل جملوں میں سے معرب اور مبنی اسما کو علیحدہ علیحدہ تحریر کیجیے۔

الف۔ كيف حالک ب: من أين جئت

ج: جاء أحد عشر طالبا د: سيوبه من كبار النحاة

ه: يستنهض الوادي صباح مساء و: هذا الذي تعرف البطحاء وطنته

4۔ مندرجہ ذیل جملوں میں مبنی کلمات کا تعین کیجیے اور بنا کی قسم بھی بتائیے۔

الف: شربت الماء ب: نظرت الى الطائر

ج: اجلس على الكرسي د: نحن نحب جامعتنا

ه: من هذا الطالب و: الطالبات دخلن في المدرسة

ز: لعل زيدا ينجح ح: هل ذبح جزا رشا

5۔

۱۔ دو جملے بنائیے جن میں سے ہر ایک میں مبنی علی سکون فعل ہو۔

۲۔ دو جملے بنائیے جن میں سے ہر ایک میں فتح پر مبنی فعل ہو۔

۳۔ ایک جملہ بنائیے جس میں ضمہ پر مبنی فعل ہو۔

۴۔ دو جملے بنائیے جن میں سکون پر مبنی اسم ہو۔

۵۔ دو جملے بنائیے جن میں فتح پر مبنی اسم ہو۔

۶۔ دو جملے بنائیے جن میں فتح پر مبنی حرف ہو۔

۷۔ دو جملے بنائیے جن میں سکون پر مبنی حرف ہو۔

6۔ مندرجہ ذیل جملوں میں معرب کی نشاندہی کیجیے اور ان کے آخر پر مناسب علامات لگائیے۔

۱۔ لا يستطيع الإنسان أن يعيش بوحده

۲۔ علي في الحديقة وهو يلعب مع أصدقائه

۳۔ أنت تطبخ الطعام

- ۴۔ تولى عثمان بن عفان الخلافة بعد عمر ابن الخطاب رضى الله عنهما
- ۵۔ إن الرحلات الجوية ممتعة جدا
- ۶۔ تقع المستشفى في وسط المدينة
- 7۔ مندرجہ ذیل افعال مضارع میں نون نسوہ اور تاکید ملا کر انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔
يطبخ، ينظف، يسأل، يقرأ
مندرجہ ذیل جملوں کی نون تاکید خفیفہ اور ثقیلہ سے تاکید کیجیے۔
- 8۔
۱۔ لیجلس علی
۲۔ لا تکثر من الضحك
۳۔ لیجتهد زید
۴۔ او قد المصباح
۵۔ شغلوا المروحة
۶۔ لا تصحب الأوغاد
- 9۔ مندرجہ ذیل جملوں میں وارد افعال مضارع کے اعرابی احوال اور ان کی علامات کا بیان کیجیے۔
الف۔ یقرأ الطالب
ب: يجب أن نحترم الأساتذة
ج: یجری الماء
د: لن أشتهي الطعام
ر: عليك أن تدعو الاصدقاء
س: الأمهات يدبرن شئون المنزل
ط: ماذا تستمعون
ع: الغلامان يأكلان الطعام

2.12 فرہنگ

(الف)

لفظ	معنی
ظاہرہ	کسی شئی کی عمومی حالت
اعتزاز	فخر کرنا
نصوص شرعیہ	کتاب و سنت کی عبارتیں
اختلاط	باہم ملنا
وظیفہ	عمل
اصالت	کسی چیز کا اپنی اصل حالت پر ہونا
جلی	واضح، صاف
مقدر	اندازہ لگایا ہوا

وضع	:	حالت
فتح / یفتح	:	کھولنا
ہیہات	:	دور ہوا
شتان	:	الگ ہوا
سرعان	:	تیز ہوا
أَفِ	:	میں اکتا گیا
آوِ	:	میں درد محسوس کر رہا ہوں
وی	:	مجھے تعجب ہے
ایہ	:	مزید کے مطالبے کے لیے
صہ	:	خاموش رہو
مہ	:	رک جاؤ
آمین	:	قبول کیجیے۔
علیک	:	لازم پکڑو، ضرور کرو
حذار	:	ڈرو
وضع / یضع	:	رکھنا
طاولة	:	میز
فاز / یفوز	:	کامیاب ہونا
حم	:	سسرالی رشتہ دار
نطق / ینطق	:	بولنا
اشتری / یشتري	:	خریدنا
استقبل / یستقبل	:	استقبال کرنا
لقى / یلقى	:	ملاقات کرنا
قائنات	:	اطاعت گزار عورتیں
نال / ینال	:	پانا
أنفق / ینفق	:	خرچ کرنا
البر	:	نیکی

تمسک / یتمسک	:	مضبوطی سے پکڑنا
باع / یبیع	:	بیچنا
النادی	:	کلب، مکان اجتماع
اداة	:	آلہ
زرع / یزرع	:	بونا
حصد / یحصد	:	کاٹنا (فصل)
اکرم / یکرم	:	تعظیم کرنا
مجتهد	:	محنی
هوی / یهوی	:	خواہش کرنا، چاہنا
الفتی	:	نوجوان
الهدی	:	ہدایت
العلی	:	سر بلندی
قضى / یقضی	:	فیصلہ کرنا
الجانی	:	مجرم
عصى / یعصى	:	گناہ کرنا، خطا کرنا
دعا / یدعو	:	بلانا، دعوت دینا
أطاع / یطیع	:	اطاعت کرنا
الجامعة	:	یونیورسٹی
طالبان	:	دو طالب علم

(ب) تمرینات میں وارد الفاظ

الاستعمار	:	نوا آباد کاری
عدو لدود	:	سخت دشمن
الشعوب ج الشعب	:	قومیں
اصطنع / یصطنع	:	بہانہ بنانا، جیلہ سازی کرنا
سلب / یسلب	:	چھیننا
الخیرات	:	پیداوار، نعمتیں، فوائد

نہض / ینہض ب	:	اٹھانا، ترقی کرانا
المتخلفة	:	پس ماندہ، غیر ترقی یافتہ
نشر / ینشر	:	پھیلا نا
الحضارة	:	تہذیب
الخداع	:	دھوکہ، فریب
استمر / یستمر	:	جاری رہنا، لگاتار ہونا
دام / یدوم	:	ہمیشہ رہنا
السلطة	:	حکومت / اقتدار
القارة	:	براعظم
رضی / یرضی	:	راضی ہونا
الجزار	:	قصاب
الشاة	:	بکری
الحديقة	:	باغیچہ
طبخ / یطبخ	:	کھانا پکانا
تولی / یتولی	:	والی بننا، حاکم بننا
الرحلة (ج) رحلات	:	پرواز
الجوية	:	ہوائی
ممتعة	:	دلچسپ، مزے دار
أوقد / یوقد	:	جلانا، روشنی کرنا
جرى / یجرى	:	بہنا، جاری ہونا
استمع / یستمع	:	سننا
الغلام	:	نوعمر لڑکا
اشتہی / یشتہی	:	کھانے کی خواہش ہونا
دبر / یدبر	:	تدبیر کرنا
شؤون	:	معاملات کام کاج
المنزل	:	گھر

الشجعان	:	بہادر لوگ
علامہ یعلو	:	بلند ہونا
نماہینمو	:	بڑھنا، ترقی کرنا
قامہ یقوم ب	:	انجام دینا
حضرہ یحضر	:	حاضر ہونا
نظیفہ	:	صاف ستھری
المستشفى	:	اسپتال، شفا خانہ

2.13 نمونے کے امتحانی سوالات

1. اعراب لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ساتھ ان کی قسمیں بیان کیجیے؟
2. مبنی افعال کون کون سے ہیں اور یہ کن حرکات پر مبنی ہوتے ہیں؟
3. فعل مضارع کب معرب ہوتا ہے مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے؟
4. رفع اور نصب کی کون کون سی علامتیں ہیں، علامات رفع کا محل استعمال بتائیے؟
5. اسمائے خمسہ اور افعال خمسہ کیا ہیں اور ان کا اعراب کیا ہے؟
6. ظاہرۃ اعراب کی اصالت پر روشنی ڈالیں اور اس کے نشوونما کو ضبط تحریر میں لائیے؟
- 8۔ ان اسما کو حالت نصبی اور رفعی میں استعمال کیجیے۔

هذا، الجامعة، الاستاذ، الحديقة

2.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- 1۔ جامع الدروس العربیة
 - 2۔ النحو الوافی
 - 3۔ المعجم المفصل فی النحو العربی
 - 4۔ شرح شذور الذهب فی معرفة کلام العرب
 - 5۔ شرح ابن عقیل علی ألفیة ابن مالک
- الشیخ مصطفی الغلابینی
حسن عباس
عزیزة فوال بابستی
ابن هشام أنصاری مصري
ابن عقیل همدانی مصري

اکائی نمبر 3 اعراب تقدیری، اعراب المملحات والجممل

اکائی کے اجزا

3.1 مقصد

3.2 تمہید

3.3 اعراب ایک نظر میں

3.4 اعراب لفظی، تقدیری اور محلی

3.5 اعراب تقدیری

3.5.1 اعراب لفظی کے اظہار کا نام ممکن ہونا

3.5.2 اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا

3.5.3 اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا

3.6 اعراب المملحات

3.6.1 المملحق بالمشئی

3.6.2 المملحق بجمع المذکر السالم

3.6.3 المملحق بجمع المؤنث السالم

3.7 اعراب الجممل

3.7.1 جملہ جن کا محل اعرابی ہوتا ہے

3.7.2 جملہ جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے

3.8 اکتسابی نتائج

3.9 نمونے کے امتحانی سوالات

3.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

3.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

- ☆ اعراب کی تینوں قسم: لفظی، تقدیری اور محلی کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔
- ☆ اعراب حکائی اور اعراب مسمیٰ بہ سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ ثنی اور جمع کے ملحقات اور ان کے اعراب پر مطلع ہو سکیں گے۔
- ☆ محل اعرابی رکھنے والے جملوں سے آگاہ ہو سکیں گے۔

3.2 تمہید

یہاں تک ہم نے اعراب کی تعریف اس کے احوال، علامات اور ان علامتوں کے محل استعمال کو تفصیل سے پڑھ لیا ہے، اب صرف یہ جاننا ہے کہ معرب اسما و افعال میں مرفوع، منصوب اور مجزوم کیا کیا ہیں اور کس حیثیت میں یہ معربات مرفوع ہوتے ہیں اور کس میں منصوب، مجرور یا مجزوم ہوتے ہیں۔

معرب افعال کی انواع: ہم جان چکے ہیں کہ افعال میں صرف فعل مضارع معرب ہوتا ہے بشرط کہ وہ نون نسوہ اور براہ راست نون تاکید سے خالی ہو، ایسے فعل مضارع کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ مرفوع: ہر وہ فعل مضارع مرفوع ہوتا ہے جو نون تاکید اور نون نسوہ سے خالی ہو اور اس پر کوئی ناصب یا جازم بھی داخل نہ ہو۔ جیسے: فحن نذهب إلى جامعة مولانا آزاد الوطنية الأردنية۔ اس مثال میں ”نذهب“ فعل مضارع ہے جو نون نسوہ اور نون تاکید سے خالی ہے اور اس سے پہلے کوئی ناصب اور جازم بھی نہیں آیا ہے۔ لہذا یہ فعل مضارع معرب اور مرفوع ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی دو ہی علامتیں ہیں ضمہ اور ثبوت نون، چونکہ ثبوت نون افعال خمسہ میں مرفوع کی علامت ہوتا ہے اور نذهب افعال خمسہ میں سے نہیں ہے، لہذا نذهب میں ضمہ ہی رفع کی علامت ہوگا۔

2۔ منصوب: جس فعل مضارع پر کوئی ناصب داخل ہو وہ منصوب ہوتا ہے، اب اگر مضارع منصوب افعال خمسہ میں ہوگا تو اس میں علامت نصب حذف نون ہوگا، ورنہ فتح اس کی علامت ہوگا۔

جیسے: لن يذهب اور لن يذهبوا

3۔ مجزوم: جس فعل مضارع پر کوئی جازم داخل ہو وہ مجزوم ہوتا ہے، اگر مضارع مجزوم صحیح الآخر ہوگا تو اس کی علامت سکون ہوگی، اگر وہ معتل الآخر ہوگا تو حذف آخر اس کی علامت ہوگی اور اگر مجزوم افعال خمسہ میں سے ہوگا تو حذف نون اس کی علامت ہوگی۔ جیسے:

لم يذهب لم نخش لا تقربوا الفواحش

معرب اسما: اسما میں چونکہ اصل اعراب ہے، لہذا اس میں مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی بہت سی قسمیں ہیں جو مختصراً حسب ذیل ہیں:

1۔ مرفوعات: فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، کان کا اسم، ان کی خبر اور تابع مرفوع۔

یہ انواع ہمیشہ مرفوع ہوں گے اور ان پر رفع کی ہی کوئی علامت آئے گی۔ اب وہ علامت کیا ہوگی؟ اس کا تعین اس بات پر ہوگا کہ مذکورہ انواع اپنی ساخت کے اعتبار سے کیا ہیں اگر وہ مفرد منصرف صحیح، جمع مکسر اور جمع مؤنث سالم ہیں۔ تو ان پر ضمہ رفع کی علامت کے طور پر آئے گا۔ جیسے

جاء زید۔ ضرب رجال۔ هن طالبات

مذکورہ مثالوں میں زید فاعل ہے، لہذا مرفوع ہے اور چونکہ مفرد منصرف صحیح ہے، لہذا علامت رفع ضمہ ہے۔ اسی طرح رجال نائب فاعل ہے، لہذا مرفوع ہے اور چونکہ جمع مکسر ہے، لہذا اس کی علامت بھی ضمہ ہے۔ آخری مثال میں طالبات خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور جمع مؤنث سالم ہونے کے سبب اس پر رفع کی علامت کے طور پر ضمہ آیا ہے۔

اب اگر ان مرفوعات میں سے کوئی تشنیہ ہوگا تو اس میں علامت رفع کے طور پر الف آئے گا۔ اور اگر اسماء خمسہ یا جمع مذکر سالم ہوگا تو علامت رفع کے طور پر وا آئے گا۔ جیسے لعب طالبان، هذا أخوك، هؤلاء عالمون

تابع مرفوع کا شمار بھی مرفوع میں ہوگا، یعنی جو ان مذکورہ مرفوعات کا تابع ہوگا وہ بھی مرفوع ہوگا۔ چار چیزیں تو تابع ہوتی ہیں۔

(۱) صفت (۲) عطف (۳) تاکید اور (۴) بدل

جیسے جاء التلميذ المجتهد: اس مثال میں مجتهد تلمیذ کی صفت ہے لہذا وہ بھی مرفوع ہے۔ قرأ خالد وزید میں زید مفعول ہے لہذا وہ بھی خالد کی طرح مرفوع ہے۔ ”ضرب علي نفسه“ (یعنی علی نے خود مارا) میں کلمہ نفس بھی علی کی طرح مرفوع ہے۔ کیونکہ اس کی تاکید ہے۔ بعث زيد أخوك (تیرا بھائی زید بھیجا گیا) اس مثال میں أخوك زید سے بدل ہے لہذا وہ بھی زید کی طرح مرفوع ہے۔ یہ تابع اگر مرفوع کے ہونگے تو مرفوع ہونگے۔ منصوب کے ہونگے تو منصوب اور مجرور کے ہونگے تو ہمیشہ مجرور ہونگے۔

2۔ منصوبات: مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول معہ، مفعول لہ، ظرف زمان، ظرف مکان، حال، تمیز، مستثنیٰ، اسم لا، منادی، خبر کان، اسم ان اور تابع منصوب۔ یہ انواع ہمیشہ منصوب رہیں گے۔ اب اگر یہ مفرد (منصرف صحیح یا جمع مکسر ہونگے تو ان پر علامت نصب فتح آئے گا۔ اگر یہ جمع سالم ہونگے تو ان پر علامت نصب کسرہ آئے گا۔ اسمائے خمسہ ہوں گے تو الف آئے گا اور اگر یہ تشنیہ اور جمع ہوں گے تو ان پر علامت نصب کے طور پر یاء آئے گا۔

3۔ مجرورات: مجرور بہ حرف، مجرور بہ اضافت، تابع مجرور۔ جیسے: کتبت بالقلم، فتحت أبواب النافذة، قرأت کتاب عالم کبیر ان مثالوں میں قلم مجرور بہ حرف ہے نافذہ مجرور بہ اضافت ہے اور لفظ کبیر صفت کی حیثیت سے لفظ عالم مجرور کا تابع ہے۔ اور مرفوعات و منصوبات کی طرح ان مجرورات پر بھی ان کی ساخت کے اعتبار سے کسرہ فتح یا یاء جر کی علامت کے طور پر آئے گا۔

3.3 اعراب ایک نظر میں

عربی زبان میں کلمات تین قسم کے ہوتے ہیں: عمدہ، فضلہ اور اداة۔
عمدہ مسند اور مسند الیہ سے مرکب ہوتا ہے اور یہی دونوں کلام عربی کی اساس ہوتے ہیں، کسی چیز پر کوئی حکم لگانے کو اسناد کہتے ہیں (ہو

الحکم علی الشیء بالشیء)۔ جیسے جملہ: زید مجتہد، اس جملے میں زید پر مجتہد ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لہذا زید مسند الیہ، مجتہد مسند اور جو حکم لگایا گیا ہے وہ اسناد کہلاتا ہے۔ مسند الیہ صرف اسم ہو سکتا ہے، مسند اسم بھی ہوتا ہے اور فعل بھی جیسے: الکتاب مفید اور ینجح المجتہد، پہلے جملے میں الکتاب مسند الیہ ہے اور مفید مسند ہے، دوسری مثال میں المجتہد مسند الیہ اور ینجح فعل مسند ہے۔

مسند الیہ: عربی میں جو چیزیں مسند الیہ واقع ہوتی ہیں وہ ہیں: فاعل، مثلاً: جاء الحق، نائب فاعل، مثلاً: ینتاب المطیع، مبتدا، مثلاً: العلم زین، اسم حروف مشبہ بالفعل (إن، أن، کأن، لیت، لعل)، مثل: إن اللہ رحیم، اسم افعال ناقصہ، مثل: کان اللہ علیما، اسم لائے نفی جنس، مثل: لا الہ الا اللہ، اسم حروف مشابہہ بلیس (ما، لا، لات، اہن)، مثل: ما زید عالما۔

مسند: جو چیزیں مسند واقع ہوتی ہیں وہ ہیں: فعل، خبر المبتدا، خبر حروف مشبہ بالفعل، خبر افعال ناقصہ، خبر اسم لائے نفی جنس، خبر حروف مشابہہ بلیس۔ ان سب کی مثالیں مسند الیہ کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔

مسند الیہ ہمیشہ مرفوع ہوگا صرف حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب ہوتا ہے جب کہ وہ بھی مسند الیہ ہے اور یہ اوپر دی گئیں مسند الیہ کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

مسند چونکہ اسم و فعل دونوں ہوتا ہے لہذا اس کی اعرابی حیثیت دو طرح سے بیان کی جاتی ہے:

۱۔ اگر مسند اسم ہوگا تو وہ بھی ایک حالت کو چھوڑ کر ہمیشہ مرفوع ہوگا اور وہ حالت ہے مسند کا افعال ناقصہ کی خبر واقع ہونا۔ اس ایک صورت میں اسم مسند منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: کان زید عالما۔

۲۔ اگر مسند فعل ہوگا تو فعل مضارع ہونے کی صورت میں بھی مرفوع ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی ناصب یا جازم نہ ہو اور اگر فعل مسند ماضی یا امر ہوگا تو ہم جانتے ہیں کہ اس صورت میں وہ مبنی ہوگا۔

مسند و مسند الیہ ہی کلام عربی کے رکن رکیں ہیں اور اس کی اساس ہیں عربی کلام ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا ہے اسی لیے ان دونوں کے مجموعے کو عمدہ کہا جاتا ہے۔

عمدہ کے بعد کلام عربی کا دوسرا جز فضلہ کہلاتا ہے۔ فضلہ کے لغوی معنی زائد اور اضافی کے ہیں، فضلہ کلام کی تکمیل کے لیے آتا ہے اس کو فضلہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ کلام کے دونوں رکن یعنی مسند و مسند الیہ کے علاوہ ہوتا ہے۔ فضلہ میں مفاعیل خمسہ، حال، تمیز اور استثناء وغیرہ شامل ہیں اور فضلہ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: یحترم التلمیذ الأستاذ، یحسن زید احساناً، طلع الصباح صافیا، یسافر زہیر یوم الجمعة، أجلس أمام المنصة، یقف الطلبة تعظیماً للأستاذ۔ ان مثالوں میں مسند و مسند الیہ ہر جگہ مرفوع اور فضلہ ہر مثال میں منصوب ہے۔

اگر کوئی لفظ عمدہ اور فضلہ دونوں بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس پر رفع اور نصب دونوں جائز ہوں گے۔ جیسے اگر کلام منفی ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو مستثنیٰ کو رفع اور نصب دونوں دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً: ما جاء أحد إلا خالد، وإلا خالد، یعنی اگر معنی کا اعتبار کیا جائے تو رفع دیا جائے گا کیونکہ حقیقتاً آنے والا خالد ہی ہے اور وہ مسند الیہ ہے کہ اس کی جانب فعل کی اسناد کی گئی ہے اور اگر لفظ کی رعایت کی جائے تو وہ فضلہ ہے اور اسے نصب دیا جائے گا۔

اور کلام عربی کا تیسرا حصہ اداة کہلاتا ہے۔ یہ مسند و مسند الیہ اور عمدہ و فضلہ کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر

ہمیشہ یکساں رہے گا کیونکہ یہ مبنی ہے۔

3.4 اعراب لفظی، تقدیری اور محلی

عامل کے بدلنے سے معرب کلمے کے آخر میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تبدیلی حقیقی ہوتی ہے اور دوسری محض اعتباری ہوتی ہے، حقیقی تبدیلی میں ایک تبدیلی محسوس اور ظاہر ہوتی ہے جس کا تلفظ کیا جاسکتا ہے اور دوسری تبدیلی غیر محسوس اور غیر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کا تلفظ یا تو کیا ہی نہیں جاسکتا ہے یا وہ بے حد دشوار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو صحیح الآخر ہوتے ہیں ان میں ہونے والی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ تلفظ میں بھی آتی ہیں لیکن وہ کلمات جو معتل الآخر ہوتے ہیں یعنی جن کے آخر میں حرف علت ہوتا ہے ان پر ہر ایک حرکت ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح اعراب کی کل تین قسمیں ہو جاتی ہیں۔ اعراب لفظی، اعراب تقدیری اور اعراب محلی۔

عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی اگر ظاہر اور محسوس ہو تو اسے اعراب لفظی کہتے ہیں اور اگر ظاہر و محسوس نہ ہو لیکن وہ لفظ معرب ہو اور اعراب کا تقاضا کرتا ہو تو اسے اعراب تقدیری کہتے ہیں، لیکن اگر وہ لفظ مبنی ہو اور اعراب کا تقاضا ہی نہ کرتا ہو تو اس کا اعراب محلی ہوتا ہے یعنی اگر اس مبنی کلمے کی جگہ اور محل میں کوئی معرب لفظ ہوتا تو اس کا یہ اعراب ہوتا۔

۱۔ اعراب لفظی: عامل کی تاثیر اور تقاضے سے کلمے کے آخر میں ہونے والے ظاہری اثر کو اعراب لفظی کہتے ہیں (الاعراب اللفظی: ہو

أثر ظاهر في آخر الكلمة يجعله العامل)۔

مندرجہ ذیل مثال میں غور کیجیے۔

يُكْرَمُ الْأُسْتَاذُ الْمُجْتَهِدُ۔

اس مثال میں یکرّم فعل مضارع مرفوع ہے اور اس کے آخر میں رفع کی علامت ضمہ ہے جو ظاہر ہے جس کا تلفظ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اُستاذ بھی فاعل ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور اس کی علامت بھی ظاہر ہے اور ”مجتهد“ مفعول بہ ہونے کے اعتبار سے منصوب ہے اور اس کے آخر میں نصب کی علامت فتح بھی ظاہر ہے۔ لہذا ان تینوں کلمات کا اعراب اعراب ظاہری یا لفظی ہے۔ معرب کلمات میں زیادہ تر کا اعراب لفظی ہی ہوتا ہے۔ اعراب لفظی کو ہم پچھلی اکائی میں تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں۔

۲۔ اعراب تقدیری: عامل کی تاثیر اور تقاضے سے کلمے کے آخر میں ہونے والے غیر ظاہری اثر کو اعراب تقدیری کہتے ہیں۔ (الاعراب

التقدیری: هو أثر غير ظاهر في آخر الكلمة يجعله العامل) اثر غیر ظاہر کا مفہوم ہے کہ اس پر آنے والی حرکات (ضمہ، فتح، کسرہ اور سکون) مقدر ہوں گے اور ان کا تلفظ نہیں کیا جاسکے گا۔ کیونکہ ان معرب الفاظ کی وضع ایسی ہوگی کہ ان پر حرکتوں کا تلفظ یا تو ممکن نہ ہوگا یا پھر بے حد دشوار ہوگا۔ مقدر کا معنی ہے فرض کیا ہوا یا اندازہ کیا ہوا۔

ایک اور مثال دیکھیے:

يهوى الفتى الهدى للعلی

اس مثال میں ”یہوی“ فعل مضارع مرفوع ہے لیکن علامت رفع ضمہ ظاہر نہیں ہے۔ یونہی ”فتی“ کا ضمہ ”ہدی“ کا فتح اور علی کا

کسرہ بھی ظاہر نہیں ہے جب کہ یہ تینوں علی الترتیب مرفوع، منصوب اور مجرور ہیں بلکہ اگر ہم غور کریں تو پائیں گے کہ ان کلمات کے آخر میں ضمہ، فتح اور کسرہ کا تلفظ ہو ہی نہیں سکتا ہے کیونکہ یہ سب کلمات الف پر ختم ہو رہے ہیں جن پر کسی بھی حرکت کا تلفظ ممکن ہی نہیں ہے لہذا ان چاروں کلمات کا اعراب تقدیری ہے۔

یہ مثال ان کلمات کی تھی جو معتل الفی ہیں البتہ اگر معرب کلمات معتل واوی یا یائی ہوں تو ان پر فتح کا تلفظ کیا تو جاسکتا ہے لیکن ضمہ اور کسرہ کا تلفظ کافی دشوار ہوتا ہے اس لیے حالت رفع اور جر میں ان کا اعراب تقدیری ہوتا ہے البتہ چونکہ معتل کی ان دونوں قسموں پر فتح آسانی سے آجاتا ہے۔ لہذا حالت نصبی میں ان پر فتح آتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے۔

۲۔ يدعو الداعي الى النادی

۱۔ يقضى القاضى على الجانى

۴۔ لن أدعو الى الباطل

۳۔ لن أعصى الله

پہلی دونوں مثالیں حالت رفعی اور جری کی ہیں جن کی علامتیں ضمہ اور کسرہ ہیں لیکن ان دونوں کو یاء اور واو پر لانا دشوار ہے۔ لہذا ”يقضى، قاضی، جانی، يدعو، داعی اور نادى“ سب کا اعراب اعراب تقدیری ہے۔

آخری دونوں مثالوں میں معرب معتل الآخر کلمات اعصى اور ادعو ہیں اور یہ دونوں حالت نصب میں ہیں کیونکہ دونوں پر ناصب ”لن“ داخل ہے اور چونکہ فتح خفیف حرکت ہونے کے اعتبار سے معتل واوی اور یائی پر داخل ہوتا ہے لہذا ان دونوں کا اعراب ظاہری ہے۔ اگر معرب کلمہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس کا اعراب بھی تینوں حالت میں تقدیری ہوتا ہے کیونکہ یاء متکلم کی طرف مضاف کلمات میں بھی اعراب کو ظاہر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ربى الله، اطع ربى اور قرأت کتاب ربى۔

ان تینوں مثالوں میں کلمہ ”ربى“ علی الترتیب مرفوع، منصوب اور مجرور ہے لیکن چونکہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہے لہذا تینوں جگہ ان کا اعراب تقدیری ہے۔

۳۔ اعراب محلی: عامل کے سبب ہونے والے اعتباری تغیر کو اعراب محلی کہتے ہیں اور یہ اعراب نہ ظاہری ہوتا ہے اور نہ تقدیری۔

(الاعراب المحلي: هو تغیر اعتباری بسبب العامل، فلا يكون ظاهراً ولا مقدراً)۔

مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے:

قرأ هؤلاء الطلبة - أكرمت من نجح - أحسنت إلى الذين اجتهدوا - لم ينجحوا الكسلان - قلت: لا إله إلا الله محمد

رسول الله۔

پہلی مثال میں ”هؤلاء“ فعل ”قرأ“ کا فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے، لیکن کلمہ هؤلاء مبنی ہے اور اس پر اعراب نہیں آسکتا ہے البتہ وہ اپنے مقام محل کے اعتبار سے مرفوع ہے، لہذا اسے مبنی علی الکسر و مرفوع محلاً کہا جاتا ہے اور اس کا اعراب حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف اعتباری ہے کیونکہ یہ مبنی ہے جس پر اعراب آتا ہی نہیں ہے۔ اعراب محلی جملہ محلیہ میں بھی آتا ہے یعنی وہ جملہ جس کی حکایت کی جائے اس کا اعراب بھی اعراب محلی ہوتا ہے۔ جیسے گزشتہ مثالوں میں آخری مثال۔ یونہی، قرأت: قل هو الله أحد، سمعت: حي على الصلاة، كتبت: الدين يسر وغیرہ مثالوں میں

قرأت، سمعت اور کتب وغیرہ فعل کے بعد آنے والے جملے جمل محکیہ ہیں اور مفعول بہ ہونے کے اعتبار سے ان کا محل نصب ہے۔

یاد رکھیے! عربی زبان میں تمام جملے مبنی ہیں اب اگر ان پر کوئی عامل آتا ہے تو یہ عامل کے اعتبار سے مرفوع، منصوب یا مجرور محلا ہوتے ہیں اور اگر ان پر کوئی عامل نہیں داخل ہوتا ہے تو ان کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے۔ جمہور کے نزدیک اعراب محلی صرف مبنی کلمات اور جملوں سے متعلق ہوتا ہے، لیکن بعض نحو یوں کے نزدیک بعض صورتوں میں اسم معرب کا اعراب بھی محلی ہو سکتا ہے جیسے: ما جاءنی من رجل یعنی میرے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ ان حضرات کے نزدیک مذکورہ مثال میں کلمہ رجل من زائدہ کے ذریعے مجرور لفظاً ہے لیکن چونکہ یہ فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ مرفوع محلا ہے۔ جب کہ جمہور کی رائے کے مطابق کلمہ رجل کا اعراب تقدیری ہے اور اس کے آخر میں ضمہ مقدرہ ہے جس کے ظہور کو حرف زائد 'من' کے سبب سے پیدا ہونے والے کسرہ نے روک دیا ہے۔

3.5 اعراب تقدیری

کلمہ کے آخر میں عامل کے اثر کے ظاہر نہ ہونے کو اعراب تقدیری کہتے ہیں۔ عربی زبان میں ہر اس کلمہ معربہ کا اعراب تقدیری ہوگا جس پر لفظی اعراب کا اظہار دشوار یا ناممکن ہو، یا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہو، اس لحاظ سے تقدیری اعراب کے تین اہم سبب ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ اعراب لفظی کے اظہار کا ناممکن ہونا

۲۔ اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا

۳۔ اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا

3.5.1 اعراب لفظی کے اظہار کا ناممکن ہونا

اعراب لفظی کے اظہار کے ناممکن ہونے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ اسم مقصور، ۲۔ افعال معتلة بالالف ۱۔ اسم مقصور:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف ثابتہ ہو (الاسم المقصور: هو اسم معرب آخره الف ثابتة) خواہ وہ الف ثابتہ الف ہی کی شکل میں لکھا جاتا ہو جیسے عصا اور رضا یا پھر یاء کی شکل میں جیسے فنی اور ہدی۔ یہ الف اصل یہ نہیں ہوتا ہے بلکہ واو یا یاء سے بدلا ہوا ہوتا ہے، عصا کا الف واو سے بدلا ہوا ہے اور فنی کا الف یاء سے بدلا ہوا ہے کیونکہ دونوں کی تنزیہ علی الترتیب عصوان اور فنیان آتی ہے اور اسم مقصور کا حکم یہ ہے کہ اس کا اعراب ہمیشہ تقدیری ہوگا اور حالت رفعی ونصبی وجرى میں حرکات مقدرہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ الف پر کسی حرکت کو ظاہر کرنا ممکن نہیں ہے۔ مثلاً: یطلب الفتی الہدی للعلی، اس مثال میں الفتی فاعل مرفوع ہے اور علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے، الہدی مفعول بہ منصوب ہے اور علامت نصب فتح مقدرہ ہے اور العلی لام حرف جار کی وجہ سے مجرور ہے اور علامت جر کسرہ مقدرہ ہے۔

إن الہدی ہدی اللہ، اتباع سبیل الہدی، ان دونوں مثالوں میں اسم مقصور ہدی کا تین بار استعمال کیا گیا ہے پہلی بار 'ان' کا اسم ہونے کے سبب منصوب، دوسری بار اسی کی خبر ہونے کے سبب مرفوع اور آخری بار سبیل کی جانب مضاف ہونے کے سبب مجرور اور تینوں احوال میں علی الترتیب علامات اعراب فتح، ضمہ اور کسرہ مقدر ہیں۔ ان مثالوں کو دیکھیے:

رضا اللہ اُسمی الغایات، إن رضا الناس غاية لا تدرك، احرص على رضا الله۔

اس میں پہلی مثال میں رضا مبتدا مرفوع ہے، دوسری میں اسم ان منصوب ہے اور تیسری مثال میں علی حرف جر داخل ہونے کے سبب مجرور ہے اور ہر جگہ اعراب تقدیری ہے۔ ان مثالوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چونکہ اسم مقصور کے آخر میں الف لازم ہوتا ہے جس پر کوئی حرکت نہیں آسکتی ہے، لہذا اس پر آنے والی تمام حرکتیں مقدر ہوتی ہیں۔

۲۔ افعال معتلة بالالف:

چونکہ الف پر حرکات اعرابیہ کا ظہور ممکن نہیں ہے لہذا ایسے معرب افعال جو معتل الالف ہیں ان کے آخر میں بھی حرکات اعرابیہ کا ظہور نہیں ہوگا۔ مثلاً: یھوی، یرضی، یخشی، جیسے:

یھوی الفتی النجاح، لن یرضی العاقل بالکسل، لم یخش المؤمن إلا الله۔

ان تینوں مثالوں میں پہلی دو میں یھوی مرفوع اور یرضی منصوب ہیں اور دونوں کی اعرابی علامت ضمہ اور فتح مقدر ہیں کیونکہ دونوں فعل مضارع معتل بالالف ہیں اور ان پر ضمہ اور فتح ظاہری طور پر لانا ممکن نہیں ہے اور حالت جزم میں الف حذف ہو جائے گا اور اس کی علامت کے طور پر فتح باقی رہے گا۔ تیسری مثال: لم یخش المؤمن إلا الله، میں 'یخش' مجزوم ہے اور علامت جزم حذف الف ہے۔

ان دونوں صورتوں میں اعراب تقدیری ہوتا ہے اور نحو یوں کی اصطلاح میں اس کا سبب تعذر ہوتا ہے جو حرکات کے ظہور کو روک دیتا ہے۔ تعذر کا معنی ہے کہ کسی صورت میں اعراب کا اظہار ممکن ہی نہ ہو۔ رضا اللہ اُسمی الغایات، میں رضا کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا: رضا مبتدا مرفوع ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے تعذر نے ظاہر ہونے سے روک دیا ہے۔ (رضا مبتدا مرفوع و علامہ رفعہ الضمة المقدرة التي منع من ظهورها التعذر) اور یھوی الفتی میں فعل مضارع یھوی کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا: یھوی فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ یہ ناصب و جازم سے خالی ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے تعذر نے ظاہر ہونے سے روک دیا ہے۔ (یھوی فعل مضارع مرفوع لأنه خال من الناصب و الجازم و علامہ رفعہ الضمة المقدرة التي منع من ظهورها التعذر)۔

3.5.2 اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا

اعراب لفظی کے اظہار کے دشوار ہونے کے سبب بھی کلمہ معربہ کا اعراب تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں جن میں اعراب کا اظہار دشواری اور ثقل کا موجب ہوتا ہے اور یہ تین صورتیں ہیں: ۱۔ اسم منقوص، ۲۔ افعال معتلة بالواو والياء۔ ۳۔ یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب۔ ۱۔ اسم منقوص: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یائے ثابتہ ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو۔ (الاسم المنقوص: هو اسم معرب آخره ياء لازمة مكسورة ما قبلها) اور اگر کسی اسم معرب کے آخر میں یائے غیر ثابتہ یا غیر لازمہ ہو جیسے: احسن الى أبيك میں أبي کی یاء، کیونکہ یہ یائے لازمہ نہیں ہے بلکہ علامت اعرابی ہے اور اگر اسم منقوص الف اور لام سے خالی ہو جائے تو حالت رفع و نصب میں یہ یاء محذوف ہو جاتی ہے۔ جیسے: حکم قاضی علی جان لیکن حالت نصب میں باقی رہتی ہے، جیسے: رأیت قاضیاً۔

اسم منقوص کا حکم یہ ہے کہ حالت رفعی اور جری میں اس کا اعراب تقدیری ہوگا البتہ حالت نصبی میں اعراب ظاہری ہوگا۔ ان مثالوں میں

غور کریں:

حکم القاضی علی الجانی، یدھب الداعی الی النادی، رأیت القاضی، ان الخلق العالی سلاح للانسان
 مذکورہ مثالوں میں القاضی اور الداعی فاعل ہونے کے سبب مرفوع ہیں لیکن ان کا اعراب ظاہری نہیں بلکہ تقدیری ہے، یا پڑھنے کا
 اظہار متعذر اور ناممکن نہیں ہے لیکن دشوار ضرور ہے اور دشواری کے سبب ہی علامت اعراب ضمہ کو مقدر رکھا گیا اور یہی حال الجانی اور النادی کا
 ہے دونوں مجرور ہیں اور دونوں کا اعراب ظاہری نہیں تقدیری ہے۔ مثلاً القاضی کے اعراب میں کہیں گے: القاضی فاعل مرفوع ہے اور اس کے
 رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جو ثقل (دشواری) کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا (القاضی: فاعل مرفوع و علامۃ رفعہ الضمۃ المقدرۃ الی منع من
 ظهورھا الثقل) ان مثالوں سے پتہ چلا کہ حالت رفعی اور جری میں اسم منقوص کا اعراب تقدیری ہوتا ہے البتہ حالت نصی میں اس کا اعراب ظاہری
 ہوتا ہے جیسا کہ آخری دونوں مثالوں میں ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ فتح اخف الحركات ہے لہذا فتح کا ظہور ثقل کا موجب نہیں ہوتا ہے
 جب کہ ضمہ اور اور کسرہ کا یا پڑھنے کا سبب ہوتا ہے۔

۲۔ افعال معتلة بالواو والياء:

ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں واو یا یا ہوا اس کا اعراب بھی حالت رفعی میں مقدر ہوگا اور اعراب کی یہ تقدیر دشواری اور ثقل کے سبب
 ہوگی یعنی اس پر ضمہ لانا ممکن تو ہوگا لیکن موجب ثقل ہوگا۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے:

یقضي الحاكم بالحق، يدعو الاسلام الى العفو، يسقي الفلاح الأرض، تجري الرياح بما لا تشتهي السفن، يصحو النائم۔
 مذکورہ تمام مثالوں میں افعال مضارع معتل ہیں واو کے ذریعے یا یا کے ذریعے اور یہ سب حالت رفعی میں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی پر کوئی
 ناصب یا جازم نہیں آیا ہے اور ان کا اعراب ضمہ مقدرہ کے ذریعے ہے کیونکہ ہم جان چکے ہیں کہ واو اور یا پڑھنے کا ظہور ثقیل ہوتا ہے۔ ان کے اعراب
 میں کہا جائے گا (یقضي / يدعو / يسقي / تجري / يصحو: فاعل مرفوع و علامۃ رفعہ الضمۃ المقدرۃ الی منع من ظهورھا الثقل)
 ۳۔ یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب:

یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب کا اعراب بھی اسی قبیل کا ہے کیونکہ جو اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہوگا اس پر ضمہ یا فتح کو لانا
 دشوار ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یائے متکلم کی طرف مضاف یہ اسم مقصور یا منقوص نہ ہو اور نہ تنہیہ اور جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے:

۱۔ ربی اللہ، ۲۔ اطعت ربی، ۳۔ لزمت طاعة ربی، ۴۔ هذا کتابی، ۵۔ قرأت کتابی، ۶۔ انتفعت بکتابی

ان مثالوں میں سے پہلی اور دوسری مثال میں کلمہ 'رب' اسم معرب ہے اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہے۔ ان میں سے پہلی مثال میں
 کلمہ 'رب' مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے مگر علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ مضاف الی یائے متکلم پر ضمہ لانا دشوار ہے اور یا اپنے ماقبل کسرہ کی متقاضی
 ہے اس لیے یائے متکلم سے پہلے آنے والے کلمے کے آخری حرف کی حرکت ہمیشہ کسرہ ہوگی۔ دوسری مثال میں کلمہ 'رب' منصوب ہے کیونکہ مفعول
 بہ ہے اور اس کی علامت فتح بھی مقدرہ ہے۔ تیسری مثال ہے 'لزمت طاعة ربی' جس میں کلمہ رب مضاف الیہ ہونے کی حیثیت سے مجرور ہے اور وہ
 خود بھی یائے متکلم کی طرف مضاف ہے اور وہ یا بھی اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے۔ اب اگر اضافت کو موجود کسرہ کا سبب مانا جائے تو اعراب ظاہری ہے
 اور اگر یا کے تقاضے کو اس کا سبب مانا جائے تو اعراب تقدیری ہے۔ ابن مالک اور جمہور کا مذہب ہے کہ لزمت طاعة ربی جیسی مثالوں میں
 اعراب تقدیری ہے یعنی اس پر موجود کسرہ اعرابی نہیں ہے بلکہ یائے متکلم کے اقتضا کے سبب ہے لیکن محققین نحویوں کی رائے یہ ہے کہ ان تکلفات کی

چنداں حاجت نہیں ہے اس کے اعراب کو اعراب ظاہری مانا جائے اور یہی رائے بہتر ہے۔

3.5.3 اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا

کلمات معربہ پر بسا اوقات اعراب کا اظہار کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہوتا ہے لہذا اس پر تقدیری اعراب لایا جاتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ اعراب لمحی، اور ۲۔ اعراب لمسی بہ۔ محلی سے مراد وہ کلمہ ہے جس کی حکایت کی جائے اور لمسی بہ سے مراد وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے کسی کا نام رکھا جائے۔

۱۔ اعراب لمحی: عربی زبان میں حکایت کا معنی ہے کسی لفظ کو اسی طرح بیان کرنا جیسے اسے سنا ہے (الحکایة: ایراد اللفظ کما تسمعه) حکایت کلمہ کی بھی ہوتی ہے اور جملہ کی بھی ہوتی ہے۔ اور دونوں کی حکایت ویسے ہی ہوگی جیسے انھیں سنا گیا ہے۔ حکایت کلمہ: اس کی مثال ہے: ”کتبت: یعلم“ میں نے ”یعلم“ لکھا یعنی میں نے یہ کلمہ لکھا اور ”یعلم“ فی الواقع فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ ناصب اور جازم سے خالی ہے اور اس مثال میں ”یعلم“ فعل کتبت سے مفعول بہ ہے اور اسے منصوب ہونا چاہیے لیکن چونکہ وہ محلی ہے لہذا اس کے اعراب حکائی (مرفوع) کو برقرار رکھا جائے گا اور اس جملے میں اس کا اعراب تقدیری ہوگا جس کے ظہور کو اعراب حکائی نے روک دیا ہے۔ (یعلم مفعول بہ منصوب بالفتحة المقدرة منع من ظهورها حركة الحكاية)۔ اگر کہا جائے کہ ”جملہ ”رأیت سعیدا“ میں سعیدا کا اعراب بتائیے تو جواب ہوگا ”سعیدا: مفعول بہ“ یعنی سعیدا مفعول بہ ہے اور اس جملہ میں سعیدا مبتدا اور مفعول بہ خبر ہے اور ہم جانتے ہیں کی مبتدا مرفوع ہوتا ہے لیکن اعراب حکایت کی رعایت کے سبب اسے قدیم حال پر رکھا گیا ہے اور اس جملے میں اس کا اعراب تقدیری ہے، ہم کہیں گے (سعیدا: مبتدا مرفوع بالضممة المقدرة منع من ظهورها حركة الحكاية)۔

بسا اوقات ”من“ استفہامیہ کے بعد اعلام (اشخاص) کی بھی حکایت ہوتی ہے، جیسے آپ کہیں: ”رأیت خالداً“ تو آپ سے پوچھا جائے ”من خالد؟“ پہلے جملے میں خالد مفعول بہ منصوب ہے لیکن دوسرے جملے میں خالد خبر ہے اور مرفوع ہے لیکن سائل نے حکایت کے اعراب کو برقرار رکھا ہے۔ اس جملے کے دونوں اجزاء کے اعراب میں کہا جائے گا (من: مبتدا مبني على السكون مرفوع محلا، خالد: خبر مرفوع و علامة رفعه الضمة المقدرة منع من ظهورها حركة الحكاية)۔

حکایت جملہ: کلمہ ہی کی طرح جملہ کی بھی حکایت کی جاتی ہے۔ جیسے: قال المؤذن: حي على الصلاة، قرأت: لا إله إلا الله، سمعت: الحق يعلو ولا يعلو عليه، قلت: قل هو الله أحد، ان جملوں میں قال المؤذن، قرأت، سمعت اور قلت کے بعد آنے والے جملے محلی جملے یا جمل محکیہ ہیں اور یہ سب مفعول بہ منصوب ہیں یعنی ان سب کا محل نصب ہے اور ان کا اعراب محلی ہے۔

۱۔ اعراب لمسی بہ: لمسی بہ ایسا نام ہے جو ایسے لفظ سے منقول ہے جس کی زبان میں ایک اصل ہے اس کا اعراب بھی تقدیری ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی شخص کا نام کلمہ مبنی کے ساتھ رکھ دیں تو تینوں اعرابی حالت میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ مثلاً اگر کسی آدمی کا نام رب یا منذ یا کیف رکھ دیا جائے تو ان کلمات کے آخر کی اعرابی حرکتیں مقدر رہیں گی اور بنائی حرکتیں برقرار رہیں گی۔ مثلاً: ضرب رب منذ بمساعدة كيف یعنی رب نے منذ کو کیف کی مدد سے مارا۔ اس مثال میں رب فاعل مرفوع جس کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا (رب فاعل مرفوع و علامة رفعه الضمة المقدرة منع من ظهورها حركة البناء الأصلي)۔ منذ مفعول بہ منصوب جس کی علامت فتح

مقدرہ ہے جسے بناء اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا اور کیف مضاف الیہ مجرور جس کی علامت کسرہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا۔ اس کی ایک مثال لفظ حسنین ہے یہ تثنیہ ہے اور حالت نصبی یا جری میں ہے اور ان دونوں حالتوں میں اس کا اعراب یا اور نون کے ساتھ آتا ہے لیکن اگر کسی کو اس کلمے کی اسی حالت کے ساتھ موسوم کر دیا جائے تو حالت رفعی میں بھی یہ یوں ہی رہے گا مثلاً: ”جاء حسنین“، اور اس مثال میں یہ کلمہ فاعل مرفوع ہے جس کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا۔ اسی طرح زیدان اور حمدان وغیرہ بھی ہیں۔

اگر کسی کو جملہ کے ساتھ موسوم کیا جائے تو اس کا اعراب بھی تقدیری ہوگا۔ جیسے: جاد الحق، وتابط شرأ وفتح الله وغیرہ۔

3.6 اعراب الملحقات

عربی زبان میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو تثنیہ اور جمع کے ساتھ ان کے اعراب میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ تثنیہ اور جمع کی صورت میں ہوتے ہیں مگر ان کی شرائط پر پورا نہیں اترتے ہیں اور عربوں نے انہیں اسی طرح استعمال کیا ہے۔ لفظی طور پر ملحق: فعل الحق سے مفعول کا صیغہ ہے اور اس کی جمع ملحقات اور ملاحق آتی ہے۔ ”لحق بالشیء: لصق به“ کسی چیز سے ملنا اس پر اضافہ کرنا، زائد ہونا وغیرہ۔

ملحقات تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ الملحق بالمشی: جو دو مذکر اور دو مؤنث پر دلالت کرے اور اعراب میں اس کے ساتھ ثنی کا معاملہ کیا جائے اور اسی کی طرح حالت رفعی میں الف کے ساتھ ہو اور حالت نصبی و جری میں یاء کے ساتھ ہو۔ (الملحق بالمشی: ما دل علی اثنتین أو اثنتین و عومل معاملة المشی فی الرفع بالالف، النصب و الجر بالياء)۔

۲۔ الملحق بجمع المذکر السالم: جو دو مذکر سے زیادہ پر دلالت کرے اور اعراب میں اس کے ساتھ جمع مذکر سالم کا معاملہ کیا جائے اور اسی کی طرح حالت رفعی میں واو کے ساتھ ہو اور حالت نصبی و جری میں یاء کے ساتھ ہو۔ (الملحق بجمع المذکر السالم: ما دل علی اکثر من اثنتین و عومل معاملة جمع المذکر السالم فی الرفع بالواو، النصب و الجر بالياء)۔

۳۔ الملحق بجمع المؤنث السالم: جو دو مؤنث سے زیادہ پر دلالت کرے اور اعراب میں اس کے ساتھ جمع مؤنث سالم کا معاملہ کیا جائے اور اسی کی طرح حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ ہو اور حالت نصبی و جری میں تاء کے ساتھ ہو۔ (الملحق بجمع المذکر السالم: ما دل علی اکثر من اثنتین و عومل معاملة جمع المذکر السالم فی الرفع بالواو، النصب و الجر بالتاء)۔

ذیل میں ملحق کی ان تینوں قسموں کا اعراب دیا جاتا ہے:

3.6.1 الملحق بالمشی:

ثنی سے ملحق ہونے والے الفاظ کئی ہیں جیسے: اثنان و اثنتان، کلا و کلتا اور جسے تغلیب کے طور پر ثنی بنایا گیا ہو جیسے: عمرین، قمرین، أبوین وغیرہ۔ ان میں سے اثنان اور اثنتان کا اعراب ثنی کا اعراب ہوگا، حالت رفعی میں جیسے: ”نجح الطالبان الاثنان“ اس مثال میں واقع لفظ ’اثنان‘ کے اعراب میں کہا جائے گا، اثنان صفت مرفوع اور اس کے رفع کی علامت الف ہے کیونکہ یہ تثنیہ سے ملحق ہے (اثنان: نعت

مرفوع و علامة رفعه الألف لأنه ملحق بالمشئى)۔ اور ”رأيت طائرتين اثنتين“ میں اثنتين کے اعراب میں کہا جائے گا، اثنتين: صفت منصوب اور اس کے نصب کی علامت یاء ہے کیونکہ یہ تثنیہ سے ملحق ہے (اثنتين: نعت منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بالمشئى)۔

کلا اور کلنا بھی ثنی سے ملحق ہیں یہ دونوں تثنیہ کے معنی کی تاکید کے لیے آتے ہیں اور ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں کبھی اسم ظاہر کی طرف، جیسے ”کلا الطالبین“ اور کبھی ضمیر کی طرف، جیسے ”کلاهما“ جب یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو ان کا اعراب ثنی کا اعراب نہیں ہوگا بلکہ ان کا اعراب اس حالت میں اسم مقصور کے اعراب کی طرح ہوگا اور حالت رفعی، نصبی اور جری تینوں میں اعرابی علامتیں مقدر ہوں گی۔ جیسے: جاء کلا الطالبین، رأیت کلا الطالبین، استفدت من کلا الطالبین۔

البتہ جب یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوگا تو اس کا اعراب ثنی کا اعراب ہوگا۔ جیسے: الطالبان کلاهما ناجحان، ورأیت الطالبین کلیهما، پہلی مثال میں ’کلاهما‘ کا اعراب ہوگا، کلاهما: توکید معنوی مرفوع و علامة رفعه الألف لأنه ملحق بالمشئى، اور دوسری مثال میں ’کلیهما‘ کا اعراب ہوگا، کلیهما: توکید معنوی منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بالمشئى۔

3.6.2 الملحق بجمع المذكر السالم:

جمع مذكر سالم سے ملحق ہونے والے بہت سارے الفاظ ہیں۔ جیسے: أولو، أهلون، سنون، بنون، عالمون، أرضون، عضون، عزون، ذوو اور الفاظ عقود (عشرون-تسعون) یہ الفاظ بھی جمع مذكر سالم کی شرائط کو پوری نہیں کرتے ہیں لیکن اہل عرب انھیں جمع کے اعراب کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام الفاظ کا اعراب حالت رفعی میں واو کے ساتھ ہوگا جیسا جمع مذكر سالم میں ہوتا ہے اور حالت نصبی اور جری میں اسی کے مانند یاء کے ساتھ ہوگا۔ مندرجہ ذیل مثالوں کو دیکھیے:

۱- أولو۔ مثلاً: القوم أولو بأس، ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم“۔ پہلی مثال میں أولو کے اعراب میں کہا جائے گا۔ (أولو: خبر مرفوع و علامة رفعه الواو لأنه ملحق بجمع المذكر السالم)۔ دوسری مثال میں (أولي: مفعول به منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بجمع المذكر السالم)۔

۲- أهلون۔ مثلاً: وما المال والأهلون إلا ودیعة ولا بدیوما أن ترد الودائع لا تنفع كثرة الأهلین۔

۳- بنون۔ مثلاً: المال والبنون زينة الحياة الدنيا۔ تبني الحكومة مدارس كثيرة للبنین والبنات۔

۴- سنون۔ مثلاً: مرت علي سنون۔ تم بناء التاج محل في سنين كثيرة۔

۵- أرضون۔ مثلاً: فرمان رسول ﷺ ہے: ”من اقتطع شبرا من الأرض ظلما طوقه الله اياه بيوم القيامة من سبع أرضين“۔

۶- عضون۔ مثلاً: ”الذين جعلوا القرآن عضين“۔ (عضين: عضه کی جمع ہے اور اس کا معنی جھوٹ اور بہتان ہے، ٹکڑے کرنا،

تقسیم کرنا۔ آیت کریمہ کا مفہوم ہے جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا بعض کو مانا اور بعض کا انکار کر دیا)

۷- عزون۔ مثلاً: ”عن اليمين وعن الشمال عزين“ (عزون یعنی جماعت، گروہ درگروہ)

۸- عليون۔ مثلاً: ”إن كتاب الأبرار لفي عليين“

۹۔ مثنون۔ مثلاً: مرت علی الحادثة مثنون من السنین (مثنون: جمع مائة، فاعل مرفوع اور علامت رفع واو ہے کیونکہ یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہے)

۱۰۔ ذوو۔ مثلاً: ”فان الفضل يعرفه ذووہ“ یعنی فضیلت کو اہل فضل ہی جانتے ہیں، ذوو فاعل مرفوع اور علامت رفع واو ہے کیونکہ یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہے)

۱۱۔ الفاظ عقود۔ الفاظ عقود آٹھ ہیں: عشرون، ثلاثون، اربعون، خمسون، ستون، سبعون، ثمانون، تسعون، (بیس تانوے) یہ اعداد بھی ملحق بہ جمع مذکر سالم اور ان کا اعراب بھی حالت رفعی میں واو کے ساتھ اور حالت نصبی و جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے: عندی عشرون کتابا، قرأت عشرون کتابا۔

3.6.3 الملحق بجمع المؤنث السالم:

عربی زبان میں جمع مؤنث سالم کے ساتھ دو چیزیں ملحق ہوتی ہیں ۱۔ اولات اور اس کے معنی ہیں صاحبات، ۲۔ عرفات، أذرع، یہ دونوں دو مکان کے نام ہیں عرفات حج میں وقوف کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور أذرع شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

۱۔ اولات۔ مثلاً: أولات العلم معظمت، و ”ان کن أولات حملٍ“۔ پہلی مثال میں أولات مبتدا مرفوع ہے اور اس کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے جیسے کہ جمع مؤنث سالم کا اعراب ہوتا ہے اور دوسری مثال قرآنی آیت ہے اور اس میں أولات فعل ناقص کی خبر ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے اور جمع مؤنث سالم ہی کی طرح حالت نصبی میں اس کا اعراب کسرہ کے ساتھ آیا ہے۔

۲۔ عرفات۔ مثلاً: هذه عرفات، رأيت عرفات، اور ”فإذا أفضتم من عرفات“ پہلی مثال میں کلمہ عرفات خبر مرفوع ہے اور اس کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، دوسری مثال میں مفعول بہ منصوب ہے اور تیسری میں مجرور ہے، ان دونوں کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے اور یہ تینوں اعراب جمع مؤنث سالم کے اعراب ہیں۔

مذکورہ بالا تمام مثالیں خواہ وہ ملحق بہ شئی ہوں، یا ملحق بہ جمع مذکر مؤنث سالم ہوں، ان میں سے کوئی بھی شئی یا جمع سالم کی شرائط کو پورا نہیں کرتی ہیں مگر ان سے مشابہت رکھتی ہیں لہذا انھیں شئی اور جمع سالم سے ملحق کر دیا گیا اور ملحق بہ شئی کو شئی کا اعراب دے دیا گیا، ملحق بہ جمع مذکر سالم کو اس اعراب اور ملحق بہ جمع مؤنث سالم کو اس کا اعراب دے دیا گیا ہے۔

3.7 اعراب الجمل

لغوی طور پر جملہ کسی بھی چیز کے مجموعے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع جمل آتی ہے۔ اصطلاح میں مسند و مسند الیہ سے مرکب قول کو جملہ کہتے ہیں عام ازیں کہ وہ مفید ہو یا غیر مفید ہو۔ یعنی جملہ کلام سے عام ہے کیونکہ کلام صرف جملہ مفیدہ کو کہتے ہیں۔ مثلاً: ”قد أفلح المؤمنون“ جملہ مفیدہ ہے، معنی تام کا افادہ کر رہا ہے، مفتی بنفسہ ہے، اسے سننے کے بعد کسی چیز کا انتظار نہیں رہتا ہے اور اسی کو کلام بھی کہتے ہیں۔ لیکن ”مهما تفعل من خیر أو شر“ یہ جملہ غیر مفیدہ ہے اور اسے سننے کے بعد مزید کا انتظار رہتا ہے لہذا یہ کلام نہیں ہے اور جب آپ اس جملہ شرطیہ میں جزا کا اضافہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ”مهما تفعل من خیر أو شر تجز به“ (اچھے یا برے میں سے تم جو بھی کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے۔) تو یہ جملہ مفیدہ بن جاتا ہے اور

اس پر کلام کا اطلاق درست ہو جاتا ہے۔

اس بات کی معرفت سے کہ جملے کا کوئی محل اعرابی ہے یا نہیں ہے اور اگر ہے تو کیا ہے جس سے جملے کا معنی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس موضوع کو نحو عربی کی کتابوں میں اہتمام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ محل اعرابی ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے جملے کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے۔ (الجمل التي لها محل من الاعراب)

۲۔ وہ جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے۔ (الجمل التي لا محل لها من الاعراب)

3.7.1 جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے:

عربی میں کچھ ایسے جملے ہوتے ہیں جنہیں مفرد میں مؤول کیا جاسکتا ہے یا جن کی تاویل مفرد کے طور پر کی جاسکتی ہے اور کچھ ایسے جملے ہوتے ہیں جن کی تاویل مفرد کے طور پر نہیں کی جاسکتی ہے۔ جن جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر ہو جاتی ہے ان کے لیے محل اعرابی ہوتا ہے اور اس مفرد کا اعراب ہی اس کے لیے اعراب محلی ہوتا ہے کیونکہ وہ جملہ اس مفرد کے محل میں ہوتا ہے اور اعراب محلی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اگر اس جملے کے محل و مقام میں کوئی معرب کلمہ ہوتا تو اس کا اعراب یہ ہوتا۔ ذیل کی مثالوں میں غور کیجیے:

حامد عامل للخير حامد يعمل الخير

ان دونوں مثالوں میں ایک ہی بات کہی گئی ہے صرف دونوں کے اسلوب میں فرق ہے۔ دونوں مثالوں میں حامد مبتدا مرفوع ہے، اختلاف خبر کے اسلوب میں ہے۔ پہلی مثال میں خبر مرفوع کلمہ معربہ ہے لہذا اس پر علامت رفع ضمہ ظاہری کے طور پر آئی ہے، لیکن دوسری مثال میں خبر جملہ فعلیہ ہے جو مبنی ہوتا ہے لہذا اس پر اعراب تو نہیں آسکتا لیکن چونکہ یہ جملہ خبر ہے اور خبر مرفوع ہوتی ہے، لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے۔ کیونکہ يعمل الخير کو مفرد کی تاویل میں عامل للخير کیا جاسکتا ہے۔ جملے کی تاویل مفرد میں کرنے کے بعد جو بھی اعراب اس مفرد کا ہوگا جملے کا وہی محل اعرابی ہوگا۔ ”کان حامد يعمل الخير“ کی مفرد میں تاویل یوں ہوگی ”کان حامد عاملاً للخير“ چونکہ کان کی خبر ہونے کی وجہ سے عاملاً منصوب ہے لہذا ”کان حامد يعمل الخير“ میں واقع جملہ ”يعمل الخير“ منصوب محلا ہوگا۔

جن جملوں کا محل اعرابی ہوتا ہے یا بہ الفاظ دیگر جن جملوں کی مفرد میں تاویل ہو سکتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فاعل واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: ”قد تبين لكم كيف عاقب الله الظالمين“ اس مثال میں جملہ ”كيف عاقب الله الظالمين“

فعل تبين کا فاعل ہے اور فاعل چونکہ مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے، جملے کی تاویل مفرد یوں ہوگی ”قد تبين لكم كيفية معاقبة الله الظالمين“۔

۲۔ نائب فاعل واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: ”قيل إن خالدًا مريض“ جملہ: إن خالدًا مريض فعل مجهول قيل کا نائب فاعل ہے

اور نائب فاعل چونکہ مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے۔

۳۔ مبتدا کی خبر واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: ”البستان زهوره جميلة“ و ”النجار يصنع الباب“ دونوں مثالوں کی خبر جملہ ہیں فرق یہ

ہے کہ پہلی مثال کی خبر جملہ اسمیہ ہے اور دوسری کی خبر جملہ فعلیہ اور خبر چونکہ مرفوع ہوتی ہے لہذا یہ دونوں جملے (زهوره جميله اور يصنع الباب) مرفوع محلا ہیں۔

۳۔ نواسخ کی خبر واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: 'كان البيت بابہ مغلق' و 'إن الله يغفر الذنوب'، و 'لا كسول عملہ متقن'۔ ان تینوں مثالوں میں خبر جملہ واقع ہے، پہلی مثال میں جملہ اسمیہ 'بابہ مغلق' کان فعل ناقص کی خبر ہے اور محل نصب میں ہے، دوسری مثال میں جملہ فعلیہ 'یغفر الذنوب' ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر مرفوع ہے لہذا محل رفع میں ہے اور تیسری مثال میں جملہ اسمیہ 'عملہ متقن' لائے نئی جنس کی خبر ہے اور محل رفع میں ہے۔

نواسخ ناسخ کی جمع ہے لغت میں نسخ ازالہ کو کہتے ہیں، کسی چیز کو مٹانے اور دور کرنے کو کہتے ہیں۔ نحو کی اصطلاح میں جملہ اسمیہ کے حکم اعرابی کے ازالے اور اس کی جگہ دوسرے اعراب لانے کو نسخ کہا جاتا ہے۔ نواسخ جملہ اسمیہ ایسے لفظی عوامل کو کہتے ہیں جو جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور ان کے اعرابی احوال میں تبدیلی کرتے ہیں، خواہ مسند کا اعراب بدل دیتے ہیں یا مسند الیہ کا۔ یہ نواسخ تین ہیں۔

ا۔ افعال ناقصہ۔ جیسے: زید عالم سے کان زید عالما

ب۔ حروف مشبہ بالفعل۔ جیسے: زید عالم سے ان زید عالم

ج۔ لائے نئی جنس۔ جیسے: لا کسول ناجح

۴۔ حال واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: "جاؤ و اباہم عشاءً یسکون" اس مثال میں جملہ یسکون حال واقع ہے اور چونکہ حال منصوب ہوتا ہے لہذا یہ جملہ منصوب محلا ہوگا۔ اس مثال میں جملہ فعلیہ حال واقع ہے جملہ اسمیہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جیسے: رجع الطفل من المدرسة ملابسہ ممزقة، جملہ اسمیہ ملابسہ ممزقة، حال واقع ہے اور اس جملے کا محل اعرابی نصب ہے۔

۵۔ مفعول بہ واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: ۱۔ قلت: انا مسافر، ۲۔ عرفت من أنت، ۳۔ ظننت البيت يناسبني، یہ تین مثالیں ہیں۔ پہلی مثال میں قلت کا مقولہ انا مسافر، مفعول بہ ہے اور اس کا محلی اعراب نصب ہے، دوسری مثال میں جملہ من أنت، فعل عرفت سے مفعول بہ ہے اور منصوب محلا ہے اور تیسری مثال میں دو مفعول بہ ہیں: پہلا البيت مفرد ہے اور اس کا اعراب لفظی ہے اور دوسرا مفعول بہ جملہ فعلیہ ہے اور اس کا اعراب منصوب محلی ہے۔

۶۔ صفت واقع ہونے والا جملہ: اس جملے کا محل اعرابی اس کے موصوف کے اعتبار سے ہوگا، اگر موصوف کا اعراب رفع ہوگا تو یہ مرفوع ہوگا، نصب ہوگا تو یہ منصوب ہوگا اور اگر موصوف کا اعراب جر ہوگا تو یہ جملہ مجرور ہوگا۔ مثلاً: هذا كتاب أسلوبه جيد، اشتریت کتاباً أسلوبه جيد، پہلی مثال میں جملہ أسلوبه جيد، کتاب کی صفت ہے جو خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہوگا اور دوسری مثال میں وہی جملہ کتابا مفعول بہ کی صفت ہے لہذا منصوب محلا ہوگا۔

۷۔ شرط جازم کی جواب واقع ہونے والا جملہ۔ مثلاً: "من یضلل الله فما له من هادٍ" اس مثال میں جملہ 'فما له من هادٍ' اسمیہ ہے اور مبتدا و خبر سے مرکب ہے اور جواب شرط ہونے کے سبب مجرور محلا ہے، ایک اور مثال دیکھیں: 'ان تجتهد تنجح و تفرح بک اهلك' اس میں تنجح جواب شرط مجزوم ہے چونکہ فعل مضارع معرب ہوتا ہے لہذا اس کا اعراب لفظی ہے اور اس پر علامت جزم ظاہری یعنی سکون آیا ہے اور اس پر معطوف 'تفرح' بھی مجزوم ہے علامت اعراب ظاہری کے ساتھ لیکن اگر جواب شرط جملہ ہو تو بھی اس پر معطوف ہونے والا فعل مضارع مجزوم ہی ہوگا کیونکہ وہ جواب شرط جملہ مجزوم محلا ہے جیسے: ان تجتهد فانک ناجح و تفرح بک اهلك۔

۸۔ تابع واقع ہونے والا جملہ: جس جملے کے لیے محل اعرابی ہے اس جملے کے تابع ہونے والے جملے کا بھی محل اعرابی ہوگا اور اس کا وہی اعراب ہوگا جو متبوع جملے کا ہے۔ مثلاً: 'أحمد يطيع والديه ويحترم معلميه ويحسن إلى رفاقه' اس میں جملہ 'يطيع والديه' محل رفع میں ہے کیوں کی 'أحمد مبتدا کی خبر ہے، اور جملہ 'يحترم معلميه' و جملہ 'يحسن إلى رفاقه' اس پر معطوف ہے لہذا وہ دونوں جملے بھی مرفوع محلا ہیں۔

3.7.2 جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے:

وہ جملے جن کو مؤول بہ مفرد نہیں کیا جاسکتا ہے ان کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا ہے کیونکہ جملوں کی مفرد میں تاویل کرنے کے بعد ہم مفرد کے اعراب کو دیکھتے ہیں اور جو اس مفرد کا اعراب ہوتا ہے وہی اس جملے کا محل اعرابی قرار پاتا ہے۔ اب اگر کوئی جملہ اس ساخت کا ہے کہ اسے مفرد میں مؤول نہیں کیا جاسکتا ہے تو اس کے لیے کوئی بھی محل اعرابی نہیں ہوگا۔ اس بات کو آپ آنے والی مثالوں سے اور اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔ وہ جملے جن کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابتدا میں واقع ہونے والا جملہ: کلام کے ابتدا میں واقع ہونے والے جملے کا کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے: إن الكتاب مفيد، کیونکہ یہ جملہ مفرد کی جگہ نہیں لے سکتا ہے لیکن اگر ہم اس جملے کو اس طرح بنادیں کہ: قلت: إن الكتاب مفيد، تو جملہ بہ تاویل مفرد قلت کا مقولہ ہو جائے گا اور اعراب کے اعتبار سے منصوب محلا ہو جائے گا۔ یونہی: صلينا في المسجد، المبنى جميل وغيره جملے بھی ابتدائے ہیں اور ان کا بھی کوئی محل اعرابی نہیں ہوگا۔

۲۔ جملہ استئنافیہ: جملہ استئنافیہ بھی جملہ ابتدائے کی طرح ہوتا ہے، اگرچہ درمیان کلام میں واقع ہوتا ہے لیکن اپنے ماقبل جملے سے پوری طرح سے منفصل ہوتا ہے اور ایک نئے کلام کا آغاز کرتا ہے۔ جملہ استئنافیہ اسمیہ بھی ہوتا ہے اور فعلیہ بھی ہوتا ہے اور اسمیہ منسوخہ بھی ہوتا ہے۔ جملہ استئنافیہ کسی استفہام یا ندا کا جواب بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے "خلق السماوات والأرض بالحق، تعالیٰ عما يشركون" اس مثال میں "تعالیٰ عما يشركون" جملہ استئنافیہ ہے ولا محل لها من الأعراب، دوسری مثال: "قالت رب اني وضعتها الأنثى، والله أعلم بما وضعت، وليس الذكر كالأنثى" میں "وليس الذكر كالأنثى" جملہ استئنافیہ ہے۔

۳۔ جملہ تعلیلیہ: اس جملے کو کہتے ہیں جو درمیان کلام میں ہوتا ہے اور اس کے ذریعے کسی چیز کی علت بیان کی جاتی ہے۔ جیسے: "وَصَلِّ عَلَيْهِم، إِنْ صَلَاتُكَ سَكَنَ لَهُمْ"۔

۴۔ جملہ صلۃ الموصول: وہ جملہ جو کسی اسم موصول کا صلہ واقع ہو اس کا بھی کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے: جاء الذي فاز، وقد أفلح من تزكى۔

۵۔ جملہ اعتراضیہ: جملہ اعتراضیہ بھی ان جملوں میں ہے جن کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے اگر ہم غور کریں تو پائیں گے کہ یہ جملے بھی اگرچہ اثنائے کلام میں واقع ہوتے ہیں لیکن اپنے ماقبل و مابعد سے پوری طرح سے منفصل ہوتے ہیں اور دو ایسی چیزوں کے درمیان آتے ہیں جو ایک دوسرے کے لیے متلازم اور ایک دوسرے کی حاجت مند ہوتی ہیں۔ جیسے فاعل وفعل کے درمیان۔ مثلاً: شفى - والله - مريض، فاعل اور مفعول کے درمیان۔ مثلاً: شاهد احمد - وقد كان في نفس المكان - السارق - مبتدا اور خبر کے درمیان۔ مثلاً: رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خاتم الأنبياء، اسم ان اور اس کی خبر کے درمیان۔ مثلاً: إن عليا - كرم الله وجهه - رابع الخلفاء الراشدين، وغيره

۶۔ جملہ جو غیر جازم شرط کا جواب واقع ہو، شرط غیر جازم۔ جیسے: لو، ولولا، وإذا، مثلاً: لو زرتنی لأکرمتک، و”إذا جاء نصر اللہ و الفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ أفواجا، فسبح بحمد ربک“۔

۷۔ جملہ تفسیریہ: وہ جملہ ہوتا ہے جو فضلہ وزائد ہو اور اپنے ماقبل کی حقیقت کا کشف و بیان کرے۔ مثلاً: هذا الولد مهذب أي: أخلاقه حميدة۔ و قوله تعالى: ”فأوحينا إليه: أن اصنع الفلک“۔

۸۔ جملہ جو قسم کا جواب واقع ہو۔ مثلاً: ’واللہ لأقولنَّ الحق‘

۹۔ جملہ جو ایسے جملے کا تابع ہو جس کا کوئی محل اعرابی نہیں ہے: ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں تابع کا وہی حکم ہوتا ہے جو ممتبوع کا ہوتا ہے لہذا اگر کوئی جملہ ایسے کسی جملے کا تابع ہے جس کا محل اعرابی نہیں ہے تو اس تابع جملے کا بھی کوئی محل اعرابی نہیں ہوگا، مثلاً: نجح محمد، نجح محمد، اس مثال میں دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید لفظی کے طور پر آیا ہے اور تابع ہے۔ پہلے جملے کا کوئی اعراب اس لیے نہیں ہے کہ وہ ابتدائیہ ہے اور دوسرے کا اس لیے نہیں کہ وہ تابع ہے۔

3.8 اکتسابی نتائج

☆ افعال میں صرف فعل مضارع معرب ہوتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مرفوع: جب کہ وہ نون تاکید اور نون نسوہ سے خالی ہو، اور اس پر حروف جازمہ اور حروف ناصبہ میں سے کوئی داخل نہ ہوا ہو۔ ۲۔ منصوب: جب کہ اس پر حروف ناصبہ میں سے کوئی حرف داخل ہوا ہو۔ ۳۔ مجزوم: جب کہ اس پر حروف جازمہ میں سے کوئی داخل ہو۔

☆ معرب اسما جو اصل محل اعراب ہوتے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مرفوعات، جیسے: فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، کان کا اسم، ان کی خبر اور توابع مرفوع۔ یہ تمام انواع ہمیشہ مرفوع ہوں گے۔ ۲۔ منصوبات، جیسے: مفاعیل خمسہ (مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول لہ، مفعول معہ اور مفعول فیہ) ظرف زمان، ظرف مکان، حال، تمیز، مستثنی، لاء نفی جنس کا اسم، کان کی خبر، ان کا اسم، تابع منصوب۔ ۳۔ مجزورات، جیسے: مجرور بحرف جر، مجرور بہ اضافت، تابع مجرور۔

☆ اعراب کی کل تین قسمیں ہیں: ۱۔ لفظی۔ ۲۔ تقدیری۔ ۳۔ محلی۔ --- عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی اگر ظاہر اور محسوس ہوتو اسے ”اعراب لفظی“ کہتے ہیں اور اگر ظاہر و محسوس نہ ہو لیکن وہ لفظ معرب ہو اور اعراب کا تقاضا کرتا ہو تو اسے ”اعراب تقدیری“ کہتے ہیں، لیکن اگر وہ لفظ مبنی ہو اور اعراب کا تقاضا ہی نہ کرتا ہو تو اس کا اعراب ”اعراب محلی“ ہوتا ہے۔

☆ اعراب الملحقات کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ الملحق بالمشی: اس کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ اور حالت نصبی و جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ ۲۔ الملحق بجمع المذکر السالم: حالت رفعی میں اس کا اعراب واو کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ ۳۔ الملحق بجمع المؤنث السالم: اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔

☆ نحو یوں نے اعراب الجمل (جملے کا محل اعراب) کی بحث کو اپنی کتابوں میں بہت اہتمام سے بیان کیا ہے۔ جملے کے اعراب کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ وہ جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے، جب کہ ان جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر ہو جاتی ہو۔ ۲۔ وہ جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا، اس

لیے کہ ان جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر نہیں کی جاسکتی۔

3.9 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی کتنی قسمیں ہیں؟ مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔
- ۲۔ اعراب لفظی، اعراب تقدیری اور اعراب محلی کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ذریعے سمجھائیے۔
- ۳۔ مرفوعات اسما کون کون سے ہیں۔
- ۴۔ منصوب اسما کے نام بتائیے۔
- ۵۔ نون تاکید سے متصل مضارع کے بنی ہونے کی کیا شرط ہے۔
- ۶۔ اعراب الملتحقات کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں، مع مثال بیان کیجیے۔

3.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|------------------------------------|-----------------------|
| ۱۔ النحو الوافی | عباس حسن |
| ۲۔ النحو العربی أحكام و معان | فاضل صالح السامرائی |
| ۳۔ الإيضاح في علل النحو | الدكتور مازن المبارك |
| ۴۔ الأصول في النحو | ابن سراج |
| ۵۔ الكامل في النحو والصرف والإعراب | أحمد قبش |
| ۶۔ جامع الدروس العربية | الشيخ مصطفى الغلاييني |

اکائی 4 فعل اور اس کی قسموں کا تعارف

اکائی کے اجزا

- 4.1 مقصد
- 4.2 تمہید
- 4.3 فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں
 - 4.3.1 فعل کی تعریف
 - 4.3.2 فعل کی مختلف قسمیں:
- 4.4 فعل لازم و متعدی
 - 4.4.1 لازم اور متعدی کی تعریف و توضیح
 - 4.4.2 فعل لازم کی صورتیں
 - 4.4.3 فعل لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں
 - 4.4.4 فعل متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں
 - 4.4.5 فعل متعدی کی قسمیں
- 4.5 فعل صحیح و معتل
 - 4.5.1 فعل صحیح اور اس کی قسمیں
 - 4.5.2 فعل معتل اور اس کی قسمیں
 - 4.5.3 صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ
- 4.6 فعل تعجب
 - 4.6.1 تعجب اور فعل تعجب کی تعریف و توضیح
 - 4.6.2 فعل تعجب کے صیغے
 - 4.6.3 فعل تعجب کی شرطیں

- 4.6.4 افعالِ تعجب کے احکام
- 4.6.5 فعلِ تعجب کی تصریح
- 4.6.6 تعجب کی دوسری تعبیرات
- 4.7 افعالِ مدح و ذم
- 4.7.1 افعالِ مدح و ذم کی تعریف اور اس کی قسمیں
- 4.7.2 پہلی قسم: سماعی افعالِ مدح و ذم
- 4.7.2.1 افعالِ مدح و ذم کے کچھ احکام
- 4.7.2.2 نِعْم، بَشَس اور ساء کا فاعل
- 4.7.2.3 مخصوص بالمدح والذم
- 4.7.2.4 حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا
- 4.7.3 دوسری قسم: قیاسی افعالِ مدح و ذم
- 4.7.3.1 قیاسی افعالِ مدح و ذم کی تعریف
- 4.7.3.2 قیاسی افعالِ مدح و ذم کے احکام
- 4.8 اکتسابی نتائج
- 4.9 نمونے کے امتحانی سوالات
- 4.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

4.1 مقصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد طلبہ کو فعل کی تعریف اور اس کی مختلف قسموں کے بارے میں خاصی معلومات ہو جائے گی۔ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ فعل کے لازم اور متعدی ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس کے فنی احکام کیا ہیں؟ صحیح اور معتل کسے کہتے ہیں؟ تعجب کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ تعجب کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فعل کے قیاسی صیغے اور سماعتی تعبیرات کیا ہیں؟ تعریف اور مذمت کا معنی دینے والے افعال کتنے اور کون کون ہیں؟ اور ان کے فنی احکام کیا ہیں؟ تاکہ طلبہ متعلقہ ابواب کی تعبیریں استعمال کرنے میں غلطی کا شکار نہ ہوں۔

4.2 تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ کو ”کلمہ“ کہتے ہیں۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے معنی میں زمانہ اور وقت کا مفہوم شامل نہ ہو۔ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے اندر زمانہ اور وقت کا مفہوم بھی شامل ہو۔ حرف وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود نہ بتائے، بلکہ معنی بتانے میں دوسرے لفظ کا محتاج ہو۔ بلفظ دیگر۔ وہ کلمہ ہے جو دوسرے لفظ سے ملے بغیر اپنا واضح معنی نہ بتائے۔
پھر مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی قسمیں ہیں:

اس کے معنوی اثر کے صرف فاعل تک محدود ہونے یا اس سے آگے بڑھنے کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم (۲) متعدی۔
اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کے اظہار کے لیے آئے تو ”فعل تعجب“ کہلاتا ہے۔ اور تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو ”فعل مدح یا فعل ذم“ کہلاتا ہے۔
آئندہ سطروں میں فعل اور اس کی ان ہی قسموں کا تعارف اور احکام کی وضاحت قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

4.3 فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں

4.3.1: فعل کی تعریف:

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے قَرَأَ (پڑھا)، يَقْرَأُ (پڑھتا ہے یا پڑھے گا)، اقْرَأْ (پڑھ)۔

توضیح: اس تعریف میں غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ کسی کلمہ کے فعل ہونے کے لیے چند باتیں ضروری ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنا معنی خود بتائے۔ یعنی اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج نہ ہو۔ جیسے كَتَبَ (اس نے لکھا)۔ لہذا فِي الْمَسْجِدِ مِلَّيْ ”فِي“ اور مِنَ الْبَيْتِ ”مِنْ“ فعل نہیں؛ کیوں کہ پہلے کا معنی ظرفیت اور دوسرے کا معنی ابتداء ہے، لیکن یہ دونوں اپنا معنی خود سے نہیں بتا رہے ہیں، بلکہ انھیں بتانے میں اپنے مدخول ”المسجد“ اور ”البيت“ کے محتاج ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ یہ بتائے کہ اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ مل کر سمجھا جا رہا ہے۔ مگر خیال رہے

کہ فعل اپنا معنی اور اس کے ساتھ زمانہ ضرور بتاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ فعل کا مادہ اور اس کے اصلی حروف اصل معنی بتاتے ہیں اور اُس کا صیغہ اور مخصوص ہیئت و صورت زمانہ کو بتاتی ہے۔ نہ خود اس کا مادہ زمانے کو بتاتا ہے، اور نہ ہی صیغہ اور ہیئت و صورت کے علاوہ کوئی اور خارجی چیز زمانے کو بتاتی ہے۔

اسی لیے ”رَجُلٌ“، فعل نہیں؛ کیوں کہ یہ اپنے معنی کے کسی زمانے میں ہونے کو نہیں بتا رہا ہے اور الزمان الماضي (گزر رہا ہوا زمانہ)، الزمان الحاضر (موجودہ زمانہ) اور الزمان المستقبل (آئندہ زمانہ) بھی فعل نہیں؛ کیوں کہ زمانے کا معنی خود ان کے مادے اور اصلی حروف بتا رہے ہیں، صیغہ اور مخصوص ہیئت نہیں۔ اور محموز ذاہب اَمَس (محمود کل گیا)، خالد ذاہب غداً (خالد کل جائے گا) میں ”ذاہب“ فعل نہیں؛ کیوں کہ اس میں زمانہ کا مفہوم ایک خارجی شے ”اَمَس“ اور ”غدا“ سے سمجھا جا رہا ہے۔

4.3.2: فعل کی مختلف قسمیں:

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

پہلی تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کا معنوی اثر صرف فاعل تک محدود رہتا ہے یا اس سے آگے بڑھ کر کسی اور لفظ تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لازم (۲) متعدی

دوسری تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف، حرف علت ہے یا سب کے سب حروف صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل

دوسری تقسیمیں: مذکورہ بالا قسموں کے علاوہ فعل کی اور بھی قسمیں ہیں۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کو بتائے تو وہ ”فعل تعجب“ کہلاتا ہے۔ اور اگر وہ تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو ”فعل مدح“ یا ”فعل ذم“ کہلاتا ہے۔

4.4: فعل لازم و متعدی

4.4.1: اوپر گزر چکا ہے کہ فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لازم (۲) متعدی۔

فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کر دے۔ بلفظ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف اس کے فاعل تک محدود رہے، آگے نہ بڑھے۔ جیسے: اَنكَسَرَ الْبَابُ (دروازہ ٹوٹا۔)، طَالَ الزَّمَنُ (زمانہ دراز ہوا۔)

فعل لازم کو ”فعل قاصر“ بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے، بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ بلفظ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف فاعل تک محدود نہ رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مفعول بہ تک پہنچے اس طرح کہ وہ اس پر واقع ہو۔ جیسے أَكَلَ زَيْنُ الدَّهَمِ۔ (زید نے

گوشت کھایا) شَرِبَ عُثْمَانُ اللَّبَنَ (عثمان نے دودھ پیا)۔

فعل متعدی کو عربی زبان میں ”فعل مجاوز“ اور ”فعل واقع“ بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع ظرف یا مصدر نہ ہو۔ جیسے: اللَّصُّ ضَرَبَهُ الشَّرْطِيَّ (چور کو پولیس نے مارا)۔ لہذا اگر کسی فعل کے آخر میں ایسی ہائے ضمیر ہو جو ظرف کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے: يَوْمَ الْعِيدِ سِرُّهُ (میں عید کے دن چلا)۔ یا وہ ضمیر ہو جو مصدر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے: تَجَمَّلَ بِالْفَضِيلَةِ الَّتِي كَانَ يَتَجَمَّلُهَا سَلْفُكَ الصَّالِحُ (ان فضائل سے آراستہ ہو جن سے تمہارے نیک طینت اسلاف آراستہ تھے)۔ تو وہ فعل متعدی نہ ہوگا، بلکہ فعل لازم ہوگا۔

4.4.2 فعل لازم کی صورتیں:

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

۱۔ جب وہ رنگ کا معنی دے۔ جیسے: اخْضَرَ اسْوَدَّ۔

۲۔ جب وہ عیب کا معنی بتائے۔ جیسے عَوَرَ (کانا ہوا)، عَمِيَ (ناہینا ہوا)۔

۳۔ جب وہ کسی ہیئت کا معنی دے۔ جیسے: طَالَ الْإِبِلُ (اونٹ لمبا ہوا)، قَصُرَ الْوَلَدُ (لڑکا پست قد ہوا)۔

۴۔ جب وہ صفائی ستھرائی کا معنی دے۔ جیسے: طَهَّرَ، نَظَّفَ۔

۵۔ جب وہ گندگی کا معنی بتائے۔ جیسے: دَنَسَ، نَجَسَ، وَسِخَ، قَذَرَ۔

۶۔ جب وہ کسی عارضی شے کو بتائے۔ جیسے: مَرَضَ، نَشِطَ، فَرِحَ، حَزَنَ۔

۷۔ جب کہ وہ مندرجہ ذیل ابواب و اوزان میں سے کسی سے آئے:

☆ فَعَلَ (باب کَرَمَ يَكْرُمُ)، جیسے: حَسَنَ، شَرِبَ ☆ اِنْفَعَلَ (باب اِنْفَعَلَ)، جیسے: اِنْكَسَرَ ☆ اِفْعَلَ (باب اِفْعَلَ)، جیسے: اِغْبَرَ

☆ اِفْعَالَ (باب اِفْعَالَ)، جیسے: اِذْهَمَ ☆ اِفْعَلَلَ (باب اِفْعَلَلَ)، جیسے: اِفْشَعَرَ ☆ اِفْعَنَلَلَ (باب اِفْعَنَلَلَ)، جیسے: اِخْرَجَ نَجَمَ (جمع ہوا،

اکٹھا ہوا)۔

4.4.3 فعل لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں:

درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

(۱) باب افعال، تفعیل، مفاعلة، یا استفعال میں لا کر۔ جیسے: اَكْرَمَ خَالِدٌ اُسْتَاذَهُ (خالد نے اپنے استاذ کی عزت کی)، كَذَبْتُ

الشَّيْطَانَ (میں نے شیطان کو جھٹلایا)، جالس طلحة العلماء (طلحہ علما کے ساتھ بیٹھا)، اسْتَنْصَرَ مُحَمَّدٌ ذِعْمَةَ (محمد نے اپنے چچا سے مدد مانگی)۔

(۲) حرف جر کے ذریعے۔ جیسے: ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ (اللہ ان کی روشنی کو لے گیا)۔

(۳) تضمین نحوی کے ذریعے۔ اور اصطلاح نحو میں تضمین کا مطلب یہ ہے کہ فعل لازم میں فعل متعدی کا معنی شامل کر دیا جائے۔ جیسے

قرآن کریم کی یہ آیت: ”وَلَا تَعْزَمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ“ [البقرة: ۲۳۵] (اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو، یہاں تک کہ لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو پہنچ جائے۔) عَزَمَ عموماً ”علی“ صلہ کے ساتھ متعدی ہو کر استعمال ہوتا ہے، لیکن یہاں آیت کریمہ میں بغیر صلہ کے متعدی ہے۔ کیوں کہ اس میں ”عُقْدَ“ (بمعنی گرہ باندھنا) کے معنی کی تضمین اور شمولیت ہے۔ یعنی لا تعزموا عقدہ النکاح کا معنی ہے: لا تَعْقِدُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ۔ (نکاح کی گرہ نہ باندھو۔)

4.4.4 فعل متعدی کو لازم بنانے کے طریقے:

فعل متعدی کو درج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

(۱) تضمین نحوی کے ذریعے اس طور پر کہ فعل متعدی میں فعل لازم کے معنی شامل کر دیے جائیں۔ جیسے آیت کریمہ: ”فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ“ [النور: ۶۳] (تو انھیں ڈرنا چاہیے جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔) اس مثال میں ”يُخَالِفُونَ“ بخروجون کے معنی کو متضمن ہے، اسی لیے اسے ”عن“ صلہ کے ساتھ لایا گیا۔

(۲) تعجب اور مبالغہ کے معنی کی ادائیگی کے لیے ”فعل“ متعدی کو باب كَزَمَ يَكْزُمُ میں لے آتے ہیں، جیسے: ضَرَبَ الشَّرْطِيُّ سَ (ضَرْبُ الشَّرْطِيِّ)۔ (پولیس نے کتنا مارا!)

(۳) مطاوعت کا معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے وزن اور باب کی طرف منتقل کر دینا جو ہمیشہ لازم ہی استعمال ہوتا ہے، مثلاً باب انفعال میں لے جا کر۔ جیسے انْقَطَعَ فَانْقَطَعَ“ میں۔ (یعنی میں نے اسے کاٹا تو وہ کٹ گیا۔)

اصطلاح میں مطاوعت کا معنی ہے: کسی فعل متعدی کے بعد فعل لازم کو لانا، یہ بتانے کے لیے کہ فعل متعدی کے مفعول نے اس کے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے۔ جیسے كَسَرْتُهُ فَانْكَسَرَ (میں نے اسے توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔)

4.4.5 فعل متعدی کی قسمیں:

فعل متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

- ۱۔ متعدی بہ یک مفعول۔
- ۲۔ متعدی بہ دو مفعول۔
- ۳۔ متعدی بہ سہ مفعول۔

(۱) متعدی بہ یک مفعول: وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول کو چاہے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْكِتَابَ (میں نے کتاب پڑھی)، تَلَوْتُ الْقُرْآنَ (میں نے قرآن کی تلاوت کی)، شَاهَدَ النَّاسُ حَدِيثَ الْعِوَانَاتِ (لوگوں نے چڑیا گھر دیکھا۔) زیادہ تر فعل متعدی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

(۲) متعدی بہ دو مفعول: وہ فعل ہے جس میں دو مفعول کی ضرورت ہو۔ جیسے أَغْطَيْتُ الْفَقِيرَ مَالًا (میں نے غریب کو مال دیا)، ظَنَنْتُ

الطَّالِبَ أَسْتَاذًا (میں نے طالب علم کو استاذ گمان کیا۔) متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک نہ ہو۔ جیسے: أَعْطَى، مَنَحَ، سَأَلَ، أَلْبَسَ، كَسَا، عَلَّمَ۔

دوم: وہ فعل متعدی کہ اصل کے اعتبار سے جس کا مفعول اول مبتدا اور مفعول ثانی خبر ہو۔ جیسے: وَجَدْتُ هَذَا الْكِتَابَ نَافِعًا (میں نے

اس کتاب کو مفید پایا)، صِيرْتُ الْعَدُوَّ صَدِيقًا (میں نے دشمن کو دوست بنالیا۔)

نوٹ: اس قسم میں افعال قلوب اور افعال تصییر دونوں داخل ہیں۔

(۳) متعدی بہ سہ مفعول: وہ فعل متعدی ہے جو تین مفعول چاہے۔ اور وہ یہ ہیں: اَعْلَمَ، اَرَى، اُنْبَأُ، نَبَأُ، خَبَرَ، حَدَّثَ۔ ان سب کا معنی

ہے: بتایا، خبر دی، بیان کیا۔

ان افعال کے تیسرے مفعول اور دوسرے مفعول کا مصداق ایک ہوتا ہے۔ بلفظ دیگر۔ (اصل کے اعتبار سے ان کا مفعول ثانی مبتدا، اور مفعول ثالث خبر ہوتا ہے، جب کہ ان میں سے کوئی بھی مفعول اول کی خبر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان کا مفعول اول ”اَعْطَى“ کے مفعول اول کے درجے میں اور مفعول ثانی و ثالث، اس کے مفعول ثانی کے درجے میں ہوتے ہیں۔ جیسے: اَعْلَمْتُ طَلْحَةَ عُمَرَ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (میں نے طلحہ کو بتایا کہ عمر امیر المؤمنین ہیں)، اُنْبَأْتُ التَّلْمِيذَ خَالِدًا مُسَافِرًا اَعْدَاءَ (میں نے طالب علم کو بتایا کہ خالد کل سفر کرے گا)، خَبَرْتُ الْاُسْتَاذَ اَسَافَةً مَصْرِيًّا (میں نے استاذ کو خبر دی کہ اسامہ مصری ہے۔)

معلومات کی جانچ

- ۱۔ فعل لازم اور متعدی کی تعریف کیجیے اور مختلف مثالوں سے واضح کیجیے۔
- ۲۔ فعل متعدی کی کتنی قسمیں ہیں ان کو بتائیے اور ہر قسم پر روشنی ڈالیں۔
- ۳۔ فعل لازم کو متعدی بنانے کے طریقے مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔
- ۴۔ فعل متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

4.5 فعل صحیح و معتل

اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل۔

4.5.1 فعل صحیح اور اس کی قسمیں:

فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرف علت نہ ہو، بلکہ سب کے سب، حروف صحیح ہوں۔ جیسے: كَتَبَ، قَاتَلَ،

اَمَرَ، صَحَّ، صَرَفَ۔

حروف صحیح سے مراد وہ حروف ہیں جو حروف علت نہ ہوں۔

حروف علت تین ہیں: الف، واو، یا۔ ان تینوں حروف کے علاوہ سارے حروف صحیح ہیں۔ فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) سالم (۲) مہموز (۳) مُضَاعَف۔

(۱) فعل سالم: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرف علت، ہمزہ اور حرف مکڑ نہ ہو۔ جیسے: كَتَبَ، ذَهَبَ،

شَرِبَ۔

(۲) فعل مہموز: وہ فعل ہے جس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف، ہمزہ ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) مہموز فا (۲) مہموز عین (۳) مہموز لازم۔

☆ مہموز فا: وہ ہے جس کے فاکلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: أَخَذَ، أَمَرَ۔

☆ مہموز عین: وہ ہے جس کے عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: سَأَلَ، زَنِمَ۔

☆ مہموز لازم: وہ ہے جس کے لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: قَرَأَ، بَرَأَ۔

(۳) فعل مضاعف: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرف ایک طرح کے ہوں۔ جیسے فَوَّ (بھاگا)، مَرَّ (گزرا)، دَفَعَمَ (غصہ

ہوا، ہلاک کیا)۔

مضاعف کی دو قسمیں ہیں: (۱) مضاعف ثلاثی (۲) مضاعف رباعی۔

☆ مضاعف ثلاثی: تین حروف اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو۔ جیسے مَدَّ (پھیلایا)، جَدَّ (کوشش کی)۔

☆ مضاعف رباعی: چار حروف اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا فاکلمہ اور لام اول، اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو۔ جیسے: زُلْزَلَ

(ہلایا، جھٹکادیا)، حَضَحَضَ (ظاہر اور واضح ہوا)۔

تنبیہ: ایک اصطلاح کے مطابق ”صحیح“ وہ ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ یا دو حرف ایک جنس کے نہ

ہوں۔ مگر مذکورہ بالا اصطلاح ہی عربوں میں زیادہ رائج ہے۔ اس لیے یہاں اسی کو اختیار کیا گیا۔

4.5.2 فعل معتل اور اس کی قسمیں:

معتل: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک یا دو حرفِ علت ہوں۔ جیسے: وَعَدَ (وعدہ کیا)، طَوَى (لپیٹا)۔

معتل کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ دو حرف۔

(۱) معتل بہ یک حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک حرفِ علت ہو۔ جیسے: وَرِثَ (وارث اور حق دار ہوا)، قَالَ، دَعَا (بلایا)۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) معتل فا (۲) معتل عین (۳) معتل لام۔

☆ معتل فا: وہ ہے جس کا فاکلمہ حرفِ علت ہو، جیسے: وَعَدَ۔ اسے ”مثال“ بھی کہا جاتا ہے۔

☆ معتل عین: وہ ہے جس کا عین کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے: قَالَ۔ اسے ”اجوف“ بھی کہا جاتا ہے۔

☆ معتل لام: وہ ہے جس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے: رَمَى۔ اسے ”ناقص“ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) معتل بہ دو حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرفِ علت ہوں۔ جیسے: وَشَى (چغلی کی)۔ اسے ”لفیف“ بھی کہا جاتا ہے۔

لفیف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفیف مفروق (۲) لفیف مقرون۔

☆ لفیف مفروق: وہ معتل ہے جس کا فاکلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے وَقَى (بچایا، حفاظت کی)، وَقَى (پورا اور مکمل ہوا)۔ چونکہ اس

کے دونوں حروف علت آپس میں ملے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، اس لیے اسے ”مفروق“ کہا جاتا ہے۔

☆ لفیف مقرون: وہ معتل ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے نَوَى (نیت کی)، لَوَى (لپیٹا)۔ چونکہ اس کے دونوں

حروف علت آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے اسے ”مقرون“ کہا جاتا ہے۔

4.5.3 صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ:

فعل مضارع، ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مزید فیہ میں اصلی حروف سے کچھ زائد حروف بھی ہوتے ہیں، اور ان میں کچھ حروف علت بھی ہوتے ہیں۔ تو ان میں کبھی یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل۔ علمائے عربیت نے اس شبہ کو دور کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اگر وہ فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اسے اس کے ماضی مجرد کی طرف پھیر دیں، مثلاً اگر ثلاثی مزید فیہ ہو تو اس کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کریں اور اگر وہ رباعی مزید فیہ ہو تو رباعی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کر کے دیکھیں کہ وہ صحیح ہے یا معتل۔ اگر وہ صحیح ہو تو اس کو بھی صحیح سمجھیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اس مزید فیہ کو بھی معتل مانیں۔

مثال کے طور پر قَاتَلَ، يُقَاتِلُ، يُبْعِثُ اور تَعَلَّى، يَتَعَلَّى کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل؟ تو سب سے پہلے قَاتَلَ اور اس کے مضارع يُقَاتِلُ کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں باب مفاعلت سے ہیں جو ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کا باب ہے۔ لہذا ضابطے کے مطابق انھیں ان کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف پھیرا تو وہ ”قَتَلَ“ ہوا جو کہ صحیح ہے، لہذا ثابت ہو گیا کہ قَاتَلَ اور اس کا مضارع يُقَاتِلُ بھی صحیح ہے۔

پھر ”يُبْعِثُ“ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ باب ”فَعْلَلَة“ سے مضارع معروف ہے جو رباعی مجرد کا باب ہے، اس کا ماضی مجرد ”فَعَّلَل“ کے وزن پر ”بَعَثَ“ ہے جو کہ صحیح ہے تو ثابت ہو گیا کہ يُبْعِثُ بھی صحیح ہے۔

اسی طرح تَعَلَّى اور اس کے مضارع يَتَعَلَّى کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کے باب تفعّل سے ہے، جس کے مجرد کے ماضی کا صیغہ ”عَلَا“ ہے جو معتل ہے۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ تَعَلَّى يَتَعَلَّى بھی معتل ہے۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ فعل صحیح کی قسمیں اور ان کی تعریف تحریر کیجیے۔

۲۔ معتل کسے کہتے ہیں، اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ اگر کوئی فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اس کے صحیح یا معتل ہونے کا پتا کیسے لگایا جائے گا؟

4.6 فعل تعجب

4.6.1 تعجب:

اُس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے سے دل میں پیدا ہو جس کا سبب پوشیدہ اور نامعلوم ہو۔ اسی لیے کہا گیا ہے

کہ سب کے ظاہر ہوتے ہی تعجب ختم ہو جاتا ہے۔

اور فعل تعجب سے مراد وہ فعل ہے جو قلبی کیفیت کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

یوں تو تعجب کا معنی ادا کرنے کے لیے عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور تعبیرات استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان کی وضع اس معنی کی ادائیگی کے لیے نہیں، بلکہ قرینہ اور موقع محل کی وجہ سے وہ تعجب کا معنی دیتے ہیں، تعجب کا معنی دینے کے لیے صرف فعل تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے۔

4.6.2: فعل تعجب کے صیغے:

عربی زبان میں فعل تعجب کے دو صیغے ہیں:

۱۔ مَا أَفْعَلُهُ: جیسے: مَا أَجْمَلُ الْمَنْظَرَ (کتنا خوب صورت منظر ہے)، اس میں ”ما“ ”اُیْ شَیْء“ کے معنی میں مبتدا ہے، ”أَجْمَلُ“ فعل ہے، اس میں ”هو“ ضمیر مستتر، اس کا فاعل ہے، اور ”المنظر“ مفعول بہ منصوب ہے، ”أَجْمَلُ“ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر ہے، اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

۲۔ أَفْعُلُ بِهِ: جیسے أَحْسِنُ بِمَحْمُودٍ (محمود کتنا اچھا ہے)، اس میں ”أَحْسِنُ“ صیغہ امر بمعنی ”أَحْسَنُ“ ماضی ہے، بائے جارہ زائد ہے اور اس کا مدخول ”محمود“ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع، فاعل ہے، پھر فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

4.6.3: فعل تعجب کی شرطیں:

کسی مصدر سے مذکورہ بالا اوزان پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ اس سے فعل آتا ہو۔ ۲۔ ثلاثی مجرد ہو۔ ۳۔ تام ہو۔ ۴۔ مثبت ہو۔ ۵۔ متصرف ہو کہ اس سے ماضی، مضارع، امر کے صیغے استعمال ہوتے ہوں۔ ۶۔ معروف ہو۔ ۷۔ اس کے اندر فرق و تفاوت ممکن ہو جیسے علم، فضل، حسن، فتح وغیرہ۔ ۸۔ اس سے صفت مشبہہ کا صیغہ ”أَفْعُلُ“ کے وزن پر نہ آتا ہو جس کی مؤنث ”فَعْلَاءُ“ کے وزن پر آتی ہے، بلفظ دیگر اس میں رنگ اور ظاہری عیب کا معنی نہ ہو۔ جیسے مَا أَحْسَنُ الْمَنْظَرَ (منظر کتنا حسین ہے۔ یا۔ کتنا حسین منظر ہے)، أَقْبَحُ بِصُورَةِ الْقُرْدِ (بندر کی شکل کتنی بری ہے۔ یا۔ بندر کتنا بد صورت ہے۔)۔

فائدہ: جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں، ان سے تعجب کے معنی کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو ”مَا أَشَدُّ“ یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں، اور اگر ضعف اور کمی پر تعجب مقصود ہو تو ”مَا أَضْعَفُ“ یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں۔ جیسے: ”مَا أَحْسَنُ انْطِلَاقَهُ“ (اس کی چال کتنی اچھی ہے!)، مَا أَشَدُّ كَوْنُ الدَّوَاءِ مُرًّا (دوا کی تلخی کتنی زیادہ ہے!)۔ یا۔ دوا کتنی کڑوی ہے!)، مَا أَحْسَنُ أَنْ لَا يَكْذِبَ التَّاجِرُ (تاجر کا جھوٹ نہ بولنا کیا خوب ہے!)، مَا أَقْبَحُ أَنْ يُعَاقَبَ الْبَرِيءُ (بے قصور کو سزا دیا جانا کتنا برا ہے!)، مَا أَشَدُّ حُمْرَةً وَجْهَهُ (اس کا چہرہ کتنا سرخ ہے!)

(۲) لفظ ”أَشَدُّ“ یا ”أَضْعَفُ“ یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے بائے جارہ زائد لے

آئیں، جیسے: أَحْسِنُ بِانْطِلَاقِهِ، أَشَدُّ بِكَوْنِ الدَّوَاءِ مُرًّا، أَحْسِنُ بِأَنْ لَا يَكْذِبَ التَّاجِرُ، أَقْبَحُ بِأَنْ يُعَاقَبَ الْبَرِيءُ، أَشَدُّ بِحُمْرَةِ وَجْهِهِ۔

4.6.4 افعال تعجب کے احکام:

۱۔ تعجب کے ان دونوں صیغوں کا متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا، جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں گزرا، یا نکرہ مُخَصَّصہ، جیسے: ”مَا أَحْسَنَ كَلَامًا سَمِعْتُهُ“، ”أَحَبُّ بِطَالِبٍ مُجْتَهِدٍ“۔ یہ شرط اس لیے ہے تاکہ اس صیغہ کا مطلوب فائدہ حاصل ہو سکے، کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص شے کی حالت پر حیرت و استعجاب کا اظہار ہے، اسی لیے نکرہ محضہ کو متعجب منہ بنا کر اس طرح کہنا صحیح نہیں: ”مَا أَحْسَنَ رَجُلًا“ (کوئی آدمی کتنا اچھا ہے)، کیوں کہ اس سے مطلوب فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ افعال تعجب، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، اسی لیے ان کے معمول (فاعل، یا مفعول) کو ان سے پہلے لانا درست نہیں، لہذا: بَيِّنَتِكَ مَا أَجْمَلُ، مَا بَيِّنَتِكَ أَجْمَلُ، بِحَسَنَانِ أَحْسَنُ کہنا جائز نہیں۔

۳۔ عام حالات میں فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان فصل کرنا درست نہیں ہے۔ صرف دو چیزوں کے ذریعے فصل کیا جاسکتا ہے۔

اول: ندا کے ذریعہ، جیسے: مَا أَجْمَلُ يَا خَالِدُ کِتَابُكَ۔ (اے خالد! تیری کتاب کتنی خوب صورت ہے!)

دوم: ظرف، یا جار مجرور کے ذریعہ جب کہ یہ دونوں فعل تعجب سے متعلق ہوں، جیسے: مَا أَجْمَلُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (چودھویں رات کا چاند

کتنا خوب صورت ہے!)، مَا أَبْعَدُ عَنْ بَيْتِي بَيْتُكَ۔ (تیرا گھر میرے گھر سے کتنا دور ہے!)

۴۔ یہ افعال ایک ہی صورت میں آتے ہیں، جب کہ ان کا متعجب منہ واحد ہو یاثنیہ، یا جمع، اسی طرح مذکر ہو، یا مؤنث، جیسے: يَا سَمِيرُ

أَحَبُّ بِصَدِيقِكَ، يَا سَمِيرُ أَحَبُّ بِصَدِيقَتِكَ، أَحَبُّ بِالْصَّدِيقِ، أَحَبُّ بِالْصَّدِيقَيْنِ، أَحَبُّ بِالْأَصْدِقَاءِ۔

۵۔ صیغہ ”مَا أَفْعَلُ“ میں ”ما“ اور فعل تعجب کے درمیان ”کمان“ زائدہ لایا جاسکتا ہے، جیسے: ”مَا كَانَ أَبْرَعُ هَذَا الصَّانِعِ“۔ (یہ

کارِیگر کتنا ماہر ہے!)

4.6.5 فعل تعجب کی تصغیر:

اصل کے اعتبار سے فعل تعجب کی تصغیر لانا درست نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تصغیر اسم کا خاصہ ہے اور یہ وزن اصل اور معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل

کے مشابہ ہے لیکن ”مَا أَفْعَلُ“ کے صیغہ میں صرف ”أَمْلَحُ“ اور ”أَحْسَنُ“ کی تصغیر عربوں سے سنی گئی ہے۔ جیسے ایک شاعر کے قصیدہ کا مطلع ہے:

رَنَّ الْحَمَامُ عَلَى شُجُونِ الْبَانِ

يَا مَا أَمْلَحَ ذِكْرُ بَيْضِ الْبَانِ

نحویوں نے شاذ ہونے کے باوجود دوسرے میں بھی تصغیر کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ

محبوبیت کا معنی بھی مطلوب ہو۔ جیسے مَا أَحْيَاةُ! (وہ کس قدر شیریں ہے!) مَا أَذِينَاهُ إِلَى قَلْبِي! (وہ میرے دل سے کتنا قریب ہے!) مَا أَطْيِرُفُ

حَدِيثُهُ (اس کی بات کتنی دل چسپ ہے!)

4.6.6 تعجب کی دوسری تعبیرات:

یہ تو ان افعال تعجب کا بیان تھا جن کی وضع ہی اس معنی کی اداگی کے لیے ہوئی ہے، ان کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور

تعبیرات ایسی ہیں جن کی وضع تو اس معنی کے لیے نہیں ہوئی، لیکن وہ قرینہ اور موقع محل کے اعتبار سے تعجب کا معنی دیتی ہیں۔
وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْمُبْدِعِ (وجودِ اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے)، یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی حسین و جمیل صورت کے دیکھنے پر تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

اسی سے ملتی جلتی وہ تعبیر ہے جو حدیث شریف میں آئی ہے: سُبْحَانَ اللَّهِ! الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجَسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا، (سبحان اللہ! مومن زندہ اور مردہ کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا)

۲۔ کلمہ استفہام کے ذریعہ تعجب۔

کبھی کلمہ استفہام کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار ہوتا ہے، جیسے: ”كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمُؤَانًا فَأَحْيَاكُمْ“ [البقرہ: ۸۲] (بھلا تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو جب کہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندگی دی۔)

اسی طرح یہ آیت کریمہ: اَللّٰهُمَّ اَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا [ہود: ۷۷] (کیا میرے یہاں اولاد ہوگی جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر عمر دراز؟)

۳۔ کبھی ”اَی“ داخل کر کے تعجب کے معنی ادا کرتے ہیں، جیسے: ”مَوَزْتُ بِرَجُلٍ اَیَّ رَجُلٍ“ (میں کیسے باکمال آدمی کے پاس سے گزرا)، اور جیسے کسی باکمال شخص کو دیکھ کر آپ حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہیں: ”اَی رَجُلٌ هُوَ“ (کیسا آدمی ہے وہ!)، ”رَأَيْتُ شَاعِرًا اَیَّ شَاعِرٍ“ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)، ”مَرَدٌ بِخَالِدٍ اَیَّ رَجُلٍ“ (میں خالد کے پاس سے گزرا جو کیسا باکمال آدمی ہے!) ان مثالوں میں ”اَی“ ایک شے کے کسی وصف میں کامل ہونے اور اس کی حالت پر اظہار حیرت کے لیے آیا ہے، یہ ”اَی“ صرف نکرہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، اور کسی نکرہ کی صفت، یا معرفہ کا حال بنتا ہے۔

۴۔ قَاتَلَهُ اللَّهُ مِنْ شَاعِرٍ: اصل کے اعتبار سے تو ”قَاتَلَ“ باب مفاعلت سے فعل ماضی ہے، اسم جلالہ اس کا فاعل اور ضمیر منصوب مبہم اس کا مفعول بہ ہے جس کی تفسیر ”مِنْ شَاعِرٍ“ سے کی گئی ہے، اس کا لفظی ترجمہ ہے ”اللہ اس شاعر سے جنگ کرے“، لیکن یہ معنی یہاں مراد نہیں، بلکہ شاعر کے بے پناہ شاعرانہ کمال پر اظہار حیرت مقصود ہے، اس لیے اس جملہ کا مطلب ہوگا ”وہ کیا بلا/کیا غضب کا شاعر ہے!“
یہی مفہوم اس جملہ کا بھی ہے: قَاتَلَهُ اللَّهُ، مَا أَشْعَرُهُ!

۵۔ لِلَّهِ دَرَّةٌ فَارِسًا: دَرَّةٌ کا معنی دودھ ہے، اور اس میں عربوں کے لیے خیر کثیر اور بڑی بھلائی تھی، کیوں کہ ان کا گزرا بڑی حد تک اسی پر تھا، تو ”دَرَّةٌ“ کے لیے خیر لازم ہوئی، اس طرح ملزوم بول کر مجازاً لازم مراد لیا جاتا ہے، ”فَارِسًا“ فَرَسٌ سے اسم فاعل ہے، جس کا معنی ہے: ”اسپ رانی میں کامل ہونا“۔ جب یہ کمال کسی میں حیرت انگیزی کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو تعجب کے طور پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ وہی عجائبات کا خالق ہے، نحوی ترکیب کے لحاظ سے ”فَارِسًا“ دَرَّةٌ کی اضافی نسبت سے تمیز ہے، اور لفظی ترجمہ یہ ہے ”اسپ رانی میں کامل ہونے کی حیثیت سے اس کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔“ لیکن اس جملہ سے مقصود صرف تعجب ہوتا ہے، اس لیے مقصود کے پیش نظر اس کا ترجمہ ہوگا وہ ”کیسا باکمال شہسوار ہے!“

اسی سے قریب اللہ اَنْتَ جیسے جملہ بھی ہیں۔

اسی طرح اللہ دُرُّہ حَطِیباً اور اللہ دُرُّہ شَاعِرٌ اور غیرہ کو بھی سمجھنا چاہیے۔

۶۔ یَالْک مِنْ فَارِسٍ: اس میں ”یا“ حرفِ ندا، لام جارہ تعجب کے لیے ہے، اور ”مِنْ“ حرفِ جزمیہ خطاب مبہم کا بیان ہے، اس کا معنی

ہوگا ”واہ رے! کتنا باکمال اسپ شناس ہے!“۔ یا۔ ”واہ رے! کیسا ماہر شہ سوار ہے!“

اسی طرح ”یَالْک مِنْ ذَاهِیَہ“ کا ترجمہ ہوگا ”ہائے رے! کیسی مصیبت ہے!“

اسی طرح پانی کی کثرت اور فراوانی دیکھ کر کہتے ہیں: ”یَا لَلْمَاء!“ (واہ! کتنا پانی ہے!) اور پریشانیوں کی کثرت پر تعجب کرتے ہوئے

کہتے ہیں: یَا لَلذَّوَاهِی! (واہ! کیسی مصیبتیں ہیں!)۔ یہی حال ”یَا لَلْعَجَب!“، ”یَا لَلْهُول!“ وغیرہ کا بھی ہے۔ حرفِ ندا کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار شائع ذائع ہے۔

۷۔ مَا زَأَيْتَ کَالِیَوْمِ رَجُلًا (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

اسی طرح ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”الْعَظْمَةُ لِلَّهِ“ کو بھی تعجب کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔

معلومات کی جانچ

۱۔ تعجب اور فعل تعجب کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے۔

۲۔ قیاسی طور پر فعل تعجب کے کتنے صیغے آتے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳۔ فعل تعجب کی شرطیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴۔ فعل تعجب کے احکام بیان کیجیے۔

4.7 افعال مدح و ذم

4.7.1 افعال مدح و ذم کی تعریف اور اس کی قسمیں:

افعال مدح و ذم: وہ افعال ہیں جن سے کسی چیز، یا کسی شخص کی تعریف یا مذمت کا معنی پیدا ہوتا ہے۔ جیسے ”نِعْمَ الطَّالِبُ مُحَمَّدٌ“ (محمد

اچھا طالب علم ہے)، ”بِئْسَ الْإِنْسَانُ أَبُو جَهْلٍ“ (ابو جہل برا انسان ہے)۔

یہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ۱۔ سماعی ۲۔ قیاسی۔

یہ افعال خواہ سماعی ہوں، یا قیاسی، دونوں میں چند باتیں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں:

۱۔ یہ سب افعال، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، ان سے مضارع، امر اور اسمائے مشفقہ کے صیغے نہیں آتے۔

۲۔ یہ اگرچہ ماضی کے صیغے پر استعمال ہوتے ہیں، لیکن کسی زمانے کو نہیں بتاتے۔

۳۔ فعل مدح و ذم اور اس کے فاعل سے بننے والا جملہ، انشائیہ ہوتا ہے۔

4.7.2: پہلی قسم: سماعی افعال مدح و ذم:

4.7.2.1 سماعی افعال مدح و ذم یہ ہیں:

۱۔ نَعَمْ ۲۔ حَبَدًا ۳۔ بَشَس ۴۔ سَاءَ ۵۔ لَا حَبَدًا .

ان میں پہلے دونوں مدح کے لیے اور باقی تینوں ذم کے لیے آتے ہیں، ان سبھی کے لیے دو چیزیں لازم ہوتی ہیں: ایک: فاعل، دوسرے مخصوص یعنی وہ جس کی مدح یا ذم بیان کی جاتی ہے، جیسے ”نَعَمْ الطَّبِيبُ نَبِيلٌ“ (نبیل اچھا طبیب ہے)، ”بَشَسَ الرَّجُلُ اللَّصُّ“ (چور برا آدمی ہے)۔ پہلی مثال میں ”الطَّبِيبُ“ نَعَمْ کا فاعل اور ”نَبِيلٌ“ مخصوص بالمدح ہے، جب کہ دوسری مثال میں ”الرَّجُلُ“ بَشَس کا فاعل، اور ”اللَّصُّ“ مخصوص بالذم ہے۔

☆ نَعَمْ، بَشَس اور سَاء کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ کا لانا درج ذیل تین صورتوں میں جائز ہے:

- ۱۔ جب فاعل، اسم ظاہر مونث ہو، جیسے ”نَعِمْتَ الْفَتَاةُ لُبْنَى“۔
- ۲۔ جب فاعل ایسی ضمیر ہو جس کی تفسیر کسی اسم مونث نکرہ سے کی گئی ہو، جیسے: ”نَعِمْتَ فَتَاةٌ لُبْنَى“۔
- ۳۔ جب مخصوص بالمدح والذم مونث ہو، اگرچہ ان کا فاعل مذکر ہی ہو۔ جیسے: ”نَعِمْتَ الدَّوَاءُ الرِّيَاضَةُ الْبَدَنِيَّةُ، وَبَشَسَ الْحَكَمُ بَيْنَ الْإِخْوَانِ الْبُنْدُقِيَّةُ“۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں تائے تانیث کا نہ لانا بھی جائز و درست ہے۔

4.7.2.2 نَعَمْ، بَشَس اور سَاء کا فاعل:

ان افعال کے فاعل کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک میں ہو:

- ۱۔ اسم معرف باللام ہو، جیسے: نَعَمْ الْمَعْلَمُ خَلِيلٌ، بَشَسَ الْمُهَنْدِسُ خَالِدٌ۔
 - ۲۔ معرف باللام کی طرف مضاف ہو، جیسے: ”نَعَمْ طَالِبُ الْعِلْمِ عَلِيٌّ، بَشَسَ وَلَدُ الطَّبِيبِ سَمِيرٌ“۔
 - ۳۔ معرف باللام کے مضاف کی طرف مضاف ہو، جیسے: نَعَمْ مَدِيرُ شَرِكَةِ الطَّيْرَانِ خَالِدٌ، سَاءَ حَارِسُ بَابِ الْفُنْدُقِ مَنْصُورٌ۔
 - ۴۔ اسم موصول ہو، جیسے: نَعَمْ الَّذِي يَفْعَلُ الْخَيْرَ زُهَيْرٌ، بَشَسَ الَّذِي يَكْذِبُ فَلَانٌ۔
 - ۵۔ ضمیر مستتر ہو جس کی تفسیر کوئی اسم نکرہ تمیز کی صورت میں کرتا ہو، جیسے: نَعَمْ وَلَدًا حَسَنٌ۔ لیکن اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ اسم نکرہ فعل کے بعد اور ”مخصوص“ سے پہلے آئے، اور افراد، تشبیہ، جمع، تذکیر اور تانیث میں ”مخصوص“ کے مطابق ہو۔ جیسے: نَعَمْ وَلَدَيْنِ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، نَعَمْ أَوْلَادًا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمَحَمَّدٌ، نَعَمْ بَنَاتًا زَيْنَبٌ، نَعَمْ بَنَتَيْنِ زَيْنَبٌ وَعَائِشَةُ، نَعَمْ بَنَاتِ زَيْنَبٍ وَعَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔
 - ۶۔ لفظ ”ما“ ہو، جیسے نَعَمْ مَا قَرَأْتُ، بَشَسَ مَا صَنَعْتُ أَمْرِيكَافِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ، سَاءَ مَا فَعَلَ الْمُعْتَدُونَ بِفِلَسْطِينَ۔
- یہ ”ما“ معرفہ اور تامہ ہوتا ہے جو ”الشیء“ کے معنی میں ہوتا ہے اسے صلہ یا صفت کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس کے بعد میں آنے والا جملہ فعلیہ، ”مخصوص“ مخدوف کی صفت ہے۔ لہذا پہلی مثال کی تقدیری عبارت ”نَعَمْ الشَّيْءُ شَيْءٌ قَرَأْتُ“ اور دوسری مثال کی اصل عبارت ”بَشَسَ الشَّيْءُ شَيْءٌ صَنَعْتُ أَمْرِيكَافِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ“ ہوگی۔

4.7.2.3 مخصوص بالمدح والذم:

☆ افعال مدح و ذم کے فاعل کے بعد جو اسم مرفوع آتا ہے وہ ”مخصوص بالمدح“ یا ”مخصوص بالذم“ کہلاتا ہے۔

☆ ”مخصوص“ کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرفہ ہو، جیسا کہ آپ نے سابقہ مثالوں میں دیکھا، یا نکرہ مخصوص ہو، جیسے: نِعَمَ الْجَارُ جَارٌ غَيْرُ عَلِيٍّ جِيرَانِهِ، بِئْسَ الذِّكْرُ ذِكْرُ مَرْضٍ۔ اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ ”مخصوص“ نکرہ محضہ نہیں ہو سکتا، لہذا ”نِعَمَ الْجَارُ جَارٌ، بِئْسَ الذِّكْرُ ذِكْرُ“ کہنا درست نہیں، اس لیے کہ اس سے مدح و ذم کا خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

☆ قرینہ پائے جانے کے وقت مخصوص کا حذف جائز ہے، جیسے قرآن کریم میں ہے: ”نِعَمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ“ [ص: ۳۰] اس کی اصل عبارت ہے: ”نِعَمَ الْعَبْدُ أَوَّابٌ“ کیوں کہ پہلے سے انھیں کا ذکر چل رہا ہے، اسی طرح آیت کریمہ: ”وَالْأَرْضُ فَرْشُهَا فَنِعَمَ الْمِهْدُونَ“ [الذاریات: ۴۸] کی اصل عبارت ہے: ”فَنِعَمَ الْمِهْدُونَ نَحْنُ“۔

4.7.2.4 حَبَذًا اور لَا حَبَذًا:

”حَبَذًا“ عمل اور معنی دونوں میں نفع کی طرح ہے، لیکن اس میں ایک چیز ”نفع“ سے زائد ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے جس کی تعریف کی جاتی ہے وہ متکلم کا محبوب ہوتا ہے۔

یہ ”حَبَ“ (فعل) اور ”ذَا“ (اسم اشارہ) سے مرکب ہے، ”حَبَ“ اصل میں ”حَبَبَ“ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا، ”حَبَ“ ہو گیا۔

۱۔ یہ فعل، جامد اور غیر متصرف ہے، ”ذَا“ اسم اشارہ اس کا فاعل ہے، جو ہمیشہ واحد ہی رہتا ہے، اس کا ”مخصوص“ چاہے تشبیہ ہو، یا جمع۔ اسی طرح وہ مذکر ہی رہتا ہے، ”مخصوص“ چاہے مذکر ہو یا مؤنث۔ جیسے: حَبَذًا الْأَسْتَاذَانِ عَلِيٍّ، حَبَذًا الْأَسْتَاذَانِ عَلِيٍّ وَحَسَنٍ، حَبَذًا الْأَسَاتِذَةُ عَلِيٍّ وَحَسَنُ خَالِدٍ، حَبَذًا الْأَسْتَاذَةَ فَاطِمَةَ، وَالْأَسْتَاذَاتِ فَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ وَسَلْمَى۔

۲۔ اس کا مخصوص اور اس کے فاعل کی تیز اس فعل سے پہلے نہیں آ سکتی، لہذا ”خَالِدٌ حَبَذًا رَجُلًا“ اور ”رَجُلًا حَبَذًا خَالِدٌ“ کہنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ کبھی اس کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا بعد تیز، یا حال آتا ہے، جیسے حَبَذًا رَجُلًا نَبِيلًا، حَبَذًا صَدِيقًا نَبِيلًا، حَبَذًا نَبِيلًا رَجُلًا،

حَبَذًا نَبِيلًا صَدِيقًا۔

۴۔ اس کے مخصوص پر نواسخ جملہ کا داخل ہونا جائز نہیں، لہذا ”حَبَذًا رَجُلًا كَانَ خَالِدًا“ اور ”حَبَذًا رَجُلًا ظَنَنْتُ سَعِيدًا“ کہنا صحیح نہیں۔

۵۔ قرینہ پائے جانے کے وقت اس کے مخصوص کا حذف بھی جائز ہے۔ جیسے آپ سے خالد کے بارے پوچھا جائے کہ وہ کیسا آدمی ہے؟

تو آپ جواب دیں ”حَبَذًا رَجُلًا“ اس کی اصل عبارت ہے ”حَبَذًا رَجُلًا هُوَ“۔ یہاں مخصوص بالمدح کے حذف پر سوال ملفوظ قرینہ ہے۔

۶۔ ندا کے ذریعہ حَبَذًا اور اس کے مخصوص کے درمیان فصل جائز ہے، جیسے ”حَبَذًا يَا صَاحِبِي اللَّعِبِ“۔

۷۔ کبھی حَبَذًا پر لائے نئی داخل ہوتا ہے تو یہ ”بِئْسَ“ کی طرح ذم کا معنی دیتا ہے، جیسے ”لَا حَبَذًا الْأَمِيرُ الْمُتَكَبِّرُ“ (متکبر امیر اچھا نہیں)۔

4.7.3: دوسری قسم: قیاسی افعال مدح و ذم

4.7.3.1 تعریف:

وہ افعال جو نِعَم اور بُئس کی طرح مدح اور ذم کا معنی دیتے ہیں، ان کی تعداد بہت ہے اور جس فعل ثلاثی سے فعل تعجب بنایا جاسکتا ہو اور اصلاً ”فَعْل“ کے وزن پر ہو، جیسے شَرَف، حَسَن، لَوْم، قَبَح، یا اصل کے اعتبار سے تو کسی اور وزن پر آتا ہو لیکن اسے یہ معنی دینے کے لیے اس وزن پر لے آیا گیا ہو، جیسے فَهَم، كَسَب، جَهَل، حَقَّد اور اس طرح کے تمام افعال سے تعجب کے ساتھ مدح و ذم کا معنی لیا جاسکتا ہے۔ جیسے شَرَفَ سَيِّدُ الشَّهَدَاءِ حَمَزَةً، حَسَنَ الْفَتَى زُهَيْرٌ، لَوْمَ الْخَائِنِ فَلَانٌ، قَبَحَ الرَّجُلُ عُثْبَةً۔

4.7.3.2 قیاسی افعال مدح و ذم کے احکام

جب ان افعال سے مدح و ذم کا معنی مراد لیا جاتا ہے تو یہ نِعَم و بُئس کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں اور ان کے تمام احکام ان افعال پر جاری ہوتے ہیں، اسی لیے یہ سبھی فعل لازم، جامد اور زمانہ سے خالی ہوتے ہیں اور ان سے مضارع، امر اور اسمائے مشتقہ کے صیغے نہیں بنتے۔ مگر اس صورت میں نِعَم و بُئس اور ان افعال کے درمیان دو فرق پائے جاتے ہیں:

- ۱۔ نِعَم اور بُئس اپنے مادہ کا لحاظ کیے بغیر مدح و ذم کا معنی دیتے ہیں، جب کہ یہ افعال اپنے مادہ کے لحاظ سے مدح و ذم کا معنی دیتے ہیں۔
- ۲۔ نِعَم اور بُئس مدح و ذم کے ساتھ تعجب کا معنی نہیں دیتے، جب کہ یہ افعال مدح و ذم اور اپنے اصلی معنی کو بتانے کے ساتھ تعجب کا بھی معنی دیتے ہیں۔ لہذا ”نِعَمَ الرَّجُلُ زُهَيْرٌ“ کا ترجمہ ہوگا ”زہیر اچھا آدمی ہے“ جب کہ ”حَسَنَ الْفَتَى زُهَيْرٌ“ کا ترجمہ ہوگا ”زہیر کیا ہی خوب صورت جوان ہے“ اور ”بُئسَ الرَّجُلُ أَبُو جَهْلٍ“ کا معنی ہوگا ”ابو جہل برا آدمی ہے“ جب کہ ”لَوْمَ الرَّجُلِ أَبُو جَهْلٍ“ کا ترجمہ ہوگا ”ابو جہل کتنا کمینہ آدمی ہے“

معلومات کی جانچ

۱۔ افعال مدح و ذم کی تعریف اور ان کی قسمیں لکھیے۔

۲۔ سماعی افعال مدح و ذم کتنے اور کون کون ہیں؟ وضاحت کیجیے اور ان کے استعمال کا طریقہ مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۳۔ نِعَم اور بُئس کے فاعل کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

۴۔ قیاسی افعال مدح و ذم کا تعارف کراتے ہوئے ان کے کچھ ضروری احکام تحریر کیجیے۔

4.8 اکتسابی نتائج

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔

مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

☆ پہلی تقسیم: لزوم و تعدی کے اعتبار سے۔ دوسری تقسیم: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے کہ سب حروف صحیح ہیں یا بعض حرف علت بھی ہے۔

ان کے علاوہ بعض حیثیتوں سے کچھ اور تقسیمیں بھی نکلتی ہیں:

☆ پہلی تقسیم: فعل لازم اور متعدی ہے۔

فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کر دے۔ اس کو ”فعل قاصر“ بھی کہا جاتا ہے۔
فعل متعدی وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ اسے ”فعل مجاوز“ اور ”فعل واقع“ بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع، ظرف یا مصدر نہ ہو۔
☆ مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

☆ جب وہ رنگ کا معنی دے ☆ یا عیب کا معنی بتائے ☆ یا کسی ہیئت کا معنی دے ☆ یا صفائی ستھرائی ☆ یا گندگی کا معنی بتائے ☆
یا کسی عارضی شے کو بتائے ☆ یا ان ابواب سے آئے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتے ہیں، جیسے باب کرم، باب انفعال، افعلال، افعیلال، افعلال، افعلال۔

☆ درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

☆ باب افعال، تفعیل، مفاعلت یا استفعال میں لا کر ☆ حرف جر کے ذریعے ☆ تضمین نحوی کے ذریعے۔

☆ اور فعل متعدی کو درج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

☆ تضمین نحوی کے ذریعے ☆ تعجب یا مبالغہ کے معنی کی ادائیگی کے لیے فعل ثلاثی مجرد کو خاص کر باب کرم میں لے جا کر ☆ مطاوعت کا

معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے باب کی طرف منتقل کر کے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتا ہے، جیسے باب انفعال میں لے جا کر۔

☆ فعل متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ متعدی بہ یک مفعول: جس میں ایک مفعول سے مفہوم پورا ہو جاتا ہو۔ ۲۔ متعدی بہ دو مفعول: جس میں دو مفعول کی ضرورت ہو۔ ۳۔

متعدی بہ سہ مفعول: جس کے مفہوم کی ادائیگی میں تین مفعول کی ضرورت ہو۔

پھر متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں: اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر نہ ہوں۔ دوم: وہ فعل متعدی جس

کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر ہوں۔ جیسے افعال قلوب اور افعال تحویل و تصیر۔

☆ دوسری تقسیم: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف علت ہو تو وہ معتل ہے، اور اگر کوئی حرف علت نہ ہو تو وہ صحیح ہے۔

فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ سالم ۲۔ مہوز ۳۔ مضاعف۔

اگر اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف ہمزہ ہو تو وہ مہوز ہے، اور اگر دو حرف ایک ہی طرح کے ہوں تو وہ مضاعف ہے اور اگر ان میں کوئی

حرف، حرف علت، ہمزہ اور دو حرف ایک طرح کے نہ ہوں تو وہ ”سالم“ ہے۔

پھر فعل مہوز میں اگر ہمزہ فاکلمہ کی جگہ ہو تو مہوز فاعل ہے اگر اگر عین کلمہ کی جگہ ہو تو مہوز عین ہے اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہو تو مہوز لام ہے۔

مضاعف کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مضاعفِ ثلاثی۔ ۲۔ مضاعفِ رباعی۔ تین حروفِ اصلی والا وہ فعل جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو مضاعفِ ثلاثی کہلاتا ہے اور چار حروفِ اصلی والا وہ فعل جس کا فاکلمہ اور لامِ اول، اسی طرح عین کلمہ اور لامِ ثانی ایک جنس کا ہو مضاعفِ رباعی کہلاتا ہے۔
☆ معتل کی بھی دو قسمیں ہیں: اگر اصلی حروف میں ایک حرف، حرفِ علت ہو تو وہ معتل بہ یک حرف ہے اور اگر دو حرف، حرفِ علت ہوں تو وہ معتل بہ دو حرف ہے۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں: اگر حرفِ علت فاکلمہ ہو تو معتل فا کہلاتا ہے، اگر حرفِ علت عین کلمہ ہو تو معتل عین کہلاتا ہے اور اگر حرفِ علت لام کلمہ ہو تو معتل لام کہلاتا ہے۔

معتل بہ دو حرف کو لفیف بھی کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مفروق۔ ۲۔ مقرون۔

لفیف مفروق: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا فاکلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہو۔

لفیف مقرون: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہو۔

اگر فعل مضارع اور مزید فیہ میں صحیح یا معتل پہنچنا مقصود ہو تو اس کے مجرد کے ماضی کو دیکھیں اگر وہ صحیح ہو تو اسے بھی صحیح قرار دیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اسے بھی معتل مانیں۔

☆ فعلِ تعجب:

تعجب: اس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے کے وقت دل میں پیدا ہوتی ہے جس کا سبب پوشیدہ اور نامعلوم ہو۔ اور فعلِ تعجب سے مراد وہ فعل ہے جو قلبی کیفیت کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

تعجب کا معنی دینے کے لیے عربی زبان میں صرف فعلِ تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے، باقی جو دوسرے الفاظ اور تعبیرات تعجب کا معنی دیتے ہیں ان کی وضع اس کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ وہ قرینہ اور موقع محل کی وجہ سے یہ معنی بتاتے ہیں۔

☆ عربی زبان میں فعلِ تعجب کے دو صیغے اور دو وزن ہیں:

۱۔ مَا أَفْعَلَهُ۔ ۲۔ أَفْعَلُ بِهِ۔

☆ ”مَا أَفْعَلَهُ“ میں ”مَا“ ”أَيُّ شَيْءٍ“ کے معنی میں مبتدا ہے، ”أَجْمَلَ“ فعل ہے، اس میں ”هُوَ“ ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے۔ اور اس کے بعد آنے والا اسم منصوب، مفعول بہ ہے۔

پھر فعل، فاعل اور مفعول بہ کا مجموعہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

دوسرے صیغہ ”أَفْعَلُ بِهِ“ میں أَفْعَلُ صیغہ امر، ماضی کے معنی میں ہے، با حرف جر زائد ہے اور اس کا مدخول لفظاً مجرور اور محلاً مفعول، اس کا فاعل ہے، اور پورا مجموعہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

☆ کسی مصدر سے ان دونوں وزنوں پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ اس سے فعل آتا ہو۔ ۲۔ ثلاثی مجرد ہو۔ ۳۔ تام ہو۔ ۴۔ مثبت ہو۔ ۵۔ متصرف ہو۔ ۶۔ معروف ہو۔ ۷۔ اس کے اندر فرق و تفاوت ممکن ہو۔ ۸۔ وہ رنگ اور ظاہری عیب کے معنی نہ دیتا ہو۔

اور جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں تو ان سے تعجب کے معنی کی ادا گی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو ”مَا أَشَدَّ“ یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں اور اگر ضعف یا کمی پر تعجب مقصود ہو تو ”مَا أَضْعَفُ“ یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں۔

(۲) لفظ ”أَشَدُّ“ یا ”أَضْعَفُ“ یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے باحرف جر زائدہ لے آئیں۔
☆ افعال تعجب کے احکام:

۱۔ ان دونوں صیغوں میں متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا یا نکرہ مخصوصہ۔ ۲۔ فعل تعجب سے پہلے اس کے معمول (فاعل یا مفعول بہ) کو لانا درست نہیں۔ ۳۔ فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان عام حالات میں فصل نہیں کیا جاتا ہے۔ صرف ندا کے ذریعے یا ظرف اور جار و مجرور کے ذریعے فصل کیا جاتا ہے۔ ۴۔ یہ افعال ایک ہی صورت میں آتے ہیں۔ ان کا متعجب منہ واحد ہو، یاثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث۔
☆ صیغہ ”مَا أَفْعَلُهُ“ میں ”مَا“ اور فعل تعجب کے درمیان ”کمان“ زائدہ کبھی لایا جاتا ہے۔
☆ فعل تعجب کی تصریح:

فعل تعجب کی تصریح نہیں لائی جاتی ہے، کیوں کہ تصریح اسم کا خاصہ ہے اور یہ وزن، اصل اور معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل کے مشابہ ہے۔ اس لیے صیغہ ”مَا أَفْعَلُهُ“ میں صرف ”أَفْعَلُ“ اور ”أَحْسَنُ“ کی تصریح عربوں سے سنی گئی ہے۔ لیکن نحو یوں نے اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے الفاظ کی تصریح کی بھی اجازت دی ہے جب کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ محبوبیت کے معنی بھی مقصود ہوں۔
☆ تعجب کی دوسری تعبیرات:

مذکورہ بالا دو صیغوں اور تعبیروں کے علاوہ عربی زبان میں کچھ اور الفاظ و تعبیرات بھی ہیں جن کی وضع تعجب کا معنی دینے کے لیے نہیں ہوئی ہے، لیکن وہ قرینہ اور موقع محل کے اعتبار سے تعجب کے معنی دیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

- (۱) سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْمُبْدِعِ (وجود اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے۔)
- یہ کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھنے کے بعد اس پر اظہار تعجب کے لیے بولتے ہیں۔
- (۲) کبھی کلمہ استنہام کے ذریعے معنی تعجب کی ادا کی جاتی ہے۔
- (۳) کبھی ”آی“ کے ذریعے اس معنی کو ادا کرتے ہیں، جیسے رَأَيْتُ شَاعِرًا آيًّا شَاعِرٍ۔ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)
- (۴) قَاتَلَهُ اللَّهُ مِنْ شَاعِرٍ! (وہ کیا غضب کا شاعر ہے!)
- (۵) لِلَّهِ دُرَّةٌ فَارِسَاءُ! (وہ کیسا باکمال شہ سوار ہے!)
- (۶) يَا لَكَ مِنْ فَارِسٍ! (واہ رے، کیسا ماہر شہ سوار ہے!)
- (۷) مَا زَأَيْتُكَ الْيَوْمَ رَجُلًا! (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

4.9 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱۔ فعل لازم اور فعل متعدی کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے، پھر فعل متعدی کی علامت تحریر کرنے کے بعد وہ صورتیں بھی لکھیے جن میں

فعل لازم ہوتا ہے۔ اور مثالوں کے ذریعے انھیں واضح کیجیے۔

۲۔ معتل اور اس کی قسموں کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے اور فعل مضارع اور مزید فیہ میں صحیح اور معتل کے پہچاننے کا طریقہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

۳۔ تعجب اور فعل تعجب کی تعریف لکھنے کے بعد فعل تعجب کے صیغے اور اس کی شرطیں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۴۔ نِعْم، بِنَسْ اور ساء کے فاعل سے متعلق ضروری امور قلم بند کرنے کے بعد حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا سے متعلق ضروری معلومات بھی تحریر کیجیے۔ درج ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں قلم بند کیجیے:

۱۔ فعل کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے اور اس کی ایسی توضیح کیجیے کہ اس کے تمام ضروری گوشے عیاں ہو جائیں۔

۲۔ فعل لازم کو متعدی اور فعل متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳۔ فعل صحیح کی تعریف اور اس کی تمام قسمیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴۔ فعل تعجب کی غیر وضعی تعبیرات میں سے کم سے کم تین تعبیریں ترجے اور توضیح کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۵۔ سماعی افعال مدرج و ذم کتنے اور کون کون ہیں؟ ان کے متعلق ضروری معلومات بیان کرنے کے بعد ”مخصوص بال مدرج والذم“ کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

4.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔ أوضح المسالك الى ألفية ابن مالك: للإمام جمال الدين عبد الله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت: ۵۷۱ھ)، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م

۲۔ جامع الدروس العربية: للشيخ مصطفى الغلاييني، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۵م

۳۔ نحو اللغة العربية: للدكتور أسعد النادري، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۵م

۴۔ كافية النحو: للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلف هذه الوحدة)، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارک فور، أعظم جراه، الهند، الطبعة الأولى، ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲م

۵۔ القواعد الأساسية للغة العربية: للسيد أحمد الهاشمي المصري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان (غير مؤرخ)

۶۔ في النحو العربي (قواعد وتدریبات): للدكتور عبد الحميد مصطفى السيد والدكتور لطيفة إبراهيم النجار، دار القلم

للنشر والتوزيع، دبي، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م

۷۔ مصباح الإنشاء: للأستاذ نفيس أحمد المصباحي، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارک فور، أعظم جراه،

الهند، الطبعة الأولى: ۱۴۳۶ھ-۲۰۱۵م

۸۔ شذائع العرف في فن الصرف: للشيخ أحمد الحملاوي، مؤسسة الكتب الثقافية، (غير مؤرخ)

اکائی 5 اسم اور اس کے اقسام

اکائی کے اجزا

- 5.1 مقصد
- 5.2 تمہید
- 5.3 واحد، ثنئیہ، جمع
 - 5.3.1 واحد
 - 5.3.2 ثنئیہ (اعراب اور حکم)
 - 5.3.3 جمع
- (الف) جمع مکسر (تعریف، اوزان)
- (ب) جمع سالم اور اس کی قسمیں
 - (۱) جمع مذکر سالم (اعراب، بنانے کا طریقہ، شرطیں)
 - (۲) جمع مؤنث سالم (تعریف، قسمیں)
- 5.4 مذکر اور مؤنث
 - 5.4.1 اسم کی قسمیں: مذکر و مؤنث کی تعریف
 - 5.4.2 اسم مذکر کی قسمیں: حقیقی و مجازی
 - 5.4.3 اسم مؤنث کی قسمیں: حقیقی و مجازی، اور لفظی و معنوی
 - 5.4.4 تانیث کی علامتیں
- 5.5 صحیح، منقوص، مقصور، ممدود
 - 5.5.1 اسم صحیح (تعریف اور اعراب)
 - 5.5.2 اسم منقوص (تعریف، کچھ احکام، اعراب)
 - 5.5.3 اسم مقصور:

(۱) تعریف (۲) الف مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ (۳) اعراب

5.5.4 اسم ممدود (تعریف)

(۱) الف ممدودہ (۲) الف ممدودہ کی صورتیں (۳) اسم ممدود کا اعراب

5.6 اسمائے موصولہ

5.6.1 اسم موصول کی قسمیں:

(الف) اسم موصول خاص (تعریف، احکام)

(ب) اسم موصول مشترک (تعریف، احکام)

5.6.2 صلہ، عائد، محلّ اعراب

5.7 اسمائے استفہام

استفہام کا معنی

5.7.1 ادوات استفہام

5.7.2 ادوات استفہام کا حکم

5.7.3 ادوات استفہام کے معانی اور احکام

5.8 اسمائے اشارہ

5.8.1 تعریف، وضاحت،

5.8.2 ذٰن، ذٰنِ اور اُولاء، اُولیٰ کا طریقہ استعمال

5.8.3 اُولاء اور اُولیٰ کے واو کا حکم

5.8.4 ہائے تنبیہ اور کاف خطاب کا استعمال

5.8.5 کن صورتوں میں لام تبعید نہیں آتا۔

5.8.6 ہائے تنبیہ اور اسم اشارہ کے ساتھ ضمیر کا استعمال

5.8.7 اسم اشارہ اور کاف خطاب کے استعمال کا بنیادی نکتہ

5.8.8 اسمائے اشارہ برائے مکان

5.9 اسمائے کنایہ

5.9.1 اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں

5.9.2 بات سے کنایہ

5.9.3 عدد سے کنایہ اور ان کے تفصیلی احکام

- 5.10 اسمائے افعال
- 5.10.1 اسم فعل کی تعریف اور قسمیں
- 5.10.2 اسم فعل ماضی
- 5.10.3 اسم فعل مضارع
- 5.10.4 اسم فعل امر
- 5.10.5 اسمائے افعال کے احکام
- 5.11 اکتسابی نتائج
- 5.12 نمونے کے امتحانی سوالات
- 5.13 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ عربی زبان میں اسم کی مختلف قسموں: واحد، تشنیہ، جمع، مذکر مؤنث، مقصور و محدود و منقوص، اسمائے موصولہ، اسمائے استفہام، اسمائے اشارہ، اسمائے کنایہ، اسمائے افعال کی تعریفیں اور قسمیں جاننے کے ساتھ ان کے احکام اور اعراب و بنا کے بارے میں ضروری معلومات سے بہرہ ور ہو جائیں گے، ساتھ ہی یہ بھی جان لیں گے کہ ان کے معانی کیا ہیں اور ان کا طریقہ استعمال کیا ہے؟ ان قسموں کی تفصیلات اور احکام جانے بغیر صحیح اور فصیح عربی بولنا اور لکھنا بہت دشوار ہے۔

5.2 تمہید

عربی زبان میں مفرد الفاظ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔
مختلف جہتوں اور حیثیتوں سے اسم کی کئی قسمیں بنتی ہیں، مثلاً:
☆ گنتی اور تعداد بتانے کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تشنیہ (۳) جمع۔
☆ تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث
☆ آخری حرف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) اسم مقصور (۲) اسم محدود (۳) اسم منقوص (۴) اسم صحیح۔
☆ پھر کچھ ایسے اسم ہیں جو جملے کے بغیر اپنا پورا معنی نہیں دیتے، انہیں ”اسمائے موصولہ“ کہا جاتا ہے۔
☆ کچھ ایسے اسم ہیں جن کے معنی مراد مشارالیه یا اشارہ کے ذریعے متعین ہوتے ہیں، انہیں ”اسمائے اشارہ“ کہا جاتا ہے۔
☆ کچھ ایسے اسم ہیں جن کے ذریعے کسی انسان یا دوسرے جان دار یا غیر جان دار کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ انہیں ”اسمائے استفہام“ کہتے ہیں۔

☆ کچھ ایسے اسم ہیں جو کسی مبہم بات یا مبہم تعداد کو بتاتے ہیں، انہیں ”اسمائے کنایہ“ کہتے ہیں۔
☆ اسی طرح کچھ ایسے اسم بھی ہیں جو اسم ہوتے ہوئے فعل ماضی، مضارع یا امر کا معنی دیتے ہیں، انہیں ”اسمائے افعال“ کہا جاتا ہے۔
☆ اس طرح اس اکائی کے بنیادی اجزا آٹھ ہوتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں درجہ بدرجہ انہیں اجزا سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

5.3 الواحد والتثنیة والجمع (واحد، تشنیہ، جمع)

اسم کبھی ایک، کبھی دو اور کبھی دو سے زائد کو بتاتا ہے، اس لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں:
(۱) واحد (۲) تشنیہ (۳) جمع

5.3.1 واحد:

اس اسم کو کہا جاتا ہے جو ایک شے کو بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد)، اِمْرَأَةٌ (ایک عورت)، قَلَمٌ (کوئی ایک قلم)۔

5.3.2 تشنیہ:

وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں نون مکسور اور اس سے پہلے الف یا یاء ماقبل مفتوح ہو۔

جیسے: رَجُلَانِ (کوئی دومرد)، اِمْرَأَتَانِ (کوئی دو عورتیں)، قَلَمَانِ (کوئی دو قلم)۔

(الف): تشنیہ کا اعراب:

اگر تشنیہ مرفوع ہو تو اس کے آخر میں نون مکسور سے پہلے الف آئے گا، جیسے ”فَارَ طَالِبَانِ“ (دو طالب علم کامیاب ہوئے)۔ اور اگر منصوب یا مجرور ہو تو اس کے آخر میں نون مکسور سے پہلے یائے ماقبل مفتوح آئے گی۔ جیسے ”شَاهَدْتُ رَجُلَيْنِ“ (میں نے دو مرد دیکھے)، ”كَتَبْتُ بِالْقَلَمَيْنِ“ (میں نے دو قلم سے لکھا)۔

(ب) اگر تشنیہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو تو اس کے آخر سے نون گر جاتا ہے، اور مضاف الیہ ہو تو وہ لفظ میں باقی رہتا ہے۔ جیسے: ”فَائِدَةُ السِّيَارَتَيْنِ“ (دو موٹر گاڑیوں کے دو ڈرائیور)، ”قَاطِرَا الْقَطَارَيْنِ“ (دو ٹرینوں کے دو انجن)۔

5.3.3 جمع:

جمع: وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ کو بتائے، اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔ جیسے ”رِجَالٌ“، جو کہ ”رَجُلٌ“ کی جمع ہے، اور ”كُتُبٌ“ جو کہ ”كِتَابٌ“ کی جمع ہے۔ یا اس کے آخر میں کچھ مخصوص حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہو۔ جیسے: ”كَاتِبٌ“ کی جمع ”كَاتِبُونَ، كَاتِبِينَ“ اور ”كَاتِبَةٌ“ کی جمع ”كَاتِبَاتٌ“۔

جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مکسر (۲) جمع سالم

(الف) جمع مکسر: وہ جمع ہے جس کے واحد میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔ جیسے: ”فَرَسٌ“ کی جمع ”أَفْرَاسٌ“، ”مُدْرَسَةٌ“ کی جمع ”مُدَارِسٌ“ اس کو ”جمع تکسیر“ بھی کہا جاتا ہے۔

اس تبدیلی کی تین صورتیں ہیں:

(۱) واحد کے حروف میں کچھ اضافہ کر کے۔ جیسے ”سَهْمٌ“ کی جمع ”سَهَامٌ“ (کچھ تیر)، ”مُصْبِحٌ“ کی جمع ”مُصَابِيحٌ“ (کچھ چراغ)۔

(۲) واحد کے حروف میں کچھ کی کر کے۔ جیسے: ”كِتَابٌ“ کی جمع ”كُتُبٌ“ اور ”رَسُولٌ“ کی جمع ”رُسُلٌ“۔

(۳) واحد کے حروف میں کمی بیشی نہ ہو، صرف حرکات میں تبدیلی ہو۔ جیسے: ”أَسَدٌ“ کی جمع ”أُسَدٌ“ (کئی شیر)۔

☆ جمع مکسر کے اوزان:

جمع مکسر کے کچھ اوزان یہ ہیں:

۱- ”أَفْعَالٌ“، جیسے: ”طِفْلٌ“ کی جمع ”أَطْفَالٌ“ اور ”خَبْرٌ“ کی جمع ”أَخْبَارٌ“۔ ۲- ”أَفْعُلٌ“، جیسے: ”نَهْزٌ“ کی جمع ”أَنْهَزٌ“ اور ”بَحْرٌ“

کی جمع ”أَبْحُرٌ“۔ ۳- ”أَفْعَلَةٌ“، جیسے ”رَغِيفٌ“ کی جمع ”أَرْغِفَةٌ“ (روٹیاں)۔ ۴- ”فَعْلَةٌ“، جیسے ”فَتَى“ کی جمع ”فَتَيَةٌ“ (کئی جوان)، اور

”صَبِيٌّ“ کی جمع ”صَبِيئَةٌ“ (کچھ بچے)۔ یہ چاروں وزن جمع قلت کے ہیں۔ معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع قلت۔ ۲- جمع

کثرت

جمع قلت: وہ جمع ہے جو تین سے دس تک بولی جائے۔ اور جمع کثرت کی دو تعریفیں کی جاتی ہیں:

۱- وہ جمع ہے جو تین سے شروع ہو کر رالی غیر انتہائی کے لیے استعمال ہو۔ ۲- جو دس سے لے کر رالی غیر انتہائی کے لیے استعمال ہو۔

ان کے علاوہ جمع تکسیر کے مندرجہ ذیل اوزان بھی ہیں، یہ جمع کثرت کے لیے استعمال ہوتے ہیں:

- ۱- فُعْل - جیسے: "حُمَز" - واحد: أَحْمَز و حَمَزَاء - ۲- "فُعْل" - جیسے: "كُتِبَ" - واحد: كِتَاب - ۳- "فُعْل" - جیسے: "حُجَجَ" - واحد: "حُجَّة" (دلیل) - ۴- "فُعْل" - جیسے: "قُطِعَ" - واحد: "قُطْعَةٌ" - ۵- "فُعْلَةٌ" - جیسے: "هَدَاةٌ" - واحد: "هَادٍ" (رہ نما) - یہ اصل میں "هَدِيَّةٌ" تھا، پھر ایک صرفی قاعدے سے "یا" الف سے بدل گئی - "هَدَاةٌ" ہو گیا - ۶- "فُعْلَةٌ" - جیسے: "كَفَرَةٌ" - واحد: "كَافِرٌ" - ۷- "فُعْلِي" - جیسے: "مُرِضِي" - واحد: "مُرِيضٌ" - ۸- "فُعْلَةٌ" - جیسے: "قُرْدَةٌ" - واحد: "قُرْدٌ" (بندر) - ۹- "فُعْل" - جیسے: "زُكِّعَ" - واحد: "زَاكِعٌ" - ۱۰- "فُعَالٌ" - جیسے: "زَهَادٌ" - واحد: "زَاهِدٌ" - ۱۱- "فُعَالٌ" - جیسے: "جِبَالٌ" - واحد: "جَبَلٌ" - ۱۲- "فُعُولٌ" - جیسے: "قُلُوبٌ" - واحد: "قَلْبٌ" - ۱۳- "فُعْلَانٌ" - جیسے: "غِلْمَانٌ" - واحد: "غَلَامٌ" - ۱۴- "فُعْلَانٌ" - جیسے: "شُبَّانٌ" - واحد: "شَابٌ" - ۱۵- "فُعْلَاءٌ" - جیسے: "فُقَهَاءٌ" - واحد: "فَقِيهٌ" - ۱۶- "أَفْعِلَاءٌ" - جیسے: "أَنْبِيَاءٌ" - واحد: "نَبِيٌّ" -

ان اوزان کے علاوہ جمع مُنتَهِي المجموع کے بھی اوزان جمع تکسیر کے اوزان ہیں جو جمع کثرت کا معنی دیتے ہیں۔

(ب) جمع سالم: وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کا وزن سلامت ہو، اس کی اصل میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ جیسے عَالِمٌ کی جمع

عَالِمُونَ اور عَالِمَةٌ کی جمع عَالِمَاتٌ -

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث عالم -

(۱) جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نون مفتوح اور اس سے پہلے واو ساکن ماقبل مضموم یا یاء ساکن ماقبل مکسور ہو۔

جیسے: "مُسْلِمُونَ، مُسْلِمِينَ" -

☆ جمع مذکر سالم کا اعراب: جمع مذکر سالم مرفوع ہو تو اس میں واو ماقبل مضموم آتا ہے۔ جیسے: "جَاءَنِي عَالِمُونَ" - اور منصوب یا

مجرور ہو تو اس میں یاء ماقبل مکسور آتی ہے۔ جیسے: "رَأَيْتُ عَالِمِينَ، مَرَزْتُ بِعَالِمِينَ" -

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: جمع سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے واحد کے آخر میں واو ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوح یا یاء

ساکن ماقبل مکسور اور نون مفتوح لے آئیں۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ مثالوں میں دیکھا۔ لیکن اگر وہ اسم منقوص ہو تو یہ جمع بناتے وقت اس کے آخر

سے "یا" حذف کر دیں۔ جیسے: "الْقَاضِي" سے "الْقَاضُونَ، الْقَاضِيْنَ" اور اگر وہ واحد اسم مقصور ہو تو جمع بناتے وقت اس کے آخر سے الف

گرا دیں اور اس سے پہلے کے فتح کو باقی رکھیں۔ جیسے: "مُضْطَفِي" سے "مُضْطَفُونَ، مُضْطَفِينَ" -

جمع مذکر سالم بنانے کی شرطیں:

جمع مذکر سالم صرف مذکر عاقل کے ناموں اور صفات کے لیے آتی ہے۔ مگر اس میں مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

۱- عِلْم کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تائید اور ترکیب سے خالی ہو۔ جیسے: "مُحَمَّدٌ" سے "مُحَمَّدُونَ" اور

"زَيْدٌ" سے "زَيْدُونَ" - لہذا "رَجُلٌ" کی جمع "رَجُلُونَ"، "طَلْحَةٌ" کی جمع "طَلْحُونَ" اور "سَيِّئِيَّةٌ" کی جمع "سَيِّئِيَّهُونَ" نہیں آتی۔

کیوں کہ "رَجُلٌ" علم نہیں، "طَلْحَةٌ" تائید تائید سے خالی نہیں۔ اور "سَيِّئِيَّةٌ" مرکب صوتی ہے، وہ ترکیب سے خالی نہیں۔

۲- صفت (اسم مشتق) کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تائید تائید کی صلاحیت رکھتی ہو مگر اس سے خالی ہو۔ یا اسم تفضیل

ہو۔ جیسے: ”کَاتِب“ کی جمع ”کَاتِبُونَ“ اور أَفْضَلُ کی جمع ”أَفْضَلُونَ“۔

پہلی مثال ایسے اسم صفت کی ہے جو تائے تانیث کی صلاحیت رکھتا ہے، کیوں کہ اس کی مؤنث ”کَاتِبَةٌ“ آتی ہے، مگر اس کے باوجود یہ تائے تانیث سے خالی ہے اور آخری مثال اسم تفضیل کی ہے۔

فائدہ: جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اُس کا نون گر جاتا ہے اور باقی صورتوں میں برقرار رہتا ہے۔ جیسے: ”مُسْلِمُو مِصْرَ“ (مصر کے مسلمان)۔

(۲) جمع مؤنث سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور لمبی تا بڑھادی گئی ہو۔ جیسے ”عَالِمَةٌ“ سے ”عَالِمَات“ اور ”زَيْنَب“ سے ”زَيْنَبَات“۔

الف و تا کے ساتھ مندرجہ ذیل اسما کی جمع آتی ہے:

(۱) وہ اسم جو کسی مؤنث کا نام ہو۔ جیسے زَيْنَبُ کی جمع ”زَيْنَبَات“ اور ”سَعَادُ“ کی جمع ”سَعَادَات“۔

(۲) وہ اسم جس کے آخر میں گول ”تا“ ہو۔ جیسے: ”شَجَرَةٌ“ کی جمع ”شَجَرَات“ اور ”طَلْحَةٌ“ کی جمع ”طَلْحَات“۔

لیکن ”امْرَأَةٌ، نِسَاءٌ، أُمَّةٌ، شَفَاةٌ، مِلَّةٌ“ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، کیوں کہ ان کی جمع علی الترتیب ”نِسَاءٌ، شَيْبَاءٌ، إِمَاءٌ، أُمَّمٌ، شَفَاةٌ اور مِلَلٌ“ ہیں۔

(۳) مؤنث کی صفت جس کے آخر میں گول ”تا“ ہو، یا وہ اسم تفضیل ہو۔ جیسے: ”مُزْضِعَةٌ“ سے ”مُزْضِعَات“، ”فُضْلِي“ سے ”فُضْلِيَّات“۔

(۴) وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ جیسے: ”جَبَلٌ شَاهِقٌ“ سے ”جِبَالٌ شَاهِقَات“۔ اسی طرح مَرْفُوع کی جمع ”مَرْفُوعَات“، ”مَنْصُوب“ کی جمع ”مَنْصُوبَات“۔

(۵) وہ مصدر جو تین حروف سے زائد ہو، اور فعل کی تاکید کے لیے نہ آیا ہو۔ جیسے: ”إِكْرَامَات، إِنْعَامَات، تَعْرِيفَات“۔

(۶) وہ مذکر غیر عاقل کی تصغیر ہو۔ جیسے: ”ذُرِّيَّهُمُ“ کی جمع ”ذُرِّيَّات“ اور ”كُتَيْبُ“ کی جمع ”كُتَيْبَات“۔ ”ذُرِّيَّهُمُ“ دِزْهَم کی اور ”كُتَيْبُ“ كِتَاب کی تصغیر ہے۔

(۷) وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ یا مدودہ ہو۔ جیسے: ”حُبْلَى“ کی جمع ”حُبْلِيَّات“ اور ”صَخْرَاءُ“ کی ”صَخْرَاوَات“۔

(۸) وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں ”إِبْنُ“ یا ”ذُو“ ہو۔ جیسے ابْنُ اَوْحَى کی جمع ہے ”بَنَاتُ اَوْحَى“ اور ذُو الْقَعْدَةِ کی جمع ”ذَوَاتُ الْقَعْدَةِ“۔

(۹) ہر وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع معروف نہ ہو۔ جیسے: ”التِّلْغِزَافُ“ اور ”التِّلْغُفُونُ“ کی جمع ”التِّلْغِزَافَاتُ“ اور ”التِّلْغُفُونَاتُ“ آئے گی۔

ان نو قسموں کے علاوہ قیاسی طور پر الف و تا کے ساتھ جمع نہیں آتی۔ ہاں سماعی طور پر کچھ اسما کی جمع ضرور آتی ہے۔

معلومات کی جانچ:

۱- واحد، تنزیہ اور جمع کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے اور تنزیہ کا اعراب بھی بتائیے۔

- ۲۔ جمع مکسر کے کتنے اوزان جمع قلت کے لیے آتے ہیں، مثالوں کے ساتھ وضاحت کیجیے۔
- ۳۔ جمع مذکر سالم کے بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ بیان کیجیے۔
- ۴۔ الف و تا کے ساتھ قیاسی طور پر کن اسموں کی جمع آتی ہے؟ مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

5.4 المذکر و المؤنث (مذکر اور مؤنث)

اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث

5.4.1 مذکر: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو، اور نہ ہی اہل زبان نے اُسے مؤنث استعمال کیا ہو۔ جیسے: ”الرَّجُلُ“ (مرد)، ”کِتَابٌ“، ”أَسَدٌ“۔

مؤنث: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو، یا اہل زبان نے اُسے مؤنث استعمال کیا ہو۔ جیسے: ”إِمْرَأَةٌ“، ”حَمْرَاءٌ“، ”خُبْلَى“، ”هِنْدٌ“۔

5.4.2 مذکر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی (۲) مجازی۔

مذکر حقیقی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو۔ جیسے: ”رَجُلٌ“ (مرد)، اس کے مقابل میں ”إِمْرَأَةٌ“ (عورت) ہے۔ اور ”جَمَلٌ“ (اونٹ)، کہ اس مقابل میں ”نَاقَةٌ“ (اونٹنی) ہے۔

مذکر مجازی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اُسی کی جنس سے کوئی مادہ نہ ہو۔ جیسے: کِتَابٌ، بَيْتٌ، کُزْبِيٌّ۔

5.4.3 مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی (۲) مجازی۔

مؤنث حقیقی: وہ اسم ہے جو انسانوں یا دوسرے جانداروں میں سے کسی مادہ کو بتائے۔ جیسے: إِمْرَأَةٌ (عورت)، نَاقَةٌ (اونٹنی)، اَنَانٌ (گدھی)۔

مؤنث مجازی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ انسانوں یا دوسرے جانداروں کی مادہ کے اسما جیسا معاملہ کیا جائے، جب کہ وہ ان میں سے نہ ہو۔ جیسے: شَمْسٌ، دَارٌ، عَيْنٌ۔

مؤنث کی دو قسمیں اور ہیں: (۱) لفظی (۲) معنوی۔

مؤنث لفظی: وہ ہے جس کے ساتھ علامت تانیث لگی ہوئی ہو، چاہے وہ کسی مؤنث (مادہ) کو بتائے، جیسے: فَاطِمَةُ، خَدِيجَةُ، یا مذکر (نر) کو بتائے، جیسے: طَلْحَةُ، زَكْرِيَاءُ، بُهْمَةٌ (بہادر مرد)۔

مؤنث معنوی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ کوئی علامت تانیث نہ لگی ہو، اور وہ کسی حقیقی یا مجازی مؤنث (مادہ) کو بتائے۔ جیسے: هِنْدٌ، زَيْنَبٌ، دَارٌ (گھر)۔

5.4.4 تانیث کی علامتیں:

تانیث کی علامتیں تین ہیں: (۱) گول تا (ة) جو ٹھہرنے کے وقت ”ہ“ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے: ”طَالِبَةُ، مَحْمُودَةٌ“۔ (۲) الفِ مقصورہ۔ جیسے: سَلَمَى، خُبَلَى (۳) الفِ ممدودہ۔ جیسے: زَهْوَاء، صَحْرَاء۔ معلومات کی جانچ:

- (۱) مذکور مؤنث کی تعریف کرتے ہوئے مؤنث کی تمام قسموں کی تعریفیں مع مثال بیان کیجیے۔
(۲) علامات تانیث پر روشنی ڈالیے۔

5.5 أنواع الاسم: الصحيح والمنقوص والمقصور والممدود

اسم کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) منقوص (۳) مقصور (۴) ممدود

5.5.1 اسم صحیح:

وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یاے لازمہ ماقبل مکسور، الفِ مقصورہ اور الفِ ممدودہ نہ ہو۔ جیسے: ”كِتَابٌ، خَالِدٌ“۔ اسمِ معرب کے آخر میں اگر حرف علت اور الفِ ممدودہ یا مقصورہ نہ ہو تو اس کو ”صحیح“ کہتے ہیں، جیسے: ”قَلَمٌ، كِتَابٌ“۔ اور اگر اس کے آخر میں واویا یا ہوا اور اس سے پہلے ساکن ہو تو اس کو ”جاری مجری صحیح“، ”قائم مقام صحیح“ اور ”ملحق بالصحیح“ کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کا اعراب بھی صحیح کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے: ”دَلُوْ، ظَنِي“۔

اسم صحیح کا اعراب: اسم صحیح کا اعراب یہ ہے کہ جب وہ مفرد اور منصرف ہو تو اس کے آخر میں رفع کی حالت میں ضمّہ، نصب کی حالت میں فتح اور جر کی حالت میں کسرہ آتا ہے۔ جیسے: ”هَذَا قَلَمٌ، اِشْتَرَيْتُ قَلَمًا، كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ“۔

اور اگر مفرد نہ ہو، تشنیہ یا جمع ہو تو تشنیہ و جمع کا اعراب ہوتا ہے، اور اگر یہ منصرف کے بجائے غیر منصرف ہو تو غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔

5.5.2 اسم منقوص:

وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یاے لازمہ ہوا اور اس سے پہلے کوئی حرفِ مکسور ہو۔ جیسے: ”الدَّاعِي، الْقَاضِي“۔

”یاے لازمہ“ سے مراد وہ ”یا“ ہے جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں برقرار رہے۔

(۱) مذکورہ بالا تعریف میں ”اسم“ کی قید سے فعل اور حرف نکل گئے، لہذا ”رضی“ اور ”فی“ اسم منقوص نہیں۔ ”معرب“ کی قید سے مبنی نکل گیا۔ لہذا ”الَّذِي“ اور ”الَّتِي“ اسم منقوص نہیں۔ ”آخر“ کی قید سے ”عینہ“ جیسے اسم نکل گئے۔ ”آخر میں یا“ کی قید سے اسم مقصور، اسم ممدود نکل گئے۔ لہذا ”هُدًى“ اور ”سُودَاء“ اسم منقوص نہیں۔ ”یاے لازمہ“ کی قید سے اسمائے ستہ (”أَخ، أَب، حَم، هَن، فُو، ذُو“ جب کہ جر کی حالت میں ہوں) نکل گئے، کیوں کہ ان میں تینوں حالتوں میں ”یا“ نہیں آتی، بلکہ صرف جر کی حالت میں آتی ہے۔ اور ”اس سے پہلے حرفِ مکسور ہونے“ کی قید سے وہ ”جاری مجری صحیح“ نکل گیا جس کے آخر میں ”یا“ ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس میں ”یا“ سے پہلے حرفِ مکسور نہیں، بلکہ حرفِ ساکن ہوتا

ہے۔ جیسے ”ظَنِي“۔

(۲) اسم منقوص کے آخر کی ”یا“، کبھی اصلی حروف میں سے ہوتی ہے۔ جیسے: ”الْهَادِي“، اور کبھی واو سے بدلی ہوتی ہے۔ جیسے ”الدَّاعِي“۔ کیوں کہ یہ اصل میں ”الدَّاعُو“ تھا۔

(۳) جب اسم منقوص پر تنوین آجاتی ہے تو رفع اور جر کی حالت میں اس کی ”یا“ تلفظ اور کتابت دونوں میں گرجاتی ہے۔ جیسے: ”حَكَمَ قَاضٍ عَلَى جَانٍ“ (ایک جج نے ایک مجرم کے خلاف فیصلہ کیا)۔ اس مثال میں ”قَاضٍ“ ”حَكَمَ“ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ”جَانٍ“ حرف جر کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

(۴) اسم منقوص کا اعراب: اسم منقوص کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت میں تقدیری ضمہ، منصوب ہونے کی حالت میں لفظی فتح اور مجرور ہونے کی صورت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے: قَامَ الْمُنَادِي، رَأَيْتَ الْمُنَادِي، مَرَزْتُ بِالْمُنَادِي۔

رفع اور جر کی حالت میں اسم منقوص کا اعراب لفظ میں ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ”یا“ پر کسرہ کے بعد ضمہ اور کسرہ ثقیل اور بھاری ہوتے ہیں، اس لیے انھیں لفظ میں نہیں لایا جاتا۔ اور نصب کی حالت میں ”یا“ پر فتح آتا ہے، جو سب سے ہلکی حرکت ہے، اس لیے اسے لفظ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

5.5.3 اسم مقصور:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو۔ جیسے الْعَصَا، الْمُصْطَفَى۔

(۱) ”الف مقصورہ“ اس آخری الف کو کہتے ہیں جس کے بعد ہمزہ نہ ہو، جیسا کہ گزشتہ مثالوں سے واضح ہے۔ یہ الف کبھی اصلی نہیں ہوتا، بلکہ کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے، یا زائد ہوتا ہے۔ بدلا ہوا ہو تو کبھی واو سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ”عَصَا“ کہ یہ اصل میں ”عَصُو“ تھا۔ اور کبھی ”یا“ سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ”فَتَى“ کہ یہ اصل میں ”فَتَى“ تھا۔ اور جب زائد ہوتا ہے تو کبھی یہ تانیث کے لیے زائد کیا جاتا ہے، جیسے: ”صُغْرَى، شُبْعَى (آسودہ حال عورت)۔ اور کبھی الحاق کے لیے زائد کیا جاتا ہے۔ جیسے ”أَزْطَى“ (ایک درخت کا نام)، اس میں ”جَعْفَر“ سے الحاق کے لیے الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲) الف مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ: اگر الف مقصورہ تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو الف کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے: ”الْعَصَا، الزُّبَا“۔ اور اگر وہ چوتھے حرف یا اس سے زائد کی جگہ ہو، یا وہ تیسرے ہی حرف کی جگہ ہو، مگر اس کی اصل ”یا“ ہو تو ”ی“ کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے: ”الْمُفْنَى، الْمُصْطَفَى، الْمُسْتَشْفَى، الْفَتَى۔

(۳) اسم مقصور کا اعراب: اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے، مرفوع ہونے کی حالت میں تقدیری ضمہ، منصوب ہونے کی حالت میں تقدیری فتح اور مجرور ہونے کی حالت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے، اور لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے: ”خَدَمَنِي الْفَتَى“ (جوان نے میری خدمت کی)، ”دَعَوْتُ الْفَتَى“ (میں نے جوان کو بلایا)، ”سَرَزْتُ بِالْفَتَى“ (میں جوان سے خوش ہوا)۔ تینوں حالتوں میں تقدیری اعراب کی وجہ یہ ہے کہ اس کا آخری حرف ”الف“ ہوتا ہے جس پر لفظ میں کوئی حرکت نہیں آسکتی۔

4.5.5 اسم ممدود:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں ہمزہ اور اس سے پہلے الف زائدہ ہو۔ جیسے: ”السَّمَاءُ، الصَّخْرَاءُ“۔
اس تعریف پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ”هَاءُ“ اور ”ذَاءُ“ جیسے الفاظ اسم ممدود نہیں، کیوں کہ ان میں ہمزہ سے پہلے الف زائدہ نہیں، بلکہ واو کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ اس لیے کہ ان کی اصل ”مَوَّةُ“ اور ”دَوَّةُ“ ہے۔
(۱) الف ممدودہ: وہ الف زائدہ ہے جس کے بعد ہمزہ ہو۔

(۲) اسم ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے، اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے۔ جیسے: ”قَزَاءُ“۔ اور کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے، اور کبھی زائد ہوتا ہے۔ بدلا ہوا ہو تو کبھی اصل میں واو ہوتا ہے۔ جیسے: ”سَمَاءُ“ جو کہ اصل میں ”سَمَاوُ“ تھا۔ اور کبھی اصل میں ”یا“ ہوتا ہے۔ جیسے ”بِنَاءُ“ جو کہ اصل میں ”بِنَائِی“ تھا۔ اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے زائد ہوتا ہے۔ جیسے: ”حَمْرَاءُ“، اور کبھی الحاق کے لیے زائد ہوتا ہے۔ جیسے: ”حِزْبَاءُ“ (گرگٹ)۔

(۳) اسم ممدود کا اعراب: اسم ممدود کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے زائد ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے اور اس کا اعراب مرفوع ہونے کی حالت میں ضمّہ، منصوب اور مجرور ہونے کی حالت میں فتح ہوتا ہے۔ جیسے: ”هَذِهِ الْفَتَاةُ بَيْضَاءُ“ (یہ جواں سال عورت گوری ہے)۔ ”حَسْبُهَا سَوْدَاءُ“ (میں نے اسے کالی سمجھا)، مَرَزَتْ بِصَخْرَاءُ۔ (میں ایک جنگل کے پاس سے گزرا)۔

اور اگر تانیث کے لیے زائد نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا اور اس کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت میں ضمّہ، منصوب ہونے کی صورت میں فتح اور مجرور ہونے کی صورت میں کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے: ”أَعَجَبَنِي رِذَاءُ“ (مجھے ایک چار پسند آئی)، ”اشْتَرَيْتُ رِذَاءً“ (میں نے ایک چادر خریدی)، ”جَلَسْتُ عَلَى رِذَاءٍ“ (میں ایک چادر پر بیٹھا)۔
معلومات کی جانچ:

(۱) اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف کرو اور ان کا اعراب بتاؤ۔

(۲) الف مقصورہ کب الف کی صورت میں لکھا جائے گا اور کب ”یا“ کی صورت میں؟

(۳) الَّذِي، ذِي اور ظَنِي اسم منقوص کیوں نہیں ہیں؟

(۴) اسم ممدود کا اعراب تفصیل کے ساتھ بتائیے۔

5.6 الأسماء الموصولة (اسم موصول)

اسم موصول: اس اسم مُبْنَم کو کہتے ہیں جو اپنے بعد آنے والے جملہ خبریہ یا شبہ جملہ کے واسطے سے کسی معین چیز کو بتائے۔ اس کے بعد آنے والے جملہ یا شبہ جملہ کو ”صلہ“ کہتے ہیں۔ جیسے ”الَّذِي خَطَبَ عَالِمٌ مَعْرُوفٌ“ (جس نے تقریر کی وہ مشہور عالم ہے)۔ اس مثال میں ”الَّذِي“ اسم موصول ہے اور ”خَطَبَ“ جملہ خبریہ اس کا صلہ ہے۔

5.6.1 اسم موصول کی قسمیں:

اسم موصول کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم موصول خاص (۲) اسم موصول مشترک۔

اسم موصول خاص: وہ اسم ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد،ثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہوتا ہے۔ جیسے: الَّذِي، الَّتِي،

الَّذَانِ، الَّتَانِ۔

اسم موصول مشترک: وہ ہے جو واحد،ثنیہ،جمع،مذکر اور مؤنث سب کے لیے یکساں آتا ہے۔ جیسے: ”مَنْ، مَا، ذَا“۔

(الف) اسم موصول خاص: اسمائے موصولہ خاصہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- الَّذِي: واحد مذکر کے لیے، خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل۔ ۲- الَّذَانِ وَ الَّتَانِ: ثنیہ مذکر کے لیے۔ الَّذَانِ رفع کی حالت میں اور

الَّتَانِ نصب و جر کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ۳- الَّذَيْنِ: جمع مذکر عاقل کے لیے۔ یہ اعراب کی تینوں حالتوں میں یکساں استعمال کیا جاتا

ہے۔ ۴- الَّتِي: واحد مؤنث کے لیے، خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل۔ ۵- الَّتَانِ، الَّتَيْنِ: ثنیہ مؤنث کے لیے، الَّتَانِ حالت رفع میں اور الَّتَيْنِ

حالت نصب اور حالت جر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ۶- اللَّائِي، اللَّوَاتِي، اللَّائِي، اللَّاءِ: یہ سب جمع مؤنث کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ

عاقل ہو یا غیر عاقل۔ ۷- الْأُلَى: جمع مذکر و مؤنث، عاقل و غیر عاقل سب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: فَارَزَ التَّلَامِيذُ الْأُلَى اجْتَهَدُوا،

فَارَزَتِ التَّلَامِيذُ الْأُلَى اجْتَهَدْنَ، اقْرَأِ الْكُتُبَ الْأُلَى تَنْفَعَكَ۔

(ب) اسم موصول مشترک: اسمائے موصولہ مشترکہ درج ذیل ہیں:

مَنْ، مَا، أَيُّ، ذَا، ذُو، أَل۔

۱- مَنْ: یہ عموماً عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ’اقْبَلْ عُذْرَ مَنْ اغْتَدَرَ إِلَيْكَ‘۔ (اس کی معذرت قبول کر جو تجھ سے معذرت کرے۔)

۲- مَا: یہ غیر عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا مَا فَرَطَ مِنَّا۔ (اے اللہ! وہ غلطی بخش دے جو بے سوچے سمجھے ہم سے صادر ہوگئی۔)

فائدہ: مذکورہ بالا حکم اکثری ہے، کُلّی نہیں ہے، کیوں کہ ”مَنْ“، کبھی غیر عاقل کے لیے اور ”مَا“ عاقل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جیسے قرآن کریم ہے: ”وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰی بَطْنِهٖۤ اَوْ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰی رِجْلَيْنِۭ اَوْ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰی

اَرْبَعٍۭ۔“ [النور: ۴۵] اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”فَاَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ۔“ [النساء: ۳]

۳- أَيُّ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کی مؤنث ”أَيَّة“ ہے۔ یہ دو شرطوں کے ساتھ صمتہ پر مبنی ہوتا ہے:

(۱) معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ (۲) اس کے صلہ کی ابتدا میں واقع ہونے والی ضمیر محذوف ہو۔ جیسے آیت کریمہ: ”ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِّنْ كُلِّ شَيْعَةٍ اٰیٰتُہُمْ

اَشَدُّ عَلٰی الرِّحْمٰنِ عِتْبًا“ [مریم: ۶۹]، کیوں کہ یہ اصل میں ”اٰیٰتُہُمْ هُوَ اَشَدُّ“ ہے۔

در اصل اس کے استعمال کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز محذوف ہو۔ جیسے مذکورہ بالا آیت کریمہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز لفظ میں مذکور ہو۔ جیسے: ”يَسْزُوْنِيْ اَيُّہُمْ هُوَ مُؤَدَّبٌ۔“ (مجھے اس سے خوشی ہوتی

ہے جو باادب ہے۔)

تیسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف نہ ہو اور صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے: ”يَسْزُوْنِيْ اَيُّہُمْ هُوَ مُؤَدَّبٌ۔“

چوتھی صورت یہ ہے کہ یہ نہ مضاف ہو اور نہ صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے ”يَسْرُنِي أَيُّهُوَ مُؤَدَّبٌ“
ان میں سے پہلی صورت میں یہ ضمہ پر مبنی ہے اور بقیہ تینوں صورتوں میں معرب ہے۔

• ”أَيُّ“ میں اصل کے لحاظ سے بہت ابہام ہوتا ہے، اس لیے معرفہ کی طرف اس کی اضافت ضروری ہے، تاکہ اس کا ابہام دور ہو اور یہ معرفہ ہو جائے اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا عامل فعل مستقبل ہو جو اس سے پہلے آئے اور اس کا صلہ فعل ماضی نہ ہو۔ اس کے عامل کا پہلے آنا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس میں اور ”أَيُّ“ شرطیہ واستفہامیہ میں امتیاز ہو جائے۔ کیوں کہ ان دونوں کے لیے جملے کی ابتدا میں آنا اور عامل کا مؤخر ہونا لازم ہوتا ہے۔

۴- ذَا: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے، یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب ”مَنْ“ یا ”مَا“ استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ کے لیے نہ ہو۔ (اور نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہے۔ جیسے: مَنْ ذَا لَقِيتُ؟) (کون ہے جس سے تو نے ملاقات کی؟) وَمَاذَا فَعَلْتُ؟ (کیا ہے وہ جو تو نے کیا؟)

۵- ذُو: یہ صرف قبیلہ بنی طے کی زبان میں ”الَّذِي“ کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے۔ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہر حالت میں واو ساکن پر مبنی ہوتا ہے۔ اور واحد، تشنیہ، جمع سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے، جیسے عربی شاعر ”سنان طائی“ کا درج ذیل شعر:

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِي وَجْـ____دِي
وَبِئْرِي ذُو حَفْرَتٍ وَ ذُو طَوَيْتٍ

۶- اَلْ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ اور اس شرط کے ساتھ اسم موصول ہوتا ہے کہ یہ کسی صریح اسم صفت (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول یا اسم مبالغہ) پر داخل ہو، جیسے ”أَقْبَلَ الشَّاكِرُ وَالْمَشْكُورُ وَالشَّكُّورُ“ اس کے بعد آنے والے صفت کے صیغے جملے کے درجے میں ہوتے ہیں۔ لہذا الشَّاكِرُ کا معنی ہے: اَلَّذِي شَكَرَ۔ اَلْمَشْكُورُ کا معنی ہے: ”اَلَّذِي شَكَرَ“ اور الشَّكُّورُ کا معنی ہے: ”اَلَّذِي يَشْكُرُ كَثِيرًا“۔

5.6.2 صلہ، عائد، محل اعراب:

(الف) صلہ: وہ جملہ خبریہ ہے جو اسم موصول کے بعد آئے اور اس کے بغیر اسم موصول کا معنی مکمل نہ ہو۔ اس جملے کے لیے کوئی محل

اعراب نہیں۔

(ب) عائد: صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہوتی ہے، اسی کو ”عائد“ کہا جاتا ہے۔ اسم موصول خاص کی طرف لوٹنے والی

ضمیر کے لیے ضروری ہے کہ واحد، تشنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں اسم موصول کے مطابق ہو۔ جیسے: أَكْرَمِ الَّذِي كَتَبَ، أَكْرَمِ اللَّذَيْنِ كَتَبَا،

أَكْرَمِ الَّذِيْنَ كَتَبُوا، أَكْرَمِ الَّتِي كَتَبَتْ، أَكْرَمِ اللَّتَيْنِ كَتَبَتَا، أَكْرَمِ اللَّاتِي كَتَبَتَا۔

اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں دو صورتیں جائز ہیں:

(۱) اسم موصول کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ہر صورت میں واحد مذکر کی ضمیر لائی جائے اور زیادہ تر یہی صورت استعمال میں آتی

ہے۔ جیسے اَكْرِمَ مَنْ هَذَبَكَ۔

(۲) اسم موصول کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے واحد،ثنیہ،جمع،مذکر اور مؤنث ہونے میں ضمیر اس کے مطابق لائی جائے۔
لیکن اگر لفظ کی رعایت کرنے میں معنی کے اعتبار سے التباس و اشتباہ ہوتا ہو تو معنی کی رعایت واجب ہوگی۔ جیسے ”تَصَدَّقْ عَلٰی مَنْ سَأَلَكَ۔“ (اس خاتون کو صدقہ دے جس نے تجھ سے صدقہ مانگا ہو)، ”اَكْرِمَ مَنْ زَارَكَ، لَا مَنْ زَارَكَ۔“ (اس شخص کی عزت کر جس نے تجھ سے ملاقات کی، اس خاتون کی نہیں جس نے تجھ سے ملاقات کی ہے۔)

(ج) اسم موصول کا محل اعراب، مواقع استعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، کبھی وہ محل رفع میں ہوتا ہے۔ جیسے: ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى“ [الاعلیٰ: ۱۴] کبھی محل نصب میں ہوتا ہے۔ ”اَحْبَبَ مَنْ يُحِبُّ الْخَيْرَ“ اور کبھی محل جر میں ہوتا ہے۔ جیسے: ”جَذِبَ بِمَا تَجِدُ۔“
(د) صلہ کا اسم موصول کے بعد آنا واجب ہے، نہ تو پورے صلہ کو اسم موصول سے پہلے لایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی جز کو۔
(ه) اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو صلہ سے حذف کرنا جائز ہے، جب کہ التباس کا اندیشہ نہ ہو۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ”وَيَعْلَمُ مَا تُسَبِّحُونَ وَمَا تُغْلِبُونَ۔“ [التغابن: ۴] یہ اصل میں ”مَا تُسَبِّحُونَ وَ مَا تُغْلِبُونَ“ ہے۔
معلومات کی جانچ:

(۱) اسم موصول اور صلہ کی تعریف کرتے ہوئے اسم موصول کی قسمیں بتائے۔

(۲) اسم موصول مشترک کسے کہتے ہیں، اور کون کون سے ہیں؟

(۳) ”اُیّی“ کے معرب اور مبنی ہونے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

(۴) ”عائد“ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے احکام کیا ہیں؟

5.7 اَسْمَاءُ الاسْتِفْهَامِ (اسمائے استفہام)

”اِسْتِفْهَامُ“ باب استفعال کا مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے: کسی سے کوئی چیز دریافت کرنا، کسی چیز کے بارے میں معلومات دینے کی درخواست کرنا۔ اور ”جن کلمات کے ذریعے کسی سے کوئی شے دریافت کی جاتی ہے انہیں ”کلمات استفہام“ یا ”ادوات استفہام“ کہا جاتا ہے۔

5.7.1 ادوات استفہام تیرہ ہیں:

۱- ہمزہ مفتوحہ یعنی: ۱- اَ - ۲- هَلْ - ۳- مَنْ - ۴- مَنْ ذَا - ۵- مَا - ۶- مَاذَا - ۷- مَتَى - ۸- اَيَّانَ - ۹- اَيْنَ - ۱۰- كَيْفَ

- ۱۱- اَنَّى - ۱۲- کَم - ۱۳- اَيّی۔

ان میں پہلے دو حرف ہیں، اور باقی گیارہ اسم ہیں۔ ہمیں یہاں انہیں گیارہ اسمائے استفہام کے بارے میں جاننا ہے۔

5.7.2 تمام کلمات استفہام کا کلام کی ابتدا میں آنا ضروری ہے، اور جس جملے پر یہ داخل ہوتے ہیں اس کے کسی جز کا ان سے پہلے لانا صحیح نہیں۔

5.7.3 اسمائے استفہام کے معانی اور احکام:

مذکورہ بالا گیارہ اسمائے استفہام کے معانی اور کچھ احکام مندرجہ ذیل ہیں:

(۲-۱) مَنْ، مَنْ ذَا: (کون، کس)، ان دونوں کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: ”مَنْ اُكْتَشَفَ اَمِيرٌ كَافٍ؟“ (امریکا کا سراغ کس نے لگایا؟)، ”مَنْ ذَا قَادِمٍ؟“ (کون آنے والا ہے؟)

(۳-۴) مَا، مَاذَا: (کیا چیز، کس چیز، کیا)، ان کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: ”مَا اسْمُكَ؟“ (تیرا نام کیا ہے؟)، ”مَا اَكَلْتُ؟“ (تو نے کیا چیز کھائی؟ تو نے کیا کھایا؟)، ”مَاذَا اَقْلَقَكَ؟“ (کس چیز نے تجھے پریشان کیا؟) فائدہ: کبھی مَنْ، مَا، مَنْ ذَا اور مَاذَا پر لام حرف جرد داخل کر دیا جاتا ہے؟ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ”لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟“ (آج کس کی بادشاہی ہے؟)، ”يَقُومُ لِمَنْ تُؤْذُونَنِي وَقَدْ تَعْلَمُونَ اَنِّي رَسُولُ اللَّهِ اِلَيْكُمْ۔“ [الصّف: ۵] (اے میری قوم! مجھے کیوں ستاتے ہو، حالاں کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔)، ”لِمَاذَا تَأَخَّرَ هَؤُلَاءِ الْمَسَافِرُونَ عَنْ مَوْعِدِ الْقَطَارِ؟“ (یہ مسافر، ٹرین کے وقت سے لیٹ کیوں ہوئے؟)

مَا اور مَنْ پر لام کے علاوہ عَنْ، مِنْ، ب، فِي وغیرہ حروف جارّہ بھی حسب موقع داخل ہوتے ہیں۔ اور ”مَا“ پر جب کوئی حرف جر آتا ہے تو ”مَا“ کا الف گر جاتا ہے، جیسے ”عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ“ [النبا: ۱] (یہ آپس میں کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟) (۵) مَتَى: (کب، کس وقت)، اس کے ذریعے زمانہ ماضی اور زمانہ مستقبل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: ”مَتَى لَقِيَتْ عَاصِمًا؟“ (تو نے عاصم سے کب ملاقات کی؟) ”مَتَى تَذْهَبُ اِلَى مَكَّةَ؟“ (تو مکہ کب جائے گا؟) اس پر کبھی ”اِلَى“ یا ”حَتَّى“ جارّہ بھی آتا ہے۔ جیسے: ”اِلَى مَتَى تَنْتَظِرُ الْقِطَارَ؟“ (تو کب تک ٹرین کا انتظار کرے گا؟)، ”حَتَّى مَتَى يَبْقَى الضَّلَالُ فِي ضَلَالَتِهِ؟“ (گمراہ اپنی گمراہی میں کب تک رہے گا؟)

(۶) أَيَّانَ: (کب، کس وقت) اس کے ذریعے زمانہ مستقبل کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے: ”أَيَّانَ يَبْدَأُ الْإِمْتِحَانُ؟“ (امتحان کب شروع ہوگا؟)

(۷) أَيْنَ: (کہاں، کس جگہ) اس کے ذریعے کسی شے کی موجودگی کی جگہ معلوم کی جاتی ہے، جیسے: ”أَيْنَ أَخُوكَ؟“ (تیرا بھائی کہاں ہے؟)، ”أَيْنَ تَتَعَلَّمُونَ؟“ (تم لوگ کہاں تعلیم حاصل کرتے ہو؟)

(۸) كَيْفَ: (کیسا، کیسے، کس طرح، کس حال میں، کیا) یہ کسی شے کی حالت اور کیفیت کے متعلق سوال کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ”كَيْفَ أَبْذُوكَ؟“ (تیرے والد کیسے ہیں؟)، ”كَيْفَ أَنْتُمْ؟“ (تم لوگ کس حال میں ہو؟)

(۹) أَنَّى: (کہاں سے، کیسے، کب) اس کے ذریعے کسی جگہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے: ”قَالَ يَمْرُؤٌ أَنَّى لَكَ هَذَا“ [آل عمران: ۳۷] (کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟) اور کبھی یہ کَيْفَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے ”أَنَّى يَنْتَصِرُ الْعَرَبُ وَهُمْ أَشْنَاتُ؟“ (عرب کیسے کامیاب ہوں گے جب کہ وہ منتشر ہیں؟) اور کبھی مَتَى کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: ”أَنَّى اسْتَيْقَظْتُ؟“ (تو کب بیدار ہوا؟)

(۱۰) كَمْ: (کتنے، کتنے، کتنے) اس کے ذریعے کسی مبہم شے کی گنتی جاننے کے لیے سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: ”كَمْ رَجُلًا سَافَرُ؟“ (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)، اس کی تیز مفرّد منصوب ہوتی ہے، جیسے کہ مذکورہ مثال میں آپ نے دیکھا۔ اس سے پہلے حرف جر اور مضاف کے علاوہ کوئی چیز نہیں آسکتی۔ جیسے: ”بِكَمْ دَرْهَمًا اشْتَرَيْتَ هَذَا الْكِتَابَ؟“ (یہ کتاب تو نے کتنے درہم میں خریدی؟)، ”مَمَّا لَوْ كَمْ دَوْلَةً فِي الْمُؤْتَمَرِ“

العَالَمِي؟“ (کتنے ملکوں کے نمائندے عالمی کانفرنس میں شریک ہوئے؟)

(11) اَيّی: (کون، کس، کیا چیز) اس کے ذریعے کسی شے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ جیسے: ”اَيّی رَجُلٍ جَاءَ؟“ (کون آدمی آیا؟) یہ

جب استفہام کے لیے آتا ہے تو بہر حال معرب ہوتا ہے، اسمائے استفہام میں اس کے علاوہ کوئی معرب نہیں۔

یہ کبھی مبتدا بنتا ہے تو مرفوع ہوتا ہے جیسے سابقہ مثال میں۔ کبھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے: ”اَيّی کِتَابٍ اشْتَرَيْتُمْ؟“

(تم لوگوں نے کون سی کتاب خریدی؟) اور کبھی اس پر حرف جرد داخل ہوتا ہے یا مضاف الیہ بنتا ہے تو مجرور ہوتا ہے، جیسے: ”مِنْ اَيّی بَلَدٍ اَنْتَ؟“ (تو

کس ملک کا ہے؟)، ”رَئِيسُ اَيّی بَلَدٍ يَزُورُ الْهِنْدَ؟“ (کس ملک کا صدر ہندوستان کا دورہ کرے گا؟)۔

معلومات کی جانچ:

(۱) استفہام اور اسمائے استفہام سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(۲) اسمائے استفہام کتنے اور کون کون ہیں؟

(۳) ”مَنْ“ اور ”مَا“ استفہامیہ کے معانی اور استعمال کے طریقے بیان کیجیے۔

(۴) ”کَمْ“ استفہامیہ کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔

(۵) ”اَيّی“ استفہامیہ کا معنی اور اعراب مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

5.8 أسماء الإشارة (اسمائے اشارہ)

5.8.1 گفتگو کے دوران جب کسی مخصوص اور معین شے کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے

”وہ بکری بیٹھی ہے۔ یہ آدمی کھڑا ہے۔ اُس طالب علم نے سبق یاد کر لیا۔ اس بچی نے دودھ پیا۔“ ان جملوں میں ”وہ، یہ، اُس، اس“ اردو میں اسم

اشارہ ہیں۔ اور ”بکری، آدمی، طالب علم اور بچی“ مُشار الیہ ہیں۔

اسی طرح عربی زبان میں بھی اشارے کے لیے کچھ مخصوص الفاظ آتے ہیں جنہیں ”اسمائے اشارہ“ کہا جاتا ہے۔ اور ان سے جن چیزوں

کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے انہیں ”مُشار الیہ“ کہا جاتا ہے۔ جیسے: ”هَذَا التِّلْمِیْذُ“ (یہ طالب علم)، ”ذَلِكَ الْکِتَابُ“ (وہ کتاب)، ”هَذِهِ

الْمَحْطَةُ“ (یہ اسٹیشن)، ”تِلْكَ الْبَرَادَةُ“ (وہ واٹر کولر)۔ ان مثالوں میں هَذَا، ذَلِكَ، هَذِهِ اور تِلْكَ اسم اشارہ ہیں، اور التِّلْمِیْذُ،

الْکِتَابُ، الْمَحْطَةُ، الْبَرَادَةُ مُشار الیہ ہیں۔ عربی زبان میں اسمائے اشارہ کی تفصیل درج ذیل نقشے سے واضح ہوتی ہے:

واحد	ثنیہ	جمع
مذکر ذَا	ذَانِ، ذَیْنِ	أُولَآءِ، أُولَیْ
مؤنث تَا، تَیْ، تَهْ، تِهْ، ذَهْ، ذِهْ	تَانِ، تَیْنِ	أُولَآءِ، أُولَیْ

5.8.2 ان میں ذَانِ اور تَانِ حالتِ رفع میں استعمال ہوتے ہیں اور ذَیْنِ، تَیْنِ حالتِ نصب و جر میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اُولَآءِ اور اُولَیْ

جمع کے لیے آتے ہیں، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یوں ہی وہ عاقل کی جمع ہو۔ جیسے: ”أُولَئِکَ عَلَیْ هُدًی مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔“

[البقرة: ۵] یا غیر عاقل کی۔ جیسے: ”إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا“ [الِإِسْرَاءِ: ۳۶] لیکن زیادہ تر اس سے عَقْلًا کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اور غیر عَقْلًا کے لیے ”تِلْكَ“ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: ”وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ“ [آل عمران: ۱۳۰]

5.8.3 اُولَاءِ اور اُولٰی کا واو، صرف لکھنے میں آتا ہے، پڑھنے بولنے میں نہیں آتا۔ جیسے فارسی میں خُورِ داور خُواجہ کا واو۔

5.8.4 اوپر کے نقشے میں جو اسما ذکر کیے گئے ہیں وہ اصل میں اسمائے اشارہ ہیں۔ ان کے ساتھ تین حروف استعمال کیے جاتے ہیں: (۱) ”ہا“: اس کو ہائے تنبیہ کہتے ہیں۔ (۲) ”کاف“: اسے کافِ خطاب کہا جاتا ہے۔ (۳) ”لام“: اس کو لامِ تبعید کہتے ہیں۔ (الف) جو اسمائے اشارہ کافِ خطاب اور لامِ تبعید سے خالی ہوتے ہیں وہ قریب کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ ان کے ساتھ ہائے تنبیہ لگی ہوئی ہو، یا نہ لگی ہوئی ہو۔ جیسے: ذَا، هَذَا، ذَانِ، هَذَانِ، تَانِ، هَاتَانِ، اُولَاءِ، هَؤُلَاءِ۔ (ب) جن اسمائے اشارہ کے ساتھ کافِ خطاب لگا ہوتا ہے وہ درمیان کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ خواہ وہ ہائے تنبیہ کے ساتھ ہوں۔ جیسے: هَذَاكَ، هَاتِيكَ اِلْحِ، یا ہائے تنبیہ کے بغیر ہوں۔ جیسے: ذَاكَ، تِيكَ، ذَانِكَ، تَانِكَ، اُولَاكَ۔

(ج) اور جن اسمائے اشارہ کے آخر میں لامِ تبعید اور کافِ خطاب دونوں آتے ہیں وہ دور کی کسی چیز کی طرف اشارہ کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: ذَلِكْ، تِلْكَ اور اسم اشارہ تثنیہ نونِ مشدّد کے ساتھ صرف بعید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ذَانِكَ، تَانِكَ۔ اسی طرح ”اُولَئِكَ“ بھی مشار الیہ بعید کے لیے آتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ مشار الیہ کی نزدیکی اور دوری کے اعتبار سے اسمائے اشارہ کے تین مراتب ہیں: (۱) اسم اشارہ قریب (۲) اسم اشارہ متوسط (۳) اسم اشارہ بعید۔

5.8.5 اوپر بتایا گیا کہ مشار الیہ کے بعید ہونے کو بتانے کے لیے اسم اشارہ میں لامِ تبعید آتا ہے۔ لیکن یہ لام درج ذیل صورتوں میں نہیں آتا ہے: (۱) تثنیہ والے اسم اشارہ کے ساتھ۔ (۲) اُولَاءِ کے ساتھ جو جمع کے لیے آتا ہے۔ لیکن ”اُولٰی“ الف مقصورہ کے ساتھ ہو تو لام کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔ مثلاً: ”اُولَاكَ اَصْدِقَائِي“ اور ”اُولَاكَ اَصْدِقَائِي“ دونوں طرح صحیح ہے۔ (۳) واحد مؤنث کے ان اسمائے اشارہ میں جن میں کافِ خطاب نہیں آتا۔ وہ یہ ہیں: ذَهْ، ذَهْ، ذَهْ، تَهْ، تَهْ، تَهْ۔ (۴) ہر وہ اسم اشارہ جس کے ساتھ ہائے تنبیہ لگی ہوئی ہو۔

5.8.6 ہائے تنبیہ اور اسم اشارہ کے درمیان مشار الیہ کی ضمیر لانا جائز ہے۔ جیسے: هَا اَنَا ذَا، هَا اَنْتِ ذِي، هَا اَنْتُمَا ذَانِ، هَا نَحْنُ تَانِ، هَا نَحْنُ اُولَاءِ۔ یہی بہتر اور زیادہ فصیح ہے، اور قرآن کریم میں بھی وارد ہے۔ جیسے: ”هَا اَنْتُمْ اُولَاءِ تُحِبُّوْنَكُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ“ [آل عمران: ۱۱۹] اور کافِ تثنیہ کا بھی دونوں کے درمیان آنا شائع و ذائع ہے۔ جیسے: هَكَذَا۔

5.8.7 اسم اشارہ مشار الیہ کی حالت بتاتا ہے، اس لیے واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں وہ مشار الیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور کافِ خطاب مخاطب کی حالت بتاتا ہے، اس لیے وہ مخاطب کی حالت کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل

قرآنی آیات میں اس کا استعمال غور سے دیکھیے:

- ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ اس میں مشارالیه اور مخاطب دونوں واحد مذکر ہیں۔
- ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ۔ اس میں مشارالیه واحد مذکر اور مخاطب جمع مذکر ہے۔
- فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ۔ اس میں مشارالیه واحد مذکر اور مخاطب جمع مؤنث ہے۔
- فَذَنِكْ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ۔ اس میں مشارالیه تثنیہ مذکر اور مخاطب واحد مذکر ہے۔

قرآن کریم میں اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔

5.8.8 کسی جگہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے دو اسم اشارہ آتے ہیں: (۱) هُنَا (۲) ثُمَّ۔

”هنا“ کی ابتدا میں کبھی ہائے تنبیہ لگاتے ہیں تو یہ ”ههنا“ ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں حالتوں میں قریب کی جگہ کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔ کبھی اس کے آخر میں کاف خطاب لگا دیتے ہیں تو یہ ”هناك“ ہو جاتا ہے اور درمیانی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے جو نہ دور ہو، نہ نزدیک۔

اور کبھی اس کے آخر میں لام تبعید اور کاف خطاب لگا دیتے ہیں تو ”هناك“ بن جاتا ہے اور دور کی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح ”ثم“ اور ”ثمّة“ بھی دور کی جگہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔
معلومات کی جانچ:

(۱) اسمائے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟

(۲) اسم اشارہ کے ساتھ ہائے تنبیہ، یا کاف خطاب یا کاف اور لام دونوں لگے ہوں تو وہ کس کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں؟

(۳) کن صورتوں میں اسمائے اشارہ کے ساتھ لام تبعید نہیں آتا؟

(۴) ذَلِكْ، ذَلِكُمْ اور ذَلِكُنَّ کے درمیان کیا فرق ہے؟

(۵) اسمائے اشارہ برائے مکان کون کون ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بتائیے۔

5.9 اسماء الكناية (اسمائے کنایہ)

5.9.1 اسم کنایہ:

وہ اسم ہے جس کے ذریعے مبہم عدد، یا مبہم بات اور کام بیان کیا جائے۔ جیسے: كَمْ، كَذَا، كَيْتْ، ذَيْتْ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدد سے کنایہ (۲) بات اور کام سے کنایہ۔

5.9.1 بات سے کنایہ:

مبہم بات کو بتانے اور بیان کرنے کے لیے دو اسم آتے ہیں: ۱- كَيْتْ - ۲- ذَيْتْ۔ لیکن ذَيْتْ کبھی مبہم کام کو بتانے کے لیے بھی آتا ہے۔ یہ دونوں تنہا تنہا استعمال نہیں ہوتے، بلکہ مکرر ہو کر استعمال ہوتے ہیں، زیادہ تر عطف کے طور پر اور کبھی بغیر عطف کے۔ جیسے: قُلْتُ كَيْتْ

وَكَيْتَ (میں نے ایسا ایسا کیا)۔ • قُلْتُ ذَيْتٌ وَ ذَيْتٌ • قُلْتُ كَيْتٌ كَيْتٌ • قُلْتُ ذَيْتٌ ذَيْتٌ۔ سب کا ترجمہ وہی ہوگا جو گزر چکا۔ • فَعَلْتُ ذَيْتٌ وَ ذَيْتٌ • فَعَلْتُ ذَيْتٌ ذَيْتٌ۔ (میں نے ایسا ایسا کیا۔)

5.9.3 عدد سے کنایہ: عدد مبہم کو بتانے کے لیے تین اسم آتے ہیں:

۱۔ کم۔ ۲۔ کُئین۔ ۳۔ کُذا۔ ان کے بارے میں کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) کم: اس کی دو قسمیں ہیں: استفہامیہ۔ خبریہ۔

۱۔ کم استفہامیہ: اس کے ذریعے کسی معدود مبہم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، اور سوال کا مقصد اس کی تعداد کی جان کاری لینا ہوتا

ہے۔ جیسے: ”کَمْ رَجُلًا سَافَرُ؟“ (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)

• اس کی تمیز عموماً مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔ لیکن جب ”کَمْ“ پر کوئی حرف جرد داخل ہو تو تمیز سے پہلے ”مِنْ“ جارّہ کے مقدر ہونے کی وجہ سے اس کو مجرور کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: ”بِكَمْ رُؤْبِيَّةٍ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ الدَّارَ؟“ (یہ گھر تم نے کتنے روپے میں خریدا؟)، اس صورت میں تمیز سے پہلے ”مِنْ“ کو لفظ میں لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: ”بِكَمْ مِنْ رُؤْبِيَّةٍ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ الدَّارَ؟“ مگر تمیز کو منصوب لانا بہتر ہے۔

• کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے، اور یہ لفظ عموماً شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہوتا ہے۔ جیسے: ”کَمْ عِنْدَكَ كِتَابًا؟“ (تمہارے پاس کتنی کتابیں ہیں؟)، ”کَمْ فِي الدَّارِ رَجُلًا؟“ (گھر میں کتنے آدمی ہیں؟)۔ کئی خبر یا کَم کا عامل درمیان میں کم ہی آتا ہے۔ جیسے: ”کَمْ جَاءَكَ رَجُلًا؟“ (کتنے مرد تمہارے پاس آئے؟)، ”کَمْ اشْتَرَيْتَ كِتَابًا؟“ (تم نے کتنی کتابیں خریدیں؟)

• جب قرینہ پایا جائے اور اشتباہ کی صورت نہ ہو تو اس کی تمیز کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے ”کَمْ مَالِك؟“ یعنی ”کَمْ رُؤْبِيَّةٍ مَالِك؟“ یا۔ ”کَمْ دِزْهَمًا / دِينَارًا مَالِك؟“

۲۔ کم خبریہ: یہ ابہام کے ساتھ کسی شے کی تعداد کی کثرت کو بتاتا ہے۔ جیسے: ”کَمْ كِتَابٍ دَرَسْتُ۔“ (میں نے کتنی ہی / بہت سی کتابیں پڑھیں)

• اس کی تمیز مفرد اور نکرہ ہوتی ہے جو اس کا مضاف الیہ ہونے یا ”مِنْ“ حرف جر کے اس پر داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے، جیسے: کَمْ مَدِينَةٍ زُرْتُ، کَمْ مِنْ مَدِينَةٍ زُرْتُ۔ (میں نے کتنے ہی / بہت سے شہروں کا دورہ کیا)۔ اور کبھی اس کی تمیز جمع اور نکرہ ہوتی ہے اور اس صورت میں بھی مجرور ہوتی ہے۔ جیسے ”کَمْ عُلُومٍ اَعْرِفُ۔“ (میں کتنے ہی / بہت سے علوم جانتا ہوں)۔

• کم استفہامیہ ہی کی طرح کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے جو عموماً ظرف یا جار و مجرور ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کی تمیز کو منصوب کرنا، یا اس پر ”مِنْ“ داخل کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسے: ”کَمْ عِنْدِي دِزْهَمًا۔“ (میرے پاس بہت سے / کتنے ہی درہم ہیں)، ”کَمْ فِي الْهِنْدِ حِزْبًا سِيَاسِيًّا۔“ (ہندوستان میں کتنی ہی / بہت سی سیاسی پارٹیاں ہیں)۔ یا۔ ”کَمْ عِنْدَكَ مِنْ دِزْهَمٍ۔“ ”کَمْ فِي الْهِنْدِ مِنْ حِزْبٍ سِيَاسِيٍّ۔“

• کم استفہامیہ ہی کی طرح کم خبریہ بھی جملے کے شروع میں آتا ہے اور حرف جر اور مضاف کے علاوہ کسی اور لفظ کو اس سے پہلے لانا جائز نہیں۔ جیسے: ”إِلَى كَمْ مَدِينَةٍ سَافَرْتُ!“ (میں نے کتنے شہروں کا سفر کیا) ”خُطْبَةٌ كَمْ خُطِيبٍ سَمِعْتُ۔“ (کتنے مقرر روں کی تقریر میں نے سنی)۔

(ب) کَائِنُ: یہ گم خبریہ کی طرح ابہام کے ساتھ کثرت کا معنی دیتا ہے، جملے کے شروع میں آتا ہے۔ لیکن یہ ماضی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مضارع کے ساتھ بھی آتا ہے۔ جیسے: ”كَائِنٌ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرَسُولِهِ۔“ [الطلاق: ۸] (کتنی ہی بستیوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی)۔ ”كَائِنٌ مِّنْ ذَا بَنَةِ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا۔“ [العنکبوت: ۶۰] (اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں رکھتے)۔ اس کی تمیز ہمیشہ ”مِنْ“ حرف جر کے ذریعے مجرور ہوتی ہے۔ کَائِنٌ پر کوئی حرف جر داخل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اسم اس کا مضاف بنتا ہے۔

(ج) كَذَا: یہ عدد مبہم سے کنایہ کے لیے آتا ہے، خواہ وہ عدد قلیل ہو یا کثیر۔ یہ تنہا بھی استعمال ہوتا ہے اور مکثر ہو کر بھی۔ مگر مکثر ہو کر زیادہ استعمال ہوتا ہے، اور اس کی تمیز لازمی طور پر نکرہ اور منصوب ہوتی ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

”اِشْتَرَيْتُ كَذَا كِتَابًا وَكَذَا قَلَمًا۔“ (میں نے کتنی کتابیں اور اتنے اتنے قلم خریدے)، ”كَتَبْتُ كَذَا وَكَذَا مَقَالَةً۔“ (میں نے اتنے اتنے مضامین لکھے)۔ اور کبھی یہ غیر عدد سے کنایہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ”قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَدِيثًا۔“ (میں نے اس سے یہ یہ۔ یا۔ ایسی ایسی باتیں کہیں)۔

معلومات کی جانچ:

- (۱) اسم کنایہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟
- (۲) ”کَيْت“ اور ”ذَيْت“ کا معنی اور طریقہ استعمال کیا ہے؟
- (۳) ”کَم“ استفہامیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی تمیز کیسی ہوتی ہے؟
- (۴) ”کَائِنُ“ کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔
- (۵) ”كَذَا“ کس معنی کے لیے آتا ہے اور کس طرح استعمال کیا جاتا ہے؟

5.10 أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ (اسمائے افعال)

5.10.1 اسم فعل:

وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اُسی جیسا عمل کرتا ہے۔ لیکن اُس کی علامتوں سے خالی ہوتا ہے۔ بی اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اسم فعل ماضی - ۲۔ اسم فعل مضارع - ۳۔ اسم فعل امر۔

5.10.2 اسم فعل ماضی:

وہ اسم ہے جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔ هَيَّهَاتَ (دور ہوا) - ۲۔ شَتَّانَ (جدا ہوا)

- ۳۔ وَشَكَانَ، سَزَعَانَ (جلدی کی)۔ ۵۔ بَطَّانَ (دیر کی)۔

اس قسم کے اسمائے افعال کے بعد ایک اسم آتا ہے جو فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے: هَيَّهَاتَ الشَّبَابَ (جوانی دور

ہوئی) شَتَّانَ مَا بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ۔ (علم اور جہالت میں بڑا فرق ہے)۔

5.10.3 اسم فعل مضارع:

وہ اسم ہے جو فعل مضارع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

۱- اَوَّه (مجھے تکلیف ہے) - ۲- اُف (میں ناپسند کرتا ہوں/مجھے ناپسند ہے/میں بے قرار ہوں) - ۳- ۴- ۵- وَا، وَاها، وَي (مجھے حیرت ہے) - ۶- بَخ (میں آفریں کہتا ہوں/میں شاباشی دیتا ہوں/آفریں/شاباش) - ۷- ۸- ۹- بَجَل، قَدْ، قَط (کافی ہے/بس)۔

5.10.4 اسم فعل امر:

وہ اسم ہے جو فعل امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

افعال کی قسموں میں اس قسم کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- صَه (ابھی چپ رہ)، هَلَمْ (آؤ، لاؤ) - ۲- مَه (رُک، ٹھہر) - ۳- زَوَيْد (چھوڑ، مہلت دے) - ۴- بَلَّه (چھوڑ) - ۵- هَا - ۶- عِنْدَك - ۷- لَدَيْكَ - ۸- دُونَك - ۹- إِلَيْكَ (لو، پکڑو) - ۱۰- عَلَيْكَ (لازم پکڑو، لازم رہو) - ۱۱- حَيَّ وَحَيَّ هَلَا وَحَيَّ هَلْ (جلدی آؤ، جلدی کرو، متوجہ ہو) - ۱۲- هَيَّا هَيَّا (آؤ آؤ، جلدی کرو، چلو چلیں) - ۱۳- هَيْتَ لَكَ (آؤ، یہاں آؤ) - ۱۴- آمین (قبول کر، ایسا ہی ہو) - ۱۵- نَزَالِ (اُتر)۔

5.10.5 اسمائے افعال کے احکام:

(۱) تمام اسمائے افعال مبنی ہیں، خواہ قیاسی ہوں یا سماعی۔ جو اسمائے افعال ”فَعَالٍ“ کے وزن پر امر کے معنی میں آتے ہیں وہ کسرہ پر مبنی ہیں، باقی سماعی ہیں وہ مذکورہ بالا تصریح کے مطابق فتح، کسرہ یا سکون پر مبنی ہیں۔

(۲) یہ فعل ہی کی طرح متعدی اور لازم ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے جو فعل متعدی کے معنی میں ہیں وہ متعدی ہیں اور جو فعل لازم کے معنی میں ہیں، وہ لازم ہیں۔ جو لازم ہیں ان کا فاعل حسب موقع اسم ظاہر یا ضمیر ہوتا ہے جو مرفوع ہوتا ہے جیسے: ”هَيَّاهُ يَوْمَ النَّجَاحِ“ (کامیابی کا دن دور ہوا) اور جو متعدی ہیں ان کے اندر فاعل کی ضمیر مستتر ہوتی ہے، اور ان کے بعد والا اسم ظاہر مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے ”هَلَمْ شَهِدَاءُ كُنْ“ (اپنے گواہ لاؤ) ”زَوَيْدَ سَعِيدًا“ (سعید کو چھوڑ دو)۔

(۳) یہ عمل میں ضعیف ہوتے ہیں اس لیے ان کے مفعول سے پہلے عموماً بایں جارہ لائی جاتی ہے۔ جیسے: ”عَلَيْكَ بِزَيْدٍ“ (تم زید کا ساتھ لازم کرو)۔ ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَعَلَى الْخَيْرِ“ (نماز اور نیکی کی طرف آؤ)۔

(۴) یہ عامل ضعیف ہیں اس لیے ان کے معمول کو ان سے پہلے لانا جائز نہیں۔ لہذا: ”زَوَيْدَ سَعِيدًا“ کی جگہ ”سَعِيدًا زَوَيْدًا“ کہنا درست نہیں۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسم فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کرو۔

- (۲) پانچ ایسے اسمائے افعال بتاؤ جو امر کے معنی میں ہوں۔
 (۳) اسمائے افعال کے احکام میں سے کوئی بھی دو حکم بیان کرو۔

5.11 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے آٹھوں مباحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) واحد، ثننیہ، جمع:

اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) ثننیہ (۳) جمع۔

واحد: اس اسم کو کہتے ہیں جو ایک شے کو بتائے۔ ثننیہ: وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور لگا ہو۔ اور جمع: وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ کو بتائے اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کردی گئی ہو۔

ثننیہ اگر مرفوع ہو تو اس کے آخر میں نون مکسور سے پہلے الف آتا ہے، اور منصوب یا مجرور ہو تو نون مکسور سے پہلے یا ماقبل مفتوح آتی ہے۔ اور مضاف ہونے کی صورت میں یہ نون گر جاتا ہے۔

جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکسر (۲) سالم

جمع مکسر: وہ جمع ہے جس کے واحد کا وزن سلامت نہ ہو، خواہ واحد کے حروف میں کچھ کمی بیشی کرنے کی وجہ سے یا صرف حرکات و

سلکناات کی تبدیلی سے۔

جمع مکسر کے درج ذیل چار اوزان ایسے ہیں جو جمع قلت کے لیے آتے ہیں:

۱- أَفْعَالُ ۲- أَفْعُلُ ۳- أَفْعِلَّةُ ۴- فِعْلَةٌ ان کے علاوہ اور بہت سے اوزان ہیں جو جمع کثرت

کے لیے آتے ہیں۔ جمع منتہی المجموع کے سارے اوزان، جمع تکسیر ہی کے اوزان ہیں۔

جمع سالم: وہ ہے جس میں واحد کا وزن سلامت ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع مذکر سالم ۲- جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نون مفتوح اور اس سے پہلے واو ماقبل مضموم، یا یا ماقبل مکسور ہو۔

یہ حالت رفع میں ہو تو نون مفتوح کے ساتھ واو ماقبل مضموم آتا ہے، اور حالت نصب و جر میں نون مفتوح کے ساتھ یا ماقبل مکسور آتی ہے۔

جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اس کا نون گر جاتا ہے۔

جمع مؤنث سالم: وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور لمبی تا آئے۔

درج ذیل اسماء کی جمع الف و تا کے ساتھ آتی ہے:

۱- وہ اسم جو کسی مؤنث کا علم ہو۔ ۲- وہ اسم جس کے آخر میں گول تا ہو۔ ۳- مؤنث کی صفت جس کے آخر میں گول تا ہو یا وہ اسم تفضیل ہو۔

۴- وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ ۵- وہ مصدر جو تین حرفی سے زائد ہو اور تاکید فعل کے لیے نہ آیا ہو۔ ۶- مذکر غیر عاقل کی تصغیر۔ ۵- وہ مؤنث جس کے آخر میں الف مقصورہ یا ممدودہ ہو۔ ۸- وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں ”ابن“ یا ”ذو“ ہو۔ ۹- وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع مشہور نہ ہو۔ قیاسی اور سماعی طور پر ان کے علاوہ بھی کچھ اسماء کی جمع مؤنث سالم آتی ہے۔

(۲) مذکر و مؤنث: اسم کی دو قسمیں ہیں: مذکر، مؤنث۔ مذکر کی دو قسمیں ہیں: ۱- حقیقی ۲- مجازی۔ وہ اسم جس کے ماقبل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو وہ مذکر حقیقی ہے، ورنہ مذکر مجازی۔

اسی طرح مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱- مؤنث حقیقی ۲- مؤنث مجازی۔ اور ان کی تعریفیں بھی مذکر کی مذکورہ بالا قسموں کی تعریفات کے طرز پر ہوں گی۔

پھر ایک دوسرے اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں: ۱- مؤنث لفظی ۲- مؤنث معنوی۔
مؤنث لفظی: وہ ہے جس کے آخر میں علامت تانیث لگی ہوئی ہو اور مؤنث معنوی وہ ہے جس کے آخر میں کوئی علامت تانیث نہ ہو اور وہ کسی مؤنث کو بتائے۔

تانیث کی علامتیں تین ہیں: ۱- گول تا ۲- الف مقصورہ ۳- الف ممدودہ۔
قیاسی طور پر تانیث صرف اسم صفت کے ساتھ آتی ہے اور مذکر و مؤنث کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اور اسم ذات کے ساتھ اس کا آنا سماعی ہے لہذا یہ انہیں اسمائے ذات کے ساتھ آتی ہے جن کے ساتھ عربوں نے اسے لگا کر استعمال کیا ہے۔
(۳) اسم صحیح، منقوص، مقصور، ممدود:

جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہو وہ اسم ممدود ہے، جس اسم معرب کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو وہ اسم مقصور ہے، جس اسم معرب کے آخر میں یا لازمہ اور اس سے پہلے کسرہ ہو وہ اسم منقوص ہے، اور جس اسم معرب کے آخر میں ان میں سے کچھ نہ ہو وہ اسم صحیح ہے۔
اسم صحیح، مفرد اور منصرف ہو تو اس کا اعراب رفع کی حالت میں ضمہ، نصب کی حالت میں فتح اور جر کی حالت میں کسرہ ہوتا ہے، تشنیہ اور جمع کی صورت میں تشنیہ اور جمع کا اعراب ہوتا ہے، یوں ہی غیر منصرف ہونے کی صورت میں غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔
اسم منقوص کے آخر کی یا کبھی اصلی ہوتی ہے اور کبھی واو سے بدلی ہوئی۔ اس کا اعراب رفع و جر کی حالت میں تقدیری اور نصب کی حالت میں لفظی فتح ہے۔

اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے، اور وہ لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔
اسم مقصور میں الف مقصورہ اگر تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو وہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے ورنہ ”ی“ کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

اسم ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے، کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا اور کبھی زائد ہوتا ہے۔ اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے ہوتا ہے اور کبھی الحاق کے لیے۔ اس کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ ورنہ منصرف ہوتا ہے۔
(۴) اسمائے موصولہ: وہ اسماء ہیں جو اپنے بعد آنے والے جملہ خبریہ یا شبہ جملہ کے واسطے کسی معین شے کو بتائیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:

۱- اسم موصول خاص - ۲- اسم موصول مشترک -

اسم موصول خاص: وہ ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہوتا ہے۔ جیسے: الَّذِي، الَّذَانِ وغیرہ۔

اسم موصول مشترک: وہ اسم ہے جو ہر حال میں یکساں آتا ہے۔ جیسے: ”مَنْ، مَا“ وغیرہ۔

اسم موصول مشترک میں ”مَنْ“ عموماً عاقل کے لیے آتا ہے ”مَا“ غیر عاقل کے لیے اور ”أَيُّ“ عاقل، غیر عاقل دونوں کے لیے۔ ”أَيُّ“

جب مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز محذوف ہو تو یہ ضمہ پر مبنی ہوتا ہے، ورنہ یہ معرب ہوتا ہے۔ ”أَيُّ“ کی معرفہ کی طرف اضافت ضروری ہے۔

”ذَا“ عاقل وغیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب ”مَنْ“ یا ”مَا“ استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ

کے لیے نہ ہو، نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہو۔

”ذُو“: صرف قبیلہ بنی طے کی زبان میں ”الَّذِي“ کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے، اور یہ عاقل وغیر عاقل دونوں کے لیے استعمال

ہوتا ہے، یہ ہر حالت میں واساکن پر مبنی ہوتا ہے اور واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے آتا ہے، اور اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب یہ اسم فاعل، اسم

مفعول یا اسم مبالغہ پر داخل ہو۔

صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو ”عائد“ کہتے ہیں۔ اسم موصول خاص کی طرف لوٹنے والی ضمیر

لازمی طور پر اس کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر کبھی اس کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے واحد مذکر آتی ہے۔

اور کبھی معنی کا لحاظ کرتے ہوئے حسب موقع واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث لائی جاتی ہے۔

اسم موصول پر اس کے صلہ کو نہ کُلّی طور پر مقدم کرنا جائز ہے نہ جزئی طور پر۔ التباس و اشتباہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسم موصول کی طرف لوٹنے

والی ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے۔

(۵) اسمائے استفہام: ادوات استفہام تیرہ ہیں: ان میں ”هَلْ“ اور ہمزہ مفتوحہ حرف ہیں، باقی گیارہ اسم ہیں۔ تمام کلمات استفہام کا

جملے کے شروع میں ہونا ضروری ہے۔ مَنْ، مَن ذَا کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں اور ”مَا وماذا“ کے ذریعے غیر ذوی العقول کے

بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ مَا اور مَنْ پر کچھ حروف جاڑہ بھی داخل ہوتے ہیں، اس صورت میں ”مَا“ کا الف گر جاتا ہے۔ ”متی“ کے ذریعے

زمانہ ماضی و مستقبل دونوں کے بارے میں، اور ”أَيَّان“ کے ذریعے کسی جگہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جب کہ ”کیف“ کے ذریعے کسی شے کی

حالت و کیفیت کے متعلق سوال ہوتا ہے۔ ”کَم“ کے ذریعے کسی مبہم شے کی گنتی کے بارے میں معلوم کیا جاتا ہے اور ”أَيُّ“ کے ذریعے کسی شے کی

تعیین مطلوب ہوتی ہے۔

(۶) اسمائے اشارہ: عربی زبان میں اسمائے اشارہ پانچ قسم کے ہیں:

پہلی قسم ”ذَا“ ہے جو واحد مذکر کے لیے آتا ہے۔ دوسری قسم ”ذَانِ وَ ذَيْنِ“ ہے۔ یہ تثنیہ مذکر کے لیے آتے ہیں۔ ”ذَانِ“ حالت رفع

میں اور ”ذَيْنِ“ حالت نصب و جر میں آتا ہے۔ تیسری قسم میں آٹھ اسمائے اشارہ ہیں: تَا، تَي، تَه، تَه، ذَه، ذَه، ذَه، ذَه۔ یہ سب واحد مؤنث کے

لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

5.12 نمونے کے امتحانی سوالات

1. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:
 - ۱- اسم مقصور و ممدود اور الف مقصورہ و ممدودہ کی تعریف کیجیے، ساتھ ہی اسم مقصور اور ممدود کا اعراب بھی وضاحت کے ساتھ لکھیے۔
 - ۲- اسم موصول، صلہ اور ضمیر عائد کے بارے میں اپنی معلومات قلم بند کیجیے، ساتھ ہی اسم موصول کا محل اعراب بھی دیگر ضروری احکام کے ساتھ تحریر کیجیے۔
 - ۳- جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کی تعریف مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں مثالوں کے ساتھ تفصیل سے لکھیے۔
 - ۴- اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے، اور دونوں کا اعراب پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔
 - ۵- اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں تحریر کرتے ہوئے کم استفہامیہ اور خبریہ کے معانی، طریقہ استعمال اور احکام وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔
۲. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب بارہ سطروں میں تحریر لکھیے:
 - ۱- جمع مکسر اور جمع سالم کی تعریف کرتے ہوئے جمع مکسر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے۔
 - ۲- جمع مؤنث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی بتائیے کہ الف و تا کے ساتھ کن اسم کی جمع آتی ہے؟
 - ۳- اسمائے موصولہ میں سے ”آئی“ کا معنی، اس کے استعمال کے طریقہ، اور اعراب و بنا کے اعتبار سے اس کا حکم مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔
 - ۴- اسمائے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی لکھیے کہ اس کے ساتھ ہائے تنبیہ، کاف خطاب اور لام کا استعمال کب اور کیسے ہوتا ہے؟
 - ۵- اسمائے افعال کی تعریف، قسمیں اور احکام مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

5.13 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- ۱- أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك: للإمام جمال الدين عبد الله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت: ۵۷۶ھ)، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۴م۔
- ۲- شرح الجامي على كافية ابن الحاجب: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي (۵۸۱ھ — ۵۸۹ھ)، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارک فور، أترابرديش، ۱۴۲۲ھ — ۲۰۰۱م۔
- ۳- جامع الدروس العربية: للشيخ مصطفى الغلاييني، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۵م۔

- ٤- نحو اللغة العربية: للدكتور أسعد النادري، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ١٤٢٥هـ — ٢٠٠٥م.
- ٥- كافية النحو: للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلف هذه الوحدة) مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور، أعظم جره، الهند، ١٤٣٣هـ — ٢٠١٢م.
- ٦- القواعد الأساسية للغة العربية: للسيد أحمد الهاشمي المصري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان (غير مؤرخ)
- ٧- في النحو العربي: تأليف د. عبد الحميد مصطفى السيد و د. لطيفة إبراهيم النجار، دار القلم، دبي، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ — ٢٠٠٣م.

اکائی 6 (اسم و فعل کے اوزان)

اکائی کے اجزا

- 6.1 مقصد
- 6.2 تمہید
- 6.3 وزن اور میزان
- 6.4 أوزان الأسماء (اسم کے اوزان)
- 6.5 اسم جامد ثلاثی مجرد کے اوزان
- 6.6 اوزان اسم جامد رباعی مجرد
- 6.7 اوزان اسم جامد خماسی مجرد
- 6.8 اوزان اسم جامد مزید فیہ
- 6.9 اوزان مصادر (ثلاثی مجرد)
- 6.10 ثلاثی مزید فیہ مصادر کی قسمیں
 - 6.10.1 الحاق کا مطلب
 - 6.10.2 غیر ملحق بہ رباعی کے مصادر کے اوزان
 - 6.10.3 رباعی مجرد کے مصدر کا وزن
 - 6.10.4 ملحق بہ رباعی مجرد کے مصادر کے اوزان
 - 6.10.5 ملحق بہ ”تفعّل“ کے مصادر کے اوزان
 - 6.10.6 ملحق بہ ”اخرنجام“ کے مصادر کے اوزان
- 6.11 أوزان الأفعال (افعال کے اوزان)
- 6.12 فعل ثلاثی مجرد کے اوزان و ابواب
- 6.13 فعل ثلاثی مزید مطلق کے اوزان و ابواب

- 6.13.1 فعل ثلاثی مزید مطلق باہمزہ وصل کے اوزان و ابواب
- 6.13.2 مذکورہ بالا ابواب کی خصوصیات
- 6.13.3 فعل ثلاثی مزید مطلق بے ہمزہ وصل کے اوزان و ابواب
- 6.13.4 مذکورہ بالا ابواب کی خصوصیات
- 6.14 فعل رباعی کے اوزان و ابواب:
- 6.15 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ رباعی کے اوزان و ابواب:
- 6.15.1 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ رباعی مجرّد کے اوزان و ابواب
- 6.15.2 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ ”تفعّل“ کے اوزان و ابواب
- 6.15.3 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ ”افعلنال“ کے اوزان و ابواب
- 6.16 اکتسابی نتائج
- 6.17 نمونے کے امتحانی سوالات
- 6.18 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

6.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ کو عربی زبان میں وزن اور میزان کے اصطلاحی اور لغوی معنی کی جان کاری کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ عربی اسما و افعال کے اوزان کتنے اور کون کون سے ہیں۔ اور ان کی تبدیلی سے کیا معنوی اثرات رونما ہوتے ہیں۔

6.2 تمہید

عربی زبان میں کلمہ کی بنیادی قسمیں تین ہیں:

۱- اسم ۲- فعل ۳- حرف۔

حرف میں کسی طرح کی قانونی تبدیلی اور اصطلاحی تغیر نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کی کسی طرح کی کوئی گردان آتی ہے۔ اس طرح اس کے مختلف اوزان بھی نہیں آتے۔ اسی بنا پر وہ اوزان کے حوالے سے کبھی بحث کی میز پر نہیں آتا۔ اور اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم متمکن یعنی اسم معرب (۲) اسم غیر متمکن یعنی اسم مبنی۔ اور فعل بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) فعل متصرف (۲) فعل جامد یعنی غیر متصرف اسم غیر متمکن اور فعل جامد بھی غیر متصرف ہونے کی وجہ سے گفتگو کے دائرے میں نہیں آتے۔ کیوں کہ ان میں بھی تبدیلیاں نہیں ہوتیں اور ان کے مختلف اوزان نہیں آتے۔

اس لیے اس اکائی میں صرف اسم متمکن و فعل متصرف اور ان کی مختلف قسموں کے اوزان ہی سے بحث کی جائے گی۔

6.3 وزن اور میزان

6.3.1 وزن کے لغوی معنی ہیں تولنا اور کسی شے کی مقدار کا اندازہ کرنا۔ اور ”میزان“ کے معنی ہیں ترازو، تولنے کا کٹا اور آلہ۔ اور لوہے یا پتھر کے اس باٹ کو بھی کہا جاتا ہے جسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر کوئی چیز اس کے برابر کی جاتی اور تولی جاتی ہے۔ اور اصطلاح میں ”میزان“ سے حروف کا وہ خاص مجموعہ مراد ہے جن کے بالمقابل لا کر کسی کلمے کے اصلی اور زائد حروف کا پتلا لگایا جاتا ہے، جیسے فاء، عین، لام۔ میزان کو ”وزن“ اور ”موزون بہ“ بھی کہا جاتا ہے۔

6.3.2 اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ عربی زبان میں استعمال ہونے والے زیادہ تر کلمات ”ثلاثی“ ہوتے ہیں، اور کسی بھی فعل متصرف یا اسم متمکن میں تین سے کم حرف نہیں ہوتے۔ اسی لیے علمائے عربیت نے اصول کلمات تین مقرر کیے ہیں: (۱) فا (۲) عین (۳) لام۔ اور انہیں حروف کے ذریعہ کسی بھی کلمہ کے اصلی اور زائد حروف میں امتیاز کرتے ہیں۔ ساتھ ہی کسی بھی کلمے کی ہیئت اور وزن بتانے کے لیے ان حروف کو میزان و معیار بناتے ہیں۔ اس لیے انہیں ”حروف میزان“ اور ان کے مجموعے کو میزان، موزون بہ اور وزن کہا جاتا ہے۔ لہذا شَجَز ”فَعْل“ کے وزن پر، بَدَز ”فَعْل“ کے وزن پر، ذَكَز ”فَعْل“ کے وزن پر اور كَزَم ”فَعْل“ کے وزن پر ہے۔

6.3.3 اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جس کلمے کا وزن معلوم کرنا ہوتا ہے اُسے فاء، عین اور لام کے مقابل لایا جاتا ہے جو حرف، فا کے مقابل آتا ہے

اُسے فاعلہ، جو عین کے مقابل آتا ہے اُسے عین کلمہ اور جولاہ کے مقابل آتا ہے اسے لام کلمہ کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالا مثالوں میں شجر کا وزن معلوم کرنے کے لیے جب یہی طریقہ اپنایا گیا تو پتا چلا کہ شَجَرَ ”فَعْلَ“ کے وزن پر ہے۔ اس میں ”ش“ فاعلہ، ”ج“ عین کلمہ اور ”ر“ لام کلمہ ہے۔ یوں ہی بَدَز میں ”ب“ فاعلہ، ”د“ عین کلمہ اور ”ز“ لام کلمہ ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ کلمہ میں صرف تین حرف ہوں اور اگر تین سے زائد ہوں اور سب اصلی ہوں تو اس کا وزن بتانے میں تفصیل ہے جو درج ذیل ہے:

- اگر کسی کلمے میں صرف چار اصلی حروف ہوں تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لام ثانی بڑھاتے ہیں۔ اس طرح رباعی کلمہ میں دو لام ہوتے ہیں: لامِ اوّل اور لامِ ثانی۔ جیسے زَلْزَلَ ”فَعْلَل“ کے وزن پر اور جَعْفَو ”فَعْلَل“ کے وزن پر ہے۔ پہلی مثال میں ”ز“ لامِ اوّل اور ”ل“ لامِ ثانی ہے۔ جب کہ دوسری مثال میں ”ج“ فاعلہ، ”ع“ عین کلمہ، ”ف“ لامِ اوّل اور ”ز“ لامِ ثانی ہے۔
- اگر کسی کلمہ میں صرف پانچ اصلی حروف ہوں تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لامِ ثانی اور پانچویں حرف کے لیے لامِ ثالث زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے: جَحْمَرِش ”فَعْلِلْ“ کے وزن پر اور سَفَزَجَل ”فَعْلِلْ“ کے وزن پر ہے۔ پہلی مثال میں ”ج“ فاعلہ، ”ح“ عین کلمہ، ”م“ لامِ اوّل، ”ز“ لامِ ثانی اور ”ش“ لامِ ثالث ہے، جب کہ دوسری مثال میں ”س“ فاعلہ، ”ف“ عین کلمہ، ”ز“ لامِ اوّل، ”ج“ لامِ ثانی اور ”ل“ لامِ ثالث ہے۔

- اور اگر کسی کلمے میں تین سے زیادہ حروف ہوں اور ان میں کچھ اصلی حروف ہوں اور کچھ زائد۔ تو درج ذیل تفصیل کے مطابق وزن ظاہر کرتے ہیں:

(۱) اگر کلمے میں ”سَأَلْتُمُونِيهَا“ کے حروف میں سے ایک یا چند حروف زائد ہوں تو وزن بتانے کے لیے اصلی حروف کے مقابل اوپر بیان کی ہوئی تفصیل کے مطابق فاعلہ، عین اور لام لاتے ہیں اور زائد حروف کو اُنھی کے مثل حروف سے بیان کرتے ہیں۔ جیسے: قَاتَلَ ”فَاعَلَ“ کے وزن پر، تَقَدَّمَ ”تَفَعَّلَ“ کے وزن پر، اسْتَنْصَرَ ”اسْتَفْعَلَ“ کے وزن پر، مُجْتَنِبٌ ”مُفْتَعِلٌ“ کے وزن پر، سَجَنَجَل (بمعنی شیشہ) فَعْنَلَل کے وزن پر ہے۔ ان میں سے قاتل میں ”ق“ فاعلہ، ”ت“ عین کلمہ، ”ل“ لام کلمہ اصلی حروف ہیں اور دوسرا حرف الف، زائد ہے۔ بقیہ مثالوں کو اسی طرز پر سمجھ لینا چاہیے۔

(۲) لیکن اگر کلمے میں اصلی حرف مکرر ہو تو اس کے مقابل اصلی حرف (عین یا لام) کو مکرر لاتے ہیں، اور اس صورت میں زائد حرف کی تعبیر اس کے مثل سے نہیں کرتے۔ جیسے: قَدَّمَ کو ”فَعَلَ“ کے وزن قرار دیتے ہیں، ”فَعْدَلُ“ کے وزن پر نہیں۔ یوں ہی جَلْبَب کو ”فَعْلَل“ کے وزن پر مانتے ہیں، ”فَعْلَبُ“ کے وزن پر نہیں۔

6.4 أوزان الأسماء (اسم کے اوزان):

6.4.1 اسم متمكن (اسم معرب) کی تین قسمیں ہیں: ۱- مصدر - ۲- مشتق - ۳- جامد۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کو بتائے اور زمانہ سے خالی ہو۔ اور اس سے دوسرے کلمے بنتے ہوں۔ جیسے: صَغَرَ (چھوٹا)

ہونا، نَصَرَ (مدد کرنا)۔

مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے بنے اور اُس سے دوسرے کلمے نہ بنتے ہوں۔ جیسے: عَالِم (جاننے والا)، مَقْتُول (قتل کیا ہوا)۔

جامد: وہ اسم ہے جو نہ کسی لفظ سے بنتا ہو، اور نہ کوئی لفظ اس سے بنتا ہو۔ جیسے رَجُل (کوئی مرد)، عَسَجَد (کچھ سونا)۔

6.4.2 مصدر اور مشتق اپنے فعل کی طرح صرف ثلاثی و رباعی، مجز و اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ مگر اسم جامد کے ساتھ جُماسی مجز و اور مزید فیہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی کل چھ قسمیں ہوتی ہیں:

۱- ثلاثی مجز و- ۲- ثلاثی مزید فیہ- ۳- رباعی مجز و- ۴- رباعی مزید فیہ- ۵- جُماسی مجز و- ۶- جُماسی مزید فیہ۔

6.5 اسم جامد ثلاثی مجز و کے اوزان:

6.5.1 اسم جامد ثلاثی مجز و کے عقلی اوزان تو بارہ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اسم ثلاثی مجز و کا پہلا حرف لازمی طور پر متحرک ہوتا ہے، اس پر ضمّہ، فتح اور کسرہ میں سے کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کے دوسرے حرف پر یا تو تینوں حرکتوں میں سے کوئی حرکت ہوگی یا وہ ساکن ہوگا۔ اس طرح اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں اور تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ صورتیں بنتی ہیں۔ مگر ان میں سے متفق علیہ اوزان صرف دس ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- فَعْل، جیسے شَمْس (سورج) ۲- فَعْل، جیسے فَمَز (چاند)

۳- فَعْل، جیسے كَبَد (جگر) ۴- فَعْل، جیسے رَجُل (مرد)

۵- فَعْل، جیسے دِرْع (زرہ) ۶- فَعْل، جیسے عِنَب (انگور)

۷- فَعْل، جیسے اِبِل (اونٹ) ۸- فَعْل، جیسے قُفْل (تالا)

۹- فَعْل، جیسے هُبَل (ایک بُت کا نام) ۱۰- فَعْل، جیسے عُنُق (گردن)

6.5.2 ان میں سے کچھ وزنوں میں تخفیف بھی ہوتی ہے، مثلاً ”فَعْل“ میں دو طرح سے تخفیف ہوتی ہے:

۱- بیچ والے حرف کو ساکن کر کے۔ جیسے ”کَتِف“ سے ”کَتِف“۔

۲- بیچ والے حرف کا کسرہ پہلے حرف کو دے کر۔ جیسے: ”کَتِف“ سے ”کَتِف“۔

اور اگر اس وزن میں دوسرا حرف، حرف حلقی ہو تو پہلے حرف کو دوسرے حرف کا تابع بنا کر اسے کسرہ دینا بھی جائز ہے۔ جیسے:

”فَحِذْ“ (ران) سے ”فَحِذْ“۔

اسی طرح ”عَصَد“ (بازو) میں ”عَصَد“، ”عُنُق“ میں ”عُنُق“ اور ”اِبِل“ میں ”اِبِل“ کہنا بھی صحیح ہے۔

6.5.3 فائدہ:

کسی بھی اسم متمکن کے اصلی حروف تین سے کم نہیں ہوتے۔ لیکن کچھ اسمائے متمکنہ میں آخر سے ایک حرف حذف ہو جانے کی وجہ سے ان میں دو ہی حروف باقی رہتے ہیں۔ جیسے: ”دَم“ (خون)، اس کی اصل ”دَمُو“ ہے اور ”یَذ“ (ہاتھ)، اس کی اصل ”یَدُو“ ہے۔

6.6 اوزان اسم رباعی مجرد

اسم جامد رباعی مجرد کے اوزان چھ ہیں:

- ۱- فَعْلَلٌ، جیسے جَعْفَزُ (چھوٹی نہر)
- ۲- فَعْلَلٌ، جیسے زَبْرَجُ (سونا)
- ۳- فَعْلَلٌ، جیسے دِزْهَمُ (چاندی کا سکہ)
- ۴- فَعْلَلٌ، جیسے بُرْثَنُ (پنچہ، چنگل)
- ۵- فَعْلٌ، جیسے هَزْنَرُ (شیر بر)
- ۶- فَعْلَلٌ، جیسے جُخْدَبُ (بھاری بھر کم مرد یا اونٹ)

6.7 اوزان اسم خماسی مجرد:

اسم جامد خماسی مجرد کے اوزان چار ہیں:

- ۱- فَعْلَلٌ جیسے شَمَزْدَلُ (تیز رفتار، جواں سال، خوب صورت اونٹ)، سَفَرَجَلُ (بھی، ناسپاتی اور سیب کی طرح کا ایک پھل جو کابل اور کشمیر میں پیدا ہوتا ہے۔)
- ۲- فَعْلَلَلٌ جیسے جَحْمَرِشُ (بھاری بھر کم بد شکل عورت، بڑی عمر کا اونٹ)
- ۳- فَعْلَلٌ، جیسے خَزْعِلُ (بے حقیقت بات، داستان)، قَدْغَمِلُ (موٹا اونٹ)
- ۴- فَعْلَلٌ، جیسے قِرْطَعْبُ (معمولی چیز)، جَزْدَخْلُ (بھاری اونٹ)

6.8 اوزان اسم مزید فیہ:

اسم مزید فیہ کے اوزان بہت ہیں، سبب یہ ہے کہ اسم مزید فیہ کے تین سو اٹھ وزن ذکر کیے ہیں، اور زبیدی نے ان میں اسی سے زائد وزن کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ کسی اسم مزید فیہ میں خواہ ثلاثی ہو، یا رباعی یا خماسی۔ سات سے زیادہ حروف نہیں ہوتے، جس طرح کسی فعل میں چھ سے زائد حروف نہیں ہوتے۔

فائدہ: زیادتی کے حروف کل دس ہیں، ان کا مجموعہ ”سَأَلْتُمُو نِيهَا“ یا ”الْيَوْمَ تَنْسَاهُ“ ہے۔ کسی بھی کلمے میں جو حروف زائد ہوتے ہیں وہ انھیں دس حروف میں سے ہوتے ہیں۔ مگر جب الحاق یا اور کسی وجہ سے کسی اصلی حرف کی تکرار کی صورت میں زیادتی ہوتی ہے تو ان دس حروف سے ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ جیسے: ”جَزَبُ“ اور ”جَلْبَبُ“ پہلی مثال میں دوسری ”ر“ زائد ہے اور دوسری مثال میں دوسری ”ب“ کی زیادتی کی گئی ہے۔ معلومات کی جانچ

(۱) وزن اور میزان کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیے۔

(۲) اصلی اور زائد حروف پہچاننے کا طریقہ کیا ہے؟ مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے۔

(۳) اسم جامد ثلاثی مجرد کے اوزان شمار کرائیے۔

(۴) اسم مزید فیہ کے بارے میں جو کچھ جانتے ہوں، بیان کیجیے۔

6.9 اوزان مصادر

ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان سماعی ہیں، ان کے لیے کوئی خاص ضابطہ مقرر نہیں ہے، اہل زبان (عربوں) سے جس طرح سنے گئے

ہیں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے اوزان قیاسی ہیں اور مخصوص و متعین صورت میں آتے ہیں۔
کچھ علمائے صرف نے بڑی محنت اور کوشش سے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان جمع کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر شمار	وزن	مثال	باب	معنی	نمبر شمار	وزن	مثال	باب	معنی
(۱)	فَعْلٌ	قَتَلَ	(ن)	قتل کرنا	(۲۳)	فَعَالَةٌ	زَهَادَةٌ	(س)	بے رغبتی کرنا
(۲)	فِعْلٌ	فَسَقٌ	(ن)	نافرمانی کرنا	(۲۴)	فَعَالَةٌ	دِرَايَةٌ	(ض)	جاننا
(۳)	فُعْلٌ	شُعْلٌ	(ف)	مشغول ہونا	(۲۵)	فُعَالَةٌ	بُعَايَةٌ	(ض)	تلاش کرنا
(۴)	فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	(س)	مہربان کرنا	(۲۶)	فُعُولٌ	دُخُولٌ	(ن)	داخل ہونا
(۵)	فِعْلَةٌ	نَشْدَةٌ	(ن)	گم شدہ کو تلاش کرنا	(۲۷)	فُعُولٌ	قَبُولٌ	(س)	قبول کرنا
(۶)	فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	(س)	گدلا ہونا	(۲۸)	فَعِيلٌ	وَمِيضٌ	(ض)	چمکنا
(۷)	فَعْلَى	دَعْوَى	(ن)	دعویٰ کرنا	(۲۹)	فُعُولَةٌ	صُهُورَةٌ	(س)	بالوں کا سرخ ہونا
(۸)	فَعْلَى	ذِكْرَى	(ن)	یاد کرنا	(۳۰)	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	(ن)	داخل ہونا
(۹)	فَعْلَى	بَشْرَى	(ن)	خوش خبری دینا	(۳۱)	مَفْعَلٌ	مَرْجِعٌ	(ف)	لوٹنا
(۱۰)	فَعْلَانٌ	لَيْتَانٌ	(ض)	نرم ہونا	(۳۲)	مَفْعَلَةٌ	مَنْقَبَةٌ	(ک)	صاحب شرافت ہونا
(۱۱)	فَعْلَانٌ	حِزْمَانٌ	(ض)	محروم ہونا	(۳۳)	مَفْعَلَةٌ	مَحْمَدَةٌ	(س)	تعریف کرنا
(۱۲)	فَعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	(ض)	بخش دینا	(۳۴)	مَفْعَلَةٌ	مَكْذُوبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۳)	فَعْلَانٌ	نَزْوَانٌ	(ن)	کودنا	(۳۵)	فَعِيلَةٌ	قَطِيعَةٌ	(ف)	کاٹنا
(۱۴)	فَعْلٌ	طَلَبٌ	(ن)	مانگنا	(۳۶)	فَاعِلَةٌ	كَاذِبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۵)	فَعْلٌ	خَبَقٌ	(ن)	گلا گھونٹنا	(۳۷)	فَعَالِيَةٌ	كَرَاهِيَةٌ	(س)	نا پسند کرنا
(۱۶)	فَعْلٌ	صِغَرٌ	(ک)	چھوٹا ہونا	(۳۸)	مَفْعُولٌ	مَكْذُوبٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۷)	فَعْلٌ	هَدَى	(ض)	رہنمائی کرنا	(۳۹)	مَفْعُولَةٌ	مَكْذُوبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۸)	فَعْلَةٌ	غَلَبَةٌ	(ض)	غالب آنا	(۴۰)	فَعْلَوَةٌ	جَبْرَوَةٌ	(ن)	قدرت والا ہونا
(۱۹)	فَعْلَةٌ	سَرَقَةٌ	(ض)	چوری کرنا	(۴۱)	فَعْلُولَةٌ	كَيْنُولَةٌ	(ن)	ہونا
(۲۰)	فَعَالٌ	ذَهَابٌ		جانا	(۴۲)	فَعْلَاءٌ	رَغْبَاءٌ	(س)	رغبت کرنا
(۲۱)	فِعَالٌ	فِصَالٌ	(ض)	بچے کا دودھ چھڑانا	(۴۳)	فَعْلَوَةٌ	جَبْرَوَةٌ	(ن)	قدرت والا ہونا
(۲۲)	فُعَالٌ	سُؤَالٌ	(ف)	پوچھنا، مانگنا	(۴۴)	فَعْلُولَةٌ	قَيْلُولَةٌ	(ض)	دو پہر میں آرام کرنا

نوٹ: کینونہ کی اصل کینونونہ ہے۔

6.10 ثلاثی مزید فیہ کے مصادر کی قسمیں

ثلاثی مزید فیہ کے مصادر دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ملحق بہ رباعی (۲) غیر ملحق بہ رباعی۔

ملحق بہ رباعی: وہ ہے جس کا رباعی کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہو۔

غیر ملحق بہ رباعی: وہ ہے جس کا رباعی کے ساتھ الحاق نہ کیا گیا ہو۔

6.101 الحاق کا مطلب

لغت میں الحاق کے معنی ہیں: ایک شے کا دوسری شے سے ملنا یا ملانا اور علمائے صرف کی اصطلاح میں الحاق کا مطلب یہ ہے کہ ثلاثی اسم یا فعل میں ایک یا ایک سے زائد حروف صرف اس مقصد سے بڑھادیے جائیں کہ وہ تمام تصرفات میں صورت رباعی کے وزن پر ہو جائیں، اور اس اضافہ سے کسی نئے معنی کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

اس صورت میں ثلاثی کو ”ملحق“ اور رباعی کو ”ملحق بہ“ کہا جاتا ہے۔ اگر الحاق کا عمل، افعال میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ ملحق اور ملحق بہ دونوں فعلوں کے مصدر بھی ہم وزن ہو جائیں۔ مثال کے طور پر ”جَلَبَب“ ثلاثی مزید فیہ ہے جو رباعی ”بَعَثَر“ سے ملحق ہے۔ ”جَلَبَب“ کے اصلی حروف ج، ل، ب ہیں، ان حروف کے بعد آخر میں الحاق کے لیے ایک ”ب“ کا اضافہ کر دیا گیا تو یہ ”جَلَبَب“ ہو گیا جو ”بَعَثَر“ کے وزن پر ہے۔ پہلے کا مصدر ”جَلَبَبَةُ“ اور دوسرے کا مصدر ”بَعَثَرَةُ“ ہے اور یہ دونوں ”فَعْلَلَةُ“ کے وزن پر ہیں۔ اور ”جَلَبَب“ تمام تصرفات یعنی ماضی، مضارع اور امر کے صیغوں میں، اسی طرح تمام اسمائے مشتقہ (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف) میں ”بَعَثَر“ کی طرح ہے۔ مزید وضاحت کے لیے نیچے دیا ہوا نقشہ دیکھیں:

	ماضی	مضارع	امر	مصدر	اسم فاعل	اسم مفعول	اسم ظرف
ملحق بہ	بَعَثَر	يُبَعَثَر	بَعَثَر	بَعَثَرَةُ	مُبَعَثَر	مُبَعَثَر	مُبَعَثَر
ملحق	جَلَبَب	يُجَلَبَب	جَلَبَب	جَلَبَبَةُ	مُجَلَبَب	مُجَلَبَب	مُجَلَبَب

اور اگر اسم جامد ثلاثی کو اسم جامد رباعی سے ملحق کیا گیا ہو تو اسم ثلاثی کی تصغیر اور جمع تکسیر، اسم رباعی کی تصغیر اور جمع تکسیر کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے ”قَزَذ“ بمعنی سخت زمین، ثلاثی ہے۔ یہ ”جَعْفَز“ کے ساتھ ملحق ہے جو کہ رباعی ہے۔ تو قَزَذ کی تصغیر قَزِيدُ اور اس کی جمع تکسیر ”قَزَادُ“ آتی ہے جو کہ جَعْفَز کی تصغیر جَعْفِيز اور اس کی جمع تکسیر جَعْفِيز کے وزن پر ہے۔

6.10.2 غیر ملحق بہ رباعی کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق بہ رباعی کے مصادر دو طرح کے ہیں:

(۱) باہزہ وصل (۲) بے ہزہ وصل

(الف) ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے مصادر مندرجہ ذیل سات اوزان پر آتے ہیں:

- ۱- اِفْتَعَالَ، جیسے اجْتَنَاب (پرہیز کرنا)
- ۲- اسْتَفْعَالَ، جیسے اسْتِنْصَار (مدد طلب کرنا)
- ۳- اِنْفَعَالَ، جیسے اِنْفِطَار (پھٹنا)
- ۴- اِفْعِلَالَ، جیسے اِخْمِرَاز (سرخ ہونا)
- ۵- اِفْعِيْلَالَ، جیسے اِذْهَيْمَام (سیاہ ہونا)
- ۶- اِفْعِيْعَالَ، جیسے اِخْشِيْشَان (سخت کھردار ہونا)
- ۷- اِفْعَوَالَ، جیسے اِجْلُوْاْذ (دوڑنا)

(ب) ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے مصادر درج ذیل پانچ اوزان پر آتے ہیں:

- ۱- اِفْعَالَ، جیسے اِكْرَام (عزت کرنا)
- ۲- تَفْعِيْلُ، جیسے تَدْرِيس (پڑھانا)
- ۳- تَفْعُلُ، جیسے تَقْبُل (قبول کرنا)
- ۴- مُفَاعَلَةٌ جیسے مُقَاتَلَةٌ (لڑائی کرنا)
- ۵- تَفَاعُلُ، جیسے تَفَاضُل (فضل و کمال میں باہم مقابلہ کرنا)

6.10.3 رُبَاعِي مجرّد کے مصدر کا وزن:

- رباعی مجرّد کا مصدر صرف ”فَعْلَلَةٌ“ کے وزن پر آتا ہے، جیسے بَعَثَرَةٌ (بکھیرنا، منتشر کرنا)
- رباعی مزید فیہ کے مصادر تین اوزان پر آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

- ۱- تَفْعَلُّلُ، جیسے تَدْخُرُج (لڑھکانا)
- ۲- اِفْعِنَالُ، جیسے اِخْرِنْجَام (جمع ہونا)
- ۳- اِفْعِلَالُ، جیسے اِقْشَعْرَاز (رونگے کھڑے ہونا)

6.10.4 ملحق بہ رباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان:

ملحق بہ رباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان سات ہیں:

- ۱- فَعْلَلَةٌ جیسے جَلْبَبَةٌ (چادر پہنانا)، اس میں دوسری ”ب“ زائد ہے۔
- ۲- فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (ٹوپی پہنانا)، اس میں عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی ہے۔
- ۳- فَوَعْلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (پائے تا بہ پہنانا)، اس میں فاکلمہ کے بعد و اوزاں زائد ہے۔
- ۴- فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (پاجامہ پہنانا) اس میں عین کلمہ کے بعد و او کی زیادتی ہے۔

- ۵- فَعِيلَةٌ جیسے صَيِّطَةٌ (نگہبان ہونا، داروغہ ہونا)، اس میں فاعلم کے بعد یا کی زیادتی ہے۔
۶- فَعِيلَةٌ جیسے شَرِيْفَةٌ (کھیتی کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا)، اس میں عین کلمہ کے بعد یا زائد ہے۔

6.10.5 ملحق بہ ”تَفَعَّلُ“ کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ ”تَفَعَّلُ“ کے مصادر نیچے لکھے ہوئے آٹھ اوزان آتے ہیں:

- ۱- تَفَعَّلُ، جیسے تَجَلَّبَبَ (چادر پہننا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا زائد ہے اور دوسرا لام بھی۔
- ۲- تَفَعَّلُ جیسے تَقَلَّلَسَ (ٹوپی پہننا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد نون زیادہ ہے۔
- ۳- تَمَفَّلَ جیسے تَمَسَّكُنَ (مسکین ہونا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور میم زائد ہے۔
- ۴- تَفَعَّلْتُ جیسے تَعَفَّرْتُ (مکار اور خبیث ہونا)، اس میں فاعلم سے پہلے اور لام کلمہ کے بعد تا زیادہ ہے۔
- ۵- تَفَوَّعَلَ جیسے تَجَوَّزَبَ (پائے تابہ پہننا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور فا کے بعد وا زائد ہے۔
- ۶- تَفَعَّوُلُ جیسے تَسَرَّوُلُ (پاجامہ پہننا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد وا زائد ہے۔
- ۷- تَفَيَّعَلَ، جیسے تَشَيَّطُنَ (شرارت کرنا، نافرمان ہونا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور اس کے بعد یا زائد ہے۔
- ۸- تَفَعَّلَ، جیسے تَقَلَّسَ (ٹوپی پہننا)، اس میں فاعلم سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد یا زائد ہے۔

6.10.6 ملحق بہ ”اِخْرَجَامَ“ کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ ”اِخْرَجَامَ“ کے مصادر دو وزن پر آتے ہیں:

- ۱- اِفْعِنَلَالُ، جیسے اِفْعِنَسَاسَ (بیچھے ہٹنا)، اس میں فاعلم سے پہلے ہمزہ اور عین کلمے کے بعد نون زائد ہے۔
- ۲- اِفْعِنَلَاءُ، جیسے اسْلِنَقَاءُ (چت لیٹنا)، اس میں فاعلم سے پہلے ہمزہ اور عین کلمہ کے بعد نون اور لام کلمہ کے بعد ہمزہ زائد ہے۔

معلومات کی جانچ

(۱) ثلاثی مجرد کے مصادر کے کم از کم پندرہ اوزان مع مثال شمار کرائیے۔

(۲) الحاق کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

(۳) ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق بہ رُباعی باہمزہ وصل کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

(۴) ملحق بہ رُباعی مجرد کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

6.11 أوزان الأفعال (افعال کے اوزان)

اوپر گزر چکا ہے کہ مصدر ہی کی طرح فعل کے اصلی حروف تین یا چار ہوتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ اس طرح فعل، ثلاثی ہوتا ہے یا

رُباعی۔ خمسہ نہیں ہوتا۔

پھر فعل ثلاثی اور فعل رُباعی میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

۱- مجرد ۲- مزید فیہ

اس طرح فعل کی کل چار قسمیں ہیں:

۱- ثلاثی مجرد ۲- ثلاثی مزید فیہ ۳- رباعی مجرد ۴- رباعی مزید فیہ

پھر ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ملحق برباعی ۲- غیر ملحق برباعی

6.12 فعل ثلاثی مجرد کے اوزان والابواب

6.12.1 ثلاثی مجرد سے فعل ماضی تین وزن پر آتا ہے:

۱- فَعَلَ ۲- فَعِلَ ۳- فَعُلَ

اور اسی طرح اس سے مضارع بھی تین وزن پر آتا ہے:

۱- يَفْعَلُ ۲- يَفْعِلُ ۳- يَفْعُلُ

اس طرح ماضی کے تین اوزان کو مضارع کے تین اوزان میں ملانے سے عقلی اعتبار سے کل نو صورتیں بنتی ہیں، ان کو ابواب بھی کہتے ہیں:

کیوں کہ ”ماضی اور مضارع کے مجموعے“ کو باب کہا جاتا ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

شمار نمبر	ماضی مضارع	يَفْعَلُ	يَفْعِلُ	يَفْعُلُ
1	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ
2	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ
3	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَعَلَ يَفْعَلُ

مگر یہ سارے ابواب استعمال نہیں ہوتے۔ ان میں سے استعمال ہونے والے ابواب صرف چھ ہیں جو یہ ہیں:

پہلا باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: نَصَرَ يَنْصُرُ۔ اس کو باب نَصْر کہتے ہیں۔

دوسرا باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: ضَرَبَ يَضْرِبُ۔ اس کو باب ضَرْب کہتے ہیں۔

تیسرا باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: سَمِعَ يَسْمَعُ۔ اس کو باب سَمْع کہتے ہیں۔

چوتھا باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: فَتَحَ يَفْتَحُ۔ اس کو باب فَتْح کہتے ہیں۔

پانچواں باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: كَرَّمَ يَكْرُمُ۔ اس کو باب كَرَم کہتے ہیں۔

چھٹا باب: فَعَلَ يَفْعَلُ، جیسے: حَسَبَ يَحْسِبُ۔ اس کو باب حَسْب کہتے ہیں۔

6.12.2 ان میں پہلے تین ابواب کو ”اصول“ کہتے ہیں؛ کیوں کہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکتوں میں فرق ہے اور ابواب میں

اصل یہی ہے کہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمے کی حرکتوں میں فرق ہو۔ اور اخیر کے تین ابواب کو ”فروع“ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کے

ماضی اور مضارع کے عین کلمے کی حرکتوں میں یکسانیت ہے جو اصل کے خلاف ہے۔

6.12.3 ان چھ ابواب میں سے ”فَعَلَ يَفْعُلُ“ کے وزن پر بہت کم افعال آتے ہیں۔ باقی پانچ ابواب سے بکثرت افعال آتے ہیں۔ ان میں بھی جو باب ”اصول“ ہیں ان سے فروع ابواب کی بہ نسبت زیادہ افعال آتے ہیں۔

6.13 فعل ثلاثی مزید مطلق کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید غیر ملحق کو ”ثلاثی مزید فیہ مطلق“ بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ باہمزہ وصل: وہ ہے جس کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو۔

۲۔ بے ہمزہ وصل: وہ ہے جس کے شروع میں ہمزہ وصلی نہ ہو۔

ہمزہ وصلی اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلام کے شروع میں ہو تو بولنے میں برقرار رہے، جیسے اِسْتَنْصَرَ، اور اگر اس سے پہلے کوئی لفظ آجائے تو یہ

ساقط ہو جائے۔ جیسے قَدْ اِسْتَنْصَرَ۔

6.13.1 فعل ثلاثی مزید مطلق باہمزہ وصل کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید غیر ملحق باہمزہ وصل کے سات ابواب ہیں:

شمار نمبر	باب	ماضی مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفْتَعَلَ	اِفْتَعَلَ يَفْتَعُلُ	اِجْتَنَّبَ يَجْتَنِبُ اِجْتَنَّبَا	پرہیز کرنا	فاکلمہ کے بعد تا کی زیادتی
2	اِسْتَفْعَلَ	اِسْتَفْعَلَ يَسْتَفْعُلُ	اِسْتَنْصَرَ يَسْتَنْصِرُ اِسْتَنْصَارًا	مدد مانگنا	فاکلمہ سے پہلے سین اور تا کی زیادتی
3	اِنْفَعَلَ	اِنْفَعَلَ يَنْفَعُلُ	اِنْفَطَرَ يَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا	پھٹنا	فاکلمہ سے پہلے نون کی زیادتی
4	اِفْعَالَ	اِفْعَلَ يَفْعُلُ	اِحْمَزَ يَحْمَزُ اِحْمَارًا	سرخ ہونا	دوسرے لام کی زیادتی
5	اِفْعِيَالَ	اِفْعَالَ يَفْعَالُ	اِذْهَامَ يَذْهَمُ اِذْهِيَمًا	سیاہ ہونا	عین اور لام کے درمیان الف اور دوسرے لام کی زیادتی
6	اِفْعِيَعَالَ	اِفْعَوْعَلَ يَفْعَوْعُلُ	اِخْشَوْشَ يَخْشَوْشُ اِخْشِيْشَانًا	نہایت کھردرا ہونا	تکرار عین اور دونوں عینوں کے درمیان واو کی زیادتی
7	اِفْعَوَالَ	اِفْعَوَلَ يَفْعَوُلُ	اِجْلَوَ ذِيْجَلَوُ ذَاْجِلَوًا	دوڑنا	عین اور لام کے درمیان واو مشدّد کی زیادتی

6.13.2 باب افتعال زیادہ تر ”اتخاذ“ یا ”مطاعنت فعلن“ کے لیے آتا ہے۔

اتخاذ کا مطلب ہے: ماخذ بنانا، یا ماخذ پکڑنا، یا کسی چیز کو ماخذ بنانا، یا ماخذ میں پکڑنا۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: اِجْتَنَحَوْ (جُحْر یعنی

سوراخ بنایا)، اِحْتَوَزَ (حِوز یعنی پناہ ل)، اِغْتَذَى الشَّاةُ (بکری کو غذا بنایا)، اِعْتَصَدَ الشَّيْءُ (کسی شے کو ”عَصَد“ یعنی بازو میں لیا۔)

- اور مطاوعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی فعل متعدی کے فاعل کے بعد دوسرے فعل کا یہ بتانے کے لیے آنا کہ پہلے فعل کے مفعول نے اس کے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے، جیسے جَمَعْتُهُ فَأَجْتَمَعَ (میں نے اس کو جمع کیا تو وہ جمع ہو گیا۔)
- باب استفعال عموماً طلبِ ماخذ کے لیے آتا ہے، جیسے اسْتَغْفَرَ (مغفرت طلب کی)، اسْتَنْصَرَ (مدد مانگی)۔
- باب انفعال یہ زیادہ تر مطاوعت کے لیے آتا ہے جیسے: قَطَعْتُهُ فَأَنْقَطَعَ (میں نے اس کو کاٹا تو وہ کٹ گیا۔) اَزْعَجْتُهُ فَأَنْزَعَجَ (میں نے اسے پریشان کیا تو وہ پریشان ہو گیا۔)
- اس باب سے ہمیشہ فعل لازم ہی آتا ہے۔ اور اس باب سے آنے والے افعال کا فاکلمہ لام، را، نون اور حرفِ لین نہیں ہوتا۔ اور ایسے افعال کا جن کا فاکلمہ ان حروف میں سے کوئی ایک ہو وہ انفعال کے بجائے افتعال کے باب سے آتے ہیں۔
- باب افعال اور افعیال سے وہی افعال آتے ہیں جن میں عیب یا زور دار رنگ کا معنی پایا جاتا ہو۔ جیسے اِحْمَرَّ (خوب سرخ ہوا)، اِضْفَرَّ (خوب زرد ہوا)، اِسْوَدَّ (خوب سیاہ ہوا)، اِبْيَضَّ (خوب سفید ہوا)، اِخْوَلَّ (بھینگا ہوا)، اِعْوَزَّ وَاِعْوَارَ (کانا ہوا)۔ یہ دونوں باب بھی ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے۔
- باب افعیعال سے جو افعال آتے ہیں ان میں عموماً مبالغہ کے ساتھ ضرورت کا مفہوم پایا جاتا ہے ”ضرورت“ کا مطلب ہے کسی شے کا صاحب ماخذ ہونا۔ جیسے اِخْلَوْ لِي (خوب میٹھا ہوا)، اِخْشَوْ شَيْئًا (خوب کھردرا ہوا)۔ اس باب سے زیادہ تر فعل لازم آتے ہیں۔
- باب اَفْعَوَال سے آنے والے افعال میں بھی مبالغہ کا وصف پایا جاتا ہے، جیسے اِجْلَوْذَ الْبَعِيرِ (اونٹ بہت تیز دوڑا)

6.13.3 فعل ثلاثی مزید مطلق بے ہمزہ وصل کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید مطلق (غیر ملحق) بے ہمزہ وصل کے پانچ ابواب ہیں:

شمار نمبر	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفعال	أَفْعَلُ يَفْعُلُ	أَكْرَمَ يُكْرِمُ أَكْرَمًا	عزت کرنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزہ قطعی کا زیادہ ہونا
2	تفعیل	فَعَّلَ يَفْعِلُ	قَدَّمَ يَقْدِمُ تَقْدِيمًا	آگے کرنا	عین کلمہ کا مشدّد ہونا
3	تفعّل	تَفَعَّلَ يَتَفَعَّلُ	تَجَنَّبَ يَتَجَنَّبُ تَجَنُّبًا	بچنا، پرہیز کرنا	شروع میں تا کی زیادتی اور عین کا مشدّد ہونا
4	مُفاعلة	فَاعَلَ يَفَاعِلُ	فَاتَلَّ يَفَاتِلُ مُفَاتَلَةً	لڑائی کرنا	فاکلمہ کے بعد الف کا زیادہ ہونا
5	تفاعّل	تَفَاعَلَ يَتَفَاعَلُ	تَمَادَحَ يَتَمَادَحُ تَمَادُحًا	ایک دوسرے کی تعریف کرنا	شروع میں تا اور فاکلمہ کے بعد الف کا زیادہ ہونا

6.13.4 باب افعال سے آنے والے افعال میں زیادہ تر تعدیہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

اور ”تعدیہ“ کا مطلب ہے فعل لازم کو متعدی بنانا اور اگر متعدی ہے تو ایک اور مفعول کا اضافہ کرنا۔ جیسے: أَخْرَجْتُهُ (میں نے اس کو

نکالا)، اَسْمَعْتُ مَحْمُودًا الْخَبَرَ (میں نے محمود کو خبر سنائی)، اَعْلَمْتُ طَلْحَةَ الْخَبَرَ كَاذِبًا (میں نے طلحہ کو بتایا کہ خبر جھوٹی ہے۔) باب تفعیل سے آنے والے افعال میں تعدیہ اور مبالغہ و تکثیر کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ ”مبالغہ“ کا معنی ہے کسی شے کی مقدار یا کیفیت کی زیادتی کو بتانا۔ اور ”تکثیر“ کا مطلب ہے کسی شے کی مقدار کی زیادتی بتانا۔ جیسے جَوَلَّ (خوب گشت کیا)، طَوَّفَ (خوب چکر لگایا)، قَطَعَ الثوبَ (کپڑے کو خوب کاٹا)۔ یہ تینوں مبالغہ اور تکثیر دونوں کی مثالیں ہیں۔ اور صرف مبالغہ کی مثالیں یہ ہیں: صَرَخَ الْأَمْرُ۔ (معاملہ خوب واضح ہوا)، صَرَخَ الْمَسْئَلَةُ۔ (مسئلے کو خوب واضح کیا)۔

باب تَفْعُلْ سے آنے والے افعال میں عموماً تکلف کی خاصیت پائی جاتی ہے یعنی اس میں فاعل یہ ظاہر کرتا اور دکھاتا ہے کہ اصل فعل کا وجود اس کی ذات سے ہوا، یا اس کی ذات اس سے متصف ہے۔ جیسے مندرجہ ذیل مثالیں:

تَشَبَّحَ (وہ بہادر بنا، اس نے ظاہر کیا کہ وہ بہادر ہے)۔ تَكَبَّرَ (وہ بڑا بنا، اس نے بڑائی کا اظہار کیا)۔ تَضَبَّرَ (اس نے بتکلف صبر ظاہر کیا، صبر کا اظہار کیا، صابر بنا)، تَحَلَّمَ (وہ بردبار بنا، اس نے بتکلف بردباری کا اظہار کیا)، تَشَبَّعَ (اس نے شکم سیر ہونے کا اظہار کیا، شکم شیر بنا)۔ باب تفاعل سے آنے والے افعال میں عموماً ”تشارك“ کی خاصیت پائی جاتی ہے، اور ”تشارك“ کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ چیزیں فعل کے صدور میں شریک ہیں۔ جیسے تَشَاتَمَ النَّاسُ (لوگوں نے آپس میں گالی گلوں کیا)

باب مُفَاعَلَتْ سے آنے والے افعال میں زیادہ تر ”مُشاركت“ کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ اور ”مُشاركت“ کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ افراد کسی کام میں اس طرح شریک ہوں کہ ہر ایک فاعل اور مفعول دونوں کی حیثیت رکھتا ہو، اگرچہ لفظ میں ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہو۔ جیسے رَامَيْتُهُ (میں نے اُسے اور اس نے مجھے تیر مارا)، خَاصَمْتُهُ (میں نے اس سے اور اس نے مجھ سے جھگڑا کیا)۔

فائدہ: باب تفاعل کی خاصیت ”تشارك“ اور باب مفاعلت کی خاصیت ”مُشاركت“ ہے۔ دونوں میں مشترکہ طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ دو یا دو سے زیادہ افراد کسی فعل یا وصف میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر دونوں میں استعمال کے اعتبار سے یہ فرق ہے کہ مُفَاعَلَتْ میں دو شریکوں میں سے ایک، لفظ میں فاعل اور دوسرا مفعول ہوتا ہے جیسے قَاتَلَ زَيْدٌ مَحْمُودًا (زید نے محمود سے جنگ کی) اور باب تفاعل میں دونوں لفظ کے اعتبار سے فاعل ہوتے ہیں۔ جیسے تَقَاتَلَ زَيْدٌ وَمَحْمُودٌ (زید اور محمود نے آپس میں جنگ کی)۔

معلومات کی جانچ

(۱) فعل ثلاثی مجرد کے اوزان اور ابواب مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

(۲) ثلاثی مزید مطلق کسے کہتے ہیں؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ پہلی قسم کے اوزان و ابواب وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

(۳) باب تفعیل سے آنے والے فعلوں میں زیادہ تر کون سی خاصیتیں پائی جاتی ہیں؟ مع مثال لکھیے۔

(۴) باب تفاعل اور مفاعلت کی اصل خاصیت کیا ہے؟ اور دونوں میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

6.14 فعل رباعی کے اوزان و ابواب

6.14.1 اوپر بتایا جا چکا ہے کہ فعل رباعی کی دو قسمیں ہیں: ۱- مجرد- ۲- مزید فیہ۔

اور رُباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) بے ہمزہ وصل (۲) باہمزہ وصل۔

6.14.2 رُباعی مجرد کا صرف ایک باب ”فَعْلَلَة“ ہے، اس کا ماضی ”فَعَّلَل“، مضارع ”يَفْعِلُّ“ اور مصدر ”فَعَّلَلَة“ کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے بَعَثَرُ يَبْعَثِرُ بَعَثَرَةً (براہِ گنجتہ کرنا، ابھارنا)۔ اور اس باب کی علامت ماضی میں چار حرفِ اصلی کا ہونا ہے۔

اس باب سے زیادہ تر صحیح یا مضاعف ماڈے کے فعل آتے ہیں جو عموماً متعدی ہوتے ہیں۔ اس باب کی خصوصیات تو بہت ہیں، مگر

ان میں سے ایک مشہور خاصیت ”قصر“ ہے۔

”قصر“ کا مطلب یہ ہے کہ کسی مرکب یا جملے کی تعبیر کے لیے اس سے کوئی مختصر لفظ بنالیا جائے۔ جیسے هَلَّلَ (لا اله الا الله کہا)، بِسْمَلِ

(بسم الله الرحمن الرحيم کہا)، حَوَّلَ (لا حول ولا قوة پڑھا)۔ قصر کو ”حکایتِ مرکب“ بھی کہتے ہیں۔

6.14.3 فعل رُباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل: کا صرف ایک باب ”تَفَعَّلُ“ ہے، جس کا ماضی ”تَفَعَّلَل“، مضارع ”يَتَفَعَّلُ“ اور مصدر ”تَفَعَّلَل“

کے وزن پر آتا ہے، جیسے: تَدَخَّرَ، يَتَدَخَّرُ، تَدَخَّرَ جَاءَ (لڑھکنا)۔ اس باب کی علامت چار حرفِ اصلی سے پہلے تا کا زائد ہونا ہے۔

اس باب سے آنے والے فعل کی خاصیت ”مطاوعتِ فَعْلَلَة“ ہے، جیسے دَخَّرَ جَتَّهُ فَتَدَخَّرَ (میں نے اس کو لڑھکایا تو وہ لڑھک

گیا۔)

6.14.4 فعل رُباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے اوزان و ابواب:

رُباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفْعِنَلَال	اِفْعِنَلَلْ يَفْعِنَلُلُ	اِحْرَنْجَمَ يَحْرَنْجُمُ اِحْرَنْجَمَاءُ	جمع ہونا	شروع میں ہمزہ وصل اور عینِ کلمہ و لامِ اول کے درمیان نون کی زیادتی
2	اِفْعَلَالْ	اِفْعَلَلْ يَفْعَلُلُ	اِفْشَعَزَ يَفْشَعِزُ اِفْشَعَزَاراً	رونگٹے کھڑے ہونا	شروع میں ہمزہ وصل اور تیسرے لام کا زیادہ ہونا اور دوسرے لام کا مشدّد ہونا

ان دونوں ابواب میں عموماً ”مطاوعتِ فَعْلَلَة“ کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

پہلے باب کی مثال: طَمَأْنَنُ فَاطْمَنَ (میں نے اسے مطمئن کیا تو وہ مطمئن ہو گیا۔)

دوسرے باب کی مثال: تَعَجَّرَ الْمَاءُ فَاتَعَجَّرَ (اس نے پانی بہایا تو وہ بہہ گیا۔)

6.15 فعل ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی کے اوزان و ابواب

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی کی تین قسمیں ہیں:

۱- ملحق بہ رُباعی مجرد (فَعْلَلَة) - ۲- ملحق بہ ”تَفَعَّلُ“ - ۳- ملحق بہ ”اِفْعِنَلَال“۔

6.15.1 ملحق بہ رُباعی مجرد کے اوزان و ابواب:

ملحق برہامی مجزود (فَعْلَلَة) کے سات ابواب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	فَعْلَلَة	فَعْلَلُ يَفْعِلُّ	جَلَبَبُ يَجْلِبِبُ جَلْبَبَةً	چادر پہنانا	تکرار لام
2	فَعْنَلَة	فَعْنَلُ يَفْعِنُّ	قَلْنَسُ يَقْلِنِسُ قَلْنَسَةً	ٹوپی پہنانا	کلمے کے بعد نون کی زیادتی
3	فَوَعْلَة	فَوَعْلُ يَفْوَعِلُ	جَوْرَبُ يَجْوَرِبُ جَوْرَبَةً	پائے تا بہ پہنانا	فاکلمہ کے بعد واو کی زیادتی
4	فَعْوَلَة	فَعْوَلُ يَفْعُولُ	سَرْوَلُ يَسْرُوْلُ سَرْوَلَةً	پاجامہ پہنانا	عین کلمے کے بعد واو کی زیادتی
5	فَيْعَلَة	فَيْعَلُ يَفْيَعِلُ	صَبْطَرُ يَصْبِطِرُ صَبْطَرَةً	نگہبان ہونا/ داروغہ ہونا	فاکلمہ کے بعد یا کی زیادتی
6	فَعْيَلَة	فَعْيَلُ يَفْعِيْلُ	شَرْيْفُ يَشْرِيفُ شَرْيَفَةً	کھیتی کی بڑھی ہوئی پتیاں کاٹنا	عین کلمہ کے بعد یا کی زیادتی
7	فَعْلَاة	فَعْلَى يَفْعَلِي	قَلْسَى يَقْلِسِي قَلْسَاة	ٹوپی پہنانا	لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

6.15.2 ملحق بہ ”تفعّل“ کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ ”تفعّل“ کے آٹھ ابواب ہیں:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	تَفَعَّلُ	تَفَعَّلُ يَتَفَعَّلُ	تَجَلَبَبُ يَتَجَلَبِبُ تَجَلْبَبًا	چادر پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا کی زیادتی اور تکرار لام
2	تَفَعْنُلُ	تَفَعْنُلُ يَتَفَعْنُلُ	تَقْلِنَسُ يَتَقْلِنِسُ تَقْلِنَسًا	ٹوپی پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی
3	تَمَفْعَلُ	تَمَفْعَلُ يَتَمَفْعَلُ	تَمَسْكَنُ يَتَمَسْكَنُ تَمَسْكَنًا	مسکین ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور میم کی زیادتی
4	تَفَعَّلَتْ	تَفَعَّلَتْ يَتَفَعَّلَتْ	تَعْفَرَتْ يَتَعْفَرَتْ تَعْفَرَتًا	مکا را اور خبیث ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد تا کی زیادتی
5	تَفَوَّعَلُ	تَفَوَّعَلُ يَتَفَوَّعَلُ	تَجَوْرَبُ يَتَجَوْرِبُ تَجَوْرَبًا	پا تا بہ پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور فاکلمہ کے بعد واو کی زیادتی
6	تَفَعْوَلُ	تَفَعْوَلُ يَتَفَعْوَلُ	تَسْرَوَلُ يَتَسْرَوَلُ تَسْرَوَلًا	پاجامہ پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد واو کی زیادتی
7	تَفْعِيْلُ	تَفْعِيْلُ يَتَفْعِيْلُ	تَشْيِطُنُ يَتَشْيِطُنُ تَشْيِطُنًا	نافرمان ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور فاکلمہ کے بعد یا کی زیادتی
8	تَفْعَلِي	تَفْعَلِي يَتَفْعَلِي	تَقْلِسِي يَتَقْلِسِي تَقْلِسِيًا	ٹوپی پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

6.15.3 ملحق بہ ”افْعَلَال“ کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ ”افْعَلَال“ کے دو باب ہیں:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	افْعَلَال	افْعَلَلْ يَفْعَلُلْ افْعَسَسَ افْعَسَسَا	يَفْعَسَسُ	پیچھے ہٹنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزہ، اور عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی اور تکرار لام
2	افْعَلَاء	افْعَلَى يَفْعَلِي	اسْلَنْقَى يَسْلَنْقِي اسْلَنْقَاء	چت لیٹنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزہ، عین کلمہ کے بعد نون اور لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

معلومات کی جانچ

(۱) رُبَاعی مجرّد کے کتنے باب ہیں؟ ان کی علامت اور خاصیت مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں بیان کیجیے۔

(۲) رُبَاعی مزید فیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان کے کل کتنے ابواب ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

(۳) ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُبَاعی مجرّد کے کل اوزان و ابواب کتنے ہیں؟ علامتوں اور مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

(۴) مندرجہ ذیل افعال کس باب سے آتے ہیں؟ ان کے ماضی، مضارع اور مصدر کیا ہیں؟

۱- تَجَلَّبَب

۲- تَقَلَّنَسَ

۳- تَسَزَوَّلَ

۴- تَمَسَكَنَّ

6.16 اکتسابی نتائج

عربی زبان میں کلمہ کی بنیادی قسمیں تین ہیں: ۱- اسم - ۲- فعل - ۳- حرف۔

ان میں سے حرف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کے مختلف اوزان نہیں آتے ہیں۔ اسم کی دو قسمیں ہیں:

۱- اسم متمکن (یعنی اسم معرب) - ۲- اسم غیر متمکن (یعنی اسم بنی)

اور فعل بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: ۱- فعل متصرف - ۲- فعل جامد (یعنی غیر متصرف)

ان میں سے اسم غیر متمکن اور فعل جامد میں مختلف انداز کی تبدیلیاں نہیں ہوتی ہیں، نہ ہی ان کے مختلف اوزان ہوتے ہیں۔

صرف اسم متمکن اور فعل متصرف میں مختلف قسم کے تغیرات ہوتے ہیں۔ اور ان سے مختلف صیغے آتے ہیں، اس لیے ان کے اوزان بھی

مختلف ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ”وزن“ کے لغوی معنی تولنا ہیں اور ”میزان“ کے معنی ترازو، تولنے کا کاٹا اور لوہے یا پتھر کا وہ

باٹ جسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر کوئی چیز تولی جاتی ہے۔ اور اصطلاح میں میزان سے مراد ان خاص حروف کا مجموعہ ہے جن کے مقابلے میں

کسی کلمے کو لا کر اس کے اصلی اور زائد حروف کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ جیسے فاء، عین، لام۔ میزان کو وزن اور موزون بہ بھی کہتے ہیں۔

اب جس کلمے کا وزن معلوم کرنا ہوتا ہے اسے فاء، عین اور لام کے مقابل لایا جاتا ہے، جو حرف فاء کے مقابل ہوتا ہے اسے فاکلمہ، جو عین کے

مقابل ہوتا ہے اُسے عین کلمہ اور جو لام کے مقابل ہوتا ہے اُسے لام کلمہ کہا جاتا ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہوتا ہے جب کلمے میں صرف تین حروف ہوں۔ اور اگر کسی کلمے میں تین سے زائد حروف ہوں اور سب اصلی ہوں تو اس کا وزن بتانے میں یہ تفصیل ہے:

اگر وہ چار حروف ہو تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لام ثانی بڑھاتے ہیں، اور اگر وہ پانچ حروف ہو تو میزان میں لام ثانی اور لام ثالث کا اضافہ کرتے ہیں۔

اور اگر کسی کلمے میں تین سے زیادہ حروف ہوں اور ان میں کچھ اصلی ہوں اور کچھ زائد، تو دیکھا جائے اگر اس میں ”سَأَلْتُمُو نَبِيَّهَا“ کے حروف میں سے ایک یا چند حروف زائد ہوں تو وزن بتانے کے لیے اصلی حروف کوفہ، عین، لام کے مقابل لے آتے ہیں اور زائد حروف کو انھیں کے مثل حروف سے بیان کرتے ہیں۔

لیکن اگر کلمے میں اصلی حرف مکرر ہو تو اس کے مقابل اصلی حرف (عین، لام) کو مکرر لاتے ہیں۔ اور اس صورت میں زائد حرف کی تعبیر اس کے مثل حرف سے نہیں کرتے۔

○ اسم متمکن (اسم معرب) کی تین قسمیں ہیں: ۱- مصدر ۲- مشتق ۳- جامد۔

مصدر اور مشتق اپنے فعل ہی کی طرح صرف ثلاثی و رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ مگر اسم جامد اس کے ساتھ خمسہ مجزہ اور مزید فیہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی کل چھ قسمیں ہوتی ہیں:

۱- ثلاثی مجرد ۲- ثلاثی مزید فیہ ۳- رباعی مجرد ۴- رباعی مزید فیہ ۵- خمسہ مجرد ۶- خمسہ مزید فیہ

○ اسم جامد ثلاثی مجرد کے عقلی اوزان تو بارہ بنتے ہیں مگر ان میں سے صرف دس وزن متفقہ طور پر استعمال ہوتے ہیں:

۱- فَعْلٌ ۲- فَعْلٌ ۳- فَعْلٌ ۴- فَعْلٌ ۵- فَعْلٌ ۶- فَعْلٌ ۷- فَعْلٌ ۸- فَعْلٌ ۹- فَعْلٌ ۱۰- فَعْلٌ۔

○ کسی بھی اسم متمکن کے اصلی حروف تین سے کم نہیں ہوتے۔ لیکن کچھ اسم متمکن ایسے ہوتے ہیں جن کے آخر سے ایک حرف حذف ہو جاتا ہے اور وہ بظاہر دو حروف ہو جاتے ہیں، جیسے دَمٌ، يَدٌ۔

○ اسم رباعی مجرد کے اوزان چھ ہیں:

۱- فَعْلَلٌ ۲- فَعْلَلٌ ۳- فَعْلَلٌ ۴- فَعْلَلٌ ۵- فَعْلَلٌ ۶- فَعْلَلٌ۔

○ اسم خمسہ مجرد کے اوزان چار ہیں:

۱- فَعْلَلَلٌ ۲- فَعْلَلَلٌ ۳- فَعْلَلَلٌ ۴- فَعْلَلَلٌ۔

○ اسم مزید فیہ کے اوزان بہت ہیں۔ سیبویہ نے تین سو آٹھ وزن ذکر کیے ہیں، اور زبیدی نے ان میں اسی سے زائد اوزان کا اضافہ کیا ہے۔

لیکن کسی بھی اسم مزید فیہ میں زیادتی کے بعد سات سے زیادہ حروف نہیں ہوتے، جس طرح کسی بھی فعل میں زائد حروف کے بعد چھ سے زیادہ حروف نہیں ہوتے۔

حروف زیادت کل دس ہیں جن کا مجموعہ ”سَأَلْتُمُو نَبِيَّهَا“ ہے۔ کسی بھی کلمے میں جو حروف زیادہ کیے جاتے ہیں وہ انھی دس حروف میں سے ہوتے ہیں،

مگر جب الحاق یا کسی اور وجہ سے حرف اصلی کی تکرار کی صورت میں زیادتی ہوتی ہے تو ان دس حروف میں سے ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

○ ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان سماعی ہیں، ان کے لیے کوئی خاص ضابطہ مقرر نہیں، لیکن ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد و مزید فیہ کے مصادر کے اوزان قیاسی ہیں، وہ مخصوص اور متعین صورت میں آتے ہیں۔ کچھ علما نے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان جمع کیے ہیں جو چوالیس تک پہنچے ہیں۔

○ ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ کے مصادر کے اوزان افعال ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید کے اوزان و ابواب کے ضمن میں آگے آرہے ہیں۔ اس لیے یہاں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

○ اصلی حروف کی تعداد کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں: ثلاثی، رباعی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: مجرد، مزید فیہ۔

○ فعل ثلاثی مجرد کے اوزان و ابواب چھ ہیں:

۱- فَعَلَ يَفْعُلُ - ۲- فَعَلَ يَفْعُلُ - ۳- فَعَلَ يَفْعُلُ - ۴- فَعَلَ يَفْعُلُ - ۵- فَعَلَ يَفْعُلُ - ۶- فَعَلَ يَفْعُلُ

ان میں پہلے کے تین ابواب کو ”اصول“ اور اخیر کے تین ابواب کو ”فروع“ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے آخری باب (فَعَلَ يَفْعُلُ) کے وزن پر بہت کم افعال آتے ہیں اور باقی پانچ ابواب سے بکثرت افعال آتے ہیں۔

○ فعل ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- ملحق بہ رباعی - ۲- مطلق یعنی غیر ملحق بہ رباعی

ملحق بہ رباعی وہ ہے جس کا رباعی کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہو۔ اور مطلق اُسے کہتے ہیں جس کا رباعی کے ساتھ الحاق نہ کیا گیا ہو۔

○ لغت میں الحاق کے معنی ہیں ایک شے کا دوسری شے سے ملنا یا ملانا اور اصطلاح میں الحاق کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ثلاثی اسم یا فعل میں ایک یا ایک سے زائد حرف اس لیے بڑھا دینا کہ وہ تمام تصرّفات میں صورتہ رباعی کے وزن پر ہو جائے اور اس اضافے سے کسی نئے معنی کا فائدہ حاصل نہ ہو۔ اس صورت میں ثلاثی کو ”ملحق“ اور رباعی کو ”ملحق بہ“ کہا جاتا ہے۔ اگر الحاق افعال میں ہو تو ملحق اور ملحق بہ دونوں فعلوں کے مصدر کا بھی ہم وزن ہونا ضروری ہے۔

○ ثلاثی مزید غیر ملحق کی دو قسمیں ہیں:

۱- باہمزہ وصل - ۲- بے ہمزہ وصل

○ ثلاثی مزید غیر ملحق باہمزہ وصل کے سات اوزان و ابواب ہیں:

۱- اِفْعِيعَال - ۲- اِسْتَفْعِيعَال - ۳- اِنْفَعَال - ۴- اِفْعِيعَال - ۵- اِفْعِيعَال - ۶- اِفْعِيعَال - ۷- اِفْعِيعَال

باب افعال زیادت تراخ یا مطاوعت فعل کے لیے آتا ہے۔ باب استفعال عموماً طلبِ ماخذ کے لیے آتا ہے۔ باب افعال زیادہ تر مطاوعت کے لیے آتا ہے، اور اس باب سے ہمیشہ فعل لازم ہی آتا ہے۔ اور اس باب سے آنے والے افعال کا فاکلمہ لام، راء، نون اور حرف لین نہیں ہوتا۔ باب افعلال اور افعیلال سے وہی افعال آتے ہیں جن میں عیب یا زوردار رنگ کا معنی پایا جاتا ہو۔ باب افعیعال سے جو افعال آتے ہیں ان میں عموماً مبالغہ کے ساتھ صیروت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ تینوں باب عموماً لازم ہوتے ہیں۔ باب افعوال سے آنے والے افعال میں مبالغہ کا وصف پایا جاتا ہے۔

○ ثلاثی مزید غیر ملحق بے ہمزہ وصل کے پانچ باب ہیں:

باب افعال سے آنے والے افعال میں زیادہ تر تعدیہ کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ باب تفعیل سے آنے والے افعال میں تعدیہ اور مبالغہ و تکثیر کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ باب تفعّل سے آنے والے افعال میں عموماً تکلف کی، باب تفاعل میں تشارک کی اور باب مفاعلت میں مشارکت کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

تشارک اور مشارکت میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں دونوں شریک، لفظ میں فاعل ہوتے ہیں، جب کہ دوسرے میں ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہوتا ہے۔

○ رُباعی کی دو قسمیں ہیں: ۱- رُباعی مجزّد- ۲- رُباعی مزید فیہ۔

رُباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- بے ہمزہ وصل- ۲- باہمزہ وصل

رُباعی مجزّد کا صرف ایک باب ”فَعْلَلَة“ ہے، اس کا ماضی فَعَّلَ، مضارع يَفْعِلُ اور مصدر ”فَعَّلَلَة“ کے وزن پر آتا ہے۔ اس باب سے زیادہ تر صحیح یا مضاعف ماڈے کے فعل آتے ہیں جو متعدی ہوتے ہیں، اس کی مشہور خاصیت ”قصر“ ہے۔

رُباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا بھی صرف ایک باب ”تَفَعَّلُ“ ہے، اس کا ماضی تَفَعَّلَ، مضارع يَتَفَعَّلُ اور مصدر تَفَعَّلَلْ کے وزن پر آتا ہے۔

○ رُباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے اوزان والو اب دو ہیں:

۱- اِفْعَنْلَلْ يَفْعَنْلَلُ اِفْعَنْلَلَاً- ۲- اِفْعَلَّ يَفْعَلُّ اِفْعَلَّالاً۔

○ ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی کی تین قسمیں ہیں:

۱- ملحق برُباعی مجزّد (فَعْلَلَة)- ۲- ملحق بہ ”تَفَعَّلُ“- ۳- ملحق بہ ”اِفْعَنْلَلْ“۔

الف: ملحق برُباعی مجزّد کے اوزان والو اب سات ہیں:

۱- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً- ۲- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً- ۳- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً- ۴- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً

۵- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً- ۶- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً- ۷- فَعَّلَلْ يَفْعَلُّ فَعْلَلَةً

ب: ملحق بہ ”تَفَعَّلُ“ کے آٹھ باب ہیں:

۱- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۲- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۳- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۴- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً

۵- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۶- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۷- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً- ۸- تَفَعَّلَلْ يَتَفَعَّلُّ تَفَعَّلَلَاً

ج: ملحق بہ ”اِفْعَنْلَلْ“ کے دو باب ہیں:

۱- اِفْعَنْلَلْ يَفْعَنْلَلُ اِفْعَنْلَلَاً- ۲- اِفْعَنْلَلْ يَفْعَنْلَلُ اِفْعَنْلَلَاً

6.17 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱- وزن اور میزان کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتاتے ہوئے مثالوں سے واضح کیجیے، اور کلمات کے وزن معلوم کرنے کا طریقہ پوری وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۲- اسم جامد ثلاثی مجرد، رباعی مجرد اور خماسی مجرد کے اوزان مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں بیان کیجیے۔

۳- ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے اور ان کے معانی بھی بتائیے۔

۴- الحاق کے لغوی اور اصطلاحی معنی تفصیل کے ساتھ لکھتے ہوئے یہ بھی بتائیے کہ ثلاثی مزید ملحق بہ رباعی مجرد کے کتنے ابواب ہیں اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی علامت بھی تحریر کیجیے۔

۵- ثلاثی مزید غیر ملحق بہ رباعی کی قسمیں بیان کیجیے، ساتھ ہی ان کے اوزان و ابواب مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔
مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے:

۱- اسم جامد رباعی مجرد اور خماسی مجرد کے اوزان مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۲- فعل رباعی مجرد اور مزید فیہ کے اوزان و ابواب مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۳- فعل ثلاثی مجرد کے ابواب کتنے اور کون کون ہیں؟ تحریر کیجیے، اور ان میں اصول و فروع کی بھی تعیین کیجیے۔

۴- ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کے ابواب اور ہر ایک کی خاصیت مثالوں کے ساتھ پیش کیجیے۔

۵- باب تفاعل اور مفاعلت کی خاصیت اور دونوں کا استعمالی فرق مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

6.18 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱- جامع الدروس العربیة: للشیخ مصطفی الغالیینی، دار الكتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۵م۔

۲- نحو اللغة العربیة: للدكتور أسعد النادری، المكتبة العصرية، صیدا، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۵م۔

۳- شذائِعُ العرف فی فن الصرف: للشیخ أحمد الحملاوی، مؤسسة الكتب الثقافية، بدون تاریخ۔

۴- مراح الأرواح: للشیخ أحمد بن علی بن مسعود، مطبوعه کلکتا، ۱۸۵۵ء۔

۵- الشافية: للشیخ جمال الدین أبی عمر و عثمان بن أبی بکر المعروف بابن الحاجب المالکی المصري، مكتبة الآداب، میدان الأوبرا، القاهرة، مصر۔

۶- علم الصیغہ: از مفتی عنایت احمد کوروی لکھنوی، ناشر: مجلس البرکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

۷- قواعد الصرف (اول و دوم): از مولانا محمد نظام الدین علمی مصباحی، مطبوعہ: مجلس البرکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ،

۱۴۳۲ھ - ۲۰۱۱ء۔

اکائی 7 فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے حروف

اکائی کے اجزا

- 7.1 مقصد
- 7.2 تمہید
- 7.3 نواصب فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی
- 7.4 فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل
- 7.5 نواصب کے معانی اور مواقع استعمال
- 7.6 ”اَن“ کہاں کہاں مقدر ہو کر عمل کرتا ہے؟
- 7.7 جوازم فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی
- 7.8 جوازم کا عمل
- 7.9 ایک فعل کو جزم دینے والے حروف
- 7.10 دو فعل کو جزم دینے والے الفاظ
- 7.11 ادوات شرط جازمہ کے معانی اور احکام
- 7.12 شرط و جزا کے کچھ احکام و شرائط
- 7.13 فائے جزائیہ کے مقامات
- 7.14 شرط و جزا کے احوال و احکام
- 7.15 جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں
- 7.16 اکتسابی نتائج
- 7.17 نمونے کے امتحانی سوالات
- 7.18 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

7.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ نصب و جزم کا معنی جاننے کے ساتھ فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے کلمات کے بارے میں اچھی طرح واقف ہو جائیں گے، ان کے عمل کی ضروری تفصیل سے آگاہ ہو جائیں گے، اور یہ بھی جان لیں گے کہ ان کی تبدیلی سے الفاظ اور جملوں پر کیا معنوی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

7.2 تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اسم، (۲) فعل اور (۳) حرف۔ فعل کی تین قسمیں ہیں: (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر۔ فعل ماضی اور امر تو مبنی ہوتے ہیں، وہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں اور ان میں کسی عامل کی وجہ سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ صرف فعل مضارع معرب ہے جو عامل کے اثر کو قبول کرتا ہے تو کبھی اس پر رفع آتا ہے، کبھی نصب اور کبھی جزم۔

جن لوگوں کو عربی زبان سے واسطہ پڑتا ہے وہ نصب و جزم اور نواصب و جوازم کے الفاظ بکثرت سنتے ہیں، جن کا سطحی اور دھندلا سا تصور تو ان میں بہت سے لوگوں کے ذہن و دماغ میں ہوتا ہے، لیکن ان کی معنوی گہرائی و گیرائی اور عملی تاثیر سے بہت سے ذہن خالی ہوتے ہیں، اسی لیے عربی زبان و ادب میں دست رس اور کمال حاصل کرنے والے عربی نحو قواعد کے دیگر ابواب کی طرح ان ابواب کی تہہ میں بھی اترتے ہیں اور ان کے سمندر میں غواسی کر کے گہر آب دار پاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی معرفت کے بغیر صحیح عربی بولنا، لکھنا اور کسی زبان میں اس کا ترجمہ کرنا نہایت دشوار ہے، مگر تھوڑی سی توجہ سے اس بحث کو آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔

اس اکائی کے بنیادی طور پر دو جز ہیں: (۱) نواصب الفعل (۲) جوازم الفعل، آئندہ صفحات میں انہیں دونوں کے متعلق گفتگو کی جا رہی ہے۔

7.3 نواصب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر نواصب سے مراد ”نواصب مضارع“ ہیں۔ لغوی اعتبار سے نواصب، ناصب کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ”نصب دینے والا“۔ نصب کا لغوی معنی کھڑا کرنا، بلند کرنا اور گاڑنا ہے۔ اور علم نحو کی اصطلاح میں نصب کا معنی ہے فتح (زبر)، اور نون اعرابی کو گردینا۔ تو جو حروف فعل مضارع کے آخر میں زبر لاتے ہیں، یا آخر سے نون اعرابی کو گردا دیتے ہیں ان کو ”نواصب مضارع“ کہا جاتا ہے۔

7.4 فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

۱- اَنْ ۲- لَنْ ۳- كَيْ ۴- اِذَنْ۔ یہ حروف فعل مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ حروف مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر میں زبر لاتے ہیں، وہ پانچ صیغے یہ ہیں: • يَفْعَلُ، واحد مذکر غائب • تَفْعَلُ، واحد مؤنث غائب • تَفْعَلُ، واحد مذکر حاضر • اَفْعَلُ، واحد متکلم • نَفْعَلُ، (متکلم مع الغیر)

(ب) یہ سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی گرا دیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

- (۱) يَفْعَلَانِ ، تثنیہ مذکر غائب
(۲) تَفْعَلَانِ ، تثنیہ مؤنث غائب
(۳) تَفْعَلَانِ ، تثنیہ مذکر حاضر
(۴) تَفْعَلَانِ ، تثنیہ مؤنث حاضر
(۵) يَفْعَلُونَ ، جمع مذکر غائب
(۶) تَفْعَلُونَ ، جمع مذکر حاضر
(۷) تَفْعَلِينَ ، واحد مؤنث حاضر۔

(ج) اور دو صیغوں کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نون بنائی اور جمع مؤنث کی ضمیر ہے، جو کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا، وہ صیغے

یہ ہیں:

(۱) يَفْعَلْنَ ، جمع مؤنث غائب (۲) تَفْعَلْنَ ، جمع مؤنث حاضر۔

اب نیچے ایک حرفِ ناصب ”لَنْ“ کے ساتھ فعل مضارع کے تمام صیغے لکھے جا رہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا نقشہ سامنے آجائے گا،

باقی حروفِ ناصبہ کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے:

۱- لَنْ يَذْهَبَ (وہ ایک آدمی ہرگز نہیں جائے گا)	۲- لَنْ يَذْهَبَا	۳- لَنْ يَذْهَبُوا
۴- لَنْ تَذْهَبَ	۵- لَنْ تَذْهَبَا	۶- لَنْ يَذْهَبَيْنِ
۷- لَنْ تَذْهَبَ	۸- لَنْ تَذْهَبَا	۹- لَنْ تَذْهَبُوا
۱۰- لَنْ تَذْهَبِي	۱۱- لَنْ تَذْهَبَا	۱۲- لَنْ تَذْهَبَيْنِ
۱۳- لَنْ أَذْهَبَ	۱۴- لَنْ نَذْهَبَ	

7.5 نواصبِ فعل کے معانی اور محال استعمال

1- اَنْ: یہ فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور اپنے مدخول فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے، اسی لیے اس کو ”اَنْ“ مصدر یہ بھی کہتے ہیں، جیسے: نَزُجُوْا نَزُوْرًا مَدِيْنَتَكُمْ (امید ہے کہ ہم آپ کے شہر کا دورہ کریں گے)، اس جملہ کا حاصل عربی زبان میں یہ ہے: نَزُجُوْا نَزُوْرًا مَدِيْنَتَكُمْ۔ (ہمیں آپ کے شہر کا دورہ کرنے کی امید ہے۔)

اَنْ مصدر یہ ناصبہ کا استعمال صرف ایسے جملے میں ہوتا ہے جہاں فاعل کو بعد والے فعل کے ہونے کی امید یا خواہش ہو، جیسے اَمَلْتُ اَنْ اَفُوْزَ فِي الْمَتْحَانِ السَّنَوِيِّ بِالذَّرَجَةِ الْعُلْيَا (امید ہے کہ میں سالانہ امتحان میں فرسٹ ڈویژن پاس ہوں گا۔) اُحِبُّ اَنْ اُخْدِمَ خَلْقَ اللّٰهِ (میں خلقِ خدا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔) اسی لیے ظن اور رجحان کا معنی دینے والے فعل کے بعد اس کا آنا صحیح ہے۔ اور یقین کا معنی دینے والے فعل کے بعد جو ”اَنْ“ آتا ہے وہ مصدر یہ ناصبہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ حرفِ مشبہ بالفعل ہوتا ہے جسے محقق کر دیا گیا ہے، جیسے اُحْسِبُ اَنْ لَا يَنْتَصِرَ الْعَرَبُ عَلٰى عَدُوِّهِمْ بِغَيْرِ الْاِتِّحَادِ (مجھے یقین ہے کہ عرب اتحاد کے بغیر اپنے دشمن پر فتح نہیں پائیں گے۔)

2- لَنْ: یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے معنی میں تین تبدیلیاں کرتا ہے:

(الف) وہ اسے صرف مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اب اس سے حال کا معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

(ب) اس میں نفی کا معنی پیدا کر دیتا ہے۔

(ج) نفی میں تاکید اور زور بھی پیدا کرتا ہے، لہذا ”لَنْ يَفْلِحَ الْخَائِنُونَ“ کا معنی ہوا ”بے ایمان ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔“

اس لیے ”لَنْ“ کو حرف تاکید نفی، حرف استقبال اور حرف نصب کہا جاتا ہے۔

3- کئی : یہ بھی ”أَنَّ“ کی طرح فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور اپنے بعد والے فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں

ہو جاتا ہے، جیسے ”جِئْتُ الْأُسْتَاذَ لِكَيْ أَتَعَلَّمَ“۔ (میں استاذ کے پاس آیا تاکہ علم حاصل کروں)، عربی میں اس کا حاصل ہے: جِئْتُ الْأُسْتَاذَ لِلتَّعَلُّمِ۔ (میں استاذ کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آیا۔)

زیادہ تر اس سے پہلے لام جارہ لفظ میں موجود ہوتا ہے جو گزشتہ فعل کی علت بیان کرتا ہے۔ اور جہاں لفظ میں نہیں ہوتا وہاں مقدّر مانا جاتا ہے، جیسے جِئْتُ الْأُسْتَاذَ كَيْ أَتَعَلَّمَ۔ اس صورت میں لام جارہ کے مقدّر ہونے کی وجہ سے یہ اپنے مدخول فعل مضارع کے ساتھ مل کر مصدر منصوب کی تاویل میں ہوتا ہے۔

أَنَّ کی طرح اس کو بھی حرف نصب، حرف استقبال اور حرف مصدر کہا جاتا ہے۔

4- إِذَنْ: یہ ہمیشہ کسی بات کے جواب میں بولا جاتا ہے اور زیادہ تر کسی جملے کی جزا کا معنی دیتا ہے، جیسے کوئی شخص آپ سے کہے: ”سَأَنْتَقِلُ إِلَى الْقَرْيَةِ“۔ (میں جلد ہی گاؤں منتقل ہو جاؤں گا) تو آپ اس کے جواب میں کہیں: ”إِذَنْ تَزْنَحُ مِنْ ضَوْصَاءِ الْمَدِينَةِ“۔ (تب تو آپ شہر کے شور شرابے سے آرام پا جائیں گے۔)

اور کبھی صرف جواب بنتا ہے، جزا کا معنی نہیں دیتا، جیسے کسی نے آپ سے کہا: ”أُحِبُّكَ“۔ (میں آپ سے محبت کرتا ہوں)، اس کے جواب میں آپ نے کہا: ”إِذَنْ أَطْنُكَ صَادِقًا“۔ (تو میں آپ کو سچا سمجھتا ہوں)، ظاہری بات ہے کہ آپ کا مخاطب کو سچا سمجھنا اُس کے آپ سے محبت کرنے کی جزا نہیں بن سکتا۔

یہ فعل مضارع کو خاص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اسی لیے اسے حرف جواب، حرف جزا، اور حرف نصب کے ساتھ ”حرف استقبال“ بھی کہتے ہیں۔

إِذَنْ فعل مضارع کو تین شرطوں کے ساتھ منصوب کرتا ہے:

یہ اس جملہ کے شروع میں ہو جو جواب بن رہا ہے، لہذا ”أَنَا إِذَنْ أَكْفَانُكَ“ اور ”وَاللّٰهُ إِذَنْ لَا أَفْعَلُ“ میں یہ مضارع کو نصب نہیں دے رہا ہے، کیوں کہ ان جملوں میں وہ ابتدا میں نہیں ہے، ہاں! اگر إِذَنْ کو شروع میں لا کر یوں کہا جائے: إِذَنْ وَاللّٰهُ لَا أَفْعَلُ (تب تو خدا کی قسم! میں نہیں کروں گا) تو یہ مضارع کو منصوب کرے گا۔

(1) اس کے بعد آنے والا فعل مضارع صرف مستقبل کے معنی میں ہو، لہذا کوئی آپ سے کہے: إِنْني أُحِبُّكَ (میں واقعی آپ سے محبت کرتا ہوں) تو آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ أَطْنُكَ صَادِقًا (تب میں تمہیں سچا سمجھتا ہوں) تو اس صورت میں فعل مضارع منصوب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ یہاں مضارع حال کے معنی میں ہے، مستقبل کے معنی میں نہیں ہے۔

اس کے اور فعل مضارع کے درمیان قسم اور لائے نفی کے علاوہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لہذا اگر کوئی شخص آپ سے کہے: يَجُودُ الْأَعْيَاءُ

بِالْمَالِ فِي سَبِيلِ الْعِلْمِ (مال دار علم کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں گے) اور آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ هُمْ يَقُومُونَ بِالْوَجِبِ (تب تو وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں گے)۔ تو اس صورت میں فعل مضارع مرفوع رہے گا، منصوب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس میں ”إِذَنْ“ اور ”يَقُومُونَ“ فعل مضارع کے درمیان ”هَمْ“ ضمیر حائل ہے جو قسم اور لائے نفی کے علاوہ ہے۔

فائدہ:

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں کیا جائے گا:

۱- لَنْ: ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں۔

۲- اَنْ: کہ، یا اپنے مدخول فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہو جائے گا۔

۳- كَيْ: تاکہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ۔

۵- إِذَنْ: تب، تب تو، تو اس وقت، وغیرہ۔

7.6 ”اَنْ“ کہاں کہاں مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے؟

ان حروفِ ناصبہ میں ”اَنْ“ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے، اور مقدر ہو کر بھی عمل کرتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی حرفِ ناصبہ، مقدر ہو کر عمل نہیں کرتا۔

”اَنْ“ سات حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، وہ حروف یہ ہیں:

- 1 حَتَّى: جب کہ وہ لامِ تعلیل یا ”إِلَى“ کے معنی میں ہو اور اس کا مدخول فعل مضارع، مستقبل کے معنی میں ہو۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: ”سَافِرٌ حَتَّى أَحْصَى الْعِلْمَ“ (میں جلد ہی سفر کروں گا تاکہ علم حاصل کروں)، ”صُمَّ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ“ (روزہ رہ سورج غروب ہونے تک)
- 2 لامِ تعلیل: جیسے ”نَمْتُ لِأَسْتَرْيَحَ“ (میں سویا تاکہ آرام پاؤں)۔ اس لام کو ”لَامِ كَيْ“ بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ ”كَيْ“ کی طرح تعلیل اور سببیت کا معنی دیتا ہے۔

- 3 لَامِ جُحُود: جیسے: ”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ“ (اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان (کافروں) کو عذاب دے جب کہ اے محبوب) تم ان میں موجود ہو۔

جُحُود کا معنی انکار اور نفی ہے۔ اور ”لَامِ جُحُود“ اس لامِ جارہ کو کہتے ہیں جو ”كَانَ غَعْلٍ نَاقِصٍ كِي نَفْيٍ“ کے بعد نفی کی تاکید کے لیے آئے۔ اس میں اور ”لَامِ كَيْ“ میں ایک فرق یہ ہے کہ ”لَامِ جُحُود“ کان کی نفی کے بعد ہی آتا ہے، جب کہ لامِ کئی اس کے بعد نہیں آتا۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ”لَامِ كَيْ“ کے حذف کر دینے سے جملے کے معنی میں خلل آ جاتا ہے اور لامِ جُحُود کے حذف کرنے سے جملہ کے اصل معنی میں خلل نہیں آتا ہے، کیوں کہ یہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

- 4 أَوْ: جب کہ وہ ”إِلَى“ یا ”إِلَّا“ یا ”كَيْ“ کے معنی میں ہو۔ جیسے: ”لَا نَسْتَظِرُّ صَدِيقِي أَوْ يَجِيءُ“ (میں ضرور اپنے دوست کا انتظار کروں گا اس کے آنے تک)، ”إِضْرِبُوا الْمُذْنِبَ أَوْ يَتُوبَ“ (مجرم کو مارو تو بہ کرنے تک)، ”لَا تُطِيعَنَّ اللَّهَ أَوْ يَغْفِرَ لِي ذَنْبِي“ (میں

ضرور اللہ کی فرماں برداری کروں گا تا کہ وہ میرے گناہ بخش دے۔)

پہلی مثال میں ”اَوْ“ الی کے معنی میں ہے، دوسری مثال میں اِلَّا کے معنی میں اور تیسری مثال میں ”سُحِّي“ کے معنی میں ہے، آخری مثال میں اَوَّل الذکر دونوں معانی کے لیے نہیں ہو سکتا، ورنہ معنی فاسد ہو جائیں گے۔

5 واو بمعنی مع: اس واو کے بعد ”اَنْ“ مقدر ہوتا ہے جب کہ وہ مندرجہ ذیل چیزوں کے جواب میں آئے:

- ۱- امر، جیسے ”اَقْرَأْ وَتَجْلِسْ“ (تو بیٹھنے کے ساتھ پڑھ)
- ۲- نہی، جیسے ”لَا تَأْكُلِ السَّمَكِ وَتَشْرَبِ اللَّيْنِ“ (دودھ پینے کے ساتھ مچھلی نہ کھا)
- ۳- نفی، جیسے ”لَا تُكْرِمُكَ وَتُهِنِّي“ (تم میری توہین کرو تو میں تمہاری تعظیم نہیں کروں گا۔)
- ۴- استفہام، جیسے ”هَلْ تَزَحْمُونَ وَتَزَحْمُوا“ (کیا ایسا ہوگا کہ تم پر رحم کیا جائے، اس کے ساتھ تم بھی رحم کرو؟)
- ۵- تمنی، جیسے ”لَيْتَ الشَّمْسُ تَشْرُقُ وَيَسْقُطُ الْمَطَرُ“ (کاش! بارش ہونے کے ساتھ سورج بھی چمکے۔)
- ۶- ترحی، جیسے ”لَعَلَّكَ مُنْشِرِخِ الصَّدْرِ وَتَشْتَرِي هَذَا الْبَيْتَ“ (شاید اس گھر کو خریدنے کے ساتھ آپ مطمئن ہوں گے۔)
- ۷- عرض، جیسے ”أَلَا تَجْلِسُونَ وَتَقْرَأُوا“ (کیا ایسا نہیں ہوگا کہ آپ لوگ بیٹھیں اور اس کے ساتھ پڑھیں۔)
- ۸- تحضیض، جیسے ”أَلَا اسْتَقَمَّتْ وَتَأْمُرُ غَيْرَكَ بِالْإِسْتِقَامَةِ“ (کیا دوسروں کو راہ راست پر آنے کا حکم دینے کے ساتھ تو خود راہ راست پر نہیں آیا۔)

۹- دُعا، جیسے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتَوْسِعْ عَلَيَّ رِزْقِي“ (اے میرے پروردگار! میری روزی کشادہ کرنے کے ساتھ میری مغفرت فرما۔)

یہ دواوَمَع کے معنی میں ہوتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ پہلے والا فعل اور بعد والا فعل دونوں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں وجود میں آئے، جیسے کہ آپ نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا۔

6 فائے سببیہ: اسے فائے سببیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات کو بتاتی ہے کہ اس کا ماقبل، مابعد کے لیے سبب ہے، جیسے ”لَا تُذْنِبْ فَتُعَاقَبَ“ (جرم نہ کر، کہ سزا پائے)، اس مثال میں فاسے پہلے ”جرم“ کا ذکر ہے اور اس کے بعد ”سزا“ کا تذکرہ ہے، اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جرم، سزا کا سبب ہے۔

اس فاکے بعد ”اَنْ“ اسی وقت مقدر ہوتا ہے جب کہ مذکورہ بالا نو چیزوں کے جواب میں آئے۔ مثالیں ترتیب کے ساتھ درج ذیل ہیں:

- ۱- زُرْنِي فَأُكْرِمُكَ۔ (مجھ سے ملاقات کر، تا کہ میں تیری عزت افزائی کروں۔)
- ۲- لَا تَشْتِمْنِي فَأُهِنِّكَ۔ (مجھے گالی نہ دے کہ میں تیری بے عزتی کروں۔)
- ۳- مَا تَأْتِينَا فَنَحْدِثْنَا۔ (تو ہمارے پاس نہیں آتا کہ ہم سے گفتگو کرے۔)
- ۴- أَيْنَ يَبْشِكُ فَأَزُورُكَ؟ (تیرا گھر کہاں ہے، کہ میں تیری ملاقات کو آؤں؟)
- ۵- لَيْتَ لِي مَا لَا فَأَتَصَدَّقُ بِهِ۔ (کاش! میرے پاس مال ہو کہ میں اسے صدقہ کروں۔)
- ۶- لَعَلَّكَ تُسَافِرُ فَتُزَوِّرَنَا۔ (شاید تو سفر کرے گا کہ تیری ہم سے ملاقات ہو۔)

- ۷- اَلَا تَزُوْرُوْنَ فَتَنْكَرِمْكُمْ۔ (کیا آپ لوگ ہم لوگوں سے ملاقات نہیں کریں گے کہ ہم آپ کی عزت افزائی کریں۔)
- ۸- هَلَّا تَرَ كُنْهَ التَّدْخِيْنِ فَتَضُوْا صِحَّتَكُمْ۔ (کیا تم لوگ سگریٹ پینا نہیں چھوڑو گے کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کرو۔)
- ۹- اَللّٰهُمَّ اَعْنِيْ فَانْجَحْ فِي الْاَمْتِحَانِ۔ (اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں امتحان میں کامیابی حاصل کروں۔)
- 7 حروفِ عاطفہ: واو، فاء، ثَمَّ اور اَوْ : ان حروف کے بعد ”اَنْ“ اس وقت مقدر ہوتا ہے جب کہ ان کا معطوف علیہ اسم صریح جامد ہو۔
- مثالیں ترتیب وار یہ ہیں:

- ۱- ”لَوْ لَا اللّٰهُ وَيَلْطَفْ بِيْ لَهْلَكْتُ۔“ (اگر اللہ تعالیٰ اور اس کی مہربانی میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔)
- ۲- ”تُعْبِكُ فَتَنَّا لَ الْمَجْدَ خَيْرٌ لَّكَ“ (تیرا محنت کر کے عزت و عظمت حاصل کرنا تیرے لیے بہتر ہے۔)
- ۳- ”مِنْ الْاَفْضَلِ قِرَاءَتُكَ الْكِتَابِ ثُمَّ تُعَيِّرُهُ اِلٰی غَيْرِكَ“ (تمہارا کتاب پڑھنا، پھر اُسے کسی کو دے دینا بہتر ہے۔)
- ۴- ”لَا مَفْرَ مِنْ ذَهَابِكَ اَوْ اَذْهَبَ“ (تیرا جانا یا میرا جانا ضروری ہے۔)

7.7 جواز م کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر ”جواز م فعل“ سے مراد جواز م فعل مضارع ہیں۔

لغوی اعتبار سے جواز م، جازم کی جمع ہے، جس کا لغوی معنی ہے ”جزم دینے والا“۔ یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا مصدر ”جزم“ ہے، جزم کا لغوی معنی ”قطعیت، یقین، عزم اور پختگی“ ہے، اور علم نحو کی اصطلاح میں ”حذف حرکت، حذف حرف علت اور حذف نونِ اعرابی“ کو جزم کہا جاتا ہے، اور جواز م فعل مضارع کے آخر سے حرکت کو حذف کر کے سکون پیدا کرتے، یا حرف علت کو ساقط کرتے یا نونِ اعرابی گراتے ہیں انہیں ”جواز م مضارع“ کہتے ہیں۔

7.8 جواز م کا عمل

یہ تمام الفاظ فعل مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ فعل مضارع کے پانچ صیغوں میں آخری حرف کی حرکت گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں اگر یہ آخری حرف، حرفِ علت نہ ہو، وہ پانچ صیغے یہ ہیں:

• يَفْعَلُ (واحد مذکر غائب) • تَفْعَلُ (واحد مؤنث غائب) • تَفْعَلُ (واحد مذکر حاضر) • اَفْعَلُ (واحد متکلم) • نَفْعَلُ (متکلم مع الغیر)۔

(ب) اور اگر ان صیغوں میں آخری حرف، حرفِ علت ہو تو یہ اُسی حرف کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَذْغُ، لَمْ يَزْمُ، لَمْ يَنْخَسْ۔

لَمْ يَذْغُ اصل میں يَذْغُو تھا جس کے آخر میں حرفِ علت واو تھا۔ لَمْ يَزْمُ اصل میں يَزْمِي تھا، جس کے آخر میں حرفِ علت یا تھی، اور لَمْ يَنْخَسْ اصل میں يَنْخَسِي تھا جس کے آخر میں حرفِ علت الف تھا، جب ”لَمْ“ جازمہ ان پر داخل ہوا تو ان سب سے ان حروفِ علت کو گرا دیا۔

(ج) یہ الفاظ نونِ اعرابی والے سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی کو ساقط کر دیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

چار تنہیہ کے صیغے، اور تین: صیغہ جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر۔ جیسے:

۱- لَمْ يَذْهَبَا (تثنیہ مذکر غائب) ۲- لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنث غائب) ۳- لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مذکر حاضر) ۴- لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنث حاضر) ۵- لَمْ يَذْهَبُوا (جمع مذکر غائب) ۶- لَمْ تَذْهَبُوا (جمع مذکر حاضر) ۷- لَمْ تَذْهَبِي (واحد مؤنث حاضر)۔

(د) اور دو صیغوں میں یہ کچھ عمل نہیں کرتے، اور ان کے آخر کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نون، نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے اور یہ جمع مؤنث کی ضمیر بھی ہے، اسی لیے یہ کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا۔ وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) لَمْ يَذْهَبْنَ۔ جمع مؤنث غائب (۲) لَمْ تَذْهَبْنَ۔ جمع مؤنث حاضر

اب نیچے ایک کلمہ جازمہ کے ساتھ فعل مضارع کے تمام صیغے لکھے جا رہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا پورا نقشہ سامنے آ جائے گا، اور آسانی کے ساتھ اسے ذہن میں بٹھایا جاسکے گا، باقی کلمات جازمہ کو بھی اسی پر قیاس کر لیں۔

۱- لَمْ يَذْهَبْ	۲- لَمْ يَذْهَبَا	۳- لَمْ يَذْهَبُوا
۴- لَمْ تَذْهَبْ	۵- لَمْ تَذْهَبَا	۶- لَمْ تَذْهَبْنَ
۷- لَمْ تَذْهَبْ	۸- لَمْ تَذْهَبَا	۹- لَمْ تَذْهَبُوا
۱۰- لَمْ تَذْهَبِي	۱۱- لَمْ تَذْهَبَا	۱۲- لَمْ تَذْهَبْنَ
۱۳- لَمْ أَذْهَبْ	۱۴- لَمْ نَذْهَبْ	

7.9 ایک فعل کو جزم دینے والے کلمات کے معانی اور احکام

جواز مضارع دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک فعل کو جزم دینے والے (۲) دو فعل کو جزم دینے والے

ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں:

۱- لَمْ - ۲- لَمَّا - ۳- لَامِ امْر - ۴- لَامِ نَهْي۔

7.9.1 لَمْ اور لَمَّا فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں اپنے مدخول فعل کے معنی میں دو طرح کی تبدیلیاں کرتے ہیں: ایک تو یہ مثبت کو منفی کے معنی میں کرتے ہیں۔ دوسرے یہ مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے ”لَمْ يَكْتُفِ خَالِدٌ“ (خالد نے نہیں لکھا۔)، ”لَمَّا يَكْتُفِ خَالِدٌ“ (خالد نے ابھی تک نہیں لکھا۔)

7.9.2 لَمْ اور لَمَّا کے درمیان معنی اور استعمال کے اعتبار سے مندرجہ ذیل طریقوں سے فرق پایا جاتا ہے:

(الف) ”لَمْ“ صرف نفی کرتا ہے، جب کہ ”لَمَّا“ استغراقِ نفی کا معنی دیتا ہے، یعنی اس کی نفی، متکلم کے بولنے تک پورے زمانہ ماضی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں آپ نے دیکھا کہ پہلے جملے میں صرف فعل (لکھنے) کی نفی ہوئی ہے کہ ”خالد نے نہیں لکھا“ جب کہ دوسرے جملے میں اس کی نفی ہوئی ہے کہ خالد نے متکلم کے یہ جملہ بولنے کے وقت تک نہیں لکھا۔ یہ دونوں کے اصل معنی میں فرق ہوا۔ لیکن اگر آپ ”لَمْ“ کے مدخول مضارع کے بعد لفظ ”بَعْدُ“ یا ”إِلَى الْآنَ“ بڑھادیں تو وہ بھی ”لَمَّا“ کا معنی دے

گا۔ جیسے اوپر والی مثال کو آپ یوں کر دیں: ”لَمْ يَكُنْثَبْ خَالِدٌ بَعْدَ“، یا ”لَمْ يَكُنْثَبْ خَالِدٌ إِلَى الْآنِ“ تو معنی ہوگا ”خالد نے اب تک نہیں لکھا۔“
(ب) ”لَمَّا“ سے جس فعل کی نفی کی جاتی ہے مستقبل میں اس کے حصول کی توقع اور امید ہوتی ہے جب کہ ”لَمْ“ سے یہ امید ظاہر نہیں ہوتی۔ جیسے آپ کہیں: ”لَمَّا أَسَافِرُ“ (ابھی تک میں نے سفر نہیں کیا۔) تو اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کو آئندہ زمانے میں سفر کی امید ہے، اور آپ اس کے منتظر ہیں، اور اگر آپ کہیں: ”لَمْ أَسَافِرُ“ (میں نے سفر نہیں کیا) تو اس سے آئندہ زمانے میں سفر کی توقع اور انتظار کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

(ج) ادوات شرط کے بعد ”لَمْ“ کا آنا صحیح ہے، جب کہ ”لَمَّا“ کا آنا صحیح نہیں۔ اسی لیے ”إِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ تَنْدَمُ“ (اگر تو محنت نہیں کرے گا تو پچھتاے گا) کہنا درست ہے اور ”إِنْ لَمَّا تَجْتَهِدْ تَنْدَمُ“ کہنا درست نہیں۔

(د) قرینہ پائے جانے پر ”لَمَّا“ کے مدخول فعل مضارع کا حذف جائز ہے، جب کہ عام حالات میں ”لَمْ“ کے مدخول فعل کا حذف جائز نہیں ہے۔ صرف ضرورت شعری کی وجہ سے جائز ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں: ”قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا“ اس جملے کی اصل عبارت ہے: ”قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا أَذْخُلُهَا“ (میں مکہ کے قریب آ گیا اور ابھی اس میں داخل نہیں ہوا۔) جب کہ ”قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمْ أَذْخُلُ“ کہنا صحیح نہیں ہے۔
فائدہ: جو ”لَمَّا“ فعل ماضی پر آتا ہے وہ نہ تو نفی کا معنی دیتا ہے اور نہ حرف جازم ہوتا ہے، بلکہ وہ کلمہ ظرف ہوتا ہے جو ”حين“ کے معنی میں ہوتا ہے، وہ دو فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے جیسے ”لَمَّا طَلَعَ الْقَمَرُ اهْتَدَيْتُ“ (جب چاند نکلا تو میں نے صحیح راستہ پایا۔) اس کو مضارع پر داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اگر مضارع کے ساتھ ظرف والا معنی ادا کرنا ہو تو ”لَمَّا“ کے بجائے ”حين“ یا ”حينئذ“ استعمال کرنا چاہیے۔ جیسے حِينَمَا أَتَعَشَى أَتَمَشَى (جب میں رات کا کھانا کھاتا ہوں چہل قدمی کرتا ہوں۔)

7.9.3: لام امر کے ذریعے کوئی فعل طلب کیا جاتا ہے، جیسے ”لِيَنْفِقُ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ“ (مال دار کو اپنے مال سے خرچ کرنا چاہیے۔)
لام امر عموماً مکسور ہوتا ہے، لیکن جب وہ واو عاطفہ اور فائے عاطفہ کے بعد آئے تو زیادہ تر ساکن ہو جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي“ اور لَمْ کے بعد بہت کم ساکن ہوتا ہے۔

7.9.4: لائے نہی کے ذریعے کسی کام سے باز رہنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے: ”لَا تَتَيَأَسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ“ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)
یہ ”لا“ حاضر اور غائب کے صیغوں پر بکثرت آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ“ (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو)، ”لَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّا نَمْلِكُ لَهُمْ حَيْرًا“ (کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو انھیں مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے۔) اور متکلم مجہول کے صیغوں میں بھی اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے، لیکن متکلم معروف کے صیغوں میں اس کا آنا، نادر ہے۔

7.10 دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ

دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ کو ”کلمات جازمہ“ ”ادوات شرط جازمہ“ اور ”کَلِمَةُ السَّجَاذَةِ“ کہا جاتا ہے۔

7.10.1 ادوات شرط: وہ کلمات ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر یہ بتاتے ہیں کہ متکلم کے نزدیک پہلے جملے کا مضمون دوسرے کے لیے سبب ہے، پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو ”جزا“ کہتے ہیں۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شرط و جزا میں پہلے جملے کا دوسرے کے لیے حقیقت میں سبب ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ متکلم کے نزدیک ایسا ہو، جیسے **إِنْ تَشْتَمْنِي أَكْرِفَكَ** (اگر تم مجھے گالی دو گے تو میں تمہاری تعظیم و تکریم کروں گا۔) اس مثال میں شتم (گالی دینا) اکرام (تعظیم و تکریم) کا سبب حقیقی نہیں ہے، بلکہ متکلم نے اپنے مکارم اخلاق کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس کے لیے سبب مان لیا ہے، یعنی وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اخلاق کریمانہ کی اس بلندی پر فائز ہے کہ گالی جو لوگوں کے نزدیک تو بین کا سبب ہے وہ اس کے نزدیک تعظیم و تکریم کا باعث ہے۔

7.10.2 ادوات شرط جازمہ گیارہ ہیں:

۱- إِنْ - ۲- إِذَا - ۳- مَنْ - ۴- مَا - ۵- مَهْمَا - ۶- مَتَى - ۷- أَيَّانَ - ۸- أَيْنَ - ۹- أَنَّى - ۱۰- حَيْثُمَا - ۱۱- أَيْ۔

ان میں سے **إِنْ** تو بالاتفاق حرف ہے، **إِذَا** کے حرف اور اسم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے اور باقی نو، بالاتفاق اسم ہیں۔ پھر ان میں ”اَي“ معرب ہے اور باقی آٹھ مبنی ہیں۔

7.11 ادوات شرط جازمہ کے معانی اور احکام

7.11.1: ادوات شرط جازمہ کے معانی اور احکام کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

(1) **إِنْ**: (بمعنی اگر)، یہ ادوات شرط جازمہ کی اصل ہے، جیسے **”إِنْ تَعْمَلْ خَيْرًا تَلْقَ خَيْرًا“** (اگر تو بھلائی کرے گا تو بھلائی پائے گا۔)

(2) یہ ان کی اصل اس لیے ہے کہ سبھی ادوات شرط جازمہ کے ضمن میں **”إِنْ“** کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً **”مَنْ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ“** کا مطلب ہے: **”إِنْ يَجْتَهِدْ أَحَدٌ يَنْجَحْ“**، لیکن سیبویہ نے اپنے استاذ خلیل بن احمد فراہیدی بصری کے حوالے سے **”الكتاب“** میں لکھا ہے کہ یہ ان ادوات شرط کی اصل اس لیے ہے کہ شرط کا معنی اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا، جب کہ دیگر ادوات شرط کبھی شرط کے معنی سے خالی ہو کر دوسرے معانی بھی دیتے ہیں۔

(3) **إِذَا**: (بمعنی اگر، جب)، یہ بھی **”إِنْ“** یا **”مَتَى“** کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے **إِذَا تَكْسَلُ تَحْسِرُ** (اگر تم کاہلی کرو گے تو گھٹائے میں رہو گے۔ یا۔ ”جب“ سستی کرو گے تو خسارے میں پڑو گے۔)

(4) **مَنْ**: (بمعنی جو شخص، جو کوئی) یہ اسم مبہم ہے جو عقلاً کے لیے آتا ہے، جیسے **”مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ“** [النساء: ۱۲۳] (جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔)

(5) **مَا**: (بمعنی جو، جو چیز، جو کچھ) یہ بھی اسم مبہم ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے **مَا تَزَرَغُ تَحْصُدُ** (جو بوو گے وہی کاٹو گے۔)

(6) **مَهْمَا**: (بمعنی جو کچھ، جتنا کچھ، جو کچھ بھی ہو) یہ بھی **”مَا“** کی طرح غیر عاقل کے لیے آتا ہے، جیسے **”مَهْمَا يَدْعِ الْمُدْعُونَ يَنْقُ لُبْنَانٌ عَرَبِيًّا“** (دعویٰ کرنے والے کچھ بھی دعویٰ کریں لبنان عربی ہی رہے گا۔)

(7) **مَتَى**: (بمعنی جب، جس وقت) یہ ظرف زمان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے **”مَتَى تَعْتَذِرُ يُقْبَلِ اعْتِذَارُكَ“** (تم

جب عذر پیش کرو گے تمہارا عذر قبول کیا جائے گا۔)

(8) أَيَّانَ: (بمعنی جب بھی) یہ ظرفِ زمان ہے جس میں شرط کا معنی شامل ہوتا ہے، جیسے ”أَيَّانَ تُطْعِمُ اللَّهَ يَسَاعِدُكَ.“ (تم جب بھی اللہ کی فرماں برداری کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔)

(9) أَيْنَ: (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ ظرفِ مکان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے ”أَيْنَ تَقِفُ أَفْفُ.“ (جہاں تم اترو گے وہیں میں اتروں گا۔)

اس کے ساتھ ”ما“ زائدہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جیسے ”إِنَّمَا تَكُونُوا يَذِرُكُمْ الْمَوْتُ.“ [النساء: ۷۸] (تم جہاں بھی رہو گے موت وہیں تمہیں پالے گی۔)

(10) أُنَى: (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ بھی ”أَيْنَ“ کی طرح ظرفِ مکان کے لیے آتا ہے اور شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ”ما“ زائدہ نہیں آتا۔ جیسے ”أُنَى تَنْتَجِهَ فِي كَشْمِيرَ تَرَجَمَالِ الطَّبِيعَةِ.“ (تم کشمیر میں جہاں کا بھی رخ کرو گے قدرتی حسن و جمال دیکھو گے۔)

(11) حَيْثُمَا: (بمعنی جہاں، جہاں کہیں)، یہ بھی ظرفِ مکان ہے، جس میں شرط کے معنی شامل ہوتے ہیں، اور یہ ”ما“ کے ساتھ فعل مضارع کو جزم کرتا ہے۔ جیسے ”حَيْثُمَا تَذْهَبُ أَذْهَبُ.“ (تم جہاں جاؤ گے میں بھی جاؤں گا۔)

(12) أَيَّ: (بمعنی جو، جس، جہاں، جب، جس طرح) یہ ادواتِ شرط میں سب سے زیادہ مبہم ہے، اس لیے اس کے معنی کی تعیین اس کے مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، جیسے ”أَيَّ رَجُلٍ تُكْرِمُ أَكْرِمُ.“ (جس آدمی کی تم تعظیم کرو گے میں اس کی تعظیم کروں گا)، ”أَيَّ كِتَابٍ تَأْخُذُ أَخُذُ.“ (جو کتاب تم لو گے وہی میں لوں گا)، ”أَيَّ وَقْتٍ تُسَافِرُ أُسَافِرُ.“ (جس وقت تم سفر کرو گے میں کروں گا)، ”بِأَيِّ قَلَمٍ تَكْتُبُ أَكْتُبُ.“ (جس قلم سے تم لکھو گے اسی سے میں لکھوں گا۔)

یہ عموماً مفرد کی طرف مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتا ہے، لیکن جب اس کا مضاف الیہ مخذوف ہو جاتا ہے تو اس کے عوض میں اس کے آخر میں تنوین آتی ہے، اور کبھی تاکید کے لیے اس کے آخر میں ”ما“ زائدہ بھی آ جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ”أَيَّامًا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى.“ [الإسراء: ۱۱۰] (جو نام بھی کہہ کر پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔)

7.11.2: اوپر گزر چکا ہے کہ ادواتِ شرط میں ”أَيَّ“ ہی معرب ہے، اور اس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ کسی وقت یا جگہ کی طرف مضاف ہو تو یہ مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے ”أَيَّ يَوْمٍ تَضُمُّ أَضْمُ.“ (جس دن تم روزہ رکھو گے اسی دن میں روزہ رکھوں گا۔)، ”أَيَّ مَدِينَةٍ تَدْخُلُ أَدْخُلُ.“ (جس شہر میں تم داخل ہو گے اسی میں میں داخل ہوں گا۔)

اور اگر مصدر کی طرف مضاف ہو تو یہ فعل شرط کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے ”أَيَّ سَبِيرٍ تَسِيرُ أَتَبِعُكَ.“ (جو چال تم چلو گے میں تمہاری پے روی کروں گا۔)

(13) اور جب یہ ظرف اور مصدر کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو اور اس پر حرف جرد داخل نہ ہو تو اعراب میں اس کا حال ”مَنْ“

کی طرح ہوگا، تو کبھی مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا، جیسے ”أَيُّ رَجُلٍ يَجْتَهِدُ يَنْجَحُ“ (جو شخص کوشش کرے گا کامیاب ہوگا۔) یا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جیسے اوپر کی پہلی اور دوسری مثال۔

اور جب اس پر حرف جرد داخل ہو یا یہ مضاف الیہ بنے تو یہ مجرور ہوگا، جیسے ”فِي أَيِّ مَطْعَمٍ نَأْكُلُ أَكُلُ“ (جس ریستورانٹ میں تم کھاؤ گے اُسی میں میں کھاؤں گا۔) ، ”كِتَابُ أَيِّ تَاجِرٍ تَشْتَرُ أَشْتَرُ“ (جس تاجر کی کتاب تم خریدو گے اُسی کی کتاب میں خریدوں گا۔)

7.12 شرط و جزا کے کچھ احکام و شرائط

7.12.1: شرط کے لیے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل چھ باتیں پائی جائیں:

- (۱) شرط ایسا فعل ہو جو معنی کے اعتبار سے ماضی نہ ہو۔ اسی لیے شرط جملہ اسمیہ نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن کریم میں جو ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ“ [التوبة: ۶] آیا ہے، جس میں بظاہر جملہ اسمیہ شرط واقع ہوا ہے، تو حقیقت یہ ہے کہ یہاں جملہ اسمیہ نہیں بلکہ جملہ فعلیہ ہی ہے اور اس میں ”أَحَدٌ“ فعل شرط محذوف کا فاعل ہے، بعد میں آنے والا فعل اس فعل محذوف کی تفسیر ہے، تقدیر عبارت یہ ہے: ”وَإِنْ اسْتَجَارَكَ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ“ (اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دے دو۔) یوں ہی ان ادوات کی شرط ایسا فعل نہیں ہو سکتی جو معنی کے اعتبار سے ماضی ہو، اسی لیے ”إِنْ سَافَرْتَ أَمْسَ سَافَرْتَ“ کہنا صحیح نہیں۔
- (۲) وہ فعل خبری ہو۔ فعل خبری کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر یا نہی نہ ہو اور ایسا فعل بھی نہ ہو جس سے پہلے ادوات استفہام یا ادوات عرض یا ادوات تخصیص میں سے کوئی ہو۔

(۳) وہ فعل متصرف ہو، جامد وغیرہ متصرف نہ ہو۔

فعل متصرف اس فعل کو کہتے ہیں جس سے ماضی، مضارع، امر وغیرہ کے صیغے استعمال میں آتے ہوں۔ اور غیر متصرف اُسے کہتے ہیں جو ایسا نہ ہو۔ لہذا ”إِنْ لَيْسَ خَلِيلٌ حَاضِرًا حَضَرْتُ“ کہنا صحیح نہیں۔

(۴) اُس پر ”قَدْ“ داخل نہ ہو، اسی وجہ سے ”إِنْ قَدْ وَقَفَ الْأُسْتَاذُ وَقَفْتُ“ بولنا صحیح نہیں۔

(۵) وہ فعل ماضی، لَنْ اور لَمَّا نافیہ کے ذریعے منفی نہ ہو، ہاں، ”لَمْ“ یا ”لَا“ کے ذریعے وہ منفی ہو تو شرط بننا صحیح ہے۔ اسی لیے ”إِنْ مَا حَضَرْتُ نَدِمْتُ“ کہنا صحیح نہیں، اور ”إِنْ لَمْ تَحْضُرْ نَدِمْتُ“ کہنا صحیح ہے۔

(۶) اس فعل پر سین یا سوف داخل نہ ہو، لہذا ”إِنْ سَيَعْتَدِلُ الْجَوُّ نَخْرُجُ لِلنَّزْهَةِ“ کہنا صحیح نہیں ہے۔

7.12.2 جزا اور جواب شرط کے لیے بھی دراصل انہیں چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے جزا اپنی شرط سے غیر مربوط ہو جاتی ہے تو اس سے پہلے فائے جزائیہ لانا ضروری ہو جاتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط و تعلق ہو جائے۔ جواب شرط پورا جملہ ہوتا ہے، صرف فعل نہیں۔

7.13 فائے جزائیہ کے مقامات

کچھ صورتوں میں جزا پر فا کا لانا ضروری ہوتا ہے، کچھ صورتوں میں درست، اور کچھ صورتوں میں درست نہیں ہوتا ہے۔ اب یہاں ہر ایک

حکم کو اس کی صورتوں کے ساتھ علاحدہ علاحدہ بیان کیا جا رہا ہے:

7.13.1: فائے جزائیہ کے وجوب کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں جزا پر فالانا ضروری ہے:

- (۱) جب جزا جملہ اسمیہ ہو، جیسے ”إِنْ تُسَافِرْ فَأَنْتَ مُسَافِرٌ مَعَكَ“ (اگر تم سفر کرو گے تو میں تمہارے ساتھ سفر کروں گا۔)
- (۲) جب وہ فعل طلبی ہو، جیسے ”إِنْ تَسْمَعْ الْمَذْيَاعَ فَلَا تُزْعِجْ بِصَوْتِهِ جَارَكَ الْمَرِيضَ“ (اگر تم ریڈیو سنو تو اس کی آواز سے اپنے بیمار پڑوسی کو پریشانی میں نہ ڈالو۔)
- (۳) جب وہ فعل غیر متصرف ہو۔ جیسے ”مَنْ يَزُرْنِي فَلَسْتُ أَقْصِرُ فِي إِكْرَامِهِ“ (جو مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔)
- (۴) جب ”مَا“ یا ”لَنْ“ کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہو۔ جیسے ”مَنْ يَأْتِ إِلَيَّ فَمَا أَرُدُّهُ خَائِبًا“ (جو میرے پاس آئے گا تو میں اُسے ناکام واپس نہیں کروں گا۔ یا۔ میں اسے ہرگز ناکام واپس نہیں کروں گا۔)
- (۵) جب اس پر ”قَدْ“ داخل ہو۔ جیسے ”إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ“ (اگر یہ چوری کرے تو اس کا ایک بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے۔)
- (۶) جب جزا پر سین یا سَوْفَ داخل ہو۔ جیسے ”إِنْ أَسَأْتُ فَسَتَنْدُمُ“ یا۔ ”فَسَوْفَ تَنْدُمُ“ (اگر تم بدسلوکی کرو گے تو جلد۔ یا۔ بہ دیر پچھتاؤ گے۔)
- (۷) جب اُس کے شروع میں ”زَيْمًا“ ہو۔ جیسے ”إِنْ تَذْهَبْ فَرَيْمًا أَذْهَبَ“ (اگر تم جاؤ تو شاید میں بھی جاؤں۔)
- (۸) جب اس کے آغاز میں ”كَأَنَّمَا“ ہو۔ جیسے ”مَنْ خَالَفَ إِحْدَى فَرَائِضِ الدِّينِ فَكَأَنَّمَا خَالَفَهَا جَمِيعًا“ (جو دین کے ایک فریضے کی مخالفت کرے تو گویا اس نے سارے فرائض کی مخالفت کی۔)
- (۹) جب اس کی ابتدا میں کوئی کلمہ شرط ہو۔ جیسے ”مَنْ يُجَاوِزْكَ فَإِنْ كَانَ حَسَنَ الْخُلُقِ فَتَقَرَّبْ مِنْهُ“ (جو تمہارے پڑوس میں رہے تو اگر وہ خوش اخلاق ہو تو اس سے نزدیک ہو جا۔)

7.13.2: فائے جزائیہ کے جواز کی صورتیں:

جب جزا شرط بننے کے لائق ہو، اور اس میں وہ تمام شرائط پائے جاتے ہوں جو شرط کے لیے ضروری ہیں تو اس صورت میں دونوں کے درمیان لفظی مناسبت پائی جانے کی وجہ سے جزا کو شرط سے مربوط کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس صورت میں فائے جزائیہ کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

- (۱) جزا مضارع مثبت ہو۔ جیسے ”إِنْ تَعُوذُوا نَعُدْ“ [الأنفال: ۱۹] (اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں)

گے۔)، ”وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمِ اللَّهُ مِنْهُ“ [المائدة: ۹۵] (اور جو شخص دوبارہ یہی حرکت کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔)

(۲) وہ مضارع منفی بلا ہو، جیسے ”فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ“ [الأعراف: ۳۴] جب کہ انھیں

کلمات کے ساتھ یہ آیت سورہ یونس (آیت: ۴۹) میں فاکے ساتھ آئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: (تو جب ان کی مقررہ میعاد آجائے گی ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔)

7.13.3: فائے جزائیہ کے ناجائز ہونے کی صورتیں:

درج ذیل دو صورتوں میں جزا پر فاکالانا، ناجائز ہے:

(۱) جزا لفظ کے اعتبار سے فعل ماضی ہو، اور اس پر ”قَدْ“ داخل نہ ہو، نہ لفظاً، نہ تقدیراً۔ جیسے ”إِنْ خَرَجْتَ إِلَى الْمُسْتَشْفَى لِلْعِيَادَةِ

خَرَجْتَ إِلَيْهِ لَهَا“ (اگر آپ عیادت کے لیے اسپتال جائیں گے تو میں بھی اس کے لیے وہاں جاؤں گا۔)

(۲) جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔ جیسے ”إِنْ دَعَوْتَنِي لَمْ أَتِكَ“ (اگر آپ مجھے بلائیں گے تو میں آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔)

7.13.4: کبھی ”إِذَا“ فجائیہ، فائے جزائیہ کی جگہ آتا ہے جب کہ دو شرطیں پائی جائیں:

(۱) ادات شرط ”إِنْ“ یا ”إِذَا“ ہو۔

(۲) جزا جملہ اسمیہ خبریہ ہو، جس پر ”إِنْ“ اور کوئی ادات نفی داخل نہ ہو۔ جیسے ”وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ“ [الروم: ۳۶] اور ”فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ“ [الروم: ۴۸]

7.14 شرط و جزا کے احوال و احکام

شرط و جزا کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) دونوں مضارع ہوں۔

(۲) دونوں ماضی ہوں۔

(۳) شرط ماضی ہو اور جزا مضارع ہو۔

(۴) شرط مضارع ہو اور جزا ماضی ہو۔

(۵) شرط مضارع یا ماضی ہو، اور جزا پر ”فَا“ یا ”إِذَا“ فجائیہ داخل ہو۔

پہلی صورت میں دونوں کا مجزوم ہونا واجب ہے، جیسے ”إِنْ تَرَوْهُ فَقَدْ ضَلَّ سَبِيلَهُ“ (اگر تم کتاب کے میلے کا دورہ کرو گے تو وہاں وہ چیزیں دیکھو گے جو تمہیں خوش کر دیں گی۔)

دوسری صورت میں دونوں محلاً مجزوم ہوں گے، لفظ میں جزم نہ ہوگا، کیوں کہ فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ جیسے ”إِنْ هَجَزْتَ الْوَطْنَ

نَدِمْتَ“ (اگر تم وطن چھوڑو گے تو پچھتاؤ گے۔)

تیسری صورت میں شرط محلاً مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم اور رفع دونوں جائز ہے، مگر جزم بہتر ہے، جیسے ”إِنْ أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ نَخْرُجُ

لِلنُّزْهَةِ“ (اگر سورج طلوع ہوگا تو ہم تفریح کے لیے باہر نکلیں گے۔)

چوتھی صورت میں شرط میں لفظاً جزم واجب ہے، اور جزاً محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے حدیث رسول: ”مَنْ يَفْعَلْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔“ [آخر جہ البخاری فی صحیحہ] (جو شخص ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے شبِ قدر میں نفلی نماز پڑھے گا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔)

پانچویں صورت میں شرط اگر مضارع ہو تو لفظاً، اور ماضی ہو تو محلاً مجزوم ہوگی اور دونوں حال میں جزاً محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے ”فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا۔“ [الحج: ۱۳] (تو جو اپنے رب پر ایمان لائے گا اُسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہوگا، نہ ظلم و ستم کا۔) اور ارشاد باری تعالیٰ: ”وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمْتُمْ آيِدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۖ“ [الروم: ۳۶] (اور اگر ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یکا یک وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔)

7.15 جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں

جب فعل مضارع، طلب کا معنی رکھنے والے کسی کلمے کے بعد آئے اور اس کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا، طلب کا معنی رکھنے والے کلمات درج ذیل ہیں:

امر — نہی — دعا — استفہام — تمنیٰ — ترجیٰ — عرض — تحصیص۔

مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: ”تَعْلَمُ تَفْزُ۔“ (علم حاصل کرو تا کہ کامیاب ہو)، ”لَا تَجِبُنْ يَهْبِكَ النَّاسُ۔“ (بزدلی نہ کرو تا کہ لوگ تم سے ڈریں)، ”رَبِّ وَفَّقْنِي اَنْجَحُ۔“ (اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے تا کہ میں کامیابی پاؤں۔)، ”هَلْ تَفْعَلْ خَيْرًا تَوْجَزُ۔“ (کیا تم نیکی کرو گے تا کہ تمہیں اجر ملے)، ”لَيْتَ الطَّائِفِيَّةُ تَزُولُ يَتَقَدَّمَ بَلَدُنَا۔“ (کاش! گروہی تعصب ختم ہو جائے، تا کہ ہمارا ملک ترقی کرے۔)، ”لَعَلَّكَ تُطِيعُ اللَّهَ تَفْزُ بِالْسَّعَادَةِ۔“ (شاید تم اللہ کا حکم مانو، کہ سعادت سے بہرہ مند ہو۔)، ”أَلَا تُسَاعِدُنِي نُصْلِحْ هَذِهِ السَّيَّارَةَ۔“ (کیا آپ میری مدد نہیں کریں گے، کہ ہم اس گاڑی کو ٹھیک کریں۔)، ”هَلَّا تَقْبَلُ نَصِيحَتِي تَفْزُ۔“ (کیا تو میری نصیحت قبول نہیں کرے گا کہ کامیاب ہو۔) ان صورتوں میں فعل مضارع کے مجزوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے ”إِنْ“ شرطیہ اپنی شرط کے ساتھ محذوف ہوتا ہے۔ تو پہلی مثال ”تَعْلَمُ تَفْزُ۔“ کی اصل عبارت ہوگی: ”تَعْلَمُ، إِنْ تَعْلَمُ تَفْزُ۔“ اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

• طلب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ خاص طور پر امر، نہی، استفہام وغیرہ کے صیغوں سے ہو، بلکہ ہر اس لفظ کے بعد فعل مضارع مجزوم ہوتا ہے جو طلب کے معنی میں ہو، اگرچہ لفظ کے اعتبار سے وہ خبر کی صورت میں ہو۔ جیسے ”نُطِيعُ أَبَوَيْكَ، تَلْقُ خَيْرًا۔“ عربی میں اس کا معنی ہے: ”أَطِيعُ أَبَوَيْكَ الخ۔“ (یعنی اپنے والد کا حکم مانو، تا کہ بھلائی پاؤ۔)

• کلمہ طلب کے بعد فعل مضارع کے مجزوم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ متکلم اس میں جزا کا ارادہ کرے اور یہ بیان کرنا چاہے کہ اس فعل مضارع کا سبب پہلے والے الفاظ کا مفہوم ہے، جس طرح جزا کا سبب شرط ہوتی ہے۔ اگر متکلم کا مقصود یہ نہ ہو تو وہاں فعل مضارع سے پہلے شرط مقدر نہیں ہوگی، اور مضارع، مجزوم ہونے کے بجائے لازمی طور پر مرفوع ہوگا۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً“

عربی زبان میں فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

(۱) اَنْ (۲) لَنْ (۳) كَيْ (۴) اِذَنْ۔

یہ حروف فعل مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتے ہیں، اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) نونِ اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ (ب) جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں میں جو نون ہے وہ نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے، جو لفظ میں کسی عامل کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اس لیے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد بھی یہ نون ساقط نہیں ہوتا، بلکہ لفظ میں موجود رہتا ہے۔ (ج) ان نو صیغوں کے علاوہ باقی پانچ صیغوں کے آخر میں یہ فتح لے آتے ہیں۔

ان حروفِ ناصبہ میں اصل ”اَنْ“ ہے، اسی لیے یہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے اور مقتدر ہو کر بھی عمل کرتا ہے۔ ”اَنْ“ اس ات جگہوں پر مقتدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے:

(۱) حتّٰی کے بعد (۲) لام تعلیل کے بعد (۳) لامِ جحد کے بعد (۴) اَوْ بمعنی الٰی یا اِلّٰی اِکّٰی کے بعد (۵) واو بمعنی مع کے بعد (۶) فائے سببیہ کے بعد (۷) حروفِ عاطفہ: واو، فا، ثمّ اور اَوْ کے بعد۔

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں ہوگا:

• لَنْ (ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں)۔ اَنْ (کہ)۔ كَيْ (تاکہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ)۔ اِذَنْ (تب، تب تو، تو اس وقت)۔

جوازِ جازم کی جمع ہے، یہ جزم مصدر کا اسم فاعل ہے، نحو یوں کی اصطلاح میں جزم، حذف کو کہتے ہیں، جس کی کئی صورتیں ہیں (۱) حذفِ حرکت یعنی سکون، (۲) حذفِ حرفِ علت، (۳) حذفِ نونِ اعرابی۔

جوازِ مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر سے حرکت حذف کر کے سکون پیدا کرتے ہیں، جب کہ ان کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو۔ وہ صیغے یہ ہیں: یَفْعَلُ، تَفْعَلُ، نَفْعَلُ، اَفْعَلُ، نَفْعَلُ۔ اور آخر میں حرفِ علت ہونے کی صورت میں اسے حذف کر دیتے ہیں اور نونِ اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ جب کہ نونِ بنائی والے دو صیغوں میں لفظاً ان کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

• فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات دو طرح کے ہیں:

(الف) ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے۔ (ب) دو فعل مضارع کو جزم دینے والے۔

ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں: ۱۔ لَمْ۔ ۲۔ لَمَّا۔ ۳۔ لَمْ۔ ۴۔ لَمْ۔ ۵۔ لَمْ۔ ۶۔ لَمْ۔ ۷۔ لَمْ۔ ۸۔ لَمْ۔ ۹۔ لَمْ۔

لَمْ صرف ماضی کے معنی دیتا ہے، لَمَّا استغراقِ نفی کا، لامِ امر فعل کی طلب کا اور لائے نہی فعل کی ممانعت کا۔

• دو فعلوں کو جزم دینے والے کلمات گیارہ ہیں: ۱۔ اِنْ۔ ۲۔ اِذَا۔ ۳۔ مَن۔ ۴۔ مَا۔ ۵۔ مَهْمَا۔ ۶۔ مَتٰی۔ ۷۔ اَيَّانَ۔ ۸۔ اَيِّنَ۔ ۹۔ اَنّٰی۔ ۱۰۔ حَيْثُمَا۔ ۱۱۔ اَيّٰی۔

یہ دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں، پہلے کو ”شرط“ اور دوسرے کو ”جزا“ کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کو ”ادوات شرط جازمہ“ اور ”کلمہ المجازاة“ بھی کہا جاتا ہے۔

ان ادوات شرط میں اصل ”اِنْ“ ہے۔ باقی کلمات کے اصل معنی میں ”اِنْ“ معنی شامل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ”اِنْ“ کی طرح جزم کرتے ہیں۔

اور ان کلمات میں صرف ”اِی“ معرب ہے، جس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے رفع، نصب یا جر ہوتا ہے۔ باقی تمام کلمات مبنی ہیں۔ ہر فعل، شرط نہیں بنتا بلکہ اس کے لیے کچھ شرطیں ہیں:

۱- وہ ایسا فعل ہو جو معنی کے لحاظ سے ماضی نہ ہو۔ ۲- وہ فعل خبری اور متصرف ہو۔ ۳- اس پر قد، سین یا سوف داخل نہ ہو۔ ۴- ما، لم اور لَمَّا نافیہ کے ذریعے اس کی نفی نہ کی گئی ہو۔

۵- جزا اور جواب شرط کے لیے بھی دراصل انھی چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن جزا جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے اپنی شرط سے غیر مربوط ہو جاتی ہے تو اس سے پہلے فائے جزائیہ کا لانا ضروری ہوتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط و تعلق ہو جائے۔

۶- درج ذیل صورتوں میں جزا پر فائے جزائیہ کا لانا واجب ہوتا ہے:

۱- جب وہ جملہ اسمیہ ہو۔ ۲- وہ فعل طلبی ہو۔ ۳- وہ فعل جامد ہو۔ ۴- جب مایا لَنْ کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہے۔ ۵- جب اس پر قَدْی احرف استقبال و تنقیس داخل ہو۔ ۸، ۷- جب اس کے شروع میں ”زَبْمًا“ یا ”کَأَنَّمَا“ ہو۔

۹- دو صورتوں میں فائے جزائیہ کا لانا جائز ہے:

۱- جزا مضارع مثبت ہو۔ ۲- وہ مضارع منفی بلا ہے۔

۱۰- دو صورتوں میں فائے جزائیہ کا لانا جائز نہیں ہے:

۱- جزا لفظ کے اعتبار سے فعل ماضی ہو اور اس پر قد داخل نہ ہو، نہ لفظاً، نہ تقدیراً۔ ۲- جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔

کبھی اِذَا فجائیہ جزائیہ کی جگہ آتا ہے۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱- ادوات شرط ”اِنْ“ یا ”اِذَا“ ہو۔ ۲- جزا جملہ اسمیہ خبریہ ہو جس پر اِنْ یا کوئی ادوات نفی داخل نہ ہو۔

۱۱- شرط و جزا کے اعراب کی کئی صورتیں ہیں:

۱- دونوں مضارع ہوں تو دونوں لازمی طور پر لفظاً مجزوم ہوں گے۔

۲- دونوں ماضی ہوں تو دونوں محلاً مجزوم ہوں گے۔

۳- شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو شرط محلاً مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم و رفع دونوں جائز ہیں۔

۴- شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو شرط میں لفظاً جزم واجب ہے اور جزا محلاً مجزوم ہوگی۔

۵- شرط مضارع یا ماضی ہو اور جزا پر ”فا“ یا ”اِذَا“ فجائیہ داخل ہو تو شرط کے مضارع ہونے کی صورت میں لفظاً اور ماضی ہونے کی صورت میں محلاً جزم ہوگا اور جزا دونوں صورتوں میں محلاً مجزوم ہوگی۔

جب فعل مضارع کس کلمہ طلب (امر، نہی، دعا، استفہام، تمنیٰ، ترجیٰ، عرض، تخصیص) کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا۔

7.17 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تیس سطروں میں لکھیے:

- ۱- فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف کے معانی اور مواقع استعمال مثالوں کے ساتھ لکھیے۔
 - ۲- ”أَنْ“ ناصب کہاں کہاں مقدر ہو کر عمل کرتا ہے، مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔
 - ۳- دو فعل مضارع کو جزم دینے والے الفاظ، ان کے معانی اور احکام تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔
 - ۴- جواز مفعول کی بحث کا خلاصہ اپنی زبان میں تحریر کیجیے۔
- مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے:
- ۱- نواصب فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیے، پھر ان کے عمل کو بیان کیجیے۔
 - ۲- نواصب فعل کی بحث کا خلاصہ اور نچوڑ اپنے انداز میں تحریر کیجیے۔
 - ۳- جواز مفعول مضارع کا عمل وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔
 - ۴- ایک فعل کو جزم دینے والے حروف کے معانی اور احکام مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

7.18 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| ابن هشام الأنصاري المصري | ۱- أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك: |
| للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي | ۲- شرح الجامي على كافية ابن الحاجب: |
| للشيخ مصطفى الغلاييني | ۳- جامع الدروس العربية: |
| للدكتور أسعد النادري | ۴- نحو اللغة العربية: |
| للأستاذ نفيس أحمد المصباحي | ۵- كافية النحو: |
| للسيد أحمد الهاشمي المصري | ۶- القواعد الأساسية للغة العربية: |
| للأستاذ نفيس أحمد المصباحي | ۷- مصباح الإنشاء: |

اکائی 8 فاعل و نائب فاعل

اکائی کے اجزا	
8.1 مقصد	
8.2 تمہید	
8.3 فاعل	
8.4 فاعل کے اقسام	
8.5 فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں	
8.5.1 فعل کی وحدت و جمعیت	
8.5.2 فعل معروف کی وجوبی تانیث	
8.5.3 فعل معروف کی جوازی تذکیر و تانیث	
8.6 فاعل کی وجوبی تقدیم	
8.7 چند ضمنی احکام	
8.8 نائب فاعل	
8.9 فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات	
8.10 نائب فاعل کے اقسام	
8.11 نائب فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں	
8.11.1 فعل مجہول کی وحدت و جمعیت	
8.11.2 وجوبی طور پر فعل مجہول کی تانیث	
8.11.3 فعل مجہول کی جوازی تذکیر و تانیث	
8.12 فعل معروف سے فعل مجہول بنانے کا طریقہ	
8.13 اکتسابی نتائج	

8.14 فرہنگ

الف: درس میں وارد الفاظ

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

8.15 نمونے کے امتحانی سوالات

8.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

8.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ جملہ فعلیہ میں آنے والے فاعل یا نائب فاعل کی تعریف جان سکیں، ساتھ ہی ان کے احکام و اقسام سے بھی ان کو واقفیت ہو سکے کہ فاعل و نائب فاعل کی کیا شکلیں ہوتی ہیں۔ فاعل و نائب فاعل کی رعایت سے کب کب فعل کو واحد یا جمع لایا جاتا ہے۔ فاعل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کب فعل کو مؤنث لانا واجب و ضروری ہوتا ہے۔ اور وہ کون سی ایسی صورتیں ہیں جن کی رو سے فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہوتی ہے۔ نیز وہ کیا وجوہات ہوتی ہیں جن کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور مفعول بہ کو نائب فاعل بنا دیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی فعل مجہول بنانے کے طریقوں سے بھی طلبہ کو آگاہ کیا جائے گا۔

8.2 تمہید

جب ہم کوئی بات کہتے یا لکھتے ہیں تو مکمل طور پر مفہوم کی ادائیگی کے لیے چند ایسے کلمات کا استعمال کرتے ہیں جن سے سننے والے یا پڑھنے والے کو اچھی طرح بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ایسی ترکیب جس میں مختلف کلمات آپس میں اس طرح ترتیب سے آئیں کہ سننے والے کو مکمل بات سمجھ میں آ جائے، جملہ کہلاتی ہے جس کو مرکب مفید یا مرکب تام یا کلام بھی کہا جاتا ہے جیسے زید عالم، ذہبت الی المکتبہ، اسی طرح قم اور اجلس جیسی مثالیں جو لفظ مرکب نہیں ہیں لیکن تقدیر عبارت اقم أنت اور اجلس أنت ہیں جن سے پوری بات سمجھ میں آ جاتی ہے، لہذا یہ بھی جملہ یا کلام کہلاتا ہے۔

بنیادی طور پر جملہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جملہ جس کا پہلا جز اسم ہوتا ہے جیسے الكتاب مفید، الأولاد صالحون، اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں، دوسرا وہ جس کے شروع میں فعل ہو جیسے خرج الأولاد، یکتب خالد کتابا۔ چونکہ اس دوسری قسم میں جملہ فعل، فاعل یا فعل، فاعل اور مفعول پر مشتمل ہوتا ہے اسی لیے اس کو جملہ فعلیہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ مثالوں سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جملہ فعلیہ اسی وقت جملہ کہلا سکتا ہے جب اس میں ظاہری یا تقدیری طور پر فاعل موجود ہو۔ یہ اکائی اسی فاعل اور اس کے احکام و اقسام سے بحث کرتی ہے۔ چونکہ نائب فاعل کی حیثیت بھی فاعل کی سی ہوتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ جملہ فعلیہ میں فاعل کو بوجہ بعض حذف کر کے مفعول بہ کو فاعل کی شکل کا بنا دیا جاتا ہے جس کو اصطلاحاً نائب فاعل کہا جاتا ہے۔ اسی لیے اس اکائی میں اس کے اقسام و احکام بھی اجمالاً بیان کیے گئے ہیں۔ ضمناً مفعول بہ کا بھی تذکرہ آیا ہے کیوں کہ جملہ فعلیہ فعل کے متعدی ہونے کی صورت میں فعل، فاعل اور مفعول بہ پر مبنی ہوتا ہے۔

8.3 فاعل

فاعل وہ اسم ہے جو کسی ایسے فعل تام معروف یا شبہ فعل کے بعد آئے جو اسی کی ذات سے وجود میں آیا ہو اور فعل کا صدور اسی سے ہو اور وہ اس فعل سے متصف ہو اس کو فاعل کہا جاتا ہے جیسے قام الرجل، ترفع المحامیان، قاتل المناضلون، تقرر إعلان نتیجۃ الامتحان۔ واضح ہو کہ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔

پہلی مثال ہے ”قام الرجل“ جس کا معنی ہے آدمی کھڑا ہوا، اس جملہ میں قیام یعنی کھڑے ہونے کی نسبت آدمی کی طرف کی گئی ہے اور اس کام کا صدور خود اسی شخص کی ذات سے ہوا ہے اسی لیے کرنے والے یعنی الرجل کو فاعل کہا جاتا ہے۔ یہ ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔

دوسری مثال میں کلمہ المحامیان فاعل ہے اور تشنیہ ہونے کی وجہ سے اَلْف کے ساتھ محل رفع میں ہے۔
 تیسری مثال میں کلمہ المناصلون فاعل واقع ہو رہا ہے اور چونکہ جمع مذکر سالم ہے اسی لیے واو کے ساتھ اس کو رفع دیا گیا ہے۔
 چوتھی مثال میں کلمہ اعلان یک اسم ظاہر ہے اور اپنے مابعد کلمات نتیجۃ الامتحان کی جانب مضاف ہونے کے بعد تَقْوَرُ فعل مجہول کا نائب فاعل ہے اور ضمہ کے ساتھ حالت رفع میں ہے۔ نائب فاعل کے احکام آگے اپنے بحث میں بیان کیے جائیں گے۔
 ☆ شبہ فعل سے مراد مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل ہیں جو فعل کے معنی دیتے ہیں اور کچھ شرطوں کے ساتھ فعل جیسا ہی عمل کرتے ہیں مثلاً اطاعة حامد محموداً مطلوبہ۔ اس مثال میں چونکہ اطاعة مصدر کی اضافت اس کے فاعل حامد کی طرف کی گئی ہے اسی لیے فاعل مضاف الیہ بننے کی وجہ سے لفظاً مجرور اور فاعلیت کی وجہ سے تقدیراً مرفوع ہے، جب کہ مفعول بہ یعنی محموداً لفظاً منصوب ہے۔

8.4 فاعل کے اقسام

- فاعل تین طرح کا ہوتا ہے: اسم ظاہر، اسم ضمیر، اسم مؤول
- 1- اسم ظاہر: جیسے قدم الضیوف، خرج الولد۔ چونکہ اس قسم کے جملوں میں فاعل کوئی ضمیر یا اسم مؤول نہیں ہوتا اسی لیے اس کو اسم ظاہر یا اسم صریح کہا جاتا ہے۔
 - 2- اسم ضمیر: خواہ وہ فعل سے متصل ہو قمت میں تاء، قاموا میں واو اور قاما میں اَلْف۔
 یا یہ کہ وہ ضمیر منفصل ہو اور فعل سے الگ ہو کر حصر کا معنی پیدا کرنے کے لیے بطور فاعل استعمال کی گئی ہو جیسے ما قام الا انا میں انا اور انما قام نحن میں نحن جیسی منفصل ضمائر فاعل ہو رہی ہیں۔
 یا یہ کہ وہ ضمیر مستتر ہو جیسے تقوم، أقوم اور نقوم میں بالترتیب اَنْت، اَنَا اور نحن کی ضمیریں پوشیدہ ہیں۔
 - 3- اسم مؤول: یعنی مصدر کی تاویل میں کیا گیا جملہ، اس صورت میں فاعل ایک ایسا جملہ ہوتا ہے جو عموماً اُن ناصبہ کے بعد اپنے تمام اجزاء فعل، فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو جاتا ہے اور مصدر کی تاویل میں ہو کر فاعل بن جاتا ہے۔ یا یہ کہ فاعل ایسا جملہ ہوتا ہے جس میں اُن حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر مصدر کی تاویل میں ہو کر فاعل بنتا ہے، جیسے یغضبني اَنْ تسب اُحدا، ينبغي اَنْ تفوز، يعجبني اَنْ تجتهد، سزني اَنْك نجحت، بلغني اَنْك فاضل۔
- پہلی مثال میں یغضب فعل مضارع ہے، نی یا ئے متکلم مع نون وقایہ مفعول بہ مقدم واقع ہو رہا ہے، اس کے بعد اُن حرف ناصبہ ہے، تسب فعل با فاعل اور اُحدا اس تسب فعل کا مفعول بہ ہے۔ تسب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تاویل مصدر یغضبني کا فاعل بن گیا، پھر یغضبني فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ چونکہ اس پورے جملے میں فاعل مصدری معنی میں ہے اس لیے اس کی تقدیری عبارت ہوگی: یغضبني سَبْك اُحدا (تمہارا کسی کو گالی دینا مجھے غضبناک کرتا ہے)۔
 دوسری اور تیسری مثالوں کی تقدیر اسی قاعدہ کی رو سے بالترتیب ينبغي فوزك اور يعجبني اجتهدك ہوگی۔

جہاں تک چوتھی مثال کی بات ہے تو اس میں سزنی فعل با مفعول بہ مقدم ہے، اُن حرف مشبہ بالفعل ہے، ک خطاب اس کا اسم اور نجات فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اس کی خبر ہے۔ پھر اُن اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر سزنی فعل کا فاعل بنا، جس کے بعد سزنی فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس پورے جملہ کی تقدیری عبارت ہوگی: سزنی نجاتک یا سزنی کو نک ناجحا (تمہاری کامیابی یا تمہارے کامیاب ہونے نے مجھ کو خوش کر دیا)۔

پانچویں مثال کی تقدیری عبارت بھی اسی قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے بلغنی فضلک یا بلغنی کو نک فاضلا ہوگی۔

8.5 فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں

جیسا کہ تمہید میں ذکر کیا گیا کہ فاعل کے مطابق فعل کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ کبھی فعل کو واحد لایا جاتا ہے، کبھی تثنیہ اور کبھی جمع۔ ایسے ہی کبھی اسے مذکر اور کبھی مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ صورتوں میں اس کا مؤنث استعمال کیا جانا ضروری ہوتا ہے تو کچھ ایسی بھی شکلیں ہوتی ہیں جہاں فعل کی تذکیر و تانیث دونوں درست ہوتی ہے۔

8.5.1 فعل کی وحدت و جمعیت

۱۔ جب فاعل اسم ظاہر ہو خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع، فعل ہر حالت میں واحد ہی لایا جاتا ہے جیسے جاء الرجل، جاء الرجال، جاء الرجال، جاءات مسلمات، جاءات مسلمتان۔

۲۔ جب فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل اس کے مرجع کے مطابق لایا جائے گا جیسے المسلم حضر، المسلمان حضرا، المسلمون حضروا، المسلمة حضرت، المسلمتان حضرتا، المسلمات حضرن۔

مذکورہ بالا دونوں اقسام میں ضمنی طور پر اس بات کو بھی ذہن نشین کریں کہ فاعل خواہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر، جب مذکر ہوتا ہے تو فعل کو مذکر اور جب مؤنث ہوتا ہے تو فعل کو مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ آخری مثال المسلمات حضرن میں فعل کو جمع مؤنث کے ساتھ واحد مؤنث بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، چنانچہ المسلمات حضرت بھی کہنا درست ہوگا کیوں کہ فاعل جب ضمیر ہو اور کسی جمع مؤنث سالم یا کسی مؤنث کی جمع تکسیر یا ایسے ہی کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹے تو فعل کو مؤنث استعمال کرنے کی شرط کے ساتھ واحد اور جمع دونوں لایا جاسکتا ہے جیسے الزَّيْنَبَاتُ أَقْبَلَتْ يَاقْبَلْنَ، الْفَوَاطِمُ قَامَتْ يَاقُمْنَ، الْجَمَالُ سَارَتْ يَاسِرْنَ۔

8.5.2 وجوبی طور پر فعل معروف کی تانیث

دو صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے۔

۱۔ فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فصل نہ ہو جیسے سافرت فاطمة، رجعت زینب، اشتهرت الخنساء

بالشعر، تحنو الأم علی ولدها، تطير اليمامة۔

مؤنث حقیقی سے مراد وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو، خواہ وہ انسان ہو یا حیوان جیسے بنت، شاة، ساعدة وغیرہ۔

۲۔ فاعل ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے زینب ترجع، المرأة نهضت في

العصر الحديث ، الشمس تطلع ، الحرب تهدد الحضارة البشرية ، وإذا النجوم انكدرت -

پہلی اور دوسری مثالوں میں ترجع اور نہضت افعال میں ہی کی ضمیر پوشیدہ فاعل ہے اور اس کے مرجع زینب اور المرأة مؤنث حقیقی کی رعایت سے فعل کو واحد مؤنث کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی مثالوں میں الشمس اور الحرب مؤنث مجازی کی رعایت کرتے ہوئے تطلع اور تهدد افعال کو مؤنث استعمال کیا گیا ہے۔

آخری مثال میں النجوم ایک ایسا جمع کا کلمہ ہے جو غیر عاقل ہے اور مذکر ہے اور اس میں اس کے واحد النجم کا وزن سلامت نہیں ہے اسی لیے اس کے بعد آنے والا فعل انکدرت واحد مؤنث کے صیغہ میں مستعمل ہے۔ البتہ اس آخری صورت میں فعل کو واحد لانے کے ساتھ جمع بھی لایا جاسکتا ہے کیوں کہ جب فاعل ضمیر ہو جو کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو تو فعل کو واحد اور جمع دونوں لایا جاسکتا ہے جس کی قدرے تفصیل گزشتہ سطور میں فعل کی وحدت و جمعیت کی شق نمبر ۲ کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔

مؤنث مجازی ہر اس مؤنث کو کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو جیسے دار، شمس، حرب وغیرہ۔

8.5.3 فعل معروف کی جوازی تذکیر و تانیث

نصورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث ناجائز ہے۔

۱۔ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور اس کے درمیان فصل ہو گیا ہو جیسے سافرت اليوم فاطمة یا سافر اليوم فاطمة - حضرت

المجلس امرأة یا حضر المجلس امرأة۔

پہلی دونوں مثالوں میں فعل و فاعل کے درمیان اليوم کے ذریعہ جب کہ دوسری دونوں مثالوں میں المجلس کے ذریعہ فصل کیا گیا ہے لہذا فعل کی تذکیر و تانیث دونوں درست ہوگی۔ البتہ جب فعل اور فاعل کے درمیان کلمہ استثناء کے ذریعہ فصل ہو اور فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مذکر لانا زیادہ رائج ہے جیسے مانال الجائزة الا الفائزة۔

۲۔ فاعل مؤنث مجازی ہو خواہ فعل سے متصل ہو یا منفصل جیسے اندلعت الحرب یا اندلع الحرب - طلعت اليوم الشمس یا

طلع اليوم الشمس - ان مثالوں میں فاعل الحرب اور الشمس ہے جو مؤنث مجازی ہے لہذا وہ فعل سے متصل ہو یا نہ ہو ہر دو صورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث استعمال کرنے کا اختیار ہوگا۔

۳۔ فاعل جمع مکسر ہو چاہے مذکر کی جمع ہو یا مؤنث کی، فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہوگی جیسے قالت الأعراب یا قال الأعراب

- ناحت الثواكل یا ناح الثواكل - هبطت زوااد الفضاء على سطح القمر یا هبط زوااد الفضاء على سطح القمر -

مذکورہ تینوں مثالوں میں الأعراب، الثواكل اور زوااد ایسے کلمات ہیں جن کی جمع ان کے واحد کا وزن توڑ کر بنائی گئی ہے اس لیے ان

کے فاعل بننے کی صورت میں فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں لانا درست ہے۔ البتہ مذکر فاعل کے ساتھ فعل کو مذکر اور مؤنث فاعل کے ساتھ مؤنث

استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔ واضح ہو کہ ثکلی کی جمع ثواكل ہے جس کا اطلاق ہر اس عورت پر ہوتا ہے جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو۔

۴۔ فاعل اسم جمع ہو جیسے جاء النساء یا جاءات النساء یا جیسے قول باری تعالیٰ ”قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ“۔

واضح ہو کہ اسم جمع اس کلمہ کو کہتے ہیں جو جمع کا معنی دے لیکن اس لفظ سے اس کا واحد نہ ہو جیسے قوم، جیش، قبیلہ وغیرہ۔
 مذکورہ مثالوں میں کلمہ نساء یا نسوة جمع ہے بمعنی عورتیں جس کا واحد امرأة آتا ہے، تو چونکہ اس قسم کے الفاظ اپنے واحد سے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کے فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طریقہ سے لایا جاسکتا ہے۔

۵۔ جب فاعل ضمیر ہو جو مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو تو فعل کو واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں لانا درست ہے جیسے الأدباء جاؤ و یا الأدباء جاءت، العلماء قاموا یا العلماء قامت۔

۶۔ فاعل جب جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کے ملحقات میں سے ہو جیسے جاء البنون یا جاءت البنون، قامت البنات یا قام البنات، اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”أَمْنْتُ بِالَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ“۔

ملحقات جمع مذکر سالم وہ کلمات ہیں جو اصلاً واحد سے جمع نہیں بنائے گئے یا ان میں جمع مذکر سالم کی طرح واو یا یاء کی بعد نون مفتوح بڑھانے سے واحد کا وزن برقرار نہیں رہتا، لیکن مشابہت کی وجہ سے ان کو جمع مذکر سالم کے ملحقات کہا جاتا ہے جیسے عشرون سے تسعون تک کی دہائیاں، بنون، سنون، عالمون، اهلون، أرضون اور أولو وغیرہ۔

ایسے ہی ملحقات جمع مؤنث سالم ایسے کلمات ہوتے ہیں جن کے آخر میں الف اور تاء ہوتے ہیں لیکن واحد کا وزن نہیں پایا جاتا جیسے بنات جو کہ بنت کی جمع ہے، سجات جو کہ سجال کی جمع ہے، امہات جو کہ ام کی جمع ہے وغیرہ وغیرہ۔
 البتہ مذکر کے ساتھ فعل کی تذکیر اور مؤنث کے ساتھ فعل کی تانیث زیادہ بہتر ہے۔

۷۔ فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں الف اور تاء بڑھا کر جمع بنائی گئی ہو جیسے جاء حمزات یا جاءت حمزات۔
 حمزات جمع ہے حمزة کی جو مذکر کا علم ہے، ایسے ہی طلحات جو طلحة مذکر کی جمع ہے۔ البتہ اس صورت میں فعل کو مذکر استعمال کرنا احسن ہے۔

۸۔ فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث ہو تو ایسی صورت میں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لانا درست ہے جیسے انما قام ہی یا انما قامت ہی اور جیسے ما قام الا ہی یا ما قامت الا ہی۔
 اس صورت میں فعل مذکر استعمال کرنا زیادہ مستحسن ہے۔

۹۔ جب فاعل مؤنث اسم ظاہر ہو اور فعل نعم، بنس، ساء افعال مدح و ذم میں سے کوئی ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لانا جائز ہے، البتہ مؤنث استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے، جیسے نعم المرأة فاطمة یا نعمت المرأة فاطمة، بنس المرأة ہندیا بنست المرأة ہند وغیرہ۔
 معلومات کی جانچ

1۔ جملہ فعلیہ کسے کہتے ہیں؟

2۔ فاعل کی تعریف کیجیے۔

3۔ فاعل جب تثنیہ ہو تو کن حروف کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے؟

- 4۔ فاعل جب جمع مذکر سالم ہو تو اس کے اعراب کی کیا علامت ہوتی ہے؟
- 5۔ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟
- 6۔ فاعل کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟
- 7۔ اسم مؤول سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ بیان کیجیے۔
- 8۔ کس صورت میں فاعل کو واحد لانا ضروری ہوتا ہے؟
- 9۔ وہ کون سی حالت ہے جس میں فعل واحد، تشنیہ یا جمع استعمال کیا جاتا ہے؟
- 10۔ الثواکل کا معنی بتائیے۔
- 11۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فصل نہ ہو تو فعل مذکر آئے گا یا مؤنث؟
- 12۔ وَإِذَا التُّجُومُ انْكَدَرَتْ میں فعل انکدرت واحد مؤنث کیوں استعمال کیا گیا ہے؟
- 13۔ سافرت الیوم فاطمة اور سافر الیوم فاطمة دونوں کہنا درست کیوں ہے؟
- 14۔ الشمس فاعل کے لیے فعل طلع اور طلعت مذکر مؤنث دونوں کیوں استعمال کیا جاسکتا ہے؟
- 15۔ مؤنث حقیقی اور مؤنث مجازی کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے؟
- 16۔ اسم جمع کی تعریف مع مثال بیان کیجیے۔
- 17۔ سَجَلَاتٍ اور أَفْهَاتٍ کے واحد کیا آتے ہیں؟
- 18۔ یغضبنی أن تسب أحدا کی ترکیب کیجیے۔

8.6 فاعل کی وجوہی تقدیم

جملہ فعلیہ میں عموماً فاعل فعل کے فوراً بعد آتا ہے پھر مفعول اور متعلقات کا تذکرہ ہوتا ہے، لیکن اس کے برخلاف کبھی فاعل کو مفعول کے بعد بھی ذکر کر دیا جاتا ہے جیسے ضرب زید حامداً یا ضرب حامداً زید، قرأ تلميذاً كتاباً یا قرأ كتاباً تلميذاً، نصرت البننان الفقير یا نصرت الفقير البننان وغیرہ۔ چونکہ اس قسم کے جملوں میں فاعل و مفعول بہ کی تعیین میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور وہ اپنی اعرابی حالت سے باسانی پہچان لیے جاتے ہیں اس لیے ان میں آپسی تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہوتی ہے۔

کچھ ایسی صورتیں ہوتی ہیں جہاں فاعل کو فعل کے فوراً بعد براہ راست لانا اور اسے مفعول بہ پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ صورتیں

حسب ذیل ہیں۔

- 1۔ جب فاعل ضمیر متصل ہو جیسے عرف الحق و اتبعته، اس مثال میں عرفت اور اتبعته فعل میں تاء متحرکہ ضمیر مرفوع متصل ہے اور فعل سے جدا ہو کر استعمال نہیں کی جاسکتی اسی لیے اس کو کسی بھی صورت میں مفعول بہ سے مؤخر نہیں کیا جاسکتا اور ہر حال میں فعل سے متصل ہو کر ہی فاعل بنے گی۔

۲۔ جب مفعول میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں جیسے انما يقدر الانسان نفسه، اس جملہ کا مطلب ہے انسان صرف اپنے آپ کی قدر کرتا ہے اگر کلمہ انما اس جملہ سے ہٹا دیا جائے تو ایک عمومی بات ہو جائے گی کہ انسان اپنے آپ کی قدر کرتا ہے جس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کی قدر نہیں کرتا۔ ایسے ہی انما اکرم سعيد خالدا یعنی سعيد نے صرف خالد کی تکریم کی اور ما ضرب حامدا لا محموداً جیسی مثالوں میں مفعول میں حصر کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فاعل کی تقدیم ہوتی ہے۔

۳۔ جب فاعل و مفعول ایسے اسما ہوں جن میں کوئی لفظی یا معنوی قرینہ نہ پائے جانے کی وجہ سے ایک دوسرے کی تعیین دشوار ہو تو فاعل کی تقدیم واجب ہوتی ہے مثلاً دونوں اسمائے مقصورہ ہوں جیسے نصرت سلمیٰ لیلیٰ یعنی سلمیٰ نے لیلیٰ کی مدد کی، یا دونوں کی اضافت یا متکلم کی طرف کی گئی ہو جیسے اکرم صديقي أبي، یا دونوں اسمائے اشارہ ہوں جیسے غلب هذا ذاك وغیرہ۔

لیکن اگر لفظی یا معنوی قرینہ سے التباس دور ہو رہا ہو تو ایک دوسرے کی تقدیم و تاخیر دونوں درست ہوتی ہے، لفظی قرینہ جیسے اکرمت يحيى سعدى اس میں قرینہ فعل و فاعل کی تانیث ہے، قرینہ معنوی جیسے أنهكت لبني خمتي یعنی لینی کو بخار نے نڈھال کر دیا۔

8.7 چند ضمنی احکام

۱۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے خواہ اعراب بالحرکت ہو جیسے ضرب حامدا محموداً، أكلت البنت فاكهة، یا اعراب بالحرف جیسے بعث الخادمان العاملين الى أبيك وغیرہ۔

۲۔ فاعل چونکہ مسند الیہ ہوتا ہے اس لیے مسند کے بعد اس کا پایا جانا ضروری ہے، البتہ اگر فعل سے پہلے اس کا ذکر ہو جائے تو ایک ضمیر فاعل بنے گی جو اس مسند الیہ کی جانب لوٹے گی جیسے حامدا جاء، المجتهد ينجح وغیرہ۔ ان دونوں مثالوں میں وارد افعال جاء اور ينجح کے اندر ضمیر ہو مستتر ہے اور حامدا اور المجتهد کی جانب فاعل بننے کے بعد لوٹ رہی ہے۔

۳۔ بسا اوقات فاعل کا فعل جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف فاعل مذکور ہوتا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ من قال فهو جواب میں صرف زید کہہ دیا جائے۔ اس صورت میں زید فاعل سے پہلے قال فعل محذوف ہوگا۔

۴۔ اسی طرح کبھی فعل اور فاعل دونوں حذف ہو جاتے ہیں اور کوئی تیسرا لفظ ان کی قائم مقامی کرتا ہے جیسے کوئی پوچھے هل ذهب خالد؟ تو جواب دیتے ہوئے کہا جائے ”نعم“ اس صورت میں پورا جملہ ذهب خالد یعنی فعل با فاعل محذوف مانا جائے گا۔

8.8 نائب فاعل

یہ وہ مسند الیہ ہے جو فعل مجہول یا اسم مفعول کا فاعل حذف ہونے کی وجہ سے اس کی نیابت کرتا ہے، اس کو مفعول مالم یسم فاعله بھی کہا جاتا ہے اور اس پر فاعل کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں جیسے فُتِحَ الباب، قُطِفَتِ الزهرة، استقال الموظف المطلوب نقله، تُعَقَّدُ المؤتمرات الدولية لتزع السلاح۔

پہلی مثال میں الباب کی اسناد فعل مجہول فُتِحَ کی جانب کی گئی ہے جس کا مطلب ہوتا ہے دروازہ کھولا گیا۔ چونکہ اس مثال میں فاعل محذوف ہے اور مفعول بہ اس کی نیابت کر رہا ہے اس لیے اس کو ضمہ کے ساتھ مرفوع پڑھا جائے گا جب کہ اس وقت منصوب پڑھا جاتا ہے جب فعل

معروف ہو اور اس کا فاعل مذکور ہو، اصل عبارت اس طرح تھی کہ ”فَتَحَّحَ الْوَلَدُ الْبَابَ“، یعنی لڑکے نے دروازہ کھولا۔ چنانچہ جب ہم نے کسی غرض کے پیش نظر فاعل کو حذف کرنا چاہا تو فعل معروف کی شکل و صورت میں کسی قدر تبدیلی کر دی اور پہلے حرف کو مضموم اور ماقبل آخر کو مکسور کرتے ہوئے اسے فعل مجہول بنا دیا، پھر الباب جو کہ ترکیب میں مفعول بہ تھا اسے فاعل محذوف کے قائم مقام کرتے ہوئے رفع دے دیا۔ یہی مفعول بہ جو فاعل کی جگہ وارد ہو کر اس کی نیابت کر رہا ہے مفعول مالم یسم فاعله یا نائب فاعل کہلاتا ہے۔

دوسری مثال میں اصل عبارت تھی ”قُطِفَ الْوَلَدُ الزَّهْرَةَ“۔ الولد فاعل کو حذف کر کے الزهرة مفعول بہ کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے نائب فاعل کا اعراب ضمہ دے دیا گیا۔ چونکہ الزهرة مؤنث ہے اس لیے اس کی رعایت کرتے ہوئے فعل کو بھی واحد مؤنث کے صیغہ میں تبدیل کر دیا گیا اور جملہ ہو گیا ”قُطِفَتِ الزَّهْرَةُ“ یعنی پھول توڑا گیا۔

تیسری مثال ہے: ”استقال الموظف المطلوب نقله“، یعنی اس افسر نے استعفی دے دیا جس کا ٹرانسفر مطلوب تھا۔ چونکہ اسم مفعول جب الف لام سے خالی ہو تو بعض شرطوں کے ساتھ اور جب الف لام کے ساتھ ہو تو بغیر کسی شرط کے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے اور یہ الف لام موصولہ کہلاتا ہے اس لیے اس مثال میں المطلوب اسم مفعول نے نقلہ کو اپنا نائب فاعل بناتے ہوئے ضمہ کے ساتھ محل رفع میں کر دیا، جس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں استقال الموظف الذي طلب نقله۔

چوتھی مثال ”تُعَقَّدُ الْمُؤْتَمَرَاتُ الدَّوْلِيَّةُ لِنَزْعِ السِّلَاحِ“ میں تعقد فعل مضارع مجہول ہے اور المؤتمرات موصوف اپنی صفت الدولية سے مل کر نائب فاعل ہے اور ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔ جملہ کا مفہوم ہے: ہتھیاروں یا ان کے استعمال کی روک تھام کے لیے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔

8.9 فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات

جن اسباب کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ فاعل جب جانا پہچانا اور معلوم ہو تو اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے هُزِمَ الْعَدُوُّ۔ اس جملہ کی اصل ہے هُزِمَ جَيْشُنَا الْعَدُوُّ کہ ہمارے لشکر نے دشمن کو شکست دے دی۔ چونکہ هُزِمَ فعل کا فاعل جیشنا سامع یا قاری کے علم میں تھا، اس لیے قائل نے اس کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام ذکر کر دیا اور وہ نائب فاعل کہلایا۔ یہی صورت باری تعالیٰ کے قول ”وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا“ میں بھی ہے۔

۲۔ فاعل جب نامعلوم ہو اور اس کو متعین طور پر ذکر کرنا ممکن نہ ہو جیسے سُرِقَتِ الدَّارُ یعنی گھر میں چوری ہوئی، ایسا اس وقت کہا جائے گا جب چور کا پتہ نہ چل رہا ہو۔

۳۔ جب قائل فاعل کو بغرض ابہام بتانے سے گریز کرنا چاہ رہا ہو جیسے شَرِبَ الْحَلِيبُ یعنی دودھ پیا گیا، تو چونکہ قائل پینے والے کو گرچہ جانتا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتا اس لیے فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کی جگہ ذکر کر دیا جو نائب فاعل کہلایا۔

۴۔ جب فاعل کے لیے کوئی خوف لاحق ہو جیسے ضُرِبَ حَامِدٌ جب کہ ہم مارنے والے کو جانتے ہوں لیکن اس کے لیے خوف محسوس کرتے ہوں تو ایسی صورت میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔

- ۵۔ یا یہ کہ خود فاعل سے ہی قائل کو کوئی خوف لاحق ہو جیسے سُرِقُ الْأَثَاثِ یعنی ساز و سامان کی چوری ہو گئی۔ ایسی صورت میں جب کہ چور کا پتہ تو ہو مگر اس کا نام لینے سے خوف محسوس ہو رہا ہو تو سُرِقُ فَلَانِ الْأَثَاثِ کے بجائے سُرِقُ الْأَثَاثِ کہہ دیا جائے۔
- ۶۔ جب فاعل کو ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی فعل کو معروف نہ لاکر مجہول لادیا جاتا ہے جیسے قول باری تعالیٰ ”إِذَا حُيِّنْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا“۔ تو یہاں پر سلام کرنے والے کا ذکر غیر ضروری اور بے فائدہ ہوگا کیوں کہ مقصود سلام کا جواب ہے خواہ سلام کرنے والا کوئی بھی ہو۔

8.10 نائب فاعل کے اقسام

نائب فاعل چار قسم کا ہوتا ہے۔

- ۱۔ نائب فاعل کبھی اسم معرب ہوتا ہے یعنی ایسا اسم جس کا آخری حرف مختلف اعرابی حالتیں قبول کرے خواہ وہ اعراب بالحرکت ہو یا اعراب بالحرک۔ چونکہ نائب فاعل فعل مجہول کا فاعل حذف ہونے کی وجہ سے اس کی نیابت کرتا ہے اس لیے اس کو فاعل ہی کا اعراب دیا جاتا ہے جیسے فَتَحَ الْفَرَاشَ باب الفصل یعنی چیر اسی نے کلاس روم کا دروازہ کھولا۔ اس مثال میں فَتَحَ فعل معروف ہے، الْفَرَاشَ اس کا فاعل ہے اور باب الفصل مفعول بہ ہے۔ جب ہم فعل معروف کو فعل مجہول میں تبدیل کریں گے تو لازمی طور پر اس کے فاعل یعنی الْفَرَاشَ کو حذف کریں گے اور مفعول بہ کو جو کہ منصوب تھا نائب فاعل بناتے ہوئے مرفوع کر دیں گے اور کہیں گے فَتَحَ باب الفصل۔ اور ایسے اعراب کو اعراب بالحرکت کہتے ہیں کیوں کہ نائب فاعل کو رفع کا اعراب ضمہ یعنی پیش دیا گیا ہے۔

اعراب بالحرک کی مثال جیسے شَاهَدَ النَّاسُ اللَّاعِبِينَ یعنی لوگوں نے کھلاڑیوں کو دیکھا۔ اس مثال میں شَاهَدَ فعل معروف ہے، النَّاسُ اس کا فاعل ہے اور اللَّاعِبِينَ مفعول بہ ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہونے کی وجہ سے یاء ماقبل مکسور کے ساتھ حالت نصب میں ہے۔ جب فعل کو مجہول بنایا جائے گا تو فاعل کو حذف کر دیا جائے گا اور مفعول بہ اللَّاعِبِينَ کو رفع کا اعراب واو ماقبل مضموم دیتے ہوئے اللَّاعِبُونَ کر دیا جائے گا جو کہ فعل مجہول کا نائب فاعل کہلائے گا اور جملہ ہو جائے گا شُوْهِدَ اللَّاعِبُونَ یعنی کھلاڑی دیکھے گئے۔

نوٹ: جب فعل ایک سے زائد مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور فاعل کو حذف کر دیا جائے تو مفعول اول کو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاتا ہے اور بقیہ کو مفعولیت کا اصل اعراب نصب باقی رہتا ہے جیسے أَعْطَى الْمَدِيرُ النَّاجِحَ جَائِزَةً سَ أَعْطَى النَّاجِحَ جَائِزَةً ، أَعْطَى الْوَزِيرُ الْفَقِيرَ دَرَهْمًا سَ أَعْطَى الْفَقِيرَ دَرَهْمًا ، عَلَّمَ الْمَدْرُسُ الطَّالِبَ الْمَسْئَلَةَ سَ عَلَّمَ الطَّالِبَ الْمَسْئَلَةَ ، كَسَا الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ ثَوْبًا سَ كَسَى الْفَقِيرُ ثَوْبًا وَغَيْرَہ۔

- ۲۔ نائب فاعل کبھی اسم بنی (ضمیر بارز یا مستتر، اسم اشارہ، اسم موصول) ہوتا ہے۔ اسم بنی ہر وہ اسم ہے جس کا آخر حال میں ایک ہی صورت پر قائم رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

چنانچہ نائب فاعل کبھی ضمیر بارز ہوتا ہے جیسے أُعْطِيتُ کیسا یعنی مجھے ایک تھیلی دی گئی۔ اس مثال میں أُعْطِيتُ فعل مجہول میں تاء متحرکہ ضمیر بارز بنی ہے جو حالت رفع میں ہے اور نائب فاعل بن رہی ہے۔

کبھی نائب فاعل ضمیر مستتر بھی ہوتا ہے جیسے **العدوُّ هُزمَ** یعنی دشمن کو شکست دی گئی۔ اس مثال میں العدو مبتدا ہے، هُزمَ فعل ماضی مجہول ہے اور اس میں هو کی ضمیر پوشیدہ اس کا نائب فاعل ہے جس کی تقدیر العدو هُزمَ ہو ہے۔

کبھی نائب فاعل اسم اشارہ ہوتا ہے جیسے **يُحَاكِمُ هَذَا الْمَذْنِبَ** یعنی اس گنہگار پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس مثال میں يُحَاكِمُ فعل مجہول ہے، هَذَا اسم اشارہ مبنی حالت رفع میں ہے اور المذنب اس کا مشار الیہ ہے اور هَذَا اسم اشارہ اپنے مشار الیہ المذنب سے مل کر یحاکم فعل مجہول کا نائب فاعل ہے۔

نائب فاعل کبھی اسم موصول ہوتا ہے جو کہ مبنی اسماء میں سے ہے جیسے **كَوْفَى مَنْ نَجَحَ** یعنی جو کامیاب ہو اسے پورا بدلہ دیا گیا۔ اس مثال میں كَوْفَى فعل مجہول ہے، مَنْ اسم موصول مبنی محل رفع میں ہے اور نَجَحَ فعل با فاعل اس کا صلہ ہے اور مَنْ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر كَوْفَى فعل مجہول کا نائب فاعل ہے۔

۳۔ نائب فاعل کبھی مصدر موصول یعنی مصدر کی تاویل میں کیا گیا جملہ ہوتا ہے خواہ وہ فعل مضارع کو نصب دینے والے اُن ناصب کے ذریعہ ہو یا اُن حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر کے ذریعہ ہو، جیسے **يُطَلَّبُ أَنْ تَذْهَبُوا**۔ اس مثال میں يُطَلَّبُ فعل مضارع مجہول ہے، اُن ناصب ہے جو تَذْهَبُوا فعل پر داخل ہوا ہے اور مصدری معنی دینے کے ساتھ فعل مجہول يُطَلَّبُ کا نائب فاعل بن رہا ہے جس کی تقدیر ہوگی يُطَلَّبُ ذَهَابَكُمْ یعنی تم لوگوں کا جانا مطلوب ہے۔

دوسری مثال جیسے **عُرِفَ أَنَّكَ مَجْتَهِدٌ**، اس مثال میں عُرِفَ فعل مجہول ہے، اُن حرف مشبہ بالفعل ہے، ک خطاب اس کا اسم اور مجتہد اس کی خبر ہے، اُن حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر مصدر کے حکم میں ہو کر عُرِفَ فعل مجہول کا نائب فاعل بن رہا ہے، جس کی تقدیر عبارت ہوگی **عُرِفَ اجتهادُک** یعنی تمہارا محنت و کوشش کرنا معروف ہے۔ بعینہ یہی صورت باری تعالیٰ کے قول **”قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا“** میں بھی ہے جس کی تقدیر **”قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ اسْتَمَاعُ نَفَرٍ مِنَ الْجِنِّ“** الخ ہوگی۔

۴۔ کبھی نائب فاعل مصدر صریح یا ظرف متصرف و مختص یا جار مجرور ہوتا ہے، اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب فعل متعدی نہ ہو بلکہ لازم ہو، چونکہ فعل لازم کو مفعول بہ کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے جب اس کو مجہول بنایا جاتا ہے تو نائب فاعل مصدر، ظرف یا جار مجرور میں سے کوئی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب نائب فاعل مصدر ہو تو لازم ہے کہ وہ متصرف و مختص ہو۔ مصدر کے متصرف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مصدریت کی بنا پر اس پر نصب نہ آیا ہو اور اس کے مختص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف تاکید کے لیے نہ ہو جیسے کہ نوع یا عدد بتانے کے لیے آتا ہے بلکہ صفت یا اضافت کے ذریعہ اس کی تخصیص بھی کی گئی ہو، جیسے **هَجَمَ هَجُومٌ شَدِيدٌ، مَشَى مَشْيَةً الْعَطْرِيسَ، فَادَّانَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً**۔

پہلی مثال میں، جس کا مطلب ہے کہ سخت حملہ کیا گیا، هَجَمَ فعل مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل مصدر صریح ہے، چونکہ مصدر کو مصدریت کی بنیاد پر نصب پڑھا جاتا ہے مگر مثال مذکور میں وہ نائب فاعل واقع ہو رہا ہے جو کہ مرفوع ہوتا ہے، اس لیے لازماً اس کی صفت لا کر اس کو متصرف و مختص کر دیا گیا اور نائب فاعل کا اعراب رفع دے دیا گیا۔

دوسری مثال میں بھی جس کا مفہوم ہوتا ہے ظالم و متکبر کی چال چلی گئی، مَشَى مصدر نائب فاعل واقع ہو رہا ہے اس لیے الْعَطْرِيسَ کی

جانب اس کی اضافت کر دی گئی اور اس طرح وہ مصدر مختص ہو گیا اور مرفوع پڑھا گیا۔

تیسری مثال میں بھی بعینہ اسی قاعدہ کی رو سے کلمہ نفخة نائب فاعل بن رہا ہے جس کی صفت واحدة لا کر تخصیص کر دی گئی ہے۔
 اسی طور پر نائب فاعل جب ظرف ہو تو ضروری ہے کہ وہ متصرف اور مختص ہو۔ ظرف کے متصرف ہونے سے مراد یہ ہے کہ ظرفیت کی بنیاد پر اس پر نصب نہ آیا ہو، ایسے ہی وہ حرف جر میں سے بھی خالی ہو جیسے کہ من یوم □ اور من جهة □ وغیرہ مستعمل نہ ہو، اور اس کے مختص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انواع مخصوصات جیسے اضافت یا صفت کے ذریعہ اس کی تخصیص کی گئی ہو جیسے سهرت لیلة القدر ، سکتت ساعة الامتحان، صیم یومان اثنان وغیرہ۔

پہلی مثال میں سهرت فعل مجہول ہے، لیلة ظرف اس کا نائب فاعل ہے جس کی القدر کی جانب اضافت کر کے تخصیص کر دی گئی ہے، جملہ کا مفہوم ہے، شب قدر جاگی گئی۔

دوسری مثال میں سکتت فعل ماضی مجہول ہے اور ساعة الامتحان مضاف ومضاف الیہ کی صورت میں خاص ہو کر اس کا نائب فاعل ہے یعنی امتحان کی گھڑی میں خاموشی اختیار کی گئی۔

تیسری مثال میں صیم فعل ماضی مجہول ہے، یومان ظرف اس کا نائب فاعل ہے جس کی تخصیص اثنان بطور صفت لا کر کر دی گئی ہے۔ اس مثال میں چونکہ نائب فاعل تشبیہ کا صیغہ ہے اور اسم ظاہر ہے اس لیے فعل مجہول کو قاعدہ کے مطابق واحد لایا گیا، جملہ کا مطلب ہے، دو دنوں کا روزہ رکھا گیا۔

اسی طرح جب فعل لازم کو مجہول بنایا جاتا ہے تو جار مجرور کو بطور نائب فاعل لایا جاتا ہے، کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ فعل مجہول وہ ہوتا ہے جس کا فاعل مذکور نہ ہو اسی لیے اس کے متعلقات نائب فاعل بن جاتے ہیں، جیسے ذهب الی منزلک ، فرح بنجاح أخی ، یجلس فی الحديقة۔

پہلی مثال میں ذهب فعل مجہول ہے جس کا فاعل محذوف ہے اسی لیے الی منزلک جار مجرور اس کا نائب فاعل بنے گا، یعنی تمہارے گھر جایا گیا۔

دوسری اور تیسری مثالیں بھی بعینہ اسی نہج پر ہیں جن میں جار مجرور نائب فاعل واقع ہیں جن کا مطلب بالترتیب، میرے بھائی کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا گیا اور باغ میں بیٹھا جاتا ہے، ہوگا۔

8.11 نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی حالتیں

گزشتہ صفحات میں فاعل کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت کے مطابق فعل کے واحد و تشبیہ و جمع نیز مذکور و مؤنث ہونے کے جواصول و قواعد ذکر کیے گئے ہیں، بعینہ وہی قواعد نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کے واحد و جمع اور مذکور و مؤنث ہونے پر بھی منطبق ہوتے ہیں، لیکن اعادۃ کے مقصد سے ان احکام کا یہاں اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے، اور اس بحث میں نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی مختلف حالتوں کا تذکرہ بھی ہے۔

8.11.1 فعل مجہول کی وحدت و جمعیت

۱۔ جب نائب فاعل اسم ظاہر ہو خواہ واحد ہو یا ثثنیہ یا جمع، فعل مجہول ہر حال میں واحد ہی آئے گا جیسے ضُرب الولد، ضرب الولدان، ضرب الأولاد، ضربت البنت، ضربت البنات، ضربت البنات۔

۲۔ نائب فاعل جب اسم ضمیر ہو تو مرجع کا لحاظ کرتے ہوئے فعل کو واحد، ثثنیہ یا جمع میں سے کوئی لایا جائے گا جیسے المجتهد یُکرم، المجتهدان یُکرمان، المجتهدون یُکرمون، المجتهدۃ تُکرم، المجتهدتان تُکرمان، المجتهدات یُکرمن۔

8.11.2 فعل مجہول کی وجوبی تانیث

دو صورتوں میں فعل مجہول کو مؤنث استعمال کرنا لازمی ہوتا ہے۔

- ۱۔ نائب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل مجہول ونائب فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو جیسے لُقبت فاطمة بالزهراء۔
- ۲۔ نائب فاعل اسم ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے حلیمۃ ضُربت، الشمس رأیت، الأزهار قُطفت (پھول توڑے گئے)۔

8.11.3 فعل مجہول کی جوازی تذکیر و تانیث

آٹھ جگہوں پر فعل مجہول کو مذکر و مؤنث دونوں استعمال کرنا درست ہوتا ہے۔

- ۱۔ نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو مگر اس کے اور فعل مجہول کے درمیان فصل ہو گیا ہو جیسے لُقبت بالزهراء فاطمة یا لُقبت بالزهراء فاطمة، نصرت اليوم زينب یا نصر اليوم زينب۔

۲۔ نائب فاعل مؤنث مجازی ہو چاہے فعل مجہول سے متصل ہو یا منفصل جیسے أنهیت الحرب یا أنهی الحرب۔

۳۔ نائب فاعل جمع مکسر ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث جیسے یُحمد الأدياء یا تُحمد الأدياء، یُغلق النوافذ یا تُغلق النوافذ۔

۴۔ نائب فاعل اسم جمع ہو جیسے دُعِی القبیلة یا دُعیت القبیلة، أکرم النساء یا أکرمت النساء۔

۵۔ جب نائب فاعل اسم ضمیر ہو جو کسی مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف راجع ہو تو فعل مجہول کو واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں لانا درست ہوتا ہے جیسے الطلاب مُنحت الجوائز یا الطلاب مُنحو الجوائز یعنی طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔

۶۔ نائب فاعل جب ملحقات جمع سالم میں سے ہو خواہ مذکر کے لیے ہو یا مؤنث کے لیے جیسے أکرم أولو العلم یا أکرمت أولو العلم، أحترم أولاد الفضل یا أحترمت أولاد الفضل۔

۷۔ نائب فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں ألف اور تاء کا اضافہ کر کے جمع بنایا گیا ہو جیسے نُودِی حمزات یا نُودیت حمزات جس کا مطلب ہوگا کہ حمزہ نامی بہت سارے لوگوں کو پکارا گیا۔

۸۔ نائب فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث ہو تو اس صورت میں فعل مجہول کو مذکر و مؤنث دونوں استعمال کرنا درست ہوتا ہے جیسے انما

ضُرب ہی یا انما ضربت ہی، ما دُعی الا ہی یا ما دُعیت الا ہی۔

نوٹ: گزشتہ صفحات میں جہاں فاعل کے مطابق فعل کی جوازی تذکیر و تانیث زیر بحث آئی تھی وہاں فعل معروف کے مذکر و مؤنث

دونوں استعمال کئے جانے کی ایک نویں صورت بھی تھی کہ فاعل جب اسم ظاہر مؤنث ہو اور فعل نِعَم، بِنَس یا ساء افعال مدح و ذم میں سے ہو تو فعل کو مذکر مؤنث دونوں لانا جائز ہوتا ہے جیسے نِعَم المرأة فاطمة یا نِعَمَت المرأة فاطمة۔ مگر چونکہ یہ افعال جامد ہوتے ہیں اور ان سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں، نیز ان سے فعل مجہول یا اسم مفعول بھی نہیں بنتا لہذا ان کو کسی نائب فاعل کی بھی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ نائب فاعل اسی وقت وجود میں آتا ہے جب فعل کو مجہول استعمال کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا جتنے بھی اصول بیان کیے گئے خواہ وہ فعل مجہول کے صیغہ واحد وثنیہ جمع کی صورت میں مستعمل ہونے سے متعلق ہوں یا فعل مجہول کے وجوبی طور پر مؤنث یا صیغہ مجہول کے جوازی طور پر مذکر مؤنث دونوں کے استعمال سے تعلق رکھتے ہوں، سارے کے سارے قواعد و ضوابط بعینہ وہی ہیں جو فاعل کے مطابق فعل معروف کی مختلف شکلوں کے استعمال کے ضمن میں بیان کیے گئے۔ چونکہ ان اصول و قواعد کو پہلے بحث میں تفصیلی طور پر ذکر کر دیا گیا ہے اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی حالتوں کو اچھی طرح سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی غرض سے اس بحث کا مراجعہ و اعادہ کریں اور ان اصولوں کی روشنی میں نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کو مختلف شکلوں میں استعمال کرنے کی کوشش کریں۔

8.12 فعل معروف سے فعل مجہول بنانے کا طریقہ

- 1- جب فعل ماضی ہو اور تاء زائدہ سے شروع نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دے کر فعل کو مجہول بنایا جاتا ہے جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبَ، أَكْرَمَ سے أَكْرَمَ، قَدَّمَ سے قَدَّمَ وغیرہ۔
- 2- جب فعل ماضی ہو جس کے شروع میں تاء زائدہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دے کر فعل کو مجہول بنایا جاتا ہے جیسے تَسَلَّمَ سے تَسَلَّمَ، تَقَارَبَ سے تَقَارَبَ وغیرہ۔
- 3- ایک اور اصول جو کہ مذکورہ قسم ثانی کے اصول سے ہی مربوط ہے، یہ ہے کہ فعل ماضی معروف کے ماقبل آخر حرف کو کسرہ دینے کے بعد اس سے پہلے جتنے بھی حروف متحرک ہوتے ہیں ان سبھی کو ضمہ دے کر مجہول بنالیا جاتا ہے جیسے فَتَحَ سے فَتَحَ، اسْتَخْبَرَ سے اسْتَخْبَرَ، اسْتَعْلَمَ سے اسْتَعْلَمَ، تَسَلَّمَ سے تَسَلَّمَ وغیرہ۔
- مذکورہ مثالوں میں فعل مجہول بناتے ہوئے سبھی ماضی کے افعال کے ماقبل آخر کو کسرہ دیا گیا اور پھر اس مکسور حرف سے پہلے کے حرکت والے سبھی حروف کو ضمہ دے دیا گیا، چنانچہ فتح کے فاء کو، استخبر اور استعلم کے ہمزہ اور تاء کو، ایسے ہی تسلیم کے تاء اور سین کی حرکتوں کو ضمہ سے بدل دیا گیا۔
- 4- جب فعل ماضی اُجوف (معتل العین) ہو تو اس کے عین کو یا سے بدل دیتے ہیں اور ماقبل کو کسرہ دے دیا جاتا ہے جیسے قَالَ سے قِيلَ، زَادَ سے زِيدَ، صَادَ سے صِيدَ وغیرہ۔
- مذکورہ بالا مثالوں میں وارد ہر ایک فعل ماضی کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف علت آیا ہے جس کو تعلیل کے بعد اُلف سے تبدیل کر دیا گیا ہے، چنانچہ اس قبیل کے سارے ماضی کے افعال معروفہ میں مجہول بناتے وقت اُلف کو یا سے بدل کر اس کے ماقبل کو مکسور کر دیا جاتا ہے۔
- 5- جب فعل مضارع ہو تو مجہول بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو فتح دے دیا جاتا ہے جیسے يَحْفَظُ سے يُحْفَظُ، يَكْرِمُ سے يُكْرَمُ

سے یُکْرَم، یُقَدِّم سے یُقَدِّم، یُسْتَعْلَم سے یُسْتَعْلَم، یَتَسَلَّم سے یَتَسَلَّم، یُشَاهِد سے یُشَاهِد وغیرہ۔
 6۔ البتہ جب فعل مضارع کا ماقبل آخرواوا یا یاء ہو تو اس واوا یا یاء کو اَلْف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے یقول سے یُقَال، یزید سے یُزَاد، یستفید سے یُسْتَفَاد، یُنیر سے یُنَار وغیرہ۔

معلومات کی جانچ

- 1۔ نائب فاعل کسے کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام کیا ہے؟
- 2۔ کسر الولد الکأس میں کون سا لفظ نائب فاعل بنے گا؟
- 3۔ قطف الطفل الزهرة میں فعل مجہول اور نائب فاعل کی ترکیب کے وقت فعل مذکر استعمال ہوگا یا مؤنث، اور کیوں؟
- 4۔ سرقت الدار جیسی مثال میں فاعل کو کس وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے؟
- 5۔ جب فعل ایک سے زائد مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو کون سے مفعول کو نائب فاعل بنایا جاتا ہے؟
- 6۔ اسم معرب کی تعریف کیجیے اور مثال دیجیے۔
- 7۔ اسم بنی کسے کہتے ہیں؟
- 8۔ کون کون سے بنی اسماء نائب فاعل بنتے ہیں؟
- 9۔ أعطیت کیسا میں نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے۔
- 10۔ عرف أنک مجتہد کی تقدیر کیا ہوگی اور جملہ کیسے نائب فاعل بنے گا؟
- 11۔ مصدر کے متصرف اور مختص ہونے کا کیا مطلب ہے؟
- 12۔ ظرف کے متصرف و مختص ہونے کا کیا مفہوم ہے؟
- 13۔ ذهب الی منزلک میں نائب فاعل کی تعیین کیجیے اور وجہ تعیین بھی بتائیے۔
- 14۔ سہرت لیلة قمراء میں ظرف کس شرط کے ساتھ نائب فاعل بن رہا ہے؟
- 15۔ استعلم اگر فعل ماضی مجہول ہو تو اس پر کیا حرکتیں آئیں گی؟
- 16۔ صیم کو کس طریقہ پر فعل مجہول بنایا گیا ہے؟
- 17۔ يتسلم اور يستفید سے فعل مجہول کس طرح بنایا جائے گا اور حرکات اور حروف کی تبدیلیوں کی وضاحت کیجیے۔

8.13 اکتسابی نتائج

جملہ فعلیہ فعل، فاعل اور مفعول بہ پر مشتمل ہوتا ہے جس میں فاعل ایک ایسے فعل تام معروف یا شبہ فعل کے بعد آتا ہے جس کا صدور خود فاعل کی ذات سے ہوتا ہے۔ یہ فاعل تین قسم کا ہوتا ہے: اسم ظاہر، اسم ضمیر اور اسم مؤول۔
 اسم ظاہر ہر اسم کو کہتے ہیں جو اسم ضمیر یا اسم مؤول نہ ہو، اسم ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم، مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جب کہ اسم مؤول

اس جملہ کو کہتے ہیں جو مصدر کی تاویل میں ہو کر کسی جملہ کا جز بنتا ہے۔

فاعل کے مطابق فعل کبھی واحد، کبھی تثنیہ اور کبھی جمع لایا جاتا ہے، چنانچہ فاعل جب اسم ظاہر ہو تو خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع، فعل ہر حال میں واحد استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر جب کوئی ضمیر فاعل بنے تو فعل ہمیشہ اس ضمیر کے مرجع کے مطابق واحد، تثنیہ یا جمع میں سے کوئی آتا ہے۔
دو صورتوں میں فعل کو مؤنث استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے، اول یہ کہ فاعل جب مؤنث حقیقی ہو اور فعل سے متصل ہو، دوم یہ کہ فاعل ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو۔

فاعل کی کچھ ایسی بھی شکلیں ہوتی ہیں جن کا اعتبار کرتے ہوئے فعل کو مذکر مؤنث دونوں استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

۱۔ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل فاعل کے درمیان فصل نہ ہو۔

۲۔ فاعل مؤنث مجازی ہو، چاہے فعل سے متصل ہو یا منفصل۔

۳۔ فاعل جمع مکسر ہو، خواہ مذکر کی جمع ہو یا مؤنث کی۔

۴۔ فاعل اسم جمع ہو۔

۵۔ جب فاعل ایک ایسی ضمیر ہو جو مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف راجع ہو۔

۶۔ فاعل جب جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کے ملحقات میں سے کوئی ہو۔

۷۔ فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں اُلف اور تاء کا اضافہ کر کے جمع بنائی گئی ہو۔

۸۔ فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث کے لیے ہو۔

۹۔ جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور اس کا فعل نعم، بئس یا ساء افعال مدح و ذم میں سے کوئی ہو۔

جملہ فعلیہ کی ترکیب عام طور پر پہلے فعل پھر فاعل اور پھر مفعول پر مشتمل ہوتی ہے جس میں فاعل و مفعول بہ کی تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہوتی ہے۔ مگر چند صورتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا اور اسے فعل کے فوراً بعد ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اول یہ کہ فاعل جب ضمیر متصل ہو جو فعل سے ملحق ہو کر ہی استعمال ہوتی ہے، دوم یہ کہ مفعول میں الا یا انما کے ذریعہ حصر کے معنی پیدا کرنا مقصود ہوں تو فاعل کو فعل کے فوراً بعد لانا ضروری ہوتا ہے، سوم یہ کہ فاعل و مفعول ایسے اسماء ہوں جن کو کسی لفظی یا معنوی قرینہ کی عدم موجودگی کے سبب پہچانا دشوار ہو جائے تو فاعل کو لازمی طور پر فعل کے فوراً بعد ذکر کیا جاتا ہے۔

فاعل اعراب بالحرکت یا اعراب بالحرف کے ذریعہ ہمیشہ حالت رفع میں ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو فعل میں وجوبی طور پر ایک ضمیر مستتر ہوتی ہے جو فاعل بنتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فاعل کے فعل کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے اور فاعل سے پہلے ایک فعل محذوف مان لیا جاتا ہے۔ کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ فعل و فاعل دونوں کو حذف کر کے کسی تیسرے لفظ کو ان کا قائم مقام بنادیا جاتا ہے جس سے پورے پوشیدہ جملہ کو سمجھا جاسکتا ہے۔
نائب فاعل وہ مسند الیہ ہوتا ہے جو فعل مجہول یا اسم مفعول کے بعد آتا ہے اور اس پر فاعل کے تمام احکام نافذ ہوتے ہیں۔ اس کو مفعول مالم یسم فاعلہ بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ مسند الیہ ہونے کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے اور جملہ میں مذکور بھی۔ اگر وہ مذکور نہ ہو تو کوئی ضمیر مستتر نائب

فاعل بنتی ہے۔ جس طرح فاعل کے مطابق فعل کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعینہ ویسے ہی نائب فاعل کے مطابق بھی فعل مجہول کی کئی حالتیں ہوتی ہیں، چنانچہ اگر وہ مؤنث ہو تو اس کے فعل مجہول کو واحد مؤنث اور اگر مذکر ہو تو فعل مجہول کو واحد مذکر لانا ضروری ہوتا ہے خواہ خود نائب فاعل واحد، متثنیہ یا جمع کیوں نہ ہو، غرض وہ تمام صورتیں جو فاعل کے مطابق فعل معروف کی ہوتی ہیں، نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول پر بھی منطبق ہوتی ہیں۔

نائب فاعل چونکہ فاعل کے حذف پر دلالت کرتا ہے اس لیے جن وجوہات کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے وہ وجوہات یا تو معروف ہوتی ہیں یا غیر معروف۔ کبھی بغرض ابہام اور کبھی بصورت خوف بھی فاعل کو حذف کر کے نائب فاعل کو اس کا قائم مقام بنالیا جاتا ہے۔ ایسا ہی اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب فاعل کا ذکر کسی فائدہ کا سبب نہ ہو اور فعل مجہول کے ساتھ مفعول بہ کو نائب فاعل بنا کر فائدہ حاصل کر لیا جائے۔

فعل متعدی کا مفعول اول فاعل کے حذف کے بعد نائب فاعل بنتا ہے، مگر کبھی فعل لازم کو مجہول بنا کر جار مجرور، ظرف یا مصدر میں سے کسی کو نائب فاعل بنایا جاتا ہے، مگر ظرف اور مصدر کے لیے شرط ہوتی ہے کہ دونوں متصرف ہوں اور اضافت یا صفت کے ذریعہ ان کی تخصیص کی گئی ہو، کیوں کہ خواہ مصدر ہو یا ظرف جب تک وہ مختص و متصرف نہ ہوں، نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

فعل ماضی معروف کو مجہول بناتے وقت ماقبل آخر سے پہلے والے حرف کو کسرہ دے کر اس سے پہلے کے سبھی متحرک حروف کو ضمہ دے دیا جاتا ہے، البتہ جب فعل معروف کا عین کلمہ الف ہو یعنی وہ معتل الوسط ہو تو اس الف کو یاء سے بدل کر اس کے پہلے کو کسرہ دے دیا جاتا ہے۔ جب فعل مضارع ہو تو اس کو مجہول بناتے وقت علامت مضارع کو ضمہ اور ماقبل آخر کو فتح دے دیا جاتا ہے، تاہم اگر اس فعل مضارع کا آخر سے پہلے حرف یاء یا واو ہو تو اس یاء یا واو کو الف سے بدل کر فعل مجہول بنالیا جاتا ہے۔

معلومات کی جانچ:

1۔ ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اور فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

الف: جاء القطار ووقف على الرصيف۔

ب: طارت الحمامة وجلست على الشجرة۔

ج: عجت البنتان الدقيق وخبزتا الخبز۔

د: كتب التلميذ الدرس وحفظه۔

ه: كتب المدرس الدرس على السبورة۔

و: أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّيْبَ۔

ز: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔

ح: يلمع البرق ويخطف الأبصار۔

ط: تطبخن الطعام وتغسلن ثياب أولادكن۔

ي: لا تدوم صداقة اللئيم۔

2۔ ذیل کے جملوں میں فاعل کے مطابق فعل کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت کو درست کیجیے۔

الف: تلعبان الولدان كرة السلة ويفرحون۔

ب: الفلاح تحرث الأرض وتسقيها۔

ج: رأت فاطمة الأسد وفر منه۔

د: سمع الطالبات الخبر من إذاعة فرنسا۔

ه: الشمس يطلع من المشرق۔

و: النجوم يتلألأ في أفق السماء عند المساء۔

ز: الأخوات الأربع يذهبن إلى الجامعة۔

ح: أوقدوا النسوة الموقد بالكبريت۔

3۔ درج ذیل جملوں کی ترکیب کیجیے۔

الف: سرّنی أنك نجحت۔

ب: ينبغي أن تراجع الدرس وتكتبه على الكراسة۔

ج: يغضبني أن تسب أحدا۔

د: بلغني أنك تعمل في معمل۔

ه: ساءني أن تلعبوا في الفصل۔

و: قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ۔

4۔ ذیل کے کلمات کو فاعل بناتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجیے۔

الدار	-	الشمس	-	الأعراب	-	الثواكل	-	الإمرأة
النساء	-	الأدباء	-	المسلمون	-	البنون	-	أولو
العلم	-	أولات الفضل.						

5۔ ذیل کے جملوں میں فاعل کی وجوبی تقدیم کے اسباب بتائیے۔

الف: سمعت كلام الله وحفظته ب: انما يعرف الانسان نفسه

ج: نصر موسى عيسى د: أكرم هذا ذاك

ه: ما ضرب ماجد الاحامدا و: نصر أبي صديقي

6۔ درج ذیل جملوں میں مفعول بہ کو نائب فاعل بناتے ہوئے جملوں کو دوبارہ لکھیے۔

الف: غرس البستاني الشجر -

ب: سرق اللص المتاع -

ج: اعتقل الشرطي السارق بالقرب من المطار الدولي -

د: أكل الفأر الجبن -

ه: تجمع النملة الغذاء -

و: يذيع التلفزيون أنباء العالم في حينها -

ز: يظن المسافر الطائرة متأخرة -

ح: يحلب الرجل البقرة -

7- ذیل کے جملوں میں نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے اور وجہ بھی بتائیے۔

الف: فُرح بنجاح أحمى -

ب: ذهب الى منزلک -

ج: سهرت ليلة القدر -

د: يمشى أمامک -

ه: يسجد سجود الخاشعين -

و: فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً -

ز: يزدحم ازدحام شديد في الأسواق -

ح: صيم يوم واحد -

8- ۶ جملے ایسے بنائیے جن میں نائب فاعل جار مجرور، ظرف یا مصدر ہوں۔

9- ذیل میں دیئے گئے فعل معروف کو فعل مجہول میں بدلے۔

وجد - فتح - قاس - ساق - أنعم - اختلط

تجمل - استنصر - ترنم - تجهم - يكتب - يقرأ

يزيد - يقول - يكرم - ينتقل - يتكلم - يهذب

يعتقد - يستقبل - يقاتل

10- ذیل کے اشعار کا ترجمہ کیجیے اور نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

لَعْمَرِي لَقَدْ لَاحَتْ عَيْنُ كَثِيرَةٍ إِلَى ضَوْءِ نَارٍ بِالْفِجَاعِ تُحَرِّقُ

نُشِبَ لِمَقْرُورَيْنِ يَصْطَلِيَانَهَا وَبَاتَ عَلَى النَّارِ النَّدَى وَالْمَحَلُّ

11۔ درج ذیل آیات میں وارد افعال کی وجوہی تانیث کے اسباب بتائیے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ۔ وَإِذَا الْجِبَالُ سَوِيَتْ۔ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۔ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ۔ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ۔ وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ۔ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ۔ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ۔ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ۔ عَلِمْتَ نَفْسَ مَا أَحْضَرَتْ۔

8.14 فرہنگ

الفاظ	معانی
الف۔ درس میں وارد الفاظ	
المكتبة	: لائبریری
ترافع یترافع	: دفاع کرنا، تائید کرنا، وکالت کرنا
المُحامي	: وکیل، ایڈوکیٹ، دفاع کرنے والا، حمایت کنندہ، طرف دار
قاتل یقاتل	: قتل کرنا، جنگ کرنا
المناضلون	: المناضل کی جمع، جنگ جو، لڑاکو، جاں باز، سرفروش، برسر پیکار سپاہی
تقرر یتقرر	: طے ہونا، قرار پانا، مقرر ہونا
سب یسب	: گالی دینا، مغلظات بکنا، برا بھلا کہنا
سب	: گالی
سریسر	: خوش کرنا
بلغ یبلغ	: خبر پہنچنا، پہنچنا
ینبغی	: لائق و سزاوار ہے، مناسب ہے، چاہیے کہ
أعجب یعجب	: بھلا معلوم ہونا، انوکھا لگنا، پسند آنا، حیرت و تعجب میں ڈالنا
حضر یحضر	: حاضر ہونا، اٹینڈ کرنا، آنا
الجمال	: الجمّل کی جمع، اونٹ
ساریسیر	: چلنا، حرکت کرنا
اشتہر یشتہر	: مشہور ہونا، شہرت پانا

حنایحنو	: شفقت کرنا، مہربان ہونا، مائل ومتوجہ ہونا
طاربطیر	: پرواز کرنا، اڑنا
الیمامة	: فاختہ، ایک قسم کا پرندہ
نہض ینہض	: اٹھنا، ترقی کرنا
ہدّ دیہدّ	: خطرہ بننا، نقصان پہنچانا، دھمکی دینا، چیلنج کرنا، ڈرانا
الحضارة البشریة	: انسانی تہذیب
انکدرینکدر	: بکھر جانا، تاریک ہو جانا، گر پڑنا
نالینال	: پانا، حاصل کرنا
الجانزة	: انعام، ایوارڈ
الفائزة	: کامیاب لڑکی یا عورت
اندلع یندلع	: پھوٹ پڑنا، جنگ بھڑکنا
حرب	: جنگ
أعراب	: اعرابی کی جمع، بدو، دیہاتی لوگ
ناح ینوح	: نوحہ کرنا، گریہ کرنا، آہ و بکا کرنا
الثواکل	: ٹکلی کی جمع، وہ عورت جس کا بچہ مر گیا ہو
هبط یهبط	: اترنا، نیچے آنا
رُود الفضاء	: خلا باز، خلائی مسافر، خلاپیما
بنون	: ابن کی جمع، بیٹے، نرینہ اولاد
سِنون	: سنہ کی جمع، سال
عالمون	: عالم کی جمع، دنیا، جہان، تمام مخلوق
أهلون	: اہل کی جمع، رشتہ دار، کنبہ، اہل و عیال، گھروالے
أرضون	: ارض کی جمع، زمین، سیارہ زمین، فرش، نچلا حصہ
سِجَلَات	: سِجَل کی جمع، رجسٹر، ریکارڈ، دستاویز
نِعَم	: فعل مدح بمعنی کیا ہی خوب، کتنا اچھا، کتنا عمدہ
بِئْسَ	: فعل ذم بمعنی کیا ہی برا، کتنا برا

سَاء	: فعل ذم بمعنی کتنا برا، کیا ہی قبیح
عرف يعرف	: جاننا، پہچاننا
اتبع يتبع	: اتباع کرنا، پیروی کرنا، نقش قدم پر چلنا
أكرم يكرم	: عزت کرنا، پذیرائی کرنا
غلب يغلب	: غالب آنا، فوقیت رکھنا
أنهك ينهك	: نڈھال کرنا، ادھ مرا کر دینا، بے جان کر دینا
بعث يبعث	: بھیجنا
عاملین	: عامل کاشتہ، مزدور، ورکرز
نجح ينجح	: کامیاب ہونا
قطف يقطف	: توڑنا، چننا
الزهرة	: پھول، کلی
استقال يستقيل	: استعفی دینا، سبک دوش ہونا، چھوڑنا، ترک کرنا
عقد يعقد	: منعقد کرنا
المؤتمرات الدولية	: بین الاقوامی کانفرنسیں
نزع السلاح	: غیر مسلح کرنا، ہتھیار کرنا، ہتھیار اتارنا
الموظف	: ملازم، نوکری پیشہ، آفیسر
هزم يهزم	: شکست دینا، ہرانا
سرق يسرق	: چوری کرنا
الحليب	: دودھ
الأثاث	: ساز و سامان، فرنیچر
حنی يحنی	: سلام کرنا، گریٹ کرنا
ردّ يدردّ	: لوٹانا، واپس کرنا، جواب دینا
الفراش	: چپراسی، نوکر، صاف صفائی والا
شاهد يشاهد	: مشاہدہ کرنا، دیکھنا
لاعبون	: لاعب کی جمع، کھلاڑی، پلیئر

المدير	: پرنسپل، ڈائریکٹر، مینیجر
کسایکسو	: پہنانا، کپڑا پہنانا
کیس	: تھیلی، بٹوا، پرس، بوری
حاکم یحاکم	: مقدمہ چلانا، مقدمہ دائر کرنا
المذنب	: گناہ گار
کافأیکافأ	: بدلہ دینا، صلہ دینا
أوحی یوحی	: وحی کرنا، اشارہ دینا، پیغام دینا، الہام کرنا، دل میں ڈالنا
استمع یستمع	: غور سے سننا
نفر	: جماعت، گروہ
هجم یهجم	: حملہ کرنا
مشية	: چال
الغطريس	: ظالم، متکبر، خود پسند، اکڑ کر چلنے والا
نفخ ینفخ	: پھونک مارنا، پھونکنا
الصور	: صورت، بگل، نرسنگھا
نفخة	: پھونک، ایک پھونک، سانس
سهر یسهر	: شب بیداری کرنا، رات میں جاگنا
صام یصوم	: روزہ رکھنا
سکت یسکت	: خاموش رہنا، سکوت اختیار کرنا
المجتهد	: محنتی
أنهى ینهى	: تمام کرنا، ختم کرنا
النوافذ	: النافذة کی جمع، کھڑکیاں
أغلق یغلق	: بند کرنا
منح یمنح	: عطا کرنا، دینا
نادی ینادی	: آواز لگانا، پکارنا
قدم یقدم	: پیش کرنا

استعلم يستعلم	: جانکاری حاصل کرنا، انکوائری کرنا، معلوم کرنا
تسلم يتسلم	: رسیو کرنا، حاصل کرنا، وصول کرنا، قبضہ میں لینا
صادیصید	: شکار کرنا، جال یا پھندا لگا کر پکڑنا
استخبر يستخبر	: پتہ لگانا، خبر معلوم کرنا، معلومات دریافت کرنا
أنارینیر	: روشن کرنا، واضح کرنا
ب: تمرینات میں وارد الفاظ	
وقف یقف	: رکنا، ٹھہرنا
الر صیف	: پلیٹ فارم
الحمامة	: الحمام کا واحد، کبوتر (نر اور مادہ دونوں کے لیے)
عجن یعجن	: گوندھنا
الدقیق	: آٹا، باریک، پتلا
خبز یخبز	: روٹی پکانا
أحلّ یحلّ	: حلال کرنا، جائز کرنا
البيع	: تجارت، خرید و فروخت
حزم یحزم	: حرام کرنا
الربا	: سود
لمع یلمع	: چمکنا، نمودار ہونا، روشن ہونا
البرق	: بجلی
خطف یخطف	: بجلی کا نگاہ کو خیرہ کرنا، بینائی چھین لینا، اچک لینا
طبخ یطبخ	: کھانا پکانا، پکانا
دام یدوم	: باقی رہنا، قائم رہنا
صداقة	: دوستی
اللئیم	: کمینہ، رذیل، کم ظرف، گھٹیا، کنجوس
كرة السلة	: باسکٹ بال
حرث یحرث	: کھیت جو تنا

سقی بسقی	:	پلانا، سیراب کرنا
فریفر	:	بھاگنا، فرار ہونا
إذاعة	:	ریڈیو، چینل
تَلَاؤُا يَتَلَاؤُا	:	جگگنا، جھلملانا، چمکنا
أفق	:	افق، کنارہ آسمان
أوقد يوقد	:	آگ جلانا، روشن کرنا، سلگانا
الموقد	:	چولہا، اسٹو، انگیٹھی، آگ جلانے کی جگہ
الكبريت	:	ماچس
معمل	:	فیکٹری، مل، لیباریٹری
غرس يغرس	:	پیڑ لگانا، شجر کاری کرنا، بونا
البستاني	:	مالی، باغبان
اللص	:	چور
المتاع	:	سامان
اعتقل يعتقل	:	گرفتار کرنا
المطار الدولي	:	انٹرنیشنل ایرپورٹ
النملة	:	چیونٹی
أكل يأكل	:	کھانا
الفأر	:	چوہا
الجبن	:	پنیر
أذاع يذيع	:	نشر کرنا، پھیلانا، اناؤنس کرنا، اعلان کرنا
أنباء	:	خبریں
ظن يظن	:	گمان کرنا، خیال کرنا
الطائرة	:	ہوائی جہاز، ایروپلین
حلب يحلب	:	دوہنا، دودھ دوہنا
ليلة قمرء	:	چاندنی رات

خاشعین	:	خاشع کی جمع، خشوع و خضوع والے، ڈرنے اور خوف کھانے والے
ازدحم یزدحم	:	بھیڑ بھاڑ ہونا، اژدحام ہونا
قاس یقیس	:	اندازہ لگانا، قیاس کرنا
ساق یسوق	:	کھینچنا، ہانکنا، ڈرائیو کرنا
اختلط یختلط	:	مل جانا، مخلوط ہونا، گڈمڈ ہونا، خلط ملط ہونا، آمیزش ہونا
تجمل یتجمل	:	خوبصورت بننا، آراستہ ہونا، سنگار کرنا، میک اپ کرنا، خوش اخلاق بننا، مصائب پر صبر کرنا
استنصر یستنصر	:	مدد و حمایت چاہنا، فریاد کرنا
ترنم یترنم	:	ترنم سے پڑھنا، گانا، سر پیدا کرنا، راگ الاپنا، خوش آواز ہونا
تجهم یتجهم	:	ترش روئی یا بدکلامی سے پیش آنا، چیں بہ جیں ہونا، ناگواری کا اظہار کرنا
هذب یهذب	:	مہذب بنانا، تہذیب و تنقیح کرنا، اخلاق سنوارنا، شائستہ بنانا، عمدہ ترتیب دینا
اعتقد یعتقد	:	یقین و اعتقاد کرنا، سچا جاننا، دل سے ماننا، خیال کرنا، سمجھنا
لاح یلوح	:	جھلملانا، طلوع ہونا، ظاہر ہونا، دکھائی دینا، نمایاں ہونا، دیکھنا
عیون	:	عین کی جمع، آنکھیں، نگاہیں
ضوء	:	روشنی
حرق یحرق	:	جلانا، روشن کرنا
شب یشب	:	روشن کرنا، آگ روشن کرنا
مقرورین	:	مقرور کا تثنیہ حالت جر میں بمعنی دوسری کھائے ہوئے شخص
اصطلی یصطلی	:	باب افتعال سے، آگ تاپنا، گرمی حاصل کرنا
بات یبیت	:	رات گزارنا، شب باشی کرنا
الندی	:	سحابت، فیاضی، خیر و نفع، شبنم، بارش
المحلق	:	ایک شخص کا نام، دور جاہلیت میں اُعشی نامی شاعر کا ایک ممدوح
البارحة	:	گزشتہ رات
کؤر یکؤر	:	لپیٹنا، روشنی دہی یا بالکل ختم کر دینا
الجبال	:	العجل کی جمع، پہاڑ
سیر یسیر	:	چلانا، حرکت دینا

العشراء کی جمع، دس ماہ کی حاملہ اونٹنی	العشار
بے کار کرنا، چھوڑ دینا، اونٹوں یا جانوروں کو بلا چرواہا چرنے کے لیے چھوڑ دینا	عطل يعطل
الوحش کی جمع، جنگلی جانور، وحشی جانور، درندے	الوحوش
جمع کرنا، اکٹھا کر کے لے چلنا	حشري حشر
البحر کی جمع، سمندر، دریا	البحار
بھرنا، لبالب کرنا، خوب گرم کرنا، آگ کر دینا	سجري سجر
النفس کی جمع، روح، جان، جسم، شخص، تنفس	النفوس
باہم ملانا، مربوط کرنا، جوڑ لگانا	زوج يزوج
زندہ درگور کی گئی لڑکی، جیتے جی دفنادی گئی بچی	المؤودة
الصحيفة کی جمع، اعمال کا دفتر، لکھا ہوا کاغذ وغیرہ، لکھا ہوا مضمون، اخبار، روزنامہ	الصحف
پھیلا نا، کھولنا، شائع کرنا	نشر ينشر
ہٹانا، الگ کرنا، کھال اتارنا	كشط يكشط
بھڑکتی ہوئی آگ، نہایت گرم جگہ، جہنم، دوزخ	الجحيم
شعلہ بھڑکانا، آگ دھکانا	سعر يسعر
قریب کرنا، نزدیک کرنا، آگے لانا	أزلف يزلف
لانا، حاضر کرنا	أحضر يحضر

8.15 نمونے کے امتحانی سوالات

- 1- فاعل کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ساتھ اس کی قسمیں بیان کیجیے۔
- 2- کتنی صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہوتا ہے، مثالوں کے ساتھ ذکر کیجیے۔
- 3- فاعل کے مطابق فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں استعمال کرنا کتنی جگہوں پر جائز ہوتا ہے، ہر ایک کی تفصیل مع مثال بیان کیجیے۔
- 4- کتنی صورتوں میں وجوباً فاعل کو فعل کے فوراً بعد لانا ضروری ہوتا ہے، مع مثال لکھیے۔
- 5- نائب فاعل کی تعریف کیجیے اور چند مثالیں بھی دیجیے۔
- 6- وہ کون سی وجوہات ہیں جن کے پیش نظر فاعل کو حذف کر کے فعل مجہول اور نائب فاعل کے ذریعہ جملہ بنایا جاتا ہے، ہر ایک کے لیے مثالیں بھی دیجیے۔
- 7- نائب فاعل جب اسم معرب ہو تو اعراب بالحرف و اعراب بالحرکت کے ذریعہ کس طور پر مرفوع ہوتا ہے، بیان کیجیے۔

- 8- مصدر مؤول کس طرح نائب فاعل بنتا ہے، مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 9- نائب فاعل جب ظرف یا مصدر ہو تو کن شرطوں کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے، ہر ایک کی تفصیل مع مثال بیان کیجیے۔
- 10- جار مجرور کو کس صورت میں نائب فاعل بنایا جاتا ہے، چند مثالیں بھی دیجیے۔
- 11- فعل ماضی معروف کو مجہول کس طرح بنایا جاتا ہے، لکھیے۔
- 12- مضارع معروف سے مضارع مجہول بنانے کے لیے کون کون سی تبدیلیاں کی جاتی ہیں، مثالوں سے واضح کیجیے۔
- 13- ذیل کے جملوں میں فعل کی وجوبی تانیث اور جوازی تانیث کے اسباب بتائیے۔

۱: جاءت في المستشفى ممرضة بارعة۔

۲: الشمس غربت والنجوم طلعت۔

۳: أَشْرَقَ بَكَ الدَّارِ۔

۴: خافت زينب فزلت قدمها۔

۵: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ۔

۶: وَإِذَا الْمَوْؤَدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔

۷: قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ۔

۸: حياتي قصة بدأت بكأس۔

۹: الْأَزْهَارُ قُطِفَتْ وَالصَّبِيانُ ضُرِبَتْ۔

۱۰: لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ۔

۱۱: وَإِذَا الْبِحَارُ فَجْرَتْ۔

۱۲: وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ۔

14- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب فعل سے پر کیجیے۔

۱: _____ الأمهات ثياب أولادهن و _____ لهم الطعام۔

۲: المؤمنون _____ بالمعروف و _____ عن المنكر۔

۳: _____ حميدة في الاختبار السنوي۔

۴: _____ اللاعبين _____ كرة القدم في الملعب۔

۵: _____ النجوم _____ بعد أن _____ الشمس۔

۶: _____ الدار البارحة۔

٧: أخى سورة الرحمن وأنا----- سورة الحديد۔

٨: بنجاح أخيك۔

٩: سجود الخاشعين۔

١٠: فإذا----- في الصور نفخة واحدة۔

8.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- 1۔ النحو الواضح علي الجارم ومصطفى أمين
- 2۔ جامع الدروس العربية الشيخ مصطفى الغلاييني
- 3۔ ملخص قواعد اللغة العربية فؤاد نعمة
- 4۔ القواعد الأساسية في النحو والصرف يوسف الحمادى ومحمد محمد الشناوى ومحمد شفيق عطا
- 5۔ فيض النحو شيراف الدين ندوى
- 6۔ كتاب النحو عبد الرحمن امرتسرى

اکائی 9 مبتدا و خبر۔ مطابقت

اکائی کے اجزا

- 9.1 مقصد
- 9.2 تمہید
- 9.3 مبتدا و خبر
- 9.4 مبتدا کی قسمیں
- 9.5 مبتدا: معرفہ۔ نکرہ
- 9.6 مبتدا ضمیر متصل کی صورت میں
- 9.7 خبر اور اس کی قسمیں
- 9.8 مبتدا اور خبر جملہ کے درمیان رابطہ
- 9.9 خبر: معرفہ۔ نکرہ
- 9.10 تعدد خبر
- 9.11 مبتدا و خبر مشتق کے درمیان مطابقت
- 9.12 مبتدا غیر عاقل کی جمع کی خبر
- 9.13 جمع مگسٹر عاقل کی خبر
- 9.14 مبتدا کی تقدیم
- 9.15 مبتدا کا حذف
- 9.16 اکتسابی نتائج
- 9.17 فرہنگ
- 9.18 نمونے کے امتحانی سوالات
- 9.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

9.1 مقصد

اس اکائی کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ، جملہ اسمیہ کے دو بنیادی جز: مبتدا و خبر کو جان سکیں۔ اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- ☆ مبتدا و خبر سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ مبتدا و خبر کے استعمال پر بخوبی قادر ہو جائیں گے۔
- ☆ مبتدا و خبر کی قسموں سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ مبتدا و خبر کی تعریف و تنکیر سے مطلع ہو جائیں گے۔
- ☆ مبتدا و خبر جملہ کے درمیان جو رابطہ ہوتا ہے، اس سے شناسائی ہو جائے گی۔
- ☆ تعدد و خبر کے بارے میں آگاہی حاصل کر لیں گے۔
- ☆ مبتدا و خبر کے درمیان مطابقت کے بارے میں جان لیں گے۔
- ☆ مبتدا کے حذف و تقدیم سے باخبر ہو جائیں گے۔

9.2 تمہید

کلام مفید یا جملہ کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ عربی زبان میں کوئی بھی کلام یا جملہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے بنتا ہے۔ کوئی بھی جملہ دو الفاظ سے کم کا نہیں ہوتا۔ جملہ کی بحث میں ہی آپ نے یہ بھی جان لیا ہوگا کہ جملہ کی دو قسمیں ہیں:

جملہ اسمیہ: جو جملہ اسم سے شروع ہوتا ہے، اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں، جیسے:

الَّذِينَ يَسُوءُ

جملہ فعلیہ: جو جملہ فعل سے شروع ہوتا ہے، اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں، جیسے:

ظَهَرَ الْحَقُّ

جملہ اسمیہ کے اندر دو بنیادی جز ہوتے ہیں، ان دونوں کے بغیر جملہ کا معنی پورا نہیں ہو سکتا، ان دونوں جز کو مبتدا اور خبر کہا جاتا ہے۔

آئیے اب ہم مبتدا و خبر کو تفصیل سے جانیں۔

9.3 مبتدا و خبر

مبتدا: وہ اسم مرفوع ہے جو جملہ اسمیہ کے شروع میں آتا ہے اور اسی سے کلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ مبتدا کو مُسند الیہ بھی کہا جاتا ہے۔

خبر: وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کے بارے میں معلومات فراہم کرے، خبر سے جملہ کا معنی پورا ہو جاتا ہے، خبر کو مُسند بھی کہا جاتا ہے۔ مبتدا و خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں، جیسے:

سَلِيمٌ عَاقِلٌ (سليم عقلمند ہے)

اس مثال میں سَلِيم مبتدا و مرفوع اور عَاقِل خبر و مرفوع ہے اور لفظ عَاقِل سَلِيم کے عقلمند ہونے کی خبر دے رہا ہے، اور جیسے: زَيْنَب طَبِيبَةٌ (زینب ایک ڈاکٹر ہے) میں زَيْنَب مبتدا و مرفوع اور طَبِيبَةٌ خبر و مرفوع ہے۔

9.4 مبتدا کی قسمیں

مبتدا کی کئی قسمیں ہیں:

___ مبتدا کبھی اسم ذات (علم کی صورت میں) آتا ہے، جیسے:

زَيْنَدٌ مُّجْتَهِدٌ هِنْدٌ حَاضِرَةٌ

___ مبتدا کبھی اسم جنس کی صورت میں آتا ہے، خواہ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ (اَل) ہو، یا معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے:

الْأَسَدُ حَيَوَانٌ مُّفْتَرِسٌ

حَيَوَانٌ الْعَابَةُ مُخَيِّفٌ

___ مبتدا کبھی اسم معنی (زیادہ تر مصدر کی صورت میں) ہوتا ہے، خواہ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ (اَل) ہو، یا معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے:

الْعَدُوُّ مَذْمُومٌ

وَفَاءُ الصَّدِيقِ مَحْمُودٌ

___ مبتدا کبھی ضمیر منفصل کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے:

أَنْتَ كَرِيمٌ

___ مبتدا، اسم صحیح ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا، اس کے برخلاف مبتدا کبھی اسم مقصور بھی ہوتا ہے، جیسے:

الْفَتَى مُؤْجُوذٌ

مُنَى حَاضِرَةٌ

یوں ہی بعض اوقات مبتدا اسم منقوص بھی ہوتا ہے، جیسے:

الْقَاضِي عَادِلٌ

الدَّاعِي مَسْرُورٌ

ان مثالوں میں الْفَتَى، مُنَى، الْقَاضِي اور الدَّاعِي مبتدا ہیں اور محلاً مرفوع ہیں۔

___ اکثر جگہوں پر مبتدا اسم صریح ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے ملاحظہ کیا، لیکن کبھی کبھی مبتدا، مصدر مؤول بھی ہوتا ہے، جیسے:

أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (یعنی: صِيَامُكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ)

وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (یعنی: عَفْوُكُمْ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى)

9.5 مبتدا: معرفہ-نکرہ

مبتدا کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، جیسے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

أَنَا مُحَاضِرٌ

هَذِهِ مَدْرَسَةٌ

الَّذِي يُعْبَدُ غَيْرَ اللَّهِ مُشْرِكٌ

الْقُرْآنُ كِتَابُ اللَّهِ

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ

لیکن اس اصل کے برخلاف مبتدا کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار و مجرور ہو، اور مبتدا سے پہلے آئے، جیسے: عِنْدِي مَكْتَبَةٌ (میرے پاس ایک لائبریری ہے)۔ اس مثال میں مکتبہ مبتدا، نکرہ، مؤخر اور مرفوع ہے، اور عِنْدِي خبر مقدم اور مرفوع ہے۔ اور جیسے: فِي يَدَي قَلَمٌ، اس مثال میں قَلَمٌ مبتدا، نکرہ، مؤخر اور مرفوع ہے، اور فِي يَدَي جار و مجرور، اور خبر مقدم ہے۔

(ب) مبتدا بسا اوقات جملہ کے شروع میں ہوتے ہوئے بھی نکرہ ہوتا ہے، اگر مبتدا میں اضافت، صفت یا جار و مجرور کی وجہ سے اختصا ص پیدا ہو جائے، جیسے:

۱۔ كَلِمَةٌ حَقٌّ فَاصِلَةٌ (اضافت کی وجہ سے اختصا ص)

۲۔ نَظَرَةٌ حَنَانٌ مَحْبُوبَةٌ (اضافت کی وجہ سے اختصا ص)

۳۔ أَنَاةٌ عَاقِلٌ مُصَيَّبَةٌ (اضافت کی وجہ سے اختصا ص)

۴۔ خَبْرَةٌ حَكِيمٌ مُجَرَّبَةٌ (اضافت کی وجہ سے اختصا ص)

۵۔ طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ فِي الْفَضْلِ (صفت کی وجہ سے اختصا ص)

۶۔ طَالِبَةٌ دَارِسَةٌ مُقْبِلَةٌ (صفت کی وجہ سے اختصا ص)

۷۔ شَابٌ عَرَبِيٌّ فِي الْحَجَرَةِ (صفت کی وجہ سے اختصا ص)

۸۔ دَوَاةٌ فَارِغَةٌ عَلَى الْمَكْتَبِ (صفت کی وجہ سے اختصا ص)

۹۔ عَطَاءٌ فِي السِّرِّ خَيْرٌ مِنْ عَطَاءٍ فِي الْعَلَنِ (جار و مجرور کی وجہ سے اختصا ص)

۱۰۔ تَأَنٍّ فِي الْعَمَلِ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنَ التَّدَمُّعِ (جار و مجرور کی وجہ سے اختصا ص)

۱۱۔ هُدًى فِي الْحَيَاةِ نَافِعٌ لَكَ (جار و مجرور کی وجہ سے اختصا ص)

۱۲۔ سَهْرٌ لِلْمَذَاكِرَةِ عَمَلٌ مُفِيدٌ (جار و مجرور کی وجہ سے اختصا ص)

مذکورہ مثالوں میں تمام مبتدا جملوں کے شروع میں نکرہ ہیں مگر ان کے اندر اضافت، صفت یا جار و مجرور سے تعلق کی بنا پر یک گونہ اختصا ص

پیدا ہو گیا ہے۔ دسویں مثال میں تَأَنٍّ اسم منقوص ہے، اسم منقوص اگر معرف نہ ہو بلکہ نکرہ ہو تو اس سے 'یا' ساقط ہو جاتی ہے اور اس 'یا' کے بدلے میں

توین آتی ہے، ترکیب میں 'تَانِ' مبتدا اور محلامرفوع ہے۔ اسی طرح گیارہویں مثال میں 'هُدًى' بھی مبتدا اور محلامرفوع ہے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ مخصوص مقامات پر مبتدا نکرہ ہوتا ہے، حکیمانہ اقوال میں بطور خاص مبتدا نکرہ ہوتا ہے، جیسے: *عُصْفُورٌ فِي الْيَدِ خَيْرٌ مِنْ عُصْفُورَيْنِ عَلَى الشَّجَرَةِ* (یعنی: ایک چڑیا جو آپ کے ہاتھ میں ہے ان دو چڑیوں سے بہتر ہے جو درخت پر ہوں)، یہاں، عصفور نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے۔ اسی قبیل سے ہے عربی کا مشہور سلام: *سَلَامٌ عَلَيْكُمْ* یہاں بھی، سلام، نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے اور علیکم خبر ہے۔

اگر مبتدا کے اندر عمومیت پیدا ہو جائے تو نکرہ بھی مبتدا بن سکتا ہے، مبتدا میں عمومیت اس وقت پیدا ہوتی ہے:

۔ جب کہ مبتدا سے پہلے کوئی حرف استفہام ہو، جیسے:

أَقْلَمَ عَلَى الطَّوَلَةِ؟

هَلْ كَرِّمَ يَنْحَلُ بِمَالِهِ؟

۔ جب کہ مبتدا سے قبل کوئی حرف نفی ہو، جیسے:

لَا مُجْتَهِدٌ فِي صَفْنَا

مَا أَحَدٌ حَاضِرٌ

9.6 مبتدا ضمیر متصل کی صورت میں

مبتدا جس طرح ضمیر منفصل کی صورت میں ہوتا ہے اسی طرح ضمیر متصل کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی سے پوچھتے ہیں: *كَيْفَ أَنْتَ؟* (آپ کیسے ہیں؟)، اس مثال میں، *أَنْتَ*، ضمیر منفصل و مبتدا ہے اور محلامرفوع ہے، اور *كَيْفَ* خبر اور محلامرفوع ہے۔ اس جملہ کو بدل کر آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں: *كَيْفَ بَكَ؟* (آپ کیسے ہیں؟)، یہاں ”با“ حرف جر زائد ہے اور کاف (ک) مبتدا اور محلامرفوع ہے، اور یہ کاف ضمیر متصل ہے جو ضمیر منفصل *أَنْتَ* کی جگہ واقع ہے۔

یوں ہی آپ کسی کے بارے میں پوچھتے ہیں: *كَيْفَ هُوَ؟* (وہ کیسا ہے؟)، اسے بدل کر آپ *كَيْفَ بِهِ؟* (وہ کیسا ہے؟) بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس مثال میں بھی با، حرف جر زائد ہے اور با (ہ) مبتدا اور محلامرفوع ہے، اور یہ با ضمیر متصل ہے جو ضمیر منفصل *هُوَ* کی جگہ واقع ہے۔

معلومات کی جانچ:

1۔ درج ذیل جملوں میں مبتدا و خبر کی تعیین کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

۱۔ *المُحَاضِرُ نَشِيطٌ* ۲۔ *الطَّبِيبَةُ مَاهِرَةٌ*

۳۔ *الْمَذْبُوحُ جَالِسٌ* ۴۔ *الْحَيَّاطُ بَارِعٌ*

۵۔ *الْمَرِيضُ مُزْنَاخٌ* ۶۔ *حَامِدٌ وَاقِفٌ*

۷۔ *مَحْمُودٌ عَالِمٌ* ۸۔ *مُحَمَّدٌ رَسُولٌ*

۹۔ المہندس حاضِر ۱۰۔ الحداء جَدِيد

۱۱۔ التاجِر اَمِين ۱۲۔ الحَدِيقَةُ فَيَسِيحَةُ

۱۳۔ الفَقِير مُحْتَاج ۱۴۔ الهَوَاءُ مُتَجَدِّد

۱۵۔ الدَّوَاءُ مَمْلُوءٌ ۱۶۔ الشَّجَرَةُ مُثْمِرَةٌ

2۔ نیچے ذکر کیے گئے اسماء مبتدائیں، ان کے لیے مناسب خبر لائیں:

۱۔ الثوب _____ ۲۔ التفاح _____

۳۔ السرير _____ ۴۔ الصورة _____

۵۔ الدراجة _____ ۶۔ الكلية _____

۷۔ الطباخ _____ ۸۔ الجامعة _____

۹۔ السائق _____ ۱۰۔ الجزئ _____

۱۱۔ الكرسي _____ ۱۲۔ القطار _____

۱۳۔ الكتاب _____ ۱۴۔ الطائرة _____

۱۵۔ الغرفة _____ ۱۶۔ الحقیقة _____

۱۷۔ المدير _____ ۱۸۔ النظافة _____

۱۹۔ المدرس _____ ۲۰۔ القلنسوة _____

3۔ درجہ ذیل الفاظ خبر ہیں، ان کے لیے مناسب مبتدائیں۔

۱۔ بَارِدٌ _____ ۲۔ سَرِيعٌ _____

۳۔ فَائِزٌ _____ ۴۔ حَبِيزٌ _____

۵۔ شَهِيرٌ _____ ۶۔ ذَكِيٌّ _____

۷۔ قَدِيمٌ _____ ۸۔ صَغِيرٌ _____

۹۔ جَالِسٌ _____ ۱۰۔ مَاهِرٌ _____

۱۱۔ وَاجِبَةٌ _____ ۱۲۔ مُسْتَدِيرَةٌ _____

۱۳۔ مُفِيدٌ _____ ۱۴۔ جَمِيلَةٌ _____

۱۵۔ بَاكِیَةٌ _____ ۱۶۔ عَلِیلٌ _____

۱۷۔ مَذْبُوحَةٌ _____ ۱۸۔ كَبِيرٌ _____

۱۹۔ فَصِيحٌ _____ ۲۰۔ خَطِيبٌ _____

4۔ نیچے پانچ مبتدا اور پانچ خبر مذکور ہیں، ہر مبتدا کو مناسب خبر سے ملا کر پانچ جملہ اسمیہ بنائیں۔

الکلب	المصباح	المطر	الحديد	الحصان
عزیز	معدن	نابح	صاہل	مُنِير

5۔ اپنی طرف سے مبتدا و خبر پر مشتمل دس جملے بنائیں۔

6۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا مؤخر و مکمل ہو۔

7۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں مبتدا شروع جملہ میں ہونے کے باوجود مکمل ہو۔

8۔ درج ذیل میں مبتدا کو مناسب خبر سے ملائیں اور ترجمہ کریں:

السَّيَّارَةُ	مُطَهَّرَةٌ لِلْفَمِ
الشَّمْسُ	مَصْدَرٌ لِلطَّاقَةِ
السَّوَّاكُ	جِهَازُ الْاِتِّصَالِ
الِهَاتِفُ	وَسِيلَةٌ لِلنَّقْلِ
الرِّيَاضَةُ	تُقَوِّي عَضَلَاتِ الْجِسْمِ

9.7 خبر اور اس کی قسمیں

خبر وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کو مکمل کرے۔ عام طور پر خبر اسم مشتق ہوتی ہے، جیسے:

زَيْدٌ حَاضِرٌ هُنْدٌ مُؤْجُودَةٌ

خبر کبھی مفرد ہوتی ہے، کبھی جملہ (اسمیہ۔ فعلیہ) ہوتی ہے، اور کبھی شبہ جملہ (ظرف۔ جار و مجرور) ہوتی ہے۔ خبر کی ان تینوں قسموں کی

تفصیل یوں ہے:

(ا) خبر مفرد ہو، یعنی نہ جملہ ہو، نہ شبہ جملہ، جیسے:

الکتابُ صَدِيقٌ

حامدٌ شاعرٌ

(ب) خبر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ۔

خبر جملہ فعلیہ ہو، جیسے:

زَيْدٌ يَذْأَكُو

مُحَمَّدٌ يَدْرُسُ

السَّعَادَةُ تَنْبُعُ مِنَ النَّفْسِ

خبر جملہ اسمیہ ہو، جیسے:

زَيْدٌ شَعْرُهُ جَيِّدٌ

اس مثال میں زید مبتدا اور مرفوع ہے، شعرہ مبتدا ثانی اور مرفوع ہے، شعر کی اضافت ضمیر (ہ) کی طرف کی گئی ہے، اور جید مبتدا ثانی کی خبر اور مرفوع ہے، اور جملہ: شعرہ جید مبتدا اول: زید کی خبر ہے۔

(ج) خبر شبہ جملہ (ظرف۔ جار و مجرور) ہو،

۔ خبر ظرف ہو، جیسے:

الصَّدِيقُ أَمَامَ الْبَيْتِ

اس مثال میں الصديق مبتدا اور مرفوع ہے، اَمَامَ ظرف اور منصوب ہے، اور خبر ہونے کی وجہ سے محلا مرفوع ہے۔

خبر جار و مجرور ہو، جیسے:

صَاحِبُكَ فِي الْجَامِعَةِ

اس مثال میں صاحبک مبتدا اور مرفوع ہے، اور (ک) ضمیر کی طرف مضاف ہے، اور فِي الْجَامِعَةِ جار و مجرور ہے، اور مبتدا کی خبر

واقع ہے۔

9.8 مبتدا و خبر جملہ کے درمیان رابطہ

خبر اگر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ، تو خبر میں ایک رابطہ کا ہونا ضروری ہے جو خبر کو مبتدا سے وابستہ رکھے، اور یہ رابطہ اکثر ضمیر کی

صورت میں ہوتا ہے، جیسے:

(۱) الْفَضِيلَةُ تُزَيِّنُ الْإِنْسَانَ

(۲) الْعَالِمُ يَقْدِرُهُ النَّاسُ

(۳) الصَّدَقَةُ ثَوَابُهَا عَظِيمٌ

(۴) الْإِيمَانُ يَنْعَمُ بِهِ صَاحِبُهُ

پہلی مثال میں تُزَيِّنُ میں ضمیر ہی پوشیدہ ہے جو تُزَيِّنُ کا فاعل ہے، اور اپنے مبتدا الْفَضِيلَةُ کی طرف راجع ہے۔

دوسری مثال میں يَقْدِرُهُ میں ضمیر بارز متصل منصوب ہے، جو يَقْدِرُ کا مفعول بن رہی ہے اور اپنے مبتدا الْعَالِمُ کی طرف راجع ہے۔

تیسری مثال میں بھی ایک ضمیر ہے، جو اپنے مبتدا الصَّدَقَةُ کی طرف لوٹ رہی ہے، اور وہ ضمیر ثَوَابُهَا میں مضاف الیہ ہے، اس جملہ میں ثوابہا

مبتدا ثانی اور مرفوع ہے، اور عَظِيمٌ، ثوابہا کی خبر ہے اور پورا جملہ: ثوابہا عظیم مبتدا اول الصدقة کی خبر ہے۔

چوتھے جملے میں خبر جملہ فعلیہ ہے، اس میں بہ میں ضمیر مجرور متصل ہے جو اپنے مبتدا: الْإِيمَانُ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مبتدا اور خبر جملہ کے درمیان کبھی اسم اشارہ بھی رابطہ بنتا ہے، جیسے: ولباس التقوى ذلك خير اس مثال میں ذلك رابطہ ہے،

ترکیب میں وہ مبتدا ثانی اور محلا مرفوع ہے، اور خنیز اس کی خبر ہے، اور جملہ: ذلک خیر مبتدا اول: لباس التقویٰ کی خبر واقع ہے۔

9.9 خبر: معرفہ۔ نکرہ

مبتدا کے برعکس خبر مفرد میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو، جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا۔ لیکن کبھی کبھی خبر نکرہ کی اضافت معرفہ کی طرف ہونے کی وجہ سے خبر نکرہ بھی معرفہ بن جاتی ہے، جیسے:

”مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْقَوْلِ“

اس مثال میں صادق خبر اور نکرہ ہے لیکن اس کی اضافت القول (جو کہ معرفہ ہے) کی طرف ہونے کی وجہ سے وہ بھی معرفہ بن گیا ہے۔ خبر جب معرف باللام ہو تو خبر سے قبل ایک ضمیر فصل لانا ضروری ہے، تاکہ پڑھنے والے کو شبہ اور وہم نہ ہو کہ یہ خبر نہیں بلکہ مبتدا کی صفت ہے اور خبر شاید اس کے بعد آئے گی، اور اس صورت میں خبر ضمیر فصل کے فوراً بعد آئے گی، جیسے:

”زَيْدٌ هُوَ الْكَاتِبُ“

یہ مثال اگر یوں ہوتی ”زَيْدٌ الْكَاتِبُ“ (بغیر ضمیر فصل ”هُوَ“ کے) تو قاری کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ الکاتب، زید کی صفت ہے اور خبر بعد میں آئے گی، اور یہ بھی ممکن تھا کہ الکاتب خبر ہو زید کی۔ لیکن اگر ضمیر فصل کا اضافہ کر دیا جائے اور یوں کہا جائے زَيْدٌ هُوَ الْكَاتِبُ تُو الْكَاتِبُ کا زید کے لیے خبر بننا متعین ہو جاتا ہے اور صفت بننے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔ یوں ہی اگر خبر معرف باللام ہو، اور وہ اسم اشارہ کے بعد آئے تو بھی مبتدا و خبر کے درمیان ضمیر فصل ضروری ہے تاکہ اسم اشارہ کے پیش نظر خبر کے بدل واقع ہونے کا شبہ نہ رہے اور اس کا خبر ہونا متعین ہو جائے، جیسے:

”هَذَا هُوَ الْحَقُّ“

9.10 تَعَدُّ وِ خبر

بیشتر جگہوں پر مبتدا کے لیے ایک ہی خبر آتی ہے، جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا، لیکن خبر کبھی ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ	فَاضِلٌ	كَاتِبٌ	شَاعِرٌ
الْخُطْبَةُ	مُوجِزَةٌ	قَوِيَّةُ الْأَسْلُوبِ	صَادِقَةُ الْفِكْرَةِ

خبر جب متعدد ہوں تو ان کے درمیان ”واو“ حرف عطف بھی لایا جاسکتا ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ	فَاضِلٌ	وَ كَاتِبٌ	وَ شَاعِرٌ
-----------	---------	------------	------------

ایسی صورت میں ”کاتب“ اور ”شاعر“ کو خبر نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ یہ دونوں ”فاضل“ پر معطوف ہیں، اور اسی وجہ سے ”فاضل“ کی طرح یہ بھی مرفوع ہیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔ آنے والی عبارت میں ہر مبتدا کی خبر کو نشان زد کریں، اور خبر کی صورتوں (مفرد، جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ، ظرف، جار و مجرور) کو بیان کریں:

الذَّابَّةُ مِنَ الْحَشَرَاتِ الْمُؤْذِيَةِ، وَضُرُّهَا فَوْقَ كُلِّ ضَرَرٍ، وَأَرْجُلُهَا تَحْمِلُ الْجَرَائِمَ مِنَ الْمَرْضَى إِلَى الْأَصْحَاءِ، وَالرَّمَدُ الْحَبِيبِيُّ
منتشر بمصر، لعدم عناية الأطفال بطرد الذباب عن أعينهم، فنظافة الجسم فائدتها عظيمة، لمنع سقوط الذباب على الوجه
والعينين، والوقاية منه في المنازل عما ذها تغطية المطعومات والمشروبات۔

2۔ نیچے دیے گئے جملہ فعلیہ کو خبر بنائیں اور ہر ایک کے لیے مناسب مبتدائیں۔

- | | |
|------------------------------|------------------------|
| ۱۔ یسبح فی الماء | ۲۔ یقرأ الدرس |
| ۳۔ ینون المنازل | ۴۔ یدافعون عن أوطانهم |
| ۵۔ یحبها أبوها | ۶۔ یتباعدون عن الرذيلة |
| ۷۔ یكتب المحاضرة للطلاب | ۸۔ یسافران إلى دلهی |
| ۹۔ ینفقون أموالهم فی الملاهی | ۱۰۔ یطیعان أبویهما |

3۔ درج ذیل جملہ اسمیہ کو خبر بنائیں اور ان کے لیے مناسب مبتدائیں:

- | | |
|------------------|-------------------|
| ۱۔ ملا بسهم وسخة | ۲۔ غلافهما جدید |
| ۳۔ أزهاره كثيرة | ۴۔ فناؤها واسع |
| ۵۔ رأيهن سديد | ۶۔ أغصانها متحركة |
- 4۔ نیچے ذکر کئے گئے ہر ظرف اور جار و مجرور کو خبر بنائیں اور ان کے لیے مناسب مبتدائیں:
- | | |
|----------------------|-----------------|
| ۱۔ فی الجامعة | ۲۔ بین المسلمین |
| ۳۔ تحت أقدام الأمهات | ۴۔ فوق الشجرة |
| ۵۔ أمام القاضي | ۶۔ خلف الباب |
| ۷۔ فی الحقیقة | ۸۔ فی المكتبة |
| ۹۔ علی الطاولة | ۱۰۔ عند المدير |

5۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جملہ اسمیہ ہو۔

6۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جملہ فعلیہ ہو۔

7۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر ظرف ہو۔

8۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جار و مجرور ہو۔

9.11 مبتدا و خبر مشتق کے درمیان مطابقت

خبر مشتق، عدد یعنی واحد، تشنیع، جمع اور جنس یعنی تذکیر و تانیث میں اپنے مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، جیسے:

الْأَدَبُ حَمِيدٌ (مبتدا: الأدب واحد مذکر ہے، لہذا خبر مشتق: حمید بھی اپنے مبتدا کے مطابق واحد مذکر ہے)

الْأَخْوَانِ مُجْتَهِدَانِ (مبتدا: الأخوانِ تثنیہ و مذکر ہے، لہذا خبر مشتق: مجتہدان بھی مبتدا کے مطابق تثنیہ و مذکر ہے)
 الطَّلَابُ حَاضِرُونَ (مبتدا: الطلاب جمع و مذکر ہے، لہذا خبر مشتق: حاضرون بھی اپنے مبتدا کے مطابق جمع و مذکر ہے)
 زَيْنَبٌ مُّهَذَّبَةٌ (مبتدا: زینب واحد مؤنث ہے، لہذا خبر مشتق: مہذبہ بھی اپنے مبتدا کے مطابق واحد مؤنث ہے)
 الْوَرْدَتَانِ مُتَفَتِّحَتَانِ (مبتدا: الوردتان تثنیہ و مؤنث ہے، لہذا خبر مشتق: مفتحتان بھی اپنے مبتدا کے مطابق تثنیہ و مؤنث ہے)
 الْأُمَهَاتُ رَحِيمَاتٌ (مبتدا: الأمہات جمع و مؤنث ہے، لہذا خبر مشتق: رحیمات بھی اپنے مبتدا کے مطابق جمع و مؤنث ہے)

9.12 مبتدا غیر عاقل کی جمع

موصوف اور صفت کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ دونوں کے درمیان واحد، تثنیہ اور جمع میں مطابقت ضروری ہے، جیسے:

جَاءَ الطَّالِبُ النَّشِيطُ

جَاءَ الطَّالِبَانِ النَّشِيطَانِ

جَاءَ الطُّلَابُ النَّشِيطُونَ

لیکن اگر موصوف کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو اس کی صفت ہمیشہ واحد مؤنث لائی جاتی ہے، جیسے:

اِحْتَفَظْتُ بِالْكِتَابِ الْقَدِيمَةِ

رَأَيْتُ وَجُوهًا نَاعِمَةً

مبتدا خبر کی بحث میں بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے، کہ مبتدا جب کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر (صفت ہی کی طرح) ہمیشہ واحد

مؤنث آتی ہے، جیسے:

الْكُؤَاكِبُ كَثِيرَةٌ

الْأَزْهَارُ نَاصِرَةٌ

الشَّمَارُ نَاصِجَةٌ

الْمَقَاعِدُ مَرْتَبَةٌ

الْإِبِلُ سَائِرَةٌ

الْأَنْهَارُ جَارِيَةٌ

الْمِيَاهُ مُتَدَفِّقَةٌ

الدُّوَرُ مَصْفُوفَةٌ

الشَّوَارِعُ وَاسِعَةٌ

الْكِتَابُ غَزِيرَةُ النِّفَعِ

مبتدا جب جمع مکسر عاقل ہو تو اصل یہ ہے کہ اس کی خبر بھی مبتدا کے مطابق جمع لائی جائے، جیسے:

الرِّجَالُ مُقْبِلُونَ

الْقُصَاةُ عَادِلُونَ

الطُّالِبُ مُتَفَوِّقُونَ

الْبَنَاتُ مُجْتَهِدَاتُ

اور یہ بھی جائز ہے کہ جمع مکسر عاقل کی خبر بھی جمع مکسر غیر عاقل کی خبر کی طرح واحد مؤنث آئے، جیسے:

الرِّجَالُ مُقْبِلَةٌ

الْقُصَاةُ عَادِلَةٌ

الطُّالِبُ مُتَفَوِّقَةٌ

الْبَنَاتُ مُجْتَهِدَةٌ

البتہ بہتر یہ ہے کہ جمع مکسر عاقل کی خبر کو بھی مبتدا کے مطابق جمع ہی لائی جائے تاکہ جمع مکسر و جمع سالم کے معاملہ میں مبتدا و خبر کے درمیان

مطابقت کے قاعدہ کی عمومیت باقی رہے اور عربی زبان کے نو آموز طلبہ تردد میں نہ پڑیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔ نیچے دیے گئے مبتدا کے لیے جنس (مذکر، مؤنث) کی رعایت کرتے ہوئے صحیح خبر کا انتخاب کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

۱۔ الرِّجُلُ (فاضِلٌ/فاضِلٌ)

۲۔ الْمَرْأَةُ (فاضِلٌ/فاضِلَةٌ)

۳۔ الْعَالِمَانِ (مَشْغُولَانِ/مَشْغُولَتَانِ)

۴۔ الْعَالِمَتَانِ (مَشْغُولَانِ/مَشْغُولَتَانِ)

۵۔ الرِّيَاضِيُّونَ (مُهْتَمَمَاتٌ بِاللِّبَاقَةِ الْجَسْمِيَّةِ/مُهْتَمَمُونَ)

2۔ نیچے ذکر کئے گئے مبتدا کے لیے عدد (واحد، ثثنیہ، جمع) کی رعایت کرتے ہوئے خبر کا انتخاب کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

۱۔ السَّائِقُ (ماهِزٌ/ماهِرَانِ/ماهِرُونَ)

۲۔ الْقَرْدَانِ (سَاكِنٌ بِالْجَبَلِ/سَاكِنَانِ/سَاكِنُونَ)

۳۔ الْعُظَمَاءُ (مُحَلِّدَانِ/مُحَلِّدٌ/مُحَلِّدُونَ)

۴۔ الْمَمَرِضَةُ (نَشِيطَتَانِ/نَشِيطَةٌ/نَشِيطَاتُ)

۵۔ الفِرَقَتَانِ (مُتَنَافِسَةٌ / مُتَنَافِسَتَانِ / مُتَنَافِسَاتٌ)

۶۔ الجَدَّاتُ (عاشقتان للحکمی / عاشقات / عاشقة)

3۔ آنے والے جملوں میں مبتدا جمع کسر عاقل کو ایک بار () اور جمع غیر عاقل کو دو بار () نشان زد کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

۱۔ الْعُمَالُ مَأْجُورُونَ ()

۲۔ الْأَزْهَارُ مُتَفَتِّحَةٌ ()

۳۔ الْأَطِبَاءُ بَارِعُونَ ()

۴۔ الرُّوَاةُ حَكَاوُونَ لِلْخُرَافَةِ ()

۵۔ عَوَالِمُ الْخُرَافَةِ وَاقِعِيَّةٌ وَخَيَالِيَّةٌ ()

۶۔ الْأَحْبَارُ مُدْهِشَةٌ ()

۷۔ الْأَطْفَالُ لَا عَيْنُونَ ()

۸۔ الْكُتُبُ مُهِمَّةٌ ()

۹۔ الرُّؤْسَاءُ مَسْئُورُونَ ()

۱۰۔ الْغُرَفُ مَفْتُوحَةٌ ()

۱۱۔ الْخَدَمَةُ مُحِبُّونَ ()

۱۲۔ الْقَضَاةُ عَادِلُونَ ()

۱۳۔ الْمَرْضَى أَجْنَبِيُونَ ()

4۔ نیچے دس مبتدا (جمع کسر عاقل) دیے گئے ہیں، قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے مناسب خبر لکھیں:

الطَّلَبَةُ السَّحَرَةُ الْمَرْضَى الْكَرَامُ الصَّبِيَّانُ

الْفِتْيَانُ الْبَحْلَاءُ الشُّرَفَاءُ الْأَوْفِيَاءُ الْأَذْكِيَاءُ

5۔ نیچے دس مبتدا (غیر عاقل کی جمع) ذکر کئے گئے ہیں، قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے ان کی مناسب خبر لکھیں:

الْأَقْفَالُ الْأَبْحُرُ الْأَقْلَامُ الْكُتُبُ اللَّعِبُ

الْأَنْهَارُ الْفِتْرَانُ الرَّسَائِلُ الدَّكَائِنُ الْمَصَابِيحُ

9.14 مبتدا کی تقدیم

جملہ اسمیہ میں اصل یہ ہے کہ پہلے مبتدا آئے، اس کے بعد خبر آئے، جیسے:

الصِّحَّةُ نِعْمَةٌ

لیکن اسی بلاک میں آپ پڑھیں گے کہ مبتدا و خبر کے درمیان ہمیشہ یہ ترتیب نہیں ہوتی، بلکہ بعض صورتوں میں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے، اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کہ:

۱۔ خبر شبہ (ظرف، یا جار و مجرور) ہو، اور مبتدا نکرہ ہو، جیسے:

لِكُلِّ حَقُّوقٍ وَعَلَى كُلِّ وَاجِبَاتٍ
عِنْدِي قَلَمٌ

۲۔ خبر اسم استفہام ہو، جیسے:

مَتَى نَصُرُ اللّٰهَ؟

كَيْفَ أَنْتَ؟

۳۔ مبتدا میں کوئی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے:

لِلْكَاتِبِ أَسْلُوْبُهُ

فِي الْبَيْتِ صَاحِبُهُ

البتہ بعض مقامات پر مبتدا کو خبر سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ جب کہ مبتدا اسم استفہام ہو، یا تعجب کے لیے ہو، جیسے:

مَنْ عِنْدَكَ (استفہام کے لیے)

مَا أَجْمَلَ الْحَدِيقَةَ! (تعجب کے لیے)

۲۔ جب کہ خبر پر مبتدا ہونے کا التباس یا شبہ ہو، جیسے:

عَلِيٌّ صَاحِبِي (جس وقت آپ علی کے بارے میں خبر دینا چاہتے ہوں)

إِنِّي أَهْنِمُ خَلِيلَ اللَّهِ (جب آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دینا چاہتے ہوں)

أَبُوكَ مُحَمَّدٌ (جب باپ کے بارے میں خبر دینا مقصود ہو)

مُحَمَّدٌ أَبُوكَ (جب محمد کے بارے میں خبر دینا مقصود ہو)

۳۔ جب کہ مبتدا خبر پر منحصر ہو، جیسے:

مَا زَيْدٌ إِلَّا شَاعِرٌ

مَا أَنَا إِلَّا نَاصِحٌ

۴۔ جب کہ خبر جملہ ہو، اور اس جملہ میں کوئی رابطہ موجود ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو، جیسے:

الظُّلُمُ عَاقِبَتُهُ وَخِيَمَةُ

كُلِّ عَامِلٍ فَلَهُ جَزَاؤُهُ

اگر سیاق کلام سے مبتدا کا علم ہو جائے، تو مبتدا کو حذف کر دیا جاتا ہے، درج ذیل مقامات پر مبتدا کا حذف کثرت سے شائع ہے:

(ا) استفہام کے جواب میں، مثلاً کسی نے آپ سے سوال کیا: ما اسمک؟ (ترجمہ: آپ کا نام کیا ہے؟) تو جواباً آپ کہتے ہیں: حامد۔ اس کی اصل عبارت یوں تھی: اِسْمِیْ حَامِدٌ (ترجمہ: میرا نام حامد ہے)، چوں کہ سیاق کلام کی وجہ سے مبتدا پہلے سے معلوم تھا، لہذا مبتدا کو جوازاً حذف کر دیا گیا۔

اسی طرح اگر کسی نے آپ سے پوچھا: مَتْنِی الْاِجْتِمَاعُ؟ (ترجمہ: میٹنگ کب ہے؟)، تو آپ جواب دیتے ہیں: فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ (ترجمہ: پانچ بجے)۔ یہاں پورا جواب یوں تھا: الْاِجْتِمَاعُ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ (ترجمہ: میٹنگ پانچ بجے ہے)، لیکن چوں کہ پوچھنے والے کے ذہن میں مبتدا (میٹنگ) پہلے سے موجود تھا لہذا صرف خبر کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

(ب) فاء جزائیہ کے بعد، مثلاً: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا۔ یہاں مَنْ مبتدا ہے، اس کی دلالت عمومی ہے، اور عَمِلَ، مَنْ کا صلہ ہے، فاء جزائیہ ہے، اور لِنَفْسِهِ جار و مجرور سے مل کر مبتدا محذوف کی خبر واقع ہے، اصل عبارت یوں تھی: فَاِحْسَانُهُ لِنَفْسِهِ۔ پورا جملہ (فَاِحْسَانُهُ لِنَفْسِهِ)، مَنْ کی خبر بن رہا ہے۔ بعینہ یہی ترکیب ”وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا“ کی بھی ہے۔

فاء جزائیہ کے بعد مبتدا کا حذف کثرت سے شائع ہے، مثلاً:

”إِنْ تَغْفُ عَنْهُ فَإِنَّكَ“

یہاں اصل عبارت یوں تھی: إِنْ تَغْفُ عَنْهُ فَهُوَ إِنْكَ، مبتدا (هُوَ) کو فاء جزائیہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا، اور جیسے:

”وَأِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ“

یہاں بھی پوری عبارت یوں تھی: وَأِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَهُمْ إِخْوَانُكُمْ، مبتدا (هُمْ) کو فاء جزائیہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔

(ج) بعض مخصوص صیغوں میں بھی مبتدا محذوف ہوتا ہے، جیسے:

صَبْرٌ جَمِيلٌ

یہاں صَبْرٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے، اصل عبارت اس طرح تھی: صَبْرِيْ صَبْرٌ جَمِيْلٌ۔ اور جیسے:

”وَدُّ قَدِيْمٌ“ اصل عبارت یوں تھی: وَدُّهُ وَدُّ قَدِيْمٌ

”خُلِقَ قَوِيْمٌ“ اصل عبارت یوں تھی: خُلِقَ خُلُقٌ قَوِيْمٌ

مذکورہ مثالوں میں جَمِيْلٌ، قَدِيْمٌ اور قَوِيْمٌ صفات واقع ہیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔ مبتدا و خبر میں کیا ترتیب ہوتی ہے؟

2۔ کن صورتوں میں مبتدا سے پہلے خبر کو لانا ضروری ہے؟

3۔ کن مقامات پر مبتدا کو خبر سے پہلے لانا واجب ہے؟

4۔ کن جگہوں پر مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

9.16 اکتسابی نتائج

عربی گرامر میں مبتدا و خبر کو بے حد اہمیت حاصل ہے، مبتدا وہ اسم مرفوع ہے جو جملہ کے شروع میں آتا ہے اور جملے کا موضوع اور محور بنتا ہے۔ خبر وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کے ساتھ مل کر جملہ کو مکمل کرتی ہے، جس جملہ میں مبتدا اور خبر ہوتے ہیں اسے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ نَشِيطٌ

مبتدا خبر

مبتدا کی کئی قسمیں ہیں، مبتدا کبھی اسم ذات، کبھی اسم جنس، کبھی اسم معنی، کبھی ضمیر منفصل اور کبھی ضمیر متصل کی صورت میں آتا ہے۔ اکثر اوقات مبتدا اسم صریح ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات مصدر مؤول بھی ہوتا ہے۔

مبتدا کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، لیکن اس اصل کے برخلاف خبر اگر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو اور مبتدا سے پہلے آئے تو مبتدا کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: فِي الْمَعْرَكَةِ جَيْشٌ قَوِيٌّ۔ عِنْدَكَ مَالٌ۔ مبتدا میں اگر اختصاص یا عمومیت پیدا ہو جائے تو نکرہ بھی مبتدا بن سکتا ہے۔

مبتدا کے برعکس خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو، لیکن کبھی خبر معرفہ بھی ہوتی ہے، جیسے:

الْأَزْهَارُ زِينَةُ الْحَدَائِقِ

خالدٌ هُوَ الْعَظِيمُ

مبتدا کی طرح خبر کی بھی کئی نوعیتیں ہیں، خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف۔ جار و مجرور) ہوتی ہے، جیسے:

الشَّابُّ نَشِيطٌ الطَّالِبُ دُرُوسُهُ كَثِيرَةٌ اللَّاعِبُ يَذْهَبُ إِلَى الْمَلْعَبِ

الْكُتُبُ فَوْقَ الطَّاوِلَةِ الْقَلَمُ عَلَى الطَّاوِلَةِ

خبر اگر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ تو خبر میں ایک رابطہ کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اور یہ رابطہ اکثر ضمیر کی صورت میں ہوتا ہے۔

ایک مبتدا کی کئی خبریں ہو سکتی ہیں، جیسے: مُحَمَّدٌ كَرِيمٌ، شَجَاعٌ، مُجِدُّ۔

خبر اگر مشتق ہو تو وہ عدد (یعنی واحد، ثثنیہ، جمع) اور جنس (یعنی مذکر و تانیث) میں ہمیشہ مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، جیسے:

الْعِلْمُ نُورٌ الطَّالِبَةُ مُوَظَّيَّةٌ

التَّلْمِيزَانِ مُجِدَّانِ اللَّاعِبَتَانِ نَشِيطَتَانِ

الْمُدَرِّبُونَ صَارِمُونَ الْمُعَلِّمَاتُ مَاهِرَاتُ

مبتدا اگر کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت ہی کی طرح خبر ہمیشہ واحد مؤنث آتی ہے، لیکن مبتدا اگر جمع مکسر عاقل ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی خبر اپنے مبتدا کے مطابق جمع آئے، یا واحد مؤنث، البتہ پہلی صورت یعنی مبتدا کی مطابقت بہتر ہے۔

مبتدا و خبر میں اصل یہ ہے کہ پہلے مبتدا آئے، اس کے بعد خبر آئے بلکہ بعض صورتوں میں مبتدا کی تقدیم واجب ہے، لیکن بعض حالات میں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے جب کہ خبر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو، اور مبتدا نکرہ ہو، یا خبر اسم استفہام ہو، یا مبتدا میں کوئی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجع ہو، جیسے:

فِي بَيْتِنَا ضَيْفٌ

مَتَى الْلِقَاءُ

لِلنَّصْرِ حَلَاوُثُهُ

اگر سیاق کلام سے مبتدا کا علم ہو جائے، تو مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: کسی نے آپ سے پوچھا: مَا اسْمُكَ؟ تو جواباً: اِسْمِي مُحَمَّدٌ کی جگہ آپ صرف مُحَمَّدٌ کہہ سکتے ہیں۔

9.17	فرہنگ
أَسَدٌ:	ج: اَسود، شیر
أَنَاةٌ:	غور و فکر
أَرَجُلٌ:	واحد: رَجُل، پاؤں
أَصْحَاءُ:	واحد: صَحِيح، بیماری یا عیب سے محفوظ، تندرست
أَطْفَالٌ:	واحد: طِفْل، بچہ
أَعْيُنٌ:	واحد: عَيْن، آنکھ
أَغْصَانٌ:	واحد: غُصْن، ٹہنی، شاخ
أَطِبَاءٌ:	واحد: طَبِيب، ڈاکٹر، معالج
أَجَنَبِيَّوْنَ:	واحد: أَجَنَبِيٌّ، پردیسی، غریب الدیار، وہ شخص جو کسی شہر میں مسافر کی حیثیت رکھتا ہو۔
أَذْكِيَاءُ:	واحد: ذَكِيٌّ، ذہین، تیز
أَوْفِيَاءُ:	واحد: وَفِيٌّ، وفادار، مخلص
أَقْفَالٌ:	واحد: قُفْل، تالا
أَبْحُرٌ:	واحد: بَحْر، سمندر
أَنْهَارٌ:	واحد: نَهْر، دریا، ندی، نہر

اَسَاءَ:	بُرا کرنا، غلط کرنا
اسم ذات:	وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی حقیقت دوسروں سے الگ سمجھی جائے
اسم جنس:	وہ اسم ہے جو کسی پوری جنس کے لیے بولی جائے
اسم صحیح:	وہ اسم ہے جس کے سارے حروف اصلی ہوں، جیسے: قَلَمٌ، رَجُلٌ
اسم مقصور:	وہ اسم مُعَرَّب ہے جس کے آخر میں الف لازمہ ہو، جیسے: الْفَتَى۔ الْعَصَا۔ الْأَذَى
اسم منقوص:	وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یاء اور یاء سے پہلے کسرہ ہو، جیسے: الْجَانِي۔ الْقَاضِي۔ الْمُنَادِي
اسم مشتق/مشتقات:	وہ اسماء جو مصدر سے بنتے ہیں، وہ یہ ہیں: اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ مبالغہ۔ صفت مشبہ۔ اسم تفضیل۔ اسم زمان و مکان
اسم استفہام:	وہ اسم جس کے ذریعہ سوال پوچھا جائے۔
اختصاص:	خصوصیت، عمومیت کی ضد
بِخَلَاءَ:	واحد: بَخِيل، کنجوس
تَأْنٍ:	غور و فکر
تَغْطِيَةٌ:	چھپانا، پردہ پوشی کرنا
تَقْوَى:	قَوَى، يُقْوِي، تَقْوِيَةً، مضبوط بنانا، طاقتور بنانا
تَنْبُعُ:	نَبْعٌ، يَنْبُعُ، نَبْعًا، نكنا، باہر آنا
تَرْيُّنُ:	رَيِّنٌ، يُرَيِّنُ، تَرْيِينًا، سجانا، مزین کرنا
تُخَالِطُ:	خَالِطٌ، يُخَالِطُ، مُخَالِطَةً، ساتھ رہنا، مل جل کر رہنا
جَامِعَةٌ:	یونیورسٹی
جَنِيش:	جمع: جَيُوش، فوج، سپاہی
جَزِي:	دوڑنا
جِهَازُ الْاِتِّصَالِ:	مواصلات کا آلہ
جَوَائِم:	جمع: جَزْئِيَّةٌ، جِزْم، جُزْء،
جمع سالم:	وہ جمع جس میں مفرد کے وزن میں کوئی تبدیلی نہ ہو، جیسے: عَالِمٌ سے عَالِمُونَ
جمع مُكْسَر:	وہ جمع جس میں مفرد کا وزن متغیر ہو جائے، جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ، قَلَمٌ سے أَقْلَامٌ
حَنَان:	محبت و شفقت، مہربانی
حَدِيد:	لوہا
حَشَرَاتٌ مُؤْذِيَةٌ:	نقصان پہنچانے والے جانور، کیڑے مکوڑے

حَمِيد:	قابل تعریف
حُكِّي:	کہانی سنانا، نقل کرنا
حَکَاؤُون:	واحد: حَکَاء، وہ شخص جو بہت حکایتیں بیان کرتا ہو، لوگوں کے درمیان قصے بیان کرتا ہو۔
خَبْرَة:	تجربہ، مہارت، صلاحیت
خَيْطَاط:	درزی، ٹیلر
خَوَافَة:	وہی وخیالی بات، لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ پر مبنی کلام، افسانہ
خَدَمَة:	واحد: خَادِم، خدمت گزار، خدمت کرنے والا
خُلُق:	واحد: أَخْلَاق، عادات و اطوار
دُور:	واحد: دَار، گھر، محل
دَکَاكِين:	واحد: دُكَّان، دوکان
دَکِّي:	ذہین، ہوشیار
دُبَابَة:	مکھی
رِیَاضَة:	ورزش
رَمَد حُجْبِي:	آشوب چشم، ایک بیماری جس میں آنکھیں پھول جاتی ہیں اور سرخ ہو جاتی ہیں (Trachoma)
رِیَاضِيُون:	واحد: رِیَاضِي، ورزشی (sportsman)
رُوَاة:	واحد: رَاو، اخبار، قصص یا حکایات کا ناقل
رُؤَسَاء:	واحد: رَئِيس، صدر، سربراہ
رَسَائِل:	واحد: رِسَالَة، خط، لیٹر
سَهْر:	بیداری، رات کو جاگنا
سَحْرَة:	واحد: سَاحِر، جادوگر
سَائِق:	ڈرائیور
سِوَاک:	مسواک کی لکڑی
سَعَادَة:	خوش بختی، خوش حالی
سَقُوط:	گرنا، آپڑنا
سَدِيد:	درست، معقول، ٹھیک
سَائِرَة:	رواں، چالو، چل رہی ہے

شوارِع:	واحد: شارع، راستہ، سڑک
شُرْفاء:	واحد: شَرِیف، نیک، شریف انسان
صاحب:	ساتھی، ہمراہ
صِبیان:	واحد: صَبِی، بچہ، چھوٹا بچہ
صادِقُ القول:	بات کا سچا
صارِ مون:	واحد: صارِم، مستقل مزاج
صفت مُشَبَّہ:	وہ لفظ جو کسی چیز کی حالت کو بتائے، جیسے: شاب و سیم۔ رجل طویل القامة
صاھل:	ہنہانے والا (گھوڑا)
ضمیر منفصل:	وہ ضمیر ہے جس کا تعلق دوسرے کلمہ سے ملائے بغیر ممکن ہو، جیسے: اَنَا۔ اَنْتَ۔ اِیاک۔ اِیاھا
ضمیر متصل:	وہ ضمیر ہے جس کا تعلق ممکن نہ ہو، اور وہ ہمیشہ دوسرے کلمہ (جو اُس سے پہلے ہوتا ہے) سے ملا ہوتا ہے، جیسے: فَهِمْتُ
	میں ت، فَہمائیں الف، اور فَہمُوا میں واو۔
ضمیر فصل:	وہ ضمیر ہے جو خبر و صفت یا خبر و بدل کے درمیان فرق پیدا کرے۔
طَبَّاح:	باورچی، پکانے والا
طَائِرَة:	ہوائی جہاز، فلائٹ
طَرْد:	ہٹانا، دور کرنا
طَلَبَة:	واحد: طَالِب، طالب علم
عاقِل:	صاحب عقل، عقلمند انسان
عُظَمَاء:	واحد: عَظِیم، بڑا انسان، عظیم انسان
عاقِبَة:	انجام، نتیجہ
عَلَم:	کسی خاص شخص، چیز یا جگہ کا نام، جیسے: آدم، دہلی وغیرہ
عَمَال:	واحد: عامِل، مزدور، کاریگر، کارکن
عِنايَة:	توجہ دینا، سہارا
عوالم:	واحد: عالم، دنیا، کائنات
غابَة:	جنگل
غَدَر:	دھوکا، خیانت، بے ایمانی
غُرُف:	واحد: غُرْفَة، کمرہ، روم، چیمبر

غَزِير:	بہت ہونا، کثیر اور بے پایاں ہونا
غَلَاظ:	غلاف، کور، ڈھکنا
غَيْر عَاقِل:	جمادات، ہر وہ شئی جو صاحب عقل نہ ہو۔
فَاصِلَة:	مذکر: فاصل، قطعی، فیصلہ کن
فِرْقَة:	ٹیم، جماعت، فیصلہ کرنے والا، حج
فَسِيحَة:	کُشاوہ، وسیع
فَنَاء:	جمع: أَفْنِيَة، صحن
فِئْرَان:	فَأْر کا جمع، چوہا
فَتِيَان:	فَتَى کا تثنیہ، نوجوان
فُضَاة:	واحد: قاضی، فیصلہ کرنے والا، قاضی، حج
قِطَار:	ٹرین، ریل گاڑی
كَلِيَّة:	کالج
كُؤَاكِب:	واحد: كُؤَكَب، ستارہ
مَسْدَالِيَة:	خبر، وہ جس کی طرف خبر منسوب ہو۔
مُعَرَف بَأَل:	وہ اسم جسے اَل (الف لام) کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو، جیسے: الكتاب
مَعْرِفَة:	وہ اسم ہے جو کسی متعین و معروف چیز پر دلالت کرے، چاہے وہ انسان ہو، یا حیوان ہو، یا جماد ہو، جیسے: مُحَمَّد، الكتاب،
مَكَّة وَغَيْرَه۔	
مُؤَوَّل:	جس میں تاویل کی گئی ہو۔
مُوصُوف:	وہ اسم ہے جو کسی چیز کی ذات یا اس کی حقیقت کو بتائے، جیسے: رَجُل، شَمْس وَغَيْرَه۔
مُطَابَقَت:	موافقت، یکسانیت
مُفْتَسِر:	خون خوار، درندہ
مُخَيِّف:	خوفناک، ڈراؤنا
مَذْمُوم:	ناپسندیدہ، قابل مذمت
مَحْمُود:	پسندیدہ
مُحَاضِر:	لکچرر
مُحَاضَرَة:	لکچر، درس

مَكْتَبَة:	لائبریری، کتب خانہ
مُذَاكِرَة:	مذاکرہ کرنا، کسی مسئلہ پر بات چیت کرنا
مُذِيع:	ریڈیو، ناؤنسر، اعلان کرنے والا
مُزْتاح:	پرسکون، مطمئن
مُهْنِدِس:	انجینئر
مُدِير:	ڈائریکٹر، منیجر
مُسْتَدِيرَة:	گول، مڈور
مُعِد:	سرچشمہ، کان، وہ جگہ جہاں سے سونا چاندی وغیرہ نکالا جائے۔
مُسْتَنِير:	روشن، چمکدار
مُطَهِّرَة لِّلْفَم:	منہ کی صفائی کرنے والی
مَصْدَرُ الطَّاقَة:	برقی قوت، طاقت کا سرچشمہ
مَرْصِي:	واحد: مریض، بیمار
مُنْتَشِر:	پھیلا ہوا/ پھیلی ہوئی، شائع
مَطْعُومَات وَمَشْرُوبَات:	کھانے پینے کی چیزیں
مَنَازِل:	واحد: منزل، گھر، مکان
مَلاهي:	واحد: ملہاق، آلات ابھولعب
مَلَابِس:	واحد: ملبس، ملبوسات، پہننے کے کپڑے، پوشاکیں
مُتَفَتِّح:	کھلا ہوا
مَقَاعِد:	واحد: مقعد، بیٹھنے کی جگہ، سیٹ، گرسی
مِيَاه:	واحد: ماء، پانی
مُتَدَفِّقَة:	اُبلنا، جوش مارنا
مَصْفُوفَة:	صف در صف، مرتب
مُقْبِلُون:	واحد: مقبل، آنے والا
مُتَفَوِّقُون:	واحد: متفوق، ممتاز، پہلا درجہ، برتر
مُمَرِّصَة:	نرس، تیمار دار خاتون
مُتَنَافِسَة:	مقابلہ کرنے والی

مَأْجُورُونَ:	واحد: مأجور، اجرت پر مامور
مُدْهَشَةٌ:	چونکا دینے والی، حیرت میں ڈال دینے والی
مَسْئُولُونَ:	واحد: مسئول، ذمہ دار، جواب دہ
مُجِدِّ:	مخنتی، سرکرم
مَصَابِيحُ:	واحد: مصباح، چراغ، لائٹ
مُدْرَبُونَ:	واحد: مُدْرَب، تربیت دینے والا، ٹرینر
مُواظِبَةٌ:	پابند
نَكَرَ:	وہ اسم ہے جو کسی غیر مُتَعَيِّن یا محدود چیز پر دلالت کرے، جیسے: رَجُلٌ - مَدِينَةٌ۔
نَدَمٌ:	ندامت، شرمندگی، پشیمانی
نَشِيطٌ:	سرگرم، مستعد، فَعَال
نَابِجٌ:	بھونکنے والا
نَاعِمَةٌ:	مذکر: ناعم، تروتازہ، خوش گوار
نَاضِرَةٌ:	شگفتہ، تروتازہ، بارونق
وَسِيلَةٌ لِلنَّقْلِ:	حمل و نقل کا ذریعہ
وَسَخَةٌ:	میلا، گندہ
وَرْدَةٌ:	گلاب، گلاب کا پھول
وُجُوهُ:	واحد: وَجْه، منہ، چہرہ
وَاجِبَاتُ:	واحد: واجبة، ذمہ داری، ڈیوٹی، ضروری
وَخِيْمَةٌ:	نقصان دہ، نامناسب
هَاتِفٌ:	ٹیلیفون
وَدٌّ:	محبت، تعلق
يُسْرٌ:	آسانی، سہولت
يُقَدَّرُ:	قَدَر، يُقَدَّر، تقدیراً، قدر کرنا، عزت کرنا
يَنْعَمُ:	نَعِم، يَنْعَم، نَعْمًا، خوش ہونا، لطف اندوز ہونا
يَسْبَحُ:	سَبَح، يَسْبَح، سَبْحًا، تیرنا
يَبْنُونَ:	بَنَى، يَبْنِي، بِنَاء، تعمیر کرنا

9.18 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ مبتدا و خبر کی تعریف کریں، اور اپنی طرف سے مبتدا و خبر پر مشتمل دس جملے بنائیں۔
- ۲۔ مبتدا و خبر کی تعریف و تنکیر کے بارے میں مثالوں کے ساتھ اپنی معلومات قلمبند کریں۔
- ۳۔ خبر کی کتنی قسمیں ہیں، مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔
- ۴۔ ”مبتدا و خبر کے درمیان مطابقت ضروری ہے“ تشریح کریں۔
- ۵۔ مبتدا اگر جمع غیر عاقل ہو یا جمع مکسر عاقل ہو تو مبتدا و خبر کے درمیان مطابقت ضروری ہے یا نہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔
- ۶۔ مبتدا کب محذوف ہوتا ہے، بیان کریں۔

9.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- 1۔ النحو الواضح في قواعد اللغة العربية (لمدارس المرحلة الأولى) - علي الجارم ومصطفى أمين
- 2۔ القواعد الأساسية في النحو والصرف (لتلاميذ المرحلة الثانوية وما في مستواها) - يوسف الحمادي محمد
- 3۔ تجديد النحو - دكتور شوقي ضيف
- 4۔ جامع الدروس العربية - الشيخ مصطفى الغلاييني

اکائی 10 تقدیم الخبر وحذفه وجوبا وجوازا

اکائی کے اجزا

- 10.1 مقصد
- 10.2 تمہید
- 10.3 خبر کی وجوبی تقدیم
- 10.4. خبر کی جوازی تقدیم
- 10.5 وجوب حذف الخبر
- 10.6 جواز حذف الخبر
- 10.7 خبر کی اقسام
- 10.8 چند ضمنی احکام
- 10.9 مبتدائی وجوبی تقدیم
- 10.10 اکتسابی نتائج
- 10.11 تمرینات
- 10.12 فرہنگ

الف: درس میں وارد الفاظ

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

- 10.13 نمونے کے امتحانی سوالات
- 10.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ جملہ اسمیہ میں واقع ہونے والی خبر کے احکام سے واقف ہو سکیں کہ اس کی کیا قسمیں ہوتی ہیں، وہ کون کون سے مقامات ہیں جہاں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، ساتھ ہی خبر کو وجوبی طور پر حذف کرنے ایسے ہی اس کو جوازاً حذف کرنے کی کیا صورتیں ہوتی ہیں۔ جس طرح خبر کو کبھی مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اسی طرح کبھی مبتدا کو بھی مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی لیے ضمنا مبتدا کی وجوبی تقدیم اور خبر کی وجوبی تاخیر کی صورتیں بھی اجمالاً بیان کی جائیں گی تاکہ طلبہ مبتدا و خبر کی تقدیم و تاخیر کے مباحث سے بخوبی آگاہ ہو سکیں۔

جملہ اسمیہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے شروع میں کوئی ایسا اسم ہو جس کے متعلق کوئی خبر دی جا رہی ہو اور اس اسم کو مبتدا کہا جاتا ہے، اور جس بات کے ذریعہ مبتدا کے متعلق کوئی خبر دی جاتی ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔ گویا دونوں ایسے اسم ہوتے ہیں جن کی ترکیب سے جملہ اسمیہ بنتا ہے۔ بالفاظ دیگر مبتدا ایسا اسم مسند الیہ ہوتا ہے جو جملہ کے شروع میں آئے اور اس سے قبل کوئی ایسا عامل نہ ہو جس کا اثر مبتدا پر پڑے۔ چونکہ اس سے پہلے کوئی عامل نہیں ہوتا اسی لیے وہ مرفوع ہوتا ہے۔ البتہ حروف جرباء، من یا رُب میں سے کوئی اس کے شروع میں آجائے تو ایسی صورت میں مبتدا لفظاً مجرور ہوتا ہے، جبکہ تقدیر اس کو مرفوع ہی مانا جائے گا کیوں کہ ترکیب کے اعتبار سے وہ مبتدا ہی ہوتا ہے۔ ایسے ہی اس پر لام ابتدا مفتوح یا کوئی حرف نفی یا حرف استفہام بھی داخل کرنا جائز ہوتا ہے، مگر یہ تمام حروف مبتدا کے تقدیری اعراب پر کسی اعتبار سے بھی کوئی اثر پیدا نہیں کرتے، اس میں شرط یہ ہے کہ حرف نفی کوئی ناسخ نہ ہو جو اس مبتدا کو اپنا اسم بنا کر اس کی ہیئت تبدیل کر رہا ہو۔

مبتدا کی طرح خبر بھی مرفوع ہوتی ہے خواہ وہ خبر مفرد ہو یا جملہ۔ خبر مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ جملہ نہ ہو مگر چہ کہ متثنیہ یا جمع ہو۔ خبر جملہ سے مراد وہ خبر ہوتی ہے جو جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ ہو، البتہ جب خبر جملہ ہوتی ہے تو وجوبی طور پر اس میں ایک ضمیر بارز یا ضمیر مستتر ہوتی ہے جو مبتدا کی جانب لوٹتی ہے اور مبتدا و خبر کے درمیان رابطہ کا کام دیتی ہے۔ اگر وہ رابطہ کوئی ضمیر بارز یا مستتر نہ ہو تو کسی ضمیر کو تقدیری طور پر محذوف مان لیا جاتا ہے۔ یا کسی ایسے اسم اشارہ کے ذریعہ مبتدا کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے جو جملہ میں مبتدا واقع ہونے کے بعد پہلے مبتدا کی خبر بن رہا ہو۔ یا وہ رابطہ کوئی ایسا لفظ ہو جو عین مبتدا کے مفہوم میں ہو، یا پھر کوئی ایسا لفظ جس میں مبتدا سے زیادہ عمومیت کا معنی پایا جاتا ہو۔ بہر حال خبر کے جملہ ہونے کی صورت میں کسی ایسے رابطہ کا ہونا لازمی ہوتا ہے جو اسے مبتدا سے جوڑتا ہے جس کی تفصیل طلبہ نے گزشتہ اکائی میں مبتدا و خبر کے مابین مطابقت کے بحث میں پڑھی ہوگی۔

مبتدا کبھی اسم معرفہ ہوتا ہے یا پھر کوئی ایسا اسم نکرہ جس میں کسی طرح خصوصیت یا عمومیت کا معنی پیدا کر دیا گیا ہو، کیوں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔ عام صورتوں میں مبتدا کو ہمیشہ پہلے اور خبر کو اس کے بعد لایا جاتا ہے، لیکن اگر معنی و مفہوم میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو دونوں کو ایک دوسرے پر مقدم و موخر کرنا جائز ہوتا ہے۔ اور چند مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح چند ایسی صورتیں بھی ہوتی ہیں جہاں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

چار مواقع پر خبر کی تقدیم واجب ہوتی ہے۔

۱۔ جب خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا نکرہ غیر مخصوصہ ہو اور اس نکرہ مبتدا کی نہ تو کوئی صفت لائی گئی ہو اور نہ ہی اسے مضاف بنایا گیا ہو جیسے فی بیتنا رجل، عندی دینار یا جیسے قول باری تعالیٰ ”وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ“ اور ”عَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ“ اور ”وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ“۔

پہلی مثال میں فی حرف جر ہے، بیت مضاف ہے اور نائمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فی حرف جر کا مجرور ہو کر خبر مقدم ہے اور رجل مبتدا مؤخر ہے جو مبتدا ہونے کی وجہ سے ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔
دوسری مثال میں عند ظرف مکان کی اضافت یا متکلم کی جانب کی گئی ہے اور شبہ جملہ کو خبر مقدم بنا کر دینار نکرہ کو بطور مبتدا مؤخر لایا گیا ہے جو کہ مرفوع ہے۔

تیسری مثال میں بھی لدینا شبہ جملہ خبر مقدم اور مزید مبتدا مؤخر ہے۔

اسی طرز پر چوتھی مثال میں بھی علیٰ أبصارہم شبہ جملہ یعنی جار مجرور خبر مقدم اور غشاوہ نکرہ ہونے کے سبب مبتدا مؤخر واقع ہوا ہے۔
پانچویں مثال میں بھی خبر کے شبہ جملہ ہونے کی وجہ سے مبتدا پر وجوہی تقدیم کی گئی ہے، کیوں کہ فوق ظرف مکان کل ذی علم کی ترکیب اضافی کی جانب مضاف واقع ہو کر خبر مقدم ہے جب کہ علیم نکرہ غیر مخصوصہ مبتدا ہے اور وجوہی طور پر مؤخر ہے۔
اوپر سبھی مثالوں میں خبر کو وجوہی طور پر مقدم کیا گیا ہے کیوں کہ اگر اسے بعد میں لایا جاتا اور نکرہ غیر مخصوصہ کو ابتدا میں ذکر کیا جاتا تو یہ وہم پیدا ہو جاتا کہ خبر اس نکرہ کی کوئی صفت ہے جس کے بعد کوئی اور کلمہ بطور خبر کے آنے والا ہے۔ البتہ اگر کسی نکرہ کی اضافت یا صفت کے ذریعہ تخصیص کر دی جائے تو خبر کو مقدم کرنا ضروری نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ”وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ“، چونکہ اس آیت کریمہ میں أجل نکرہ کی لفظ مسمیٰ کے ذریعہ صفت لائی گئی ہے اس لیے وہ مبتدا بنے گا جب کہ عندہ جو کہ ظرف ہے خبر واقع ہوگا۔

۲۔ جب خبر اسمائے استفہام میں سے ہو جو کہ جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، یا یہ کہ کسی اسم استفہام کی طرف ان کی اضافت کر دی گئی ہو جیسے کیف حالک؟، کم عمرک؟، بنت من أنت؟، صبیحة أی یوم سفرک؟۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں ترتیب وار کیف، کم، بنت اور صبیحة ترکیب میں خبر مقدم واقع ہو رہے ہیں، چنانچہ وہ پہلی دونوں مثالوں میں جو کہ کیف اور کم ہیں، اسمائے استفہام میں سے ہیں جو کہ جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں۔ جب کہ تیسری مثال میں کلمہ بنت ایک ایسے اسم کی طرف مضاف ہے جو اسماء استفہام میں سے ہے، اور وہ خبر مقدم ہے اور أنت ضمیر مرفوع منفصل حالت رفع میں مبتدا مؤخر ہے۔

چوتھی اور آخری مثال میں صبیحة ظرف زمان خبر مقدم ہے اور ائی کی طرف مضاف ہے جو کہ اسماء استفہام میں سے ہے اور سفرک مبتدا مؤخر ہے۔

تیسری اور چوتھی مثالوں میں بھی خبر کی تقدیم اس لیے واجب ہوئی کہ اسماء استفہام کی جانب مضاف بننے والے کلمات بھی شروع جملہ میں ہی آتے ہیں۔

۳۔ جب مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹتی ہو تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے للعامل جزاء عملہ، فی الدار صاحبہا یا جیسے قول باری تعالیٰ ”أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا“۔

پہلی مثال میں جزاء عملہ مضاف ومضاف الیہ کی ترکیب کے بعد مبتدا مؤخر واقع ہو رہا ہے جس میں ضمیر مجرور متصل خبر مقدم للعامل کی جانب لوٹ رہی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور مبتدا کو پہلے ذکر کر دیا جائے تو اضافہ قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ نحوی اعتبار سے ضعیف و ناجائز ہے کیوں کہ ضمیر غائب کے لیے ضروری ہے کہ اس کا کوئی مرجع ہو جس کی طرف وہ لوٹے۔ البتہ کسی معنوی قرینہ یا سیاق کلام وغیرہ سے مرجع غیر مذکور کا پتہ چل رہا ہو تو اضافہ قبل الذکر جائز ہوتا ہے جس کی تفصیل اضافہ قبل الذکر کے مباحث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

دوسری مثال میں بھی صاحبہا مبتدا میں پائی جانے والی ضمیر ہا اپنے مرجع الدار کی طرف لوٹ رہی ہے، اسی لیے فی الدار خبر کو مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے۔

تیسری مثال میں جس کا مفہوم ہے ”یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں اسی قاعدہ کی رو سے علیٰ قلوب خبر کو آقفا لہا مبتدا پر وجوبا مقدم کیا گیا ہے۔

۴۔ جب مبتدا میں الا یا انما کے ذریعہ حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں اور خبر کو مبتدا میں محصور کر دیا گیا ہو جیسے ما خالق الا اللہ (اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے)، انما محمود من یجتہد۔

مثال اول میں حصر کا مفہوم یہ ہے کہ خبر جو کہ لفظ خالق ہے اللہ کی ذات میں محصور ہے، کیوں کہ پیدا کرنے کی صفت و قدرت صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات تک محدود ہے۔ چنانچہ اس مثال میں اگر مبتدا کو مقدم کرتے ہوئے یہ کہا جاتا کہ ما اللہ الا خالق تو مفہوم ہوتا کہ اللہ صرف خالق ہے جو صراحتاً باطل ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کے لیے محض صفت خلق ہی ثابت ہوتی ہے اور اس کی دیگر بے شمار صفات کا عدم وجود ثابت ہو جاتا۔ اسی وجہ سے اس قسم کی صورتوں میں جب خبر کو مبتدا میں محصور کرنا ہو تو اسے مبتدا سے پہلے ذکر کرنا واجب ہوتا ہے۔

دوسری مثال کی کیفیت بھی بعینہ ایسی ہی ہے جس کا مفہوم ہے کہ محنت کرنے والا ہی قابل تعریف ہے۔ اس جملہ میں محمود خبر مقدم ہے اور من اسم موصول مبتدا مؤخر، اور یجتہد اسم موصول من کا صلہ ہے۔ اس جملہ کو ہم دوسرے طریقہ سے یوں بھی کہہ سکتے ہیں ما محمود الا من یجتہد یعنی صرف کوشش و محنت کرنے والا ہی قابل ستائش ہوتا ہے۔

10.4 خبر کی جوازی تقدیم

چند صورتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہونے کی وجہ سے خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خبر اگرچہ پہلے ذکر کی جاتی ہے لیکن قرینہ کی وجہ سے یہ پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ وہی مسند ہے جس کے ذریعہ کسی کے بارے میں کوئی خبر دی جا رہی ہے۔

چنانچہ جوازی طور پر خبر کی تقدیم کی درج ذیل شکلیں ہیں۔

۱۔ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو جیسے ممنوع التدخین (سگریٹ نوشی ممنوع ہے)، مرفوع المبتدأ (مبتدا مرفوع ہوتا ہے)۔
مثال اول میں ممنوع خبر ہے جس کو جوازاً مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے جب کہ التدخین معرفہ محل رفع میں ہے، کیوں کہ خبر کو شروع جملہ میں لا کر اس میں زور اور تاکید کا مفہوم پیدا کرنا مقصود تھا۔ اسی جملہ کو اگر یوں کہا جاتا کہ ”التدخین ممنوع“ تو مبتدا خبر کی ایک عام ترکیب ہوتی اور خبر کی اولویت کا اثبات نہ ہوتا۔

دوسری مثال بھی بنفسہ اسی طرز پر ہے کہ مبتدا بہر حال مرفوع ہوتا ہے، گرچہ کوئی حرف جراس پر داخل ہو کر اسے لفظاً مجرور کرے تاہم تقدیری طور پر وہ ہمیشہ مرفوع ہی ہوگا۔ اسی لیے اس مثال میں خبر کے اندر اولویت کا معنی پایا جائے گا جس کے پیش نظر اسے جوازاً مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے۔

۲۔ جب مبتدا اور خبر سے پہلے کوئی حرف نفی یا استفہام آئے اور خبر صفت کا صیغہ ہو جیسے ما حاضر و انتم، اقامت انت؟۔
پہلی مثال میں مانافیہ ہے، حاضر و جمع مذکر سالم کا صیغہ خبر مقدم ہے جو واو ماقبل مضموم کے ساتھ محل رفع میں ہے، انتم ضمیر مرفوع منفصل مبتدا ہے جس کو جوازاً خبر پر مؤخر کیا گیا ہے۔

دوسری مثال ہے اقامت انت؟ جس میں ہمزہ حرف استفہام ہے، قائم صفت کا صیغہ خبر مقدم ہے جو ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے اور انت ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مؤخر ہے۔

۳۔ جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا معرفہ ہو جیسے في العجلة الندامة، في التأني السلامة، أمام القاضي قائل الحق، بعد النعب الراحة۔

پہلی مثال میں جس کا مفہوم ہے کہ پشیمانی عجلت میں ہوتی ہے، في العجلة جار مجرور خبر مقدم ہے اور الندامة مبتدا مؤخر ہے جو معرفہ ہے اور ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے۔

دوسری مثال بھی اسی طرز پر ہے جس کا مفہوم ہے کہ سلامتی غور و فکر کرنے اور توقف و تاخیر میں ہے۔
تیسری مثال میں أمام القاضي ظرف زمان خبر مقدم ہے اور قائل مبتدا مؤخر ہے جو ضمہ کے ساتھ حالت رفعی میں ہے، الحق مضاف الیہ ہے جو کسرہ کے ساتھ مجرور ہے، یعنی قائل مضاف الحق مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتدا واقع ہو رہا ہے۔

چوتھی مثال بھی مذکورہ طریقہ کے مطابق شبہ جملہ بشكل ظرف کے خبر مقدم واقع ہونے پر مشتمل ہے جس کا مبتدا مؤخر معرفہ ہے اور مرفوع بالضمہ ہونے کے ساتھ خبر کے بعد آیا ہے۔

مذکورہ مثالوں میں جہاں أمام اور بعد جیسے کلمے خبر ہونے کے باوجود فتح کے ساتھ منصوب پڑھے جاتے ہیں، جب کہ خبر کی اصل یہ ہوتی ہے کہ وہ مرفوع ہو، طلبہ کے ذہنوں میں یہ سوال آسکتا ہے کہ کیوں ان کلمات کو منصوب پڑھا گیا ہے۔ تو اس کی تشریح یہ ہے کہ خبر جب اسم جنس یا اسم مشتق ہو تو مرفوع ہوتی ہے۔ البتہ اگر وہ کوئی شبہ جملہ ہو تو ظرف اور مضاف الیہ آپس میں مل کر خبر بنتے ہیں۔ ایسی صورت میں أمام اور بعد جیسے ظروف

کو ایک مخدوف فعل یا شبہ فعل کا مفعول فیہ مان کر منصوب پڑھا جاتا ہے، جس میں یستقر یا کائن جیسے کلمات مقدر ہوتے ہیں۔
جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جس سے ایک دوسرے کی تعیین ممکن ہو تو مبتدا کو وجوبی طور پر خبر پر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ کو بآسانی پہچانا جاسکے جیسے صدیقک حامد (تمہارا دوست حامد ہے) اور حامد صدیقک (حامد تمہارا دوست ہے)۔

پہلی مثال میں صدیقک مسند الیہ ہے کیونکہ جملہ میں اسی کے متعلق خبر دی جا رہی ہے اس لیے وہ وجوبی طور پر مبتدا بنے گا اور حامد اس کی خبر واقع ہوگی۔

دوسری مثال میں حامد ایسا اسم معرفہ ہے جس کے بارے میں صدیقک کے ذریعہ خبر دی جا رہی ہے، اسی لیے اس طرح کی حالتوں میں جہاں مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں لازمی طور پر مبتدا کو خبر پر مقدم کیا جائے گا، دوسری صورت میں مسند اور مسند الیہ کے مابین تعیین کا مسئلہ قائم رہ جائے گا اور ایک دوسرے کی شناخت ممکن نہ ہوگی۔

اسی طرح جب مبتدا اور خبر دونوں نکرہ ہوں تو لازم ہے کہ دونوں تخصیص میں مساوی ہوں اور مبتدا کو خبر پر مقدم کیا جائے جیسے اقل منک در اسۃ اکثر منک تجربۃ (جو تعلیم میں تم سے کم ہے وہ تجربہ میں تم سے زیادہ ہے)۔

مثال مذکور میں خبر اس شخص کے بارے میں دی جا رہی ہے جو تعلیم میں کم ہے، اس لیے اس کو مسند الیہ مان کر وجوبی طور پر مبتدا مقدم بنایا جائے گا جب کہ بعد کی ترکیب ہر حال میں خبر بنے گی ورنہ یہ اشکال بنا رہے گا کہ آیا تعلیم میں کم شخص کے متعلق تجربہ میں زیادہ ہونے کی خبر دی جا رہی ہے یا تجربہ میں بڑھے ہوئے شخص کے بارے میں تعلیم میں کم ہونے کی خبر دی جا رہی ہے۔

اور وہ مقامات جہاں مبتدا اور خبر کی تعیین کسی قرینہ سے ہو رہی ہو تو دونوں کو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا جائز ہوتا ہے جیسے طالب مجتہد غائب یا غائب طالب مجتہد، بنو ابنائنا بنو نایا بنو ابنائنا۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے مبتدا اور خبر کی ایک دوسرے پر تقدیم و خبر دونوں جائز ہوگی، کیوں کہ دونوں میں سے خواہ کسی کو بھی مقدم کریں یا مؤخر معنی ہر حال میں ایک ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلی دونوں مثالوں میں لفظ غائب ہر حال میں خبر ہی واقع ہوگا کیوں کہ اسی کے ذریعہ محنتی طالب علم کے متعلق خبر دی جا رہی ہے۔ ایسے ہی آخری دونوں مثالوں میں بھی بنو ابنائنا ہی مبتدا بنے گا خواہ خبر سے مقدم ہو یا مؤخر، کیوں کہ بیٹوں کے بیٹے یعنی پوتوں کو بیٹا تو کہا جاسکتا ہے لیکن بیٹوں کو کبھی پوتا نہیں کہا جاتا۔ اس وجہ سے ہر دو صورتوں میں بنو نایا ہی کو خبر مانا جائے گا۔

10.5 وجوب حذف الخبر

پانچ مواقع پر خبر کو وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔

۱۔ خبر جب کوئی ایسی صفت ہو جس سے کوئی شبہ جملہ یعنی طرف اور جار مجرور متعلق ہو، یہ صفت عموماً کائن، ثابت، موجود اور مستقر جیسے کلمات میں سے کوئی ہوتی ہے اور خبر پر دلالت کے ساتھ مخدوف ہوتی ہے جیسے القلم عندہ، العلم فی الصدور۔

پہلی مثال میں القلم مبتدا ہے جس کی خبر موجودہ جو بی طور پر محذوف ہے اور ظرف عندہ اسی محذوف صفت سے متعلق ہو کر خبر بن رہا ہے۔
دوسری مثال میں بھی العلم مبتدا معرفہ محل رفع میں ہے اور موجودہ یا کائن خبر مرفوع محذوف ہے جس سے جار مجرور یعنی فی الصدور متعلق ہے۔

۲۔ جب مبتدا لولا یا لوما کے بعد ہو اور ان جن کا تعلق کلمات شرط غیر جازمہ سے ہو اور جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شرط کے پائے جانے کی وجہ سے جزا نہیں پائی جا رہی ہے۔ اس صورت میں خبر کسی مطلق صیغہ صفت جیسے کائن، موجود، ثابت، مستقر وغیرہ میں سے ایک ہوتی ہے اور وہ جو با محذوف ہوتی ہے جیسے لولا الايمان لصل الانسان (اگر ایمان نہ ہوتا تو انسان گمراہ ہو جاتا)، لولا الكتابة لصاع أكثر العلم (اگر لکھنا نہ ہوتا تو بیشتر علم ضائع ہو جاتا)، لوما الطبيب ما شفى المريض (اگر ڈاکٹر نہ ہوتا تو مریض شفا یاب نہ ہوتا)۔
پہلی مثال میں لولا کلمہ شرط کے بعد الايمان اسم مرفوع مبتدا ہے جس کی خبر وہ جو بی طور پر موجود محذوف ہے۔ اس جملہ کی تقدیری عبارت ہوگی لولا الايمان موجود لصل الانسان۔

دوسری مثال میں الكتابة اسم مرفوع مبتدا ہے جبکہ کائنة یا موجودہ اس کی خبر وہ جو با محذوف ہے اور محل رفع میں ہے۔ اس کی تقدیر ہوگی لولا الكتابة كائنة لصاع أكثر العلم۔

تیسری مثال میں لوما کلمہ شرط غیر جازم کے بعد واقع ہونے والا اسم الطبيب محل رفع میں مبتدا ہے جس کی خبر وہ جو بی طور پر محذوف ہے۔
تقدیری عبارت ہوگی لوما الطبيب موجود ما شفى المريض۔

نوٹ: لولا اور لوما کلمات شرط کے بعد آنے والی جزا اگر فعل ماضی مثبت ہے تو اس پر لام مفتوح داخل کیا جاتا ہے، اور اگر ان کلمات کا جواب فعل منفی ہے تو عام طور پر اس پر لام مفتوح داخل نہیں کیا جاتا۔

۳۔ جب وہ کسی ایسے مبتدا کی خبر بنے جو صرف قسم کے لیے وضع کیا گیا ہو، یعنی جب بھی اس کلمہ کو استعمال کیا جائے تو صرف قسم کا معنی لیا جائے اور غیر قسم کا مفہوم مراد نہ ہو جیسے لعمرك ان الحياة كفاح (تمہاری عمر کی قسم یقیناً زندگی جدوجہد اور مقابلہ آرائی ہے) یا جیسے شاعر کا شعر:

لَعُمْرِي لَقَدْ لَاحَتْ عُيُونٌ كَثِيرَةٌ إِلَى ضَوْءِ نَارٍ بِالْبَيْفَاعِ تُحَرِّقُ

(مجھے قسم ہے تمہاری زندگی کی کہ بہت سی نگاہیں اس آگ کی روشنی کو دیکھ رہی ہیں جو مقام بیفاح میں جلائی جاتی ہے)۔

پہلی مثال میں کلمہ لعمرك ایسا مبتدا ہے جو صرف قسم کا معنی لینے کے لیے بنایا گیا ہے، اسی لیے اس کی خبر لفظ قسمی ہوگی اور وہ جو بی طور پر محذوف ہوگی جس کی تقدیر ہوگی لعمرك قسمی یعنی حیات تک ہی قسمی دوسری مثال میں بھی بعینہ اسی طور پر لعمري مبتدا کے بعد قسمی خبر محذوف ہوگی اور اس کی تقدیر ہوگی لعمري قسمی یعنی حیات ہی قسمی۔

۴۔ جب مبتدا پر واو معیت کے ذریعہ عطف کیا گیا ہو تو خبر وہ جو بی طور پر محذوف ہوتی ہے جیسے کل جندی و سلاحہ، کل انسان و عملہ، کل امری و ما فعل۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں مبتدا پر واو بمعنی مع کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے اسی لیے اس کی خبر وجوہاً محذوف ہوگی جس کی تقدیر بالترتیب یہ ہوگی کل جندی و سلاحہ مقتتر نان، کل انسان و عملہ مقتتر نان۔

تیسری مثال میں واو معیت کے بعد جو ما آیا ہے وہ مصدر یہ ہے یعنی ما فعل جملہ مصدر کے حکم میں ہو کر واو مصاحبت کے ذریعہ کل امرئ کا معطوف ہے جس کی تقدیری عبارت ہوگی کل امرئ و فعلہ، اور اس میں خبر مقتتر نان محذوف ہوگی۔

۵۔ جب مبتدا کوئی مصدر ہو یا ایسا اسم تفضیل ہو جو کسی مصدر کی طرف مضاف ہو اور ان دونوں کے بعد کوئی ایسا حال آئے جو خبر نہ بن سکے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ حال بھی خبر کے معنی پر دلالت کرنے کی وجہ سے خبر ہی کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے تأدیبی الطالب مسینا، افضل صلاتک خالیاً ممایشغلک۔

پہلی مثال میں جس کا مفہوم ہے کہ طالب علم کو میرا سرزنش کرنا اس حال میں ہوتا ہے جب وہ کوئی بدسلوکی کرے، تأدیبی مصدر بافاعل و مفعول بہ مبتدا ہے، مسینا حال ہے الطالب ذوالحال کا، جب کہ خبر وجوہاً محذوف ہے۔ اس پوری عبارت کی تقدیر ہوگی تأدیبی الطالب حاصل عند اساءتہ۔

دوسری مثال میں افضل اسم تفضیل اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ہوگا اور اس کی خبر ’حاصل‘ وجوہاً محذوف ہوگی جس کی تقدیر ہوگی افضل صلاتک حاصل عند خلوک ممایشغلک یعنی تمہاری بہترین دعا یا نماز وہ ہوتی ہے جب تم اپنے تمام کاموں سے فارغ ہوتے ہو۔ مذکورہ دونوں مثالوں میں حال اس خبر محذوف یعنی حاصل پر دلالت کر رہا ہے جو اس کے قائم مقام آیا ہے، لیکن مبتدا سے عدم مطابقت کی وجہ سے اس میں خبر بننے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہے کیوں کہ اگر ہم اس کو دونوں جملوں میں بالترتیب تأدیبی الطالب مسیئ اور افضل صلاتک خالیاً ممایشغلک کہتے ہوئے خبر بنادیں تو کوئی معنوی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

10.6 جواز حذف الخبر

جس طرح کبھی مبتدا کو کسی دلیل یا قرینہ کی بنیاد پر جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی سوال کرے کہ این قلمک؟ یا متی الامتحان؟ وغیرہ جس کے جواب میں فی الجیب اور فی الأسبوع القادم کہہ دیا جائے اور بالترتیب قلمی اور الامتحان مبتدا کو حذف کر دیا جائے، بالکل اسی طرح کبھی کبھی خبر کو بھی کسی ایسی دلیل کی موجودگی میں حذف کرنا جائز ہوتا ہے جو اس پر دلالت کر رہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی دریافت کرے کہ من حاضر ہوا اس کے جواب میں صرف محمد کہہ دیں اور حاضر خبر کو محذوف کر دیں۔ ایسی صورت میں خبر کا محذوف ہونا محض جوازاً ہوگا اور اس کے ذکر کے ساتھ محمد حاضر کہنا بھی درست ہوگا۔

دوسری مثال باری تعالیٰ کا قول ”اُكْلُهَا دَائِمٌ وَظُلُّهَا“ ہے جس میں مبتدا ثانی ظلہا کی خبر اس کے معطوف علیہ جملہ اُكْلُهَا دَائِمٌ کو دلیل بنا کر جوازاً محذوف ہے جس کی تقدیر ہوگی وظلُّها دائم یا وظلُّها کذلک۔

تیسری مثال جیسے کوئی کہے کہ دخلت المنزہ فإذا الأصدقاء۔ اس مثال میں إذا فجائیہ کے بعد آنے والا اسم مبتدا ہے اور محل رفع میں

ہے جس کی خبر جواز حذف کر دی گئی ہے، تقدیری عبارت ہوگی دخلت المنتزه فإذا الأصدقاء موجودون یعنی میں پارک میں داخل ہوا تو اچانک دوستوں کو موجود پایا۔

10.7 خبر کی اقسام

خبر کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

10.7.1 اسم مفرد۔ یہ ایسا اسم ہوتا ہے جو جملہ نہ ہو یہ تشبیہ یا جمع ہو سکتا ہے جیسے المدرس حاضر، العینان مبصرتان، الفلاحون مجدّون، المهندسات ماهرات، ذلک حجر، هذا نهر، ”أولئك هم المفْلِحُونَ“، ”أولئك الذين اشْتَرَوْا الضَّلَالَةَ بِالْهَدَى“ وغیرہ۔

مذکورہ مثالوں میں حاضر، مبصرتان، مجدّون اور ماهرات ایسی خبریں ہیں جو اسم مفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اسم مشتق ہیں اور خبر ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہیں، جب کہ حجر اور نهر جیسی خبریں اسم جامد ہیں۔ بطور مثال پیش کیے گئے باری تعالیٰ کے قول ”أولئك هم المفْلِحُونَ“ میں ہم اسم ضمیر بنی حالت رفع میں أولئك مبتدا کی خبر ہے جب کہ آخری مثال میں الذين اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر أولئك مبتدا کی خبر ہے۔

10.7.2 جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ۔ خبر جب جملہ ہوتی ہے تو یا تو جملہ اسمیہ ہوتی ہے یا جملہ فعلیہ جیسے النجاح أساسه العمل، الشعور أساسه العاطفة، الأستاذ يلقى الدرس اور الطالب يتقن عمله۔

خبر جب جملہ ہوتی ہے تو اس میں ایک ضمیر ظاہر یا پوشیدہ وجودی طور پر مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے اور مبتدا و خبر کے درمیان ربط کا کام دیتی ہے جیسے پہلی اور دوسری مثالوں میں ضمیر بارز مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تیسری مثال ہے الأستاذ يلقى الدرس، اس میں الأستاذ مبتدا محل رفع میں ہے، يلقى الدرس جملہ فعلیہ خبر واقع ہو رہا ہے جس کے فعل مضارع يلقى میں ہو ضمیر مستتر الأستاذ مبتدا کی طرف راجع ہے۔

چوتھی مثال میں بھی اسی طرز پر يتقن عملہ جملہ فعلیہ خبر ہے جس میں فعل يتقن میں ہو کی ضمیر پوشیدہ مبتدا الطالب کی طرف لوٹ رہی ہے۔

10.7.3 شبہ جملہ۔ خبر کبھی شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور ہوتی ہے جس سے پہلے معنی کی مناسبت سے ایک فعل یا شبہ فعل کو مخذوف مانا جاتا ہے جو کہ عام طور پر موجود، کائن، ثابت، حاصل اور مستقر جیسی صفتیں یا ان کے افعال ہوتے ہیں اور شبہ جملہ کو انہیں سے متعلق کر دیا جاتا ہے جیسے الجنة تحت أقدام الأمهات، العامل في المصنع۔

پہلی مثال میں الجنة مبتدا ہے اور تحت ظرف مکان اس کی خبر ہے، پورے جملہ کی تقدیر ہوگی الجنة كائنة تحت أقدام الأمهات۔

دوسری مثال میں العامل مبتدا محل رفع میں ہے، موجود خبر مخذوف ہے جس سے في المصنع جار مجرور متعلق ہے، تقدیری عبارت ہوگی العامل موجود في المصنع یا اگر اس مخذوف کو فعل مانیں تو تقدیر العامل يستقر في المصنع ہوگی۔

۱۔ خبر کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ مبتدا کے فوراً بعد آئے بلکہ بسا اوقات کسی ایک یا ایک سے زائد کلمات کے ذریعہ ان دونوں میں فصل کر دیا جاتا ہے، لیکن خبر کی ضرورت ہر حال میں باقی رہتی ہے کیوں کہ مبتدا خبر سے ہی مل کر جملہ مفیدہ بنتا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔
الإصلاح الزراعي مفیدہ، اس مثال میں الإصلاح مبتدا ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے، الزراعي اس کی صفت ہے اور تذکیر و تانیث نیز واحد ہونے میں موصوف کے مطابق ہے، مفیدہ خبر ہے جو ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے۔ اگر ہم محض الإصلاح الزراعي کہہ کر خاموش ہو جائیں تو مفہوم ناقص رہ جائے گا اور مفیدہ خبر کے بغیر مکمل نہ ہوگا۔

التلميذ الذكي المجتهد ناجح، اس مثال میں التلميذ مبتدا ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے اور الذكي اور المجتهد اس کی صفت کے طور پر آیا ہے اور ناجح خبر ہے۔

صوت البلبل جميل، اس مثال میں صوت مبتدا مرفوع بالضمہ ہے، البلبل مضاف الیہ ہے جو کسرہ کے ساتھ مجرور ہے، جب کہ کلمہ جميل خبر ہے جو ضمہ کے ساتھ حالت رفع میں ہے۔

اگر ہم محض صوت البلبل کہہ کر سکوت اختیار کر لیں تو معنی پورے طور پر مکمل نہ ہوگا اور خبر کی ضرورت ہوگی تاکہ جملہ مفیدہ بن سکے۔
زوجة صديق حامد صالحة، اس مثال میں کلمہ زوجة مبتدا ہے جو محل رفع میں ہے جب کہ صديق مضاف الیہ مضاف ہے اور حامد اس کا مضاف الیہ ہے، اور صالحة خبر ہے جو مؤنث اور واحد ہونے میں مبتدا کے مطابق ہے۔

۲۔ کبھی ایک مبتدا کی کئی خبریں آتی ہیں جیسے المتنبي شاعر حکیم ذو طموح۔ اس مثال میں المتنبي مبتدا محل رفع میں ہے جب کہ کلمات شاعر، حکیم اور ذو طموح اس کی خبر کے طور پر لائے گئے ہیں۔ ایسے ہی ابوک شاعر کاتب ادیب جیسی مثال میں بھی ابوک مبتدا کی کئی خبریں لائی گئی ہیں۔

تیسری مثال جیسے الخطبة موجزة بديعة الأسلوب صادقة الفكرة۔ اس مثال میں بھی الخطبة مبتدا محل رفع میں ہے اور کلمات موجزة، بديعة الأسلوب اور صادقة الفكرة اس کی خبریں واقع ہیں۔

ایک اور مثال باری تعالیٰ کا قول ”وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ“ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ہوضمیر بارز مبتدا ہے جو حالت رفع میں ہے جب کہ الغفور، الودود، ذو العرش، المجید اور فعال لما يريد اس کی خبریں ہیں۔

۳۔ خبر تذکیر و تانیث اور وحدت وثنیہ اور جمعیت میں مبتدا کے مطابق ہوتی ہے جیسے المدرس حاضر، المدرسان حاضران، المدرس والطالب حاضران، المدرسون حاضرون، المدرسة حاضرة، المدرستان حاضرتان، المدرسات حاضرات۔ البتہ جب مبتدا غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر کو مفرد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں لانا جائز ہوتا ہے جیسے السيارات مسرعة أو مسرعات، الأشجار طويلة أو طويلات۔

۴۔ کبھی خبر میں مبتدا کی طرف لوٹنے والی کوئی ضمیر مستتر کے نہ پائے جانے کی وجہ سے خبر کی مبتدا کے ساتھ مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہوتی ہے، مطابقت کی مثال جیسے الشمس والقمر آیتان من آیات الله، اس جملہ میں الشمس والقمر کو ایک دوسرے پر عطف کرتے ہوئے مبتدا بنایا گیا ہے جو ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہیں اور آیتان خبر کو ان کی مطابقت میں تثنیہ استعمال کیا گیا ہے جو اعراب بالحرف یعنی الف مابعد نون مکسور کے ساتھ محل رفع میں ہے۔

عدم مطابقت کی مثال جیسے الناس قسمان: عالم و متعلم ولا خیر فیما بینہما۔ مثال مذکور میں کلمہ الناس من حیث المعنی جمع ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے جب کہ اس کی خبر قسمان تثنیہ ہے اور دونوں میں لفظی اعتبار سے عدم مطابقت پائی جا رہی ہے۔

10.9 مبتدا کی وجوبی تقدیم

چونکہ یہ اکائی خبر کی وجوبی وجوبی تقدیم، اس کے وجوبی وجوبی حذف اور اس کے اقسام اور بعض ضمنی احکام کے مباحث پر مشتمل ہے، اس لیے مبتدا سے متعلق مباحث اس اکائی میں شامل نہیں ہیں۔ تاہم مبتدا کے بغیر خبر کوئی جملہ مفیدہ نہیں بنتا اس لیے اجمالاً مبتدا کی وجوبی تقدیم کی صورتیں بیان کی جا رہی ہیں تاکہ طلبہ خلط بحث کا شکار نہ ہوں اور مبتدا و خبر میں باہم امتیاز کر سکیں۔

درج ذیل مقامات پر مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

1۔ جب مبتدا ان کلمات میں سے ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

الف۔ اسماء استفہام جیسے من ضربک؟ من أخوک؟ وغیرہ۔

ب۔ اسماء شرط جیسے ای طالب یجتہد یتقدم، من یتقی الله يجعل له مخرجاً۔

ج۔ مشابہ اسم شرط جیسے الذي یجتہد فله جائزة بمعنى من یجتہد فله جائزة اور کل طالب یسهر اللیل فهو ناجح بمعنى ای طالب یسهر اللیل فهو ناجح۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں کلمات الذي اور کل اسماء شرط کے مشابہ ہیں اور ترکیب میں مبتدا واقع ہیں کیوں کہ ان کی خبر پر فاء کو داخل کیا گیا ہے جس طرح سے جواب شرط پر فاء داخل ہوتا ہے۔

د۔ وہ اسم کسی ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتا ہے جیسے ابن من غائب؟ زمام کم أمر فی یدک؟۔

ه۔ کم خبر یہ جیسے کم أستاذ فی الجامعة (یونیورسٹی میں کتنے اساتذہ ہیں)۔

و۔ ما (تعجب کے لیے) جیسے ما أروع خضرة الزرع (کھیتی کی شادابی کیا ہی دل کش و دل فریب ہے)۔

ز۔ ایسا اسم جس پر لام مفتوح داخل ہو جس کو لام ابتدا کہا جاتا ہے جیسے لعبد مومن خیر من مشرک، لزید أفضل من عمرو۔

ح۔ ضمیر شان یا قصہ جیسے هو الله أحد بمعنى الشان الله أحد اور هی زینب مجتہدة بمعنى القصة زینب

مجتہدہ۔

- 2- جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جس سے ایک دوسرے کی تعیین ہو سکے تو مبتدا کو وجوبی طور پر مقدم کیا جاتا ہے جیسے محمود شارب العسل، زید عدوی۔
- 3- جب مبتدا اور خبر دونوں نکرہ مخصوصہ ہوں اور یہ تخصیص مساوی ہو جیسے أضعف منك جسمًا أقوى منك ذكاءً (جو تم سے جسم میں کمزور ہے وہ ذہانت میں تم سے قوی ہے)۔
- 4- مبتدا جب کوئی اسم ہو اور اس کی خبر جملہ فعلیہ ہو جس کا فاعل ضمیر مستتر ہو جو مبتدا کی طرف لوٹی ہو جیسے حامد نجح، الطالب یدرس، الشمس تجری لمُستَقَرِّ لَهَا۔
- 5- جب خبر میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں یعنی اس میں مبتدا کو محصور کر دیا گیا ہو خواہ لفظاً جیسے وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ یا معنی جیسے إِنَّمَا التَّهْنِئَاتُ لِلْأَكْفَاءِ۔

پہلی مثال میں مبتدا جو کہ محمد ہے رسالت کی صفت میں محصور ہے جس کا مطلب ہے محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ چنانچہ اگر خبر کو مقدم کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ ما رسول الا محمد تو معنی بدل جائے گا اور اس وقت معنی ہوگا کہ رسول صرف محمد ﷺ ہیں، جب کہ واقعہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ صفت رسالت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سارے رسول بھی ہیں۔

دوسری مثال میں بھی مبتدا معنوی طور پر اپنی خبر میں محصور ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ مبارک بادیاں صرف برابر والوں کے لیے ہیں، لیکن اگر اس جملہ میں خبر کو مبتدا پر مقدم کر دیا جائے تو اس کا پورا مفہوم ہی بدل جائے گا اور اس وقت معنی ہوگا کہ برابر والوں کے لیے صرف مبارک بادیاں ہیں اور کچھ نہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں۔

معلومات کی جانچ

- 1- خبر جب جملہ ہو تو کون سی چیز اس کو مبتدا سے مربوط کرتی ہے؟
- 2- مبتدا سے پہلے جب کوئی حرف جر آئے تو تقدیری طور پر مبتدا کا کیا اعراب ہوتا ہے؟
- 3- ”أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا“ میں خبر کی تعیین کیجیے۔
- 4- ”عَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ“ میں خبر کو مبتدا پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟
- 5- أَخَذَ مَنْ أُنْتِ؟ میں خبر کی تقدیم وجوبی ہے یا جوازی؟ وجہ بھی بتائیے۔
- 6- مَا خَالِقُ إِلَّا اللَّهُ میں خبر کو مبتدا میں کس طرح محصور کیا گیا ہے؟
- 7- مَمْنُوعُ التَّدْخِينِ میں خبر کی تقدیم جوازی ہے یا وجوبی؟ وجہ تقدیم بھی ذکر کیجیے۔
- 8- جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا معرفہ ہو تو خبر کو وجوباً مقدم کیا جاتا ہے یا جوازی؟ کوئی ایک مثال بھی دیجیے۔

- 9۔ اُمَام اور بعد جیسے کلمات خبر بننے کی صورت میں منصوب کیوں پڑھتے ہیں جب کہ خبر تو مرفوع ہوتی ہے؟
 - 10۔ جب مبتدا میں پائی جانے والی ضمیر خبر کی طرف لوٹے تو خبر کو مقدم کرتے ہیں یا مؤخر؟
 - 11۔ حامد صدیقی میں مبتدا کو وجوبی طور پر کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟
 - 12۔ بنو بنو ابنا بنو اور بنو ابنا بنو نا میں خبر کون سا کلمہ ہے اور اس کی تقدیم و تاخیر کے لیے کون سا قرینہ ہے؟
 - 13۔ فِي التَّائِي السَّلَامَةِ میں خبر کو جوازی طور پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟
 - 14۔ خبر کو وجوباً حذف کرنے کی کوئی ایک صورت بتائیے۔
 - 15۔ لوما الطبيب ما شفي المريض میں کس طرح کے کلمات کو خبر محذوف مانا جاتا ہے؟
 - 16۔ جب مبتدا خالص قسم کے لیے استعمال کیا جانے والا کوئی لفظ ہو تو اس کی خبر محذوف کیا ہوتی ہے؟
 - 17۔ شعر کا مطلب بیان کیجیے۔
- لَعُمْرِي لَقَدْ لَاحَتْ عَيْنُونَ كَثِيرَةٌ إِلَى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرِّقُ
- 18۔ کل انسان و عملہ کی خبر محذوف کیا ہوگی، نیز یہ حذف خبر وجوبی ہے یا جوازی؟
 - 19۔ خبر کو جوازاً حذف کرنے کی کوئی ایک مثال دیجیے۔
 - 20۔ اسم مفرد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
 - 21۔ خبر کے جملہ اسمیہ ہونے کی کوئی ایک مثال دیجیے۔
 - 22۔ خبر کے جملہ فعلیہ ہونے کی کوئی مثال لکھیے۔
 - 23۔ شبہ جملہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
 - 24۔ الولد المجتهد الذكي ذو خلق کی ترکیب کیجیے۔
 - 25۔ صديق زوج فاطمة مهندس کی کیا ترکیب ہوگی؟
 - 26۔ الشجرات مثمرة اور الشجرات مثمرات جیسی مثالوں میں خبر کو واحد و جمع دونوں استعمال کرنا کیوں جائز ہوتا ہے؟
 - 27۔ حامد فاعل الخیر میں مبتدا کی وجوبی تقدیم کی کیا وجہ ہے؟
 - 28۔ انما الأعمال بالنیات میں خبر میں کس طور پر حصر کا معنی پایا جائے گا؟
 - 29۔ الولد يشرب اللبن میں ضمیر کی کون سی قسم مبتدا کی طرف راجع ہے؟
 - 30۔ ما أحسن العلم میں مبتدا کو وجوبی طور پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟

10.10 اکتسابی نتائج

مبتدا ایسا اسم ہوتا ہے جس کے متعلق کوئی خبر دی جاتی ہے اور جس بات کے ذریعہ اس مبتدا کے بارے میں کوئی خبر دی جاتی ہے وہ خبر کہلاتی

ہے اور مبتدا کی طرح ہی مرفوع ہوتی ہے چاہے وہ اسم مفرد ہو یا جملہ یا شبہ جملہ۔ خبر کے جملہ ہونے کی صورت میں کوئی ضمیر بارز یا مستتر ایک رابطہ کے طور پر مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے۔ مبتدا عام طور پر اسم معرفہ ہوتا ہے یا کوئی نکرہ مخصوصہ جب کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے، البتہ کبھی معرفہ کو بھی خبر بنا دیا جاتا ہے اور اگر ان دونوں کی تعیین کسی قرینہ وغیرہ سے ہو رہی ہو تو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا دونوں جائز ہوتا ہے۔

چار جگہوں پر خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ اول یہ کہ خبر جب کوئی شبہ جملہ ہو اور مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جس کی تخصیص نہ کی گئی ہو، دوم یہ کہ جب خبر اسماء استفہام میں سے کوئی ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، سوم یہ کہ مبتدا میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجع ہو، چہارم یہ کہ **إلا یا انما** کے ذریعہ خبر کو مبتدا میں محصور کر دیا گیا ہو۔

خبر کی جوازی تقدیم کی بھی چند صورتیں ہوتی ہیں کیوں کہ بصورت تقدیم خبر مفہوم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور کوئی قرینہ پائے جانے کی وجہ سے اس کی تعیین میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جوازی طور پر خبر کی تقدیم کی پہلی شکل یہ ہے کہ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ جب خبر صفت کا صیغہ ہو اور جملہ کے شروع میں کوئی حرف نفی یا استفہام لایا گیا ہو، تیسری شکل یہ ہے کہ جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا معرفہ ہو۔ تاہم یہ تقدیم محض جوازی ہے وگرنہ اصول کی رو سے مبتدا کو شروع جملہ میں جب کہ خبر کو اس کے بعد ہی لایا جاتا ہے۔

وہ مواقع جہاں خبر کو جو با حذف کر دیا جاتا ہے پانچ ہیں۔ پہلا یہ کہ خبر کوئی ایسی صفت ہو جس سے کوئی ظرف یا جار مجرور متعلق ہو، دوسرا یہ کہ وہ کوئی ایسا صفت کا صیغہ ہو جو کلمات شرط غیر جازمہ لولا یا لوما کے بعد واقع ہونے والے مبتدا کی خبر بنے، تیسرا موقع یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ایسے کلمہ کی خبر بن رہی ہو جو خاص طور پر قسم کے معنی میں ہو اور کوئی دوسرا معنی مراد نہ لیا جاتا ہو، چوتھا یہ کہ جب مبتدا پروا و بمعنی مع یعنی واو مصاحبت کے ذریعہ عطف کیا گیا ہو، پانچواں موقع یہ ہوتا ہے کہ مبتدا کوئی مصدر ہو یا کوئی ایسا اسم تفضیل جس کی کسی مصدر کی طرف اضافت کی گئی ہو اس شرط کے ساتھ کہ ان دونوں کے بعد کوئی حال آئے اور اس میں خبر بننے کی صلاحیت نہ ہو۔

کبھی خبر کو کسی ایسی دلیل کے پائے جانے کے وقت جو اس پر دلالت کر رہی ہو، جواز حذف کر دیا جاتا ہے۔ ایسا عام طور پر اس صورت میں ہوتا ہے جب مَن، ما اور اَین وغیرہ اسماء استفہام کو مبتدا و خبر کی ترکیب میں استعمال کرتے ہوئے کوئی سوال کیا جائے اور جواب میں صرف مبتدا کو ذکر کر کے پوری بات سمجھ میں آجائے، یا یہ کہ دو ایسے مبتدا ہوں جن کی خبر ایک ہی ہو اور پہلے مبتدا کے بعد اس کی خبر کو ذکر کر کے دوسرے مبتدا کا اس پر عطف کر دیا جائے، یا یہ کہ وہ خبر کسی ایسے مبتدا کے بعد واقع ہو جو اِذا فِجائیہ کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔

خبر کبھی اسم مشتق ہوتی ہے، کبھی اسم جامد، وہ جملہ اسمیہ بھی ہوتی ہے اور جملہ فعلیہ بھی، ایسے ہی وہ کبھی شبہ جملہ بھی ہوتی ہے۔

خبر، مبتدا موصوف کے بعد آنے والی صفتوں، ایسے ہی مبتدا مضاف کے بعد آنے والی اضافی ترکیبوں کے بعد آتی ہے اور اس کا مبتدا سے متصل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ایک ہی مبتدا کی بیک وقت کئی ایک خبریں آسکتی ہیں۔ عام حالات میں خبر تذكیر و تانیث اور واحد و ثنئیہ اور جمع ہونے میں مبتدا کے موافق ہوتی ہے جب کہ بعض صورتوں میں اس کے برعکس بھی جائز ہوتا ہے۔

خبر کی وجوہی تقدیم کی ہی طرح کچھ صورتوں میں مبتدا کو بھی خبر پر مقدم کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اول یہ کہ مبتدا جب ان کلمات میں سے ہو جو ہر

حال میں جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، دوم یہ کہ جب مبتدا و خبر دونوں معارفہ ہوں اور ایک دوسرے کی شناخت ممکن نہ ہو، سوم یہ کہ وہ دونوں ایسے نکرہ ہوں جو تخصیص میں برابر ہوں، چہارم یہ کہ مبتدا جب کوئی اسم ہو جس کی خبر جملہ فعلیہ ہو اور اس خبر میں وارد فعل کی ضمیر مستتر مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہو، پنجم یہ کہ جب الا یا انما کے ذریعہ مبتدا کو خبر میں محصور کر دیا گیا ہو اور خبر کو مبتدا پر مقدم کرنے کی صورت میں پورا مفہوم ہی بدل کر رہ جائے۔

10.11 تمرینات

1- ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اور خبر کی نشان دہی کیجیے۔

الف: أبواب المسجد مفتوحة۔

ب: عندی خمسة أقلام۔

ج: السفينة تجري على الماء۔

د: اللَّهُ نُزُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

ه: يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔

و: سبب المؤمن فسوق وقتاله كفر۔

ز: مَقْتُلُ امْرَأَةٍ وَاصَابَةُ طِفْلِ جِرَاءٍ عَاصِفَةٌ فِي أَلْمَانِيَا۔

2- درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوہی تقدیم کے اسباب بتائیے۔

الف: على المائدة عصير۔

ب: عندی دو لار۔

ج: أمام المكتبة حديقة۔

د: تحت رئاسة الوزير اجتماع۔

ه: كم أخواتك؟

و: ابن من أنت؟

ز: في البيت صاحبه۔

ح: مانا جح الا المجتهد۔

ط: انما الرازق من خلق السماوات والأرض۔

ي: لرئيس القسم جزاء خدماته۔

ك: لكل حقوق وعلى كل واجبات۔

- ل: متی نصر اللہ؟
- م: للقصاص أسلوبه وللكاتب المسرحي أسلوبه -
- ن: على الشجرة ثمرها -
- 3- ذیل کی مثالوں میں خبر کی جوازی تقدیم کی وجوہات بیان کیجیے۔
- الف: ما فائز محمد -
- ب: مسموح الدخول -
- ج: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ -
- د: خلف رئيس الوزراء وزير الشؤون الخارجية -
- ه: لِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا -
- و: أذهبون الى الجامعة أنتم؟
- ز: في الزجاجة المصباح -
- ح: منصوب خبر كان -
- 4- ذیل کے جملوں میں خبر کی وجوبی یا جوازی تقدیم کی شناخت کیجیے۔
- الف: وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ -
- ب: مرفوع المبتدأ -
- ج: قلم من هذا؟
- د: حاضر طالب مجتهد -
- ه: للعامل جزاء عمله -
- و: ما خالق الارب العرش العظيم -
- ز: أراجع أخوك؟
- ح: في التأني السلامة -
- 5- درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوبی حذف کی صورتیں بیان کیجیے۔
- الف: لولا التاريخ لصاع كثير من أخبار الأسبقين -
- ب: لعمرى لقد لاحظت عيون كثيرة -

- ج: کل انسان و عملہ -
- د: الأمہات المؤمنات وراء الحجاب -
- ه: ترنیمۃ الأطفال في الصباح -
- و: أحسن دراستک تار کا مالا يتعلقها -
- ز: لو ما هدى الله لضل الناس عن سواء السبيل -
- ح: لعمري إن الساعة قائمة -
- 6- ذیل کے سوالوں کا مبتدایا خبر کے حذف کے ساتھ جواب دیجیے۔
- الف: ما اسم أخیک؟ ب: أين الطلاب المجتهدون؟
- ج: من في المكتب؟ د: من كاتب الدرس على السبورة؟
- ه: متى رمضان؟ و: أى كتاب ثمين؟
- ز: من عندك؟ ح: متى سفرک؟
- 7- درج ذیل جملوں میں اس ضمیر کی نشاندہی کیجیے جو مبتدایا کی طرف لوٹی ہے۔
- الف: الهند و باكستان تبدآن محادثات السلام -
- ب: التلميذ اللعوب رسب في الامتحان -
- ج: النجاح أساسه العمل -
- د: زيد أبوه مهندس -
- ه: الحزب المعارضة أنصارها كثيرون -
- و: الولايات المتحدة زعماءها يناقشون الارهاب في جميع أنحاء العالم -
- ز: رئيس الوزراء شدّد قبضته على الإعلام -
- ح: وزير الشؤون المالية يعرض مقترحات جديدة للميزانية الهندية -
- 8- ذیل کے جملوں کو مناسب خبر سے پر کیجیے۔
- الف: حامد و علی ----- ب: الأولاد الذين يلعبون في الشوارع -----
- ج: الطلاب ----- د: اللجنة -----
- ه: ----- غشاوة ----- و: أكبر منك سناً -----

ز: رجال العلم _____ ح: لسان الأديب العبقري جاف وقلمه _____

9۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور مبتدا و خبر کی نشاندہی کیجیے۔

هَذَا بَنُ خَيْرٍ عِبَادِ اللَّهِ كُلِّهِمْ هَذَا النَّقِيُّ التَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

10۔ ذیل کی عبارت پر اعراب لگائیے اور مبتدا خبر بتائیے۔

في المدرسة فصول كثيرة، فصلنا واسع، فيه نافدتان كبيرتان، السباحة رياضة، والعدو رياضة، واللعب بكرة القدم رياضة، كل رياضة لها أهمية، وفيها منافع.

عندى مفاتيح كثيرة، هذا مفتاح الغرفة وذلك مفتاح السيارة، في بلدنا مساجد و مدارس كثيرة، وفنادق قليلة، هؤلاء الفتيات زميلاتي، أبوهن طيب وأمهن مدرّسة.

11۔ خبر کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں، بیان کیجیے۔

12۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور مبتدا و خبر بتائیے۔

أَنَا الْبَحْرُ فِي أَحْشَائِهِ الدَّرُّ كَامِنٌ فَهَلْ سَأَلُوا الْغَوَاصَّ عَنْ صَدَفَاتِي

13۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور خبر کی وجوہی تقدیم کا سبب بتائیے۔

بَيْنِي وَبَيْنَكَ خُطْوَةٌ إِنَّ تَخْطُهَا فَرَجَتْ عَنِّي

14۔ ذیل کے شعر پر اعراب لگائیے اور خبر کے وجوہی حذف کی وجہ بتلایئے۔

هُوَ النَّبِيُّ الَّذِي لَوْلَا هِدَايَتُهُ لَكَانَ أَعْلَمُ مَنْ فِي الْأَرْضِ كَالْهَمَجِ

15۔ ذیل کے جملوں میں خبر کی قسموں کی نشان دہی کیجیے اور اس کی وجوہی یا جوازی تقدیم و تاخیر کے اسباب بتائیے۔

الف: الملك سلمان مُصمّم على المحاسبة في قضية جمال خاشقجي -

ب: فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا۔

ج: لسان العاقل وراء قلبه۔

د: **اللَّهُ نَعَمْ الْمَعِينُ -**

٥: الخيانة بئس الخلق -

و: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

ز: أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم أخلاقاً۔

ح: الإدارة الصادقة تُحيي الأمل -

- ط: الجواد خلقه كريم۔
- ي: الحمد لله رب العالمين۔
- ك: قلق أُممي إزاء تزايد الهجمات ضد المدنيين بأفغانستان۔
- 16۔ درج ذیل جملوں میں خبر کے وجوہی یا جوازی حذف کی صورتیں واضح کیجیے۔
- الف: لولا العلم ما تقدمت البشرية۔
- ب: كل فتان وموهبتہ۔
- ج: أكثر أكلِي الفاكهة ناضجة۔
- د: استيقظت فإذا الفجر۔
- ه: لولا زيد لأكرمتك۔
- و: كل ناقة وراكبها۔
- ز: يَمِينُ اللَّهِ لَا قِفْنَ مِنْ وِرَاءِ أَبِي۔
- ح: لعمر ك لينجحن الطالب المُجد المجتهد۔

10.12 فرہنگ

الفاظ	معانی
ألف: درس میں وارد الفاظ	
لدینا	: ہمارے پاس
أبصار	: بصر کی جمع، آنکھ، نگاہ، قوت باصرہ، دیکھنے کی طاقت
غشاوة	: پردہ، جھلی، فعالة کے وزن پر اسم آلہ ہے، وہ چیز جس سے کچھ ڈھانپا جائے
أقفال	: قفل کی جمع، تالے
أجل	: عرصہ، مدت، وقت مقرر
مسمیٰ	: متعین، مقرر
صبيحة	: صبح
العامل	: مزدور، ورکر
صاحبها	: صاحب الدار، گھر والا

قَرِينَة	: حرف عطف بمعنی یا، کبھی بل کے معنی میں بھی آتا ہے
ممنوع	: قرینہ، کوئی لفظی یا معنوی علامت
التدخین	: منع ہے
العَجَلَة	: سگریٹ نوشی، تمباکو نوشی
الندامة	: جلدی، جلد بازی، تیزی
التأني	: ندامت، شرمندگی، پشیمانی
التعب	: آہستہ روی، توقف، تاخیر
دراسة	: تھکان
ابن الابن	: تعلیم، مطالعہ، تحقیق، اسٹڈی، معاینہ
الصدور	: پوتا
ضَلَّ يَضِلُّ	: صدر کی جمع، سینہ
ضاع بضیع	: گمراہ ہونا، بھٹک جانا
شَفِي يَشْفِي	: ضائع ہونا، تلف ہونا، رائگاں جانا
العليل	: صحت یاب ہونا، افاقہ ہونا، شفا یاب ہونا (بمعنی اشتفی)
لعمري	: بیمار، مریض
لاح يلوح	: میری زندگی کی قسم
ضوء	: چمکنا، جھلملانا، دکھائی دینا، ظاہر ہونا، نمایاں ہونا
اليفاع	: روشنی
تُحَرَّق	: ایک جگہ کا نام
كِفاح	: جلائی جاتی ہے
جندی	: جدوجہد، مزاحمت، دفاع
سلاح	: فوجی، سپاہی
تأديب	: ہتھیار، اسلحہ
	: سزا دینا، تربیت کرنا، اخلاق سنوارنا، مہذب بنانا، علوم ادب سکھانا، اصلاح کرنا

أَسَاءَ يَسِيئُ	: غلط یا برا کام کرنا، بدسلوکی کرنا، گستاخی کرنا
خُلُوْ	: خالی ہونا، تنہائی، تخلیہ، خلوت
أَكَلَ	: پھل، رزق
ظِل	: سایہ
المنتزه	: پارک، تفریح گاہ، سیرگاہ
أعداء	: عدو کی جمع، دشمن
اشتری يشتري	: خریدنا
الضلالة	: گمراہی
مبصرتان	: مبصرة کا تثنیہ، دیکھنے والی، بینا، نگراں، محافظ
مُجِدُونَ	: مُجِد کی جمع، محنت و کوشش کرنے والے، سنجیدہ لوگ، محنتی لوگ
المفلحون	: المفلح کی جمع، کامیاب لوگ
أساس	: بنیاد، بنا
العاطفة	: جذبہ
أَتَقَنُ يُتَقَّنُ	: مضبوط و پختہ کرنا، مہارت حاصل ہونا
أَقْدَامُ	: قدم کی جمع، پیر
المصنع	: فیکٹری
مستقر	: قیام پذیر ہونے والا، رہنے والا، قرار پذیر
الإصلاح	: اصلاح، تصحیح، ریفارم
الزراعی	: زراعتی، ایگریکلچرل
الذکی	: ذہین، زود فہم
البلبل	: بلبلی (ایک پرندہ)
ذو طموح	: صاحب عزم، بلند ہمت، بڑی توقعات والا
موجزة	: مختصر، بلیغ، حشو و زوائد سے پاک
بديعة الأسلوب	: اسلوب میں عمدہ، طرز بیان میں انوکھا، طرز نگارش میں بے مثال

صادقة الفكرة

: خیالات میں سچا، مبنی برحقیقت آنیڈیا

الودود

: بہت محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام

المجید

: باری تعالیٰ کا ایک نام، عظیم، بلندتر، باعزت، صاحب عظمت

فعال

: صیغہ مبالغہ، بہت کرنے والا

آیتان

: آیہ کاثنیہ، نشانی، علامت

اتقی یتقی

: دل میں خوف خدا رکھنا، تقویٰ اختیار کرنا

مخرج

: راستہ، نکلنے کی جگہ

جائزۃ

: انعام

سہرِ سہر

: شب بیداری کرنا، رات کو جاگنا

زمام

: باگ ڈور، کنیل، لگام، وہ رسی یا ڈوری جو ناک کے سوراخ میں سے نکال کر باگ سے باندھی جائے

مأرؤع!

: صیغہ تعجب، کیا ہی دل کش ہے! کتنا دلفریب و جاذب نظر ہے!

شارب

: پینے والا، نوش کرنے والا

العسل

: شہد

ذکاء

: ذہانت، فطانت، چالاکی، ہوشیاری، زیرکی

جری بجری

: چلنا، دوڑنا، رواں دواں ہونا، جاری ہونا

مستقر

: وقت مقرر، جائے مقررہ

التہنئات

: مبارک بادیاں

الأكفاء

: الکف کی جمع، ہم پلہ، ہم رتبہ، مماثل، برابر، اہل، لائق، قابل، باصلاحیت

مثمرۃ

: ثمر آور، پھل دار، پھل دینے والا

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

السفینۃ

: کشتی

ید اللہ

: اللہ کی حمایت و مدد

سبب

: گالی گلوچ، بدزبانی، بدکلامی، سب و شتم

فسوق

: راہ حق سے انحراف، حدود شریعت سے تجاوز

قتال	: جنگ
مقتل	: قتل، ہلاکت، موت، ہلاک ہونا
إصابة	: زخمی ہونا، زخم پہنچنا
جَراء	: وجہ، سبب
عاصفة	: آندھی، تیز ہوا
ألمانيا	: جرمنی
المائدة	: دسترخوان، ٹیبل
عصير	: رس، جوس، عرق
دولار	: ڈالر
رئاسة	: صدارت
اجتماع	: میٹنگ
رئيس القسم	: صدر شعبہ
واجبات	: واجب کی جمع، فرض، ذمہ داری، فریضہ، ڈیوٹی
قصاص	: قصہ گو، ناول نگار، افسانہ نگار
الكاتب المسرحي	: ڈرامہ نگار
فائز	: کامیاب و کامران
مسموح	: جائز، اجازت شدہ، اجازت ہے
الذكر	: نر، مذکر
حظ	: حصہ، نصیب، قسمت
الأنثیین	: الانثی کا تشبیہ، دو عورتیں
رئيس الوزراء	: وزیراعظم، پرائم منسٹر
وزير الشؤون الداخلية	: وزیر برائے داخلی امور، ہوم منسٹر
العزة	: غلبہ، عزت
الزجاجة	: شیشہ، کانچ، آگینہ، شیشہ کا برتن، لیپ

المصباح	: چراغ
أخبار	: خبریں
الأسبقين	: پہلے کے لوگ، گزرے ہوئے لوگ
وراء الحجاب	: پردہ کے پیچھے، پردہ نشیں
ترنيمه	: گیت، لوری، نغمہ، گانا
سواء السبيل	: سیدھا راستہ، راہ حق
بدأيداً	: شروع کرنا، آغاز کرنا
محادثات السلام	: پیس ٹاک، گفتگو برائے امن و سلامتی
اللعبوب	: کھیلنے والا، تفریح باز
رسب ير سب	: فیل ہونا، ناکام ہونا
مهندس	: انجینیر
الحزب	: پارٹی، جماعت
المعارضة	: مخالفت کرنے والی، رد و قدح کرنے والی
الحزب المعارضة	: مخالف پارٹی، اپوزیشن پارٹی
أنصار	: ناصر کی جمع، حمایت و مدد کرنے والے، تائید کرنے والے، سپورٹرز
الولايات المتحدة	: ریاستہائے متحدہ امریکہ، یو۔ ایس
زعماء	: زعمیم کی جمع، لیڈر، رہنما، قائد
ناقش يناقش	: بحث و مباحثہ کرنا، تبادلہ خیال کرنا
الإرهاب	: دہشت گردی
شدّد يشدّد	: بہت مضبوط و پختہ کرنا، کس کے باندھنا، باندھنا
قبضة	: گرفت، پکڑ، کنٹرول
الإعلام	: میڈیا، ذرائع ابلاغ، اطلاع
وزير الشؤون المالية	: وزیر برائے مالیاتی امور، فینانس منسٹر
عرض يعرض	: پیش کرنا، سامنے لانا

مقترحات	: مقترح کی جمع، تجویز، تجاویز
الميزانية	: بجٹ، آمدنی و اخراجات کا گوشوارہ
الشوارع	: الشارح کی جمع، سڑک، راستہ، گلی
العقري	: غیر معمولی اور حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک، باکمال، بے مثال و لاثانی
جافّ	: خشک، خاموش
النقي	: خالص، صاف، چیدہ، چنندہ
التقي	: تقویٰ شعار، متقی، خوف خدا رکھنے والا، گناہوں سے باز رہنے والا
العلم	: سردار قوم، نمایاں و معروف شخص
نافذة	: کھڑکی، جھروکا
السباحة	: تیراکی
رياضة	: ورزش
العدو	: دوڑ
كرة القدم	: فٹ بال
منافع	: منفعة کی جمع، فوائد
مفاتيح	: مفتاح کی جمع، کنجی، چابی
فنادق	: فندق کی جمع، ہوٹل
فتيات	: فتاة کی جمع، لڑکی، دوشیزہ
زميلات	: زميلة کی جمع، ہم جماعت، درجہ کی ساتھی، کلاس فیلو، رفیق کار
أحشاء	: حشا کی جمع، پیٹ، اندرونی چیزیں، جگر، دل
الدر	: موتی، بڑا اور شاندار موتی
كامن	: مخفی، پوشیدہ
الغواص	: غوطہ خور، غوطہ لگانے والا
صدفات	: صدقة کی جمع، سیپ، موتی کا خول
خُطوة	: قدم، ڈگ، ایک قدم کا فاصلہ

خطا یخطو	: چلنا، قدم اٹھانا
فرج یفرج	: کشادہ کرنا، تکلیف یا غم دور کرنا
الهمج	: بے ڈھنگے لوگ، وحشی لوگ، بے وقوف و پھوہڑ
مصمم	: پر عزم، پختہ ارادہ والا، عزم مصمم کا حامل
المحاسبة	: محاسبہ، جواب دہی، ذمہ داری
قضیة	: مسئلہ، معاملہ، نزاعی مسئلہ
کآین	: بمعنی کم خبریہ عدد کثیر کے لیے، کتنے ہی، بہت سارے
خاویة	: خالی، بے آباد، منہدم و مسمار
عروش	: عرش کی جمع، بنیاد، چھت
المُعین	: مددگار، حمایتی
الخیانة	: خیانت، بددیانتی
خِزْی	: ذلت و رسوائی، بدنامی، شرمندگی، عار
الإدارة	: انتظام، نظم و نسق، ایڈمنسٹریشن، انتظامیہ
أحیی یحیی	: زندہ کرنا، روح پھونکنا، جان ڈالنا
الأمل	: امید، آرزو، توقع
الجَوَاد	: سخی، فیاض، داد و دہش والا، فراخ دل
قلق	: تشویش، آزر دگی، اضطراب، پریشانی، بے چینی، بے قراری
أُمَمِی	: الأمم المتحدة کا مخفف، اقوام متحدہ، یونائیٹڈ نیشنس
إزاء	: مقابل، سامنے، بوجہ، بسبب، کے چلتے، کے تئیں
تزايد	: افزودگی، افزائش، بڑھوتری، زیادہ ہونا
الہجمات	: الہجۃ کی جمع، حملہ، ایٹک
المَدَنِیْن	: المدنی کی جمع، شہری، باشندگان ملک
تقدم یتقدم	: ترقی کرنا، آگے بڑھنا، پیش قدمی کرنا، پیش رفت کرنا
البشریة	: انسانیت

فنان	: فن کار، آرٹسٹ، ماہر، خداداد صلاحیتوں کا حامل
مَوْهَبَة	: ملکہ و مہارت، خداداد صلاحیت و قابلیت، فطری صلاحیت، کمال
أَكَل	: کھانا، کھانے کا عمل، تناول کرنا
ناضجة	: پکا ہوا، کھانے کے قابل، لائق تناول، عمدہ
يَمِينُ اللَّهِ	: بخدا، اللہ کی قسم، اللہ کے نام پر حلف اٹھانا

10.13 نمونے کے امتحانی سوالات

- 1- خبر مفرد، خبر جملہ اور خبر شبہ جملہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں، مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 2- وجوبی طور پر خبر کتنی صورتوں میں مبتدا پر مقدم ہوتی ہے؟ مع مثال لکھیے۔
- 3- کن صورتوں میں خبر کو مبتدا پر جوازاً مقدم کیا جاتا ہے، مثالوں کے ذریعہ بیان کیجیے۔
- 4- مبتدا و خبر کی ایک دوسرے پر جوازی تقدیم و تاخیر سے کیا مراد ہے، چند مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔
- 5- کن مواقع پر خبر کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے، مع مثال بیان کیجیے۔
- 6- جواز حذف الخبر سے آپ کیا سمجھتے ہیں، مثالوں سے واضح کیجیے۔
- 7- وہ کون سے کلمات ہیں جو جملہ کے شروع میں ہی استعمال کیے جاتے ہیں اور مبتدا بنتے ہیں، ہر ایک کے لیے مثالیں بھی لائیے۔
- 8- کتنی صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، مثالوں سے واضح کیجیے۔
- 9- مبتدا میں کس طور پر حصر کا معنی پیدا کیا جاتا ہے، چند مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 10- ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ“ اور ”إِنَّمَا التَّهْنِئَاتُ لِلْكَافَّةِ“ میں کس طرح خبر کو مبتدا میں محصور کیا گیا ہے، سمجھائیے۔
- 11- ذیل کے جملوں کی نحوی ترکیب کیجیے۔

۱۔ المندوب السوري تحدث اللغة العربية۔

۲۔ عدد سكان الهند أكثر من بليون ومائة وخمسة وعشرين مليون نسمة۔

۳۔ في مكتب رئيس الوزراء ملفات۔

۴۔ العاطلون عن العمل معظمهم في عاصمة الدولة۔

۵۔ عقوبة الغرامة المالية فُرِضت على الجاني۔

۶۔ المؤتمر الدولي للسلام متوقع في الشهر القادم۔

۷۔ أمام شارع جامعة مولانا آزاد الوطنية الأردنية جسر۔

12۔ درج ذیل جملوں پر اعراب لگائیے اور مبتدا خبر بتائیے۔

۱۔ خرج رئيس الجامعة من مكتبه فإذا المطر۔

۲۔ في فصل فاطمة طالبات من اليابان والفرنسا والألمانيا۔

۳۔ مذكرة توبيخ أصدرت لأحد مترجمي الأمم المتحدة۔

۴۔ كم طيبة في مستشفى الولادة؟

۵۔ لنا ثلاثة أعمام وعمتان۔

۶۔ للفائز على جائزة نوبيل للسلام تهنئات وتبريكات۔

۷۔ المجتمع الدولي يبذل جهودا جبارة لإعادة السلام في العصر الراهن۔

۸۔ معظم سكان بعض البلاد يعيشون تحت خط الفقر۔

۹۔ للسفير الأمريكي لدى الهند مذكرة من قبل المتظاهرين الهنود۔

10.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|-------------------------------------|--|
| 1۔ النحو الواضح | علي الجارم ومصطفى أمين |
| 2۔ القواعد الأساسية في النحو والصرف | يوسف الحمادي، محمد محمد الشناوي، محمد شفيق عطا |
| 3۔ ملخص قواعد اللغة العربية | فؤاد نعمة |
| 4۔ جامع الدروس العربية | الشيخ مصطفى الغلاييني |
| 5۔ الدليل الى قواعد اللغة العربية | حسن نور الدين |
| 6۔ فيض النحو | شيراز گل ندوی |

اکائی 11 افعال ناقصہ

اکائی کے اجزا

- | | |
|---------|---|
| 11.1 | مقصد |
| 11.2 | تمہید |
| 11.3 | افعال ناقصہ |
| 11.4 | افعال ناقصہ کی تصریف |
| 11.4.1 | تام تصریف |
| 11.4.2 | ناقص تصریف |
| 11.4.3 | جامد |
| 11.5 | ملحقات صار |
| 11.6 | افعال ناقصہ بمعنی صار |
| 11.7 | افعال ناقصہ بشکل تامہ |
| 11.8 | افعال ناقصہ کا اسم |
| 11.9 | افعال ناقصہ کی خبر |
| 11.10 | افعال ناقصہ کے اسم و خبر کی تقدیم و تاخیر |
| 11.10.1 | اسم افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم |
| 11.10.2 | خبر افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم |
| 11.10.3 | خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم |

- 11.11 چند ضمنی احکام
- 11.12 اکتسابی نتائج
- 11.13 تمرینات
- 11.14 فرہنگ
- 11.15 نمونے کے امتحانی سوالات
- 11.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ ان افعال ناقصہ سے واقف ہوں جنہیں افعال تو کہا جاتا ہے اور ان ہی افعال تامہ کے اوزان پر ان کے صیغے آتے ہیں، تاہم جس طرح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ بناتا ہے یہ افعال اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ کی ترکیب میں ہوتے ہیں اور مختلف معانی میں مستعمل ہو کر خبر کے زمانہ کی تعیین کرتے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی کسی ایک ہی فعل کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی فعل تام کی طرح فاعل سے مل کر جملہ بناتے ہیں اور ان کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس وقت وہ ناقص نہیں بلکہ تام کہلاتے ہیں۔ ان میں کچھ تام التصریف ہوتے ہیں، کچھ ناقص التصریف اور کچھ جامد۔ چونکہ یہ افعال مبتدا خبر پر داخل ہو کر ان کے نام، اعراب اور معنوی حالت میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں اسی لیے ان کے اسم و خبر کی بھی کچھ صورتیں بنتی ہیں۔ یہ اکائی ان ہی سب مباحث پر مشتمل ہے جن سے طلبہ کو آگاہ و روشناس کرنا مقصود ہے۔

گزشتہ اکائیوں میں ہم نے تفصیل سے مبتدا و خبر کے بارے میں پڑھا اور ان کے احکام و اقسام اور ایک دوسرے پر تقدیم و تاخیر کے اصولوں سے واقف ہوئے۔ کوئی بھی جملہ جو مبتدا و خبر پر مشتمل ہو، جملہ اسمیہ کہلاتا ہے جس میں مبتدا کوئی اسم ہوتا ہے خواہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر، جب کہ خبر کوئی اسم مفرد ہوتی ہے یا کوئی جملہ یا پھر کوئی شبہ جملہ، اور دونوں یعنی مبتدا و خبر اعراب بالحرف یا اعراب بالحرکت کے ذریعہ ظاہری یا تقدیری طور پر محل رفع میں ہوتے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو مبتدا و خبر کی ترکیب پر داخل ہوتے ہیں اور ان کی معنوی حالت، ان کے اعراب اور ان کے سابقہ نام کو تبدیل کر دیتے ہیں جس کے بعد مبتدا ان افعال کا اسم جب کہ خبر ان کی خبر کہلاتی ہے۔ یہ افعال چونکہ عام فعلوں کی طرح نہیں ہوتے جو کبھی صرف فاعل کے ساتھ مل کر اور کبھی فاعل و مفعول دونوں کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ مفیدہ بناتے ہیں بلکہ ان افعال کو اپنے اسم کے ساتھ خبر کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر ان کے معانی کی ادائیگی مکمل نہیں ہوتی، اسی لیے ان افعال کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

یہ افعال اپنے معنی کے اعتبار سے زمانہ کا مفہوم لیے ہوتے ہیں جن میں کبھی ان کے صیغوں کے لحاظ سے زمانہ کا تعین ہوتا ہے اور کبھی کسی قرینہ کی رعایت سے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کسی خاص مدت تک متصف ہوتے ہیں، کچھ اپنی پوری مدت تک، کچھ خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں، کچھ خبر کی نفی پر۔ تاہم یہ تمام صورتیں کسی نہ کسی طور پر وقت اور زمانہ کے مفہوم سے مربوط ہوتی ہیں۔ ان میں کچھ ایسے بھی افعال ہیں جو ناقص ہونے کی صورت میں کسی ایک ہی فعل کے معنی میں محدود ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے بیشتر بطور فعل تام استعمال کیے جاتے ہیں اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں اور اس وقت ان کا حکم عام فعلوں کا ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بغیر کسی شرط کے استعمال ہوتے ہیں جب کہ چند ایک کو بطور فعل ناقص استعمال کرنے کے واسطے کچھ شرطوں کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر کی گردانیں آتی ہیں، کچھ ایسے بھی جن سے صرف ماضی اور مضارع کی، جب کہ چند ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے صرف ماضی ہی کی گردانیں آتی ہیں اور انہیں جامد کہا جاتا ہے۔

چونکہ یہ افعال اصلاً فعل ہی ہوتے ہیں گرچہ مبتدا اور خبر کو اپنا اسم اور خبر بناتے ہیں، اسی لیے ان کے اسم پر فاعل سے مشابہت کی وجہ سے

فاعل ہی کے سارے احکام نافذ ہوتے ہیں جب کہ ان کی خبر پر جملہ اسمیہ کی خبر کے سارے احکام، ماسوا اعرابی حالت کے، جاری ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کی تشریح دوران سبق آئے گی۔

11.3 افعال ناقصہ

یہ وہ افعال ہیں جو مصدری معنی سے خالی ہوتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر خبر کے زمانہ کی تعیین کے ساتھ مبتدا کو فاعل کے مماثل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں جو کہ ان کا اسم کہلاتا ہے جبکہ خبر کو مفعول بہ سے مشابہ ہونے کے سبب نصب دیتے ہیں اور وہ ان افعال کی خبر کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ افعال صرف اپنے اسم مرفوع سے مل کر جملہ پورا نہیں کرتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی لیے ان کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

فعل ناقص کی طرح فعل متعدی بھی صرف فاعل سے بات پوری نہیں کرتا بلکہ مفعول بہ کا محتاج ہوتا ہے، تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو بھی فعل ناقص کہہ دیا جائے کیوں کہ صفت احتیاج میں گرچہ کہ دونوں مشترک ہیں لیکن دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ اول یہ کہ فعل متعدی کا مفعول بہ کلام سے متعلق ہوتا ہے جس سے قطع نظر کرنا ممکن ہے برخلاف فعل ناقص کی خبر کے کہ اس سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ بلفظ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ فعل متعدی کا احتیاج ناقص ہے جب کہ فعل ناقص کا احتیاج تام۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ مفعول بہ کسی بھی جملہ مفیدہ کا محض ایک حصہ ہوتا ہے اور اس کا رکن نہیں ہوتا اسی لیے اس کے ذکر کے بغیر جملہ تو مکمل ہو جاتا ہے مگر سامع کو کچھ خلجان باقی رہ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے فعل ناقص کی خبر جملہ کا رکن ہوتی ہے، اس لیے کہ جملہ میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں، ایک تو مسند الیہ دوسرا مسند اور ان دونوں کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوتا۔ چنانچہ فعل متعدی میں اگر صرف فعل با فاعل ذکر کر دیا جائے اور مفعول بہ کو ترک کر دیا جائے تو جملہ کے دونوں ارکان مسند و مسند الیہ کے مذکور ہونے کے سبب جملہ تو پورا ہو جاتا ہے تاہم بات کچھ نا تمام رہ جاتی ہے مثلاً کتب حامد ایک جملہ ہے جس میں حامد کے کاتب ہونے کا علم تو ہو گیا مگر مفعول بہ یعنی جو چیز لکھی گئی کا علم نہ ہونے کے سبب قاری یا سامع کے ذہن میں کچھ خلجان باقی رہ گیا، جب کہ فعل ناقص میں خبر کے ذکر کے بغیر بات بالکلیہ نا تمام رہ جاتی ہے اور سامع کو کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا، یہاں تک کہ اس کی خبر کا بھی ذکر نہ کر دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ فعل ناقص کا احتیاج الیہ یعنی اس کی خبر مسند ہوتی ہے جو عمدہ کلام میں سے ہے جب کہ فعل متعدی کا احتیاج الیہ مفعول بہ ہوتا ہے اور تمام مفاعیل فضلات کلام میں سے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ عمدہ کلام اور فضلہ کلام کے مابین صرف فرق ہی نہیں بلکہ تضاد بھی ہے، اس لیے ہر حال میں فعل ناقص کی خبر کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ تاہم ان تمام صورتوں کے باوجود فعل ناقص کی خبر کو مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا جاتا ہے۔

افعال ناقصہ کی تعداد تیرہ ہے۔

۱۔ کَانَ	۲۔ صَارَ	۳۔ لَیْسَ	۴۔ أَصْبَحَ	۵۔ أَضْحَى	۶۔ أَمْسَى
۷۔ ظَلَّ	۸۔ بَاتَ	۹۔ مَازَالَ	۱۰۔ مَا بَرَحَ	۱۱۔ مَا فَتِئَ	۱۲۔ مَا نَفَكَ
۱۳۔ مَا دَامَ					

مذکورہ تمام افعال ناقصہ میں سے ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کان: یہ اپنے صیغوں ماضی، مضارع اور امر کے مطابق خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے، اور مبتدا کو جس صفت کے ساتھ متصف کیا جا رہا ہے اس کا

تعلق ماضی، مضارع یا امر میں پائے جانے والے کسی زمانہ سے ہے جیسے کان الزحام شدیداً (بھیڑ سخت تھی)، یکنون الليمون حامضاً (ليمو کھٹا ہوتا ہے)، کُن مجتهداً (مُحنتی بن جاؤ) یا جیسے شاعر کا شعر:

وَكُنْ كَرِيماً تَجِدْ كَرِيماً فِي مَدْحِهِ يَا أَبَا الْمُغِيثِ

پہلی مثال میں کان کے داخل ہونے سے پہلے جملہ تھا الزحام شدید بھيڑ سخت ہے، اس جملہ میں الزحام مبتدا اور شديد اس کی خبر ہے، مگر جب اس جملہ اسمیہ پر کان داخل ہوا تو اس نے مبتدا کو اپنا اسم مرفوع بنالیا اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہوئے منصوب کر دیا جس کو شديد مرفوع کے بجائے شديد منصوب پڑھا گیا۔ ساتھ ہی کان فعل نے اپنے اسم کو اپنی خبر کے ساتھ زمانہ ماضی میں متصف کر دیا۔ اس طرح کہ کان فعل ناقص نے جملہ اسمیہ ”الزحام شديد“ میں لفظی ومعنوی دونوں قسم کی تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ ترکیب کے اعتبار سے کان فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری مثال میں یکنون فعل مضارع ہے اور حال کے معنی پر دلالت کر رہا ہے، اس کے داخل ہونے سے پہلے جملہ مبتدا و خبر کی ترکیب میں تھا، مگر جب یکنون فعل ناقص اس پر آیا تو اعرابی ومعنوی دونوں قسم کی تبدیلیاں اس جملہ پر رونما ہوئیں اور الليمون مبتدا یکنون فعل ناقص کا اسم کہلایا جبکہ حامض خبر اعرابی تبدیلی کے بعد اس کی خبر۔

تیسری مثال فعل امر پر مشتمل ہے جو کان کے صیغہ امر کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا و خبر کی ترکیب میں أنت مجتهد تھا، چنانچہ جب کان فعل ناقص کے امر کا صیغہ اس پر داخل ہوا تو اس میں أنت کی پوشیدہ ضمیر اس کا اسم بنی اور مجتهد اس کی خبر۔ چوتھی مثال میں شعر کے اندر وارد ہونے والا فعل امر کُن مذکورہ قاعدہ کی رو سے کلمہ کریم کو اپنی خبر بنا رہا ہے اور اس میں أنت کی ضمیر پوشیدہ اس کا اسم ہے۔

مذکورہ تمام مثالوں میں اگر ہم صرف فعل کو اسم کے ساتھ ذکر کریں اور خبر نہ لائیں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی، جب کہ عام افعال میں فعل اور اس کے فاعل کو ذکر کر دیا جائے تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے جیسے ’اصطرخ الزحام‘ (بھیڑ نے شور مچایا)، تو بات پورے طور پر سمجھ میں آگئی لیکن ’کان الزحام‘ یعنی مجمع تھا کہنے سے بات مکمل نہیں ہوتی ہے بلکہ خبر کی ضرورت پڑتی ہے جیسے کان محمود جالساً (محمود بیٹھا تھا)، اسی لیے کان فعل ناقص اور اس کے تمام اخوات کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: کان فعل ناقص کبھی زمانہ کی قید سے خالی ہوتا ہے اور ماضی، حال اور مستقبل سبھی زمانوں پر محیط ہوتا ہے جیسے باری تعالیٰ کا قول ”وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیم و حکیم تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایسے ہی قول باری تعالیٰ ”وَكَانَ زَيْدٌ قَدِيرًا“ (قدرت تعالیٰ ہر زمانے میں جاری و مستمر ہے)۔

صار: یہ اپنے اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل ہو جانے کو بتاتا ہے یعنی مبتدا کا ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہو جانا، چاہے زمانہ کوئی ہو جیسے صار العدو صدیقاً (دوست دشمن بن گیا)، صار العبد حراً (غلام آزاد ہو گیا)، صار البر تغال عصيراً (نارنگی جوس بن گئی)، يصير الثلج ماءً (برف پانی ہو جاتا ہے)۔

پہلی، دوسری اور تیسری مثالوں میں صار فعل ناقص جملہ اسمیہ پر داخل ہوا اور اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل کر دیا اور یہ تبدیلی صار کے

فعل ماضی کا صیغہ ہونے کی وجہ سے زمانہ ماضی میں رونما ہوئی، جب کہ چوتھی اور آخری مثال میں یصیر فعل مضارع کا صیغہ ہے جس کی وجہ سے اسم کا خبر کی صورت میں بدل جانا زمانہ حال میں ہے، نیز خبر فتحہ کے ساتھ محل نصب میں ہے۔

لیس: یہ اپنے اسم کے لیے خبر کی نفی کرتا ہے اور نفی زمانہ حال کے لیے خاص ہوتی ہے، جب تک کہ کسی اور زمانہ یعنی ماضی و مستقبل کی تعیین کے لیے کوئی قرینہ نہ پایا جائے جیسے لیس النجاح سہلاً (کامیابی آسان نہیں ہے)، لیس الخادم ضعيفاً (ملازم کمزور نہیں ہے)، لیس رئیس الوزراء موجودا في مكتبه أمس (کل وزیر اعظم اپنے آفس میں موجود نہیں تھے)، لیست الطالبة حاضرة غداً (کل طالبہ نہیں آئے گی)۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں لیس فعل ناقص نے اپنے اسم کے لیے جس خبر کی نفی کی وہ نفی زمانہ حال میں ہے کیونکہ کسی دوسرے زمانہ کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے، جب کہ تیسری مثال میں کلمہ أمس کی وجہ سے وہی نفی زمانہ ماضی میں ہو گئی، اور چوتھی مثال میں غدا کی مناسبت سے قرینہ نفی زمانہ مستقبل تھا اس لیے وہ نفی زمانہ مستقبل میں پائی گئی۔

یہ فعل جامد ہے جس سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں جیسے لیس، لیسوا، لیست، لست، لستما، لستم، لست، لسن اور لسنوا وغیرہ۔ چنانچہ اگر یہ صیغے مستعمل نہ ہوتے تو بجا طور پر اسے کوئی حرف نفی کہا جاسکتا تھا، مگر چونکہ یہ فعل کی علامتیں قبول کرتا ہے اور مختلف صیغوں میں مستعمل ہے اس لیے فعل کہلاتا ہے، تاہم کسی قرینہ کی عدم موجودگی میں زمانہ حال کے مفہوم کے لیے ہی خاص ہے۔

أصبح، أضحی، أمسی: یہ تینوں افعال اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اپنے اوقات یعنی بالترتیب صبح کے وقت، چاشت کے وقت اور شام کے وقت تک متصف بتانے کے لیے آتے ہیں جیسے أصبح الجو ممطراً، أصبحت الأشجار ناضرة، أضحی المهندس مشغلاً بعمله، أمسی الباب مفتوحاً۔

پہلی اور دوسری مثالیں أصبح فعل ناقص کی ہیں جو مبتدا و خبر پر داخل ہوا ہے اور پھر الجو کو پہلی مثال میں اور الأشجار کو دوسری مثال میں اپنا اسم بنا کر مفعول جبکہ ممطر اور ناضرة کو خبر بنا کر منصوب کر دیا ہے۔ ان دونوں مثالوں کا بالترتیب مفہوم ہے 'فضا صبح تک یا صبح میں ابر آلود رہی' اور 'درخت صبح میں تر و تازہ و سرسبز رہے' اور یہی مفہوم ہے اسم کا اپنی خبر کے ساتھ صبح کے وقت میں متصف ہونے کا۔ دوسری مثال أضحی فعل ناقص کی ہے جس کا معنی ہے 'انجینیر چاشت کے وقت اپنے کام میں مشغول رہا' یعنی أضحی کا اسم اپنی خبر کے ساتھ وقت ضحیٰ تک متصف ہے۔

تیسری مثال کا مطلب ہے 'دروازہ شام میں یا شام تک کھلا رہا' مثال مذکور میں الباب، أمسی فعل ناقص کا اسم ہے اور مفتوحاً اس کی خبر، اس شرط کے ساتھ کہ دروازہ کا کھلا رہنا شام کے وقت تک متصف ہے۔

ظَلَّ: یہ اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی پورے دن بھر میں متصف بتانے کے لیے آتا ہے جیسے ظل المطر غزيراً (بارش دن بھر موسلا دھار رہی)، ظللتُ مُكبّاً علی عملی (میں دن بھر اپنے کام میں منہمک رہا)۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں ظل فعل ناقص کے مبتدا و خبر پر داخل ہونے کے بعد ان میں لفظی تبدیلی کے ساتھ معنوی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ اس کا اسم اپنی خبر کے ساتھ پورے دن بھر کی مدت تک متصف ہو گیا، چنانچہ بارش کا موسلا دھار ہونا اور میرا اپنے کام میں منہمک رہنا ظل فعل

ناقص کے کل وقت یعنی دن بھر تک میں متصف ہے۔

کبھی ظل فعل ناقص اپنے اسم کو خبر کے ساتھ طویل مدت تک متصف بتانے کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے اور اس وقت صرف پورے دن بھر نہیں بلکہ وقت کثیر کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے جیسے يَطْلُ الوضْعُ متَوَتِّراً على حدود البلدین (دونوں ممالک کی سرحدوں پر صورت حال کشیدہ رہتی ہے)

بات: یہ بھی اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی رات بھر تک متصف بتانے کے لیے آتا ہے جیسے بات النجم لا معاً (ستارہ رات بھر چمکتا رہا)، بات الفتاة باکیئة (دو شیزہ رات بھر روتی رہی)۔

دونوں ہی مثالوں میں بات فعل ناقص اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اس کا اسم خبر کے ساتھ اس کی کل مدت یعنی رات بھر تک متصف ہے، البتہ النجم اسم مذکر کی مناسبت سے بات فعل مذکر جبکہ الفتاة مؤنث کی مناسبت سے بات فعل مؤنث کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ فاعل کے مطابق فعل کی تذکیر و تانیث کی مختلف حالتوں میں کیا جاتا ہے۔

ما زال، ما برح، ما فتی، ما انفک: یہ چاروں افعال خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں، ان افعال کے عمل کے لیے شرط یہ ہے کہ ان سے پہلے کوئی حرف نفی، نہی یا دعاء ہو۔ عام طور پر ان افعال سے پہلے حرف نفی 'ما' ہوتا ہے، کبھی لا اور لن بھی، ایسے ہی کبھی لائے نہی اور دعاء بھی۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:

ما زال المؤمنُ بعيداً عن المعاصی	(مومن ہمیشہ گناہوں سے دور رہا)
لا يزال الحرُّ شديداً	(گرمی اب تک سخت ہے)
لم يزل ولا يزال حياً	(اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا)
لا تنزل بعيداً عن الجريمة	(جرم سے برابر دور رہو)
لا زلت حياً	(جیتے رہو)
ما برح التلميذ غائبا	(طالب علم برابر غیر حاضر رہا)
ما برح العمل مستمرا	(کام ہمیشہ جاری رہا)
لا يبرح المريض نائما	(بیمار اب تک سو رہا ہے)
لا أبرح مكاني مادمت غائبا	(جب تک تم غیر حاضر ہو میں اپنی جگہ پر ہی رہوں گا)
لن نبرح عليه عاكفين	(ہم اس کی عبادت میں لگے رہیں گے)
ما فتى اليهود عدواً للإسلام	(یہود برابر اسلام کے دشمن رہے)
لا يفتأ التاجر رابحاً بصدقه	(تاجر اپنی صداقت و ایمان داری کے سبب ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے)
لا تفتأ قريبا من والدين	(ماں باپ سے ہمیشہ قریب رہو)
لن يفتأ الشرق منا هضاً للغرب	(مشرق ہمیشہ مغرب کی مخالفت کرتا رہے گا)

ما انفک الطفل نائما	(بچہ برابر سوتا رہا)
ما انفک الناس يتساءلون	(لوگ برابر سوال کرتے رہے)
لا ينفک الورد جمیلا	(گلاب ہمیشہ خوبصورت ہوتا ہے)
لن ينفک أعداء الاسلام یکیدون له	(اسلام کے دشمن ہمیشہ اس کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے)
لا تنفک مجتهدا	(ہمیشہ کوشش کرتے رہو)
لا انفککت بخیر	(ہمیشہ خیریت سے رہو)

درج بالا سبھی مثالوں میں مازال، مابرح، مافتیٰ اور ما انفک افعال ناقصہ مبتدا و خبر پر داخل ہو کر خبر کے استمرار کے معنی پر دلالت کر رہے ہیں، نیز یہ کہ ان سے پہلے حروف نفی، نہی یا دعا میں سے کوئی نہ کوئی حرف وارد ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ البتہ نفی کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کسی حرف کے ذریعہ ہو بلکہ وہ نفی کسی فعل کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے جیسے لست تبرح محببا الی الناس (تم ہمیشہ لوگوں کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہو)، یا کبھی کسی اسم کے ذریعہ بھی جیسے المؤظف الوفی غیر منفک قائما بالواجب (وفادار ملازم ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہے)۔

اعراب کے اعتبار سے بھی ان چاروں افعال نے مبتدا و خبر میں تبدیلی پیدا کی چنانچہ مبتدا کو اپنا اسم بنایا اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہوئے منصوب کر دیا جس کا مثالوں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

مادام: یہ مدت بیان کرنے کے لیے آتا ہے اور اپنے ماقبل جملہ کے استمرار کو اپنے اسم اور خبر تک محدود کر دیتا ہے جیسے تنفع العبادۃ مادام الایمان ثابتا (عبادت ایمان کے سلامت رہنے تک فائدہ بخش رہتی ہے)، لن ینتصر العدو مادام التعاون قائما (دشمن ہرگز کامیاب نہ ہوگا جب تک تعاون قائم ہے)، لا تعبر الشارع مادامت الإشارة حمراء (سگنل کے سرخ رہنے تک سڑک پار مت کرو)، قول باری تعالیٰ ”أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا“ (مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں)، لا ابرح مکانی مادمت غائبا (میں اپنی جگہ پر ہی رہوں گا جب تک تم غیر حاضر ہو)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں مادام فعل ناقص نے مبتدا و خبر پر داخل ہو کر انہیں اپنا اسم اور خبر بنالیا، ساتھ ہی اپنے ماقبل جملوں کے استمرار کو ان تک محدود کر دیا۔ کیوں کہ ان جملوں میں جن کاموں کے ہونے کی بات کہی جا رہی ہے وہ اسی وقت تک قابل عمل اور مطلوب ہیں جب تک مادام کے اسم و خبر قائم ہیں، بصورت دیگر ان اعمال کی معنویت و طلب باقی نہیں رہ جائے گی۔

مادام بھی لیس کی طرح جامد ہے جس سے صرف ماضی کا صیغہ آتا ہے، اور اس کے عمل کے لیے شرط ہوتی ہے کہ اس سے قبل ”ما“ مصدر یہ ظرفیہ آئے۔ چونکہ یہ ”ما“ اپنے بعد آنے والے فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے ساتھ ہی یہ ظرفیت کے معنی پر بھی مشتمل ہوتا ہے اسی لیے اسے ما مصدریہ ظریفہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مادمت حیا کا معنی ہوگا مدۃ دوام حیاتی یعنی میری زندگی باقی رہنے تک، اور مادمت غائبا کا معنی ہوگا مدۃ دوامک غائبا یعنی تمہارے غائب رہنے تک۔

مادام کے استعمال کے لیے دوسری شرط یہ ہوتی ہے کہ اس سے پہلے کوئی جملہ ہو جس کے استمرار کو یہ اپنے اسم و خبر تک محدود کرے۔

11.4 افعال ناقصہ کی تصریف

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے افعال ہوتے ہیں جن میں ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں، جبکہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں، اور بعض ایسے جن سے ماضی کے سوا کوئی اور صیغہ نہیں آتا، بایں طور ان کی تین قسمیں بنتی ہیں جنہیں بالترتیب تام التصریف، ناقص التصریف اور جامد یا غیر متصرف کہا جاتا ہے، تفصیل حسب ذیل ہے:

11.4.1 تام التصریف: یہ وہ افعال ناقصہ ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں اسی لیے ان کو تام التصریف کہا جاتا ہے اور یہ سبھی ماضی کی طرح عمل کرتے ہیں، چنانچہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے جو یہ ہیں: کان، صار، ظل، بات، أصبح، أضحى، أمسى مثلاً: كان البيت نظيفاً، يكون العسل حلواً، كونوا قردةً خاسئين، أمسى الطفل جائعاً، يمسى المجتهد مسروراً، كونوا أيدا واحداً وغيرہ۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغوں میں استعمال ہوئے ہیں، آخری مثال میں ضمیر مرفوع ”أنتم“ وجوبی طور پر امر کے صیغہ میں مستتر ہے اور وہی فعل ناقص ”كونوا“ کا اسم ہے اور ”يدا واحداً“ منصوب اس کی خبر ہے۔

11.4.2 ناقص التصریف: یہ چار افعال ہیں جن سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں اور امر ان سے نہیں آتا اور وہ ہیں: مازال، مابرح، مافتئ، مانفك، ان چاروں سے صرف ماضی و مضارع ہی آتے ہیں امر نہیں آتا جیسے مازال الولد باسماً، لاتزال الصدقة نافعة، مابرح الهواء نقياً، لايرح القضاة عادلين، مافتئ الماء رائقاً، لايفتأ المجتهد ناجحاً، مانفك التلاميذ في الملعب، لاينفك الغرب مع علمه وفنه في الظلمات۔

11.4.3 جامد: یہ وہ افعال ناقصہ ہیں جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں اور ان سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں اور وہ ہیں ليس اور مادام، چنانچہ ان دونوں افعال سے کبھی مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے جیسے ليس الجوّ معتدلاً، لسنا ساخرين، لاتقرأ مادام النور ضئيلاً، لاتعرض للبرد مادمت مريضاً۔

11.5 ملحقات صار

کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو ”صار“ کا معنی دیتے ہیں اور ملحقات صار کہلاتے ہیں، اور وہ صار کا معنی دینے کے ساتھ اسی کی طرح عمل کرتے ہیں چنانچہ وہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو اپنا اسم اور خبر کو اپنی خبر بنا لیتے ہیں، مثالیں حسب ذیل ہیں:

عاد البلد خرابا	بمعنى	صار البلد خرابا	(شہر ویران ہو گیا)
أض الطفل شابا	بمعنى	صار الطفل شابا	(بچہ جوان ہو گیا)
غدا الحاكم محكوما	بمعنى	صار الحاكم محكوما	(حاکم محکوم ہو گیا)
راح الإنسان ذنباً	بمعنى	صار الإنسان ذنباً	(انسان بھیڑیا ہو گیا)
تحول والد محمود شيخاً	بمعنى	صار والد محمود شيخاً	(محمود کے والد بوڑھے ہو گئے)

حار الفقير غنيا	بمعنى	صار الفقير غنيا	(فقير مالدار ہو گیا)
استحال رئيس القسم عميد الكلية	بمعنى	صار رئيس القسم عميد الكلية	(صدر شعبہ فیکلٹی کے ڈین ہو گئے)
انقلب الأعمى بصيراً	بمعنى	صار الأعمى بصيراً	(اندھا بینا ہو گیا)
تبدل الماء ثلجاً	بمعنى	صار الماء ثلجاً	(پانی برف ہو گیا)
ألقاه على وجهه فارتد بصيراً	بمعنى	فصار بصيراً	(اس کو ان کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ بینا ہو گئے)
تحول الصديق عدواً	بمعنى	صار الصديق عدواً	(دوست دشمن بن گیا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض (میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں جو افعال وارد ہوئے ہیں وہ مبتدا و خبر پر داخل ہو کر صار کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اس لیے ان کا عمل بھی فعل ناقص کا سا ہوتا ہے چنانچہ وہ اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر دیتے ہیں، مگر یہ افعال جب صار کے معنی میں نہ ہوں تو ایسی صورت میں ان کا حکم عام فعلن کا سا ہوتا ہے اور فعل فاعل کی ترکیب سے جملہ پورا ہو جاتا ہے اور ان کو خبر کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

مشيناً مِشِيَةً اللَّيْثَ غَدَاً وَاللَّيْثَ غَضَبَانِ یعنی ہم اس شیر کی چال چلے جو صبح میں نکلا اس حال میں کہ وہ غصہ میں ہو، اس مثال میں ”غدا“ فعل ماضی تام ہے اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے جس کا معنی ہوتا ہے صبح کے وقت چلنا۔

وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصُورَ اللَّهُ شَيْئاً یعنی جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، باری تعالیٰ کے اس قول میں ینقلب فعل تام ہے جس میں ہو کی ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور خبر کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ صار کے معنی میں مستعمل نہیں ہے۔

عَادُوزِیْرُ الشُّنُونِ الْخَارِجِيَّةِ مِنْ فَرَنْسَا یعنی وزیر برائے خارجی امور فرانس سے لوٹے، اس مثال میں عاد فعل تام ہے اور صرف فاعل سے جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

استحال الأمر بمعنى کام محال ہو گیا، یہاں بھی استحال فعل محض فاعل سے جملہ مفیدہ بنا رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

أَضَ الْمَرِيضُ مِنَ الْمَسْتَشْفَى یعنی مریض ہسپتال سے لوٹ آیا۔

رجع أبي من مكة یعنی میرے والد مکہ سے لوٹے۔

باری تعالیٰ کا قول ہے: ”إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَخُورَ“ یعنی اس نے سوچ رکھا ہے کہ وہ واپس نہیں پلٹے گا۔ مثال مذکورہ میں بھی یحود فعل تام ہے جس میں ہو کی ضمیر پوشیدہ اس کا فاعل ہے۔

11.6 افعال ناقصہ بمعنی صار

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو صار کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ مبتدا و خبر پر داخل ہو کر اپنے اسم کو خبر کی

صورت میں تبدیل ہو جانے کو بتاتے ہیں، اور وہ افعال ہیں کان، أصبح، أضحى، أمسى، ظل، بات۔ یہ سبھی افعال صار کے معنی میں اس وقت مستعمل ہوتے ہیں جب کوئی ایسا قرینہ ہو جس سے معلوم ہو رہا ہو کہ یہ افعال اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اوقات تک متصف بتانے کے لیے مستعمل نہیں ہیں جن کے لیے ان کو استعمال کیا جاتا ہے جیسی کان الماء ثلجاً یعنی پانی برف ہو گیا، یا جیسے باری تعالیٰ کا قول ”فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ“ یعنی صار من المغرقين کہ وہ ہو گیا ڈوبنے والوں میں۔ یا جیسے قول باری تعالیٰ ”وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا“ اُی صارت أبواباً و صارت سراباً بمعنی اور آسمان کھولا جائے گا تو اس میں دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو کر رہ جائیں گے۔

أصبح کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”وَإِذْ كُنَّا نَبِيًّا لِّقَوْمٍ إِذْ كُنْتُمْ أَغْدَاءَ فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا“ یعنی صرتم بنعمته إخواناً۔

یا جیسے قول باری تعالیٰ ”قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاءٌ كُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ“ یعنی صار ماء کم غوراً۔

أضحى کی مثال: أضحى الحادث خطيراً بمعنی صار الحادث خطيراً یعنی حادثہ خطرناک ہو گیا، یا جیسے أضحى الآبار كثيرة المياه بمعنی صارت الآبار كثيرة المياه یعنی کنویں میں بہت پانی ہو گیا۔

أمسى کی مثال: أمسى الولد شاباً بمعنی صار الولد شاباً، أمسى المجهول معلوماً بمعنی صار المجهول معلوماً، یا جیسے شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا گیا شعر:

فَأَمْسَى سَرَجًا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا يَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ الْمُهَنَّدُ

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے ایک روشن اور راستہ دکھانے والے چراغ جو اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح ہندوستانی صیقل شدہ تلوار چمکتی ہے۔

ظل کی مثال: قول باری تعالیٰ ہے ”وَإِذَا بَشَّرَ أَحَدَهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ“ یعنی صار وجهه مسوداً کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔

دوسری مثال قول باری تعالیٰ ہے: ”فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ“ یعنی صارت أعناقهم لها خاضعين (تو ہو جائیں قوم کے سربراہ اور بڑے لوگ اس نشانی کے سامنے سرنگوں)۔

بات کی مثال: جیسے بات المدرس مدیراً بمعنی مدرس پر نسیل ہو گیا۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کان، أصبح، أضحى، أمسى، ظل اور بات ان معنوں میں مستعمل نہیں ہیں جہاں وہ اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اوقات تک متصف بتانے کے لیے آتے ہیں بلکہ وہ صار کے معنی میں ہیں کیونکہ اگر ان کو اپنے اصل معانی میں مستعمل مانا جائے تو جملوں کا پورا مفہوم انہیں اوقات تک محدود ہو جائے گا جب کہ مثالوں میں ان کے استعمال سے وقت کا اتصاف مراد نہیں ہے، چنانچہ اگر ہم فَأَمْسَى سَرَجًا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا سے یہ معنی لیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت میں ایک روشن اور راہ نما چراغ ہیں جو کہ أَمْسَى فعل ناقص کا معنی ہوتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و روشنی کا چراغ اسی ایک شام کے وقت تک متصف و محدود ہو جائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ معنی

11.7 افعال ناقصہ بشکل تامہ

مافتی، مازال اور لیس کے علاوہ سارے ہی افعال ناقصہ تام بھی استعمال ہوتے ہیں یعنی عام فعلوں کی طرح صرف مسند الیہ کو فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع کرتے ہوئے جملہ پورا کرتے ہیں اور خبر کے محتاج نہیں ہوتے، اور جب ایسا ہو یعنی وہ صرف فاعل کے ساتھ مل کر جملہ مکمل کر رہے ہوں تو حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں:

۱۔ کان: بمعنی ثبت، وقع، حدث، حصل یا وجد یعنی ہوا یا ہو جیسے تَلَبَّدَتِ السَّمَاءُ فَكَانَ الْمَطَرُ، سَأْتِيعَ أَخْبَارِهِ أَيْنَمَا كَانَ، یا جیسے قول باری تعالیٰ ”إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ“ اور جیسے باری تعالیٰ کا قول ”وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ“، ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن بمعنی ما شاء وقع اور ما لم يشأ لم يقع، ينبت الزرع حيث يكون الماء۔

مثال اول میں کان بطور فعل تام استعمال ہوا ہے اور صرف اپنے فاعل سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ حصل کے معنی میں مستعمل ہے، جس کا مطلب ہے آسمان ابر آلود ہوا پھر بارش ہوئی۔

دوسری مثال میں بھی کان فعل تام ہے اور اس میں ہو کی ضمیر پوشیدہ جو اس کا فاعل ہے، جو جملہ کے پچھلے حصہ میں وارد ضمیر مجرور متصل کی جانب راجع ہے، پورے جملہ کا مفہوم ہے: وہ جہاں کہیں بھی ہو میں اس کا پتہ لگا تار ہوں گا۔ سو یہاں پر کان بمعنی وجد ہے۔

تیسری مثال بھی جو باری تعالیٰ کا قول ہے کان کے فعل تام مستعمل ہونے پر مشتمل ہے، جس میں ”کن“ اور ”یکون“ امر کے صیغے ہیں اور صرف فاعل کے ساتھ ہی اپنا معنی مکمل کر رہے ہیں، آیت کا ترجمہ ہے: اس کا حکم تو ایسا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہوجا، پس وہ چیز ہوجاتی ہے۔

چوتھی مثال میں بھی کان بطور فعل تام مستعمل ہے اور صرف فاعل سے ہی مل کر جملہ مکمل کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے، آیت کا ترجمہ ہے: اگر کوئی تنگ دست ہو تو فراخی تک اسے مہلت دو۔

پانچویں مثال میں بھی کان فعل تام ہے اور وقع یعنی ہوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے: اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اس مثال میں بھی وہ صرف فاعل یعنی ضمیر مستتر ہو سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے۔

چھٹی مثال میں بھی یکون بطور فعل تام کے وارد ہے اور صرف فاعل الماء سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے۔ جملہ کا مفہوم ہے: کھیتی وہیں اگتی ہے جہاں پانی ہوتا ہے۔

۲۔ صار: بمعنی رجع یعنی لوٹا جیسے أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ (سن لو معاملات اللہ کی جانب ہی لوٹتے ہیں)۔ اس مثال میں تصیر صیغہ مضارع بطور فعل تام مستعمل ہے جو توجع یا تنتقل کے معنی میں ہے اور اس صورت میں صرف اپنے فاعل الأمور کے ساتھ مل کر جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ أصبح: بمعنی دخل في الصباح یعنی صبح کی جیسے اللهم بك أصبحنا، یا جیسے قول باری تعالیٰ فَتَنَادُوا مُصَبِّحِينَ، یا جیسے

بات الرجل ماشيا حتى أصبح -

مذکورہ تینوں مثالوں میں أصبحنا، مصبحین اور أصبح صبح کرنے کے معنی میں مستعمل ہیں اور صرف فاعل سے مل کر جملہ مکمل کر رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی مثال میں جس کا معنی ہے، اے اللہ ہم نے تیرے ہی نام سے صبح کی، أصبحنا جمع متکلم کا صیغہ صرف اپنے فاعل یعنی نا ضمیر مرفوع متصل سے مل کر جملہ مفیدہ بن رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ دوسری مثال میں بھی بعینہ اسی طرز پر مصبحین اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس میں ہم کی ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے، آیت کا مطلب ہے: ان باغ والوں نے صبح کرتے ہوئے ایک دوسرے کو آواز لگائی۔ ایسے ہی تیسری مثال میں بات فعل ناقص ہے، الرجل اس کا اسم ہے اور ماشيا اس کی خبر ہے جب کہ أصبح فعل تام اپنے فاعل ہو کی ضمیر مستتر سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے، مثال کا معنی ہے: آدمی رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کر دی۔

۴۔ أمسى: بمعنى دخل في المساء یعنی شام کی، جیسے: اللهم بك أمسينا (اے اللہ ہم نے تیرے ہی نام پر شام کی)، خر جنا من الصباح حتى أمسينا، كلما أمسيث حاسبت نفسي وغيره۔ ان سبھی مثالوں میں بھی أمسى فعل تام ہے اور صرف فاعل سے جملہ مکمل کر رہا ہے۔ باری تعالیٰ کا قول ہے: فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (پاک بیان کرو اللہ کی جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو)۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمسون اور تصبحون فعلوں کو بطور تام استعمال کیا ہے، جن میں انتم کی ضمیر ان کا فاعل بن رہی ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ أضحي: بمعنى دخل في الضحی یعنی چاشت کیا، جیسے: بقي الحارث بحرث أرضه حتى أضحي (کسان اپنا کھیت جوتا رہا یہاں تک کہ چاشت کر دیا)، نام الولد حتى أضحي (بچہ سوتا رہا یہاں تک کہ چاشت کر دیا) ان مثالوں میں بھی أضحي فعل بطور تام آیا ہے اور صرف اپنے فاعل یعنی ہو ضمیر سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے۔

۶۔ ظل: بمعنى دام واستمر یعنی باقی رہا جیسے ظل الرئيس على موقفه (صدر اپنے موقف پر جما رہا)، لو ظلت العداوة لأدّت الى القتال (اگر دشمنی باقی رہی تو جنگ تک لے جائے گی)۔

مذکورہ دونوں ہی مثالوں میں ظل فعل بطور تام مستعمل ہے اور صرف اپنے فاعل سے ہی جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کا محتاج نہیں ہے۔ ۷۔ دام: بمعنى بقي واستمر یعنی باقی رہا جیسے خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ (وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین باقی ہیں)۔ اس مثال میں السماوات اور الأرض، دامت فعل کا فاعل ہیں، جو بغیر خبر کے بطور فعل تام استعمال ہوا ہے۔ یا جیسے شاعر کا شعر:

صَدَدْتُ فَأَطَوَلْتُ الصُّدُودَ وَ قَلَمًا وَصَالَ عَلَى طُولِ الصُّدُودِ يَدُومُ

(تم نے رخ پھیر لیا، پھر اس بے اعتنائی کو طویل کر دیا، کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ طویل جدائی کے بعد ہونے والا کوئی وصال باقی و مستمر رہتا ہے)۔ درج بالا شعر میں يدوم فعل مضارع کا صیغہ تام استعمال ہوا ہے، جس میں ہو کی ضمیر پوشیدہ اس کا فاعل ہے، جو وصال کی طرف لوٹ رہی ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۔ بات: بمعنى دخل في الليل یا أدرکہ الليل یعنی رات گزاری، جیسے أَوْتِ الطيور الى أعشاشها فباتت (پرندوں نے اپنے

گھونسلوں میں پناہ لی اور رات گزاری) اس مثال میں بات فعل بطور تام مستعمل ہے، جس میں ہی کی ضمیر الطیور کی طرف راجع ہے اور فاعل بن رہی ہے۔ ایسے ہی بات الغریب فی بیتنا جیسی مثال میں بھی بات فعل تام مستعمل ہے۔ شاعر کا شعر ہے:

نُشِبَ لِمَقْرُورَيْنِ يَصْطَلِيَانِهَا وَبَاتَ عَلَى النَّارِ النَّدَى وَالْمَحَلُّ

(وہ آگ دوسر دی کھائے ہوئے لوگوں کے لیے جلائی جاتی ہے اور اس آگ کے پاس فیاضی اور محلق نامی شخص نے رات گزاری)۔
مذکورہ شعر میں مشہور جاہلی شاعر اعشی نے محلق نامی شخص کی مدح کی ہے اور اس کی داد و دہش اور مہمان نوازی کے گن گائے ہیں چنانچہ اس نے دوسرے مصرع میں بات فعل تام استعمال کیا ہے، جس کا فاعل الندی اور المحلق ہیں اور جملہ میں خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ بَرَح: بمعنی فارق یعنی چھوڑ دیا، الگ ہو گیا، ہٹ گیا، ختم ہوا، جیسے قول باری تعالیٰ ”لَا أَبْرُحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ“ (میں نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ سگم تک پہنچ جاؤں) اس مثال میں لا أبرح فعل ناقص نہیں بلکہ تام ہے جس میں انا کی ضمیر اس کا فاعل ہے اور جملہ بغیر خبر کے احتیاج کے اپنا معنی پورا کر رہا ہے۔ یا جیسے شاعر کا شعر:

جَرَحْتُ حَذْيَهُ بِلَحْظِي فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى افْتَضَّ مِنْ قَلْبِي

(میں نے اس کے دونوں رخساروں کو اپنی نگاہ سے زخمی کر دیا پھر میں اس وقت تک نہیں ہٹا جب تک کہ اس نے میرے دل سے قصاص نہ لے لیا)۔

شعر ہذا میں شاعر نے برح فعل بطور تام استعمال کیا ہے جس میں انا کی ضمیر اس کا فاعل ہے اور عام فعلوں کی طرح بغیر خبر کے جملہ پورا ہو رہا ہے۔

۱۰۔ انفک: بمعنی انفصل یعنی جدا ہوا، الگ ہوا، جیسے: ما انفک عظم المفصل عن موضعه (جوڑ کی ہڈی اپنی جگہ سے نہیں سرکی) اس مثال میں ما انفک فعل تام ہے اور عظم المفصل اس کا فاعل ہے اور جملہ بغیر خبر کی موجودگی کے مکمل ہو رہا ہے۔
انفک کبھی انحل یعنی کھل جانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور اس وقت بھی تام ہوتا ہے، جو صرف فاعل سے جملہ پورا کرتا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے لن تنفک العقدة (گرہ ہرگز نہیں کھلے گی)۔

11.8 افعال ناقصہ کا اسم

چونکہ افعال ناقصہ کا اسم کسی فعل ناقص کے دخول سے قبل مبتدا ہوتا ہے، اس لیے یا تو وہ کوئی اسم معرب ہوتا ہے یا کوئی اسم ثنی، اور اس پر فاعل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے فاعل ہی کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ وہ فاعل ہی کی طرح محل رفع میں ہوتا ہے اور اس کے مطابق ہی فعل ناقص کو واحد، تشنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث استعمال کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں فاعل و نائب کے احکام و اقسام کے مباحث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، بر سبیل تذکرہ چند مثالیں دی جا رہی ہیں۔

کان زید قائماً (زید کھڑا تھا) اس مثال میں کان فعل ناقص کا اسم زید اسم ظاہر ہے اور ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے، زید چونکہ مذکر ہے، اس لیے کان فعل ناقص بھی مذکر ہی استعمال ہوا ہے۔

صارت المدرّسة مديرة (استانی پرنسپل بن گئی) اس مثال میں المدرسة، صارت فعل ناقص کا اسم ہے اور اس کے مؤنث ہونے کے سبب فعل ناقص کو بھی واحد مؤنث لایا گیا ہے۔

ظلت الحرب شديدة (لڑائی دن بھر سخت رہی) اس مثال میں چونکہ ظل فعل ناقص کا اسم الحرب مؤنث مجازی ہے، اس لیے فعل کو جواز مؤنث استعمال کیا گیا ہے تاہم ظل الحرب شديدة بھی کہنا درست ہوگا۔

أصبحت متفانلاً (میں رجائیت پسند بن گیا) اس مثال میں أصبحت فعل ناقص بمعنی صار ہے اور تاء متحرک اس کا اسم ہے جو مبنی ہے اور محل رفع میں ہے۔

أمسى هذا المريض مستريحاً (یہ مریض شام تک آرام کرتا رہا) اس مثال میں هذا اس اشارہ مبنی محل رفع میں ہے اور أمسى فعل ناقص کا اسم ہے۔

لا يزال الذي جاء أمس مريضاً (وہ آدمی جو کل آیا ابھی تک بیمار ہے) اس مثال میں الذي اسم موصول اپنے صلہ جاء سے مل کر لا يزال فعل ناقص کا اسم واقع ہو رہا ہے اور محل رفع میں مبنی ہے جبکہ مريضاً واقع ہے۔

ارتقى الزعيمان و صارا وزيرين (دونوں لیڈروں نے ترقی کی اور وزیر بن گئے) یہاں صار فعل ناقص اپنے مرجع الزعيمان کے مطابق تنہیہ استعمال کیا گیا، جس میں ہما کی پوشیدہ ضمیر محل رفع میں اس کا اسم ہے جبکہ وزیر بن ہونے کے سبب محل نصب میں ہے۔

ليس اليوم فاطمة حاضرة (فاطمہ آج حاضر نہیں ہے) اس مثال میں ليس فعل ناقص اور اس کے اسم فاطمة جو کہ مؤنث حقیقی ہے کے درمیان اليوم کے ذریعہ فصل کر دیا گیا ہے، اسی لیے فعل ناقص کو مؤنث استعمال کرنے کے ساتھ ذکر لانا بھی جائز ہے، چنانچہ ليست اليوم فاطمة حاضرة کہنا بھی درست ہوگا۔

11.9 افعال ناقصہ کی خبر

افعال ناقصہ کی خبر چونکہ مبتدا و خبر پر مشتمل جملہ اسمیہ کی خبر کے حکم میں ہوتی ہے، اس لیے اس پر خبر کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں، ماسوا اعرابی حالت کے، کیونکہ فعل ناقص کی خبر مفعول بہ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتی ہے۔ چنانچہ مبتدا کی خبر کی طرح اس کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ اسم مفرد: جیسے كان باب الغرفة مغلقاً (کمرے کا دروازہ بند تھا) كانت الخنساء شاعرة الرثاء (حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرثیہ کی شاعرہ تھیں) ظل البابان مفتوحين (دونوں دروازے دن بھر کھلے رہے) لا يذهب الموظف الى مكتبه مادام والداه مريضين (ملازم اپنے آفس نہیں جایگا جب تک اس کے والدین بیمار ہیں) لا يزال شعراء المعلقات مشهورين (معلقات کے شعراء اب تک مشہور ہیں) باتت الأمهات ساهرات (مائیں شب بھر جاگتی رہیں)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر اسم مفرد ہے، چنانچہ پہلی مثال میں مغلقاً مفرد، دوسری مثال میں شاعر الرثاء مرکب اضافی، تیسری مثال میں مفتوحين تنہیہ، چوتھی مثال میں مريضين تنہیہ، پانچویں مثال میں مشہورين جمع مذکر سالم، جبکہ چھٹی مثال میں ساهرات جمع

مؤنث سالم ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ مفرد سے مراد وہ نہیں ہے، جوثنیہ و جمع کے مقابلہ میں ہوتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ کلمات ہیں جو جملہ یا شبہ جملہ نہیں ہیں، چاہے وہ واحد ہوں یا ثنیہ یا جمع یا ایسے ہی مرکب توصیفی و مرکب اضافی۔ اسی لیے مثالوں میں واقع بھی خبریں مفرد کہلاتی ہیں۔

۲۔ جملہ: جیسے كانت الساعة عقربها لامع (گھڑی کی سوئی چمک دار تھی) کان زید خادمہ و فیان (زید کے دونوں ملازم وفادار تھے) لا يزال الاسلام متبعوه بعيدون عن المعاصي (اسلام کے پیروکار ہمیشہ گناہوں سے دور رہتے ہیں) مابرح الطالب يجهتد في الدراسة (طالب علم برابر تعلیم میں محنت کرتا رہا) ما انفك أعداء الاسلام يكيّدون له (دشمنان اسلام ہمیشہ اس کے خلاف ساشیں کرتے رہے) لا تفتأ الزوجة المؤمنة تطيع زوجها (مومن بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے)۔

پہلی، دوسری اور تیسری مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبریں جملہ اسمیہ واقع ہوئی ہیں اور ان تمام جملوں میں ایک ضمیر بارز ہے جو تذکیر و تانیث میں فعل ناقص کے اسم کے مطابق ہے اور اسی کی طرف راجع ہے، ایسا اس لیے کہ خبر جب جملہ اسمیہ ہوتی ہے تو جو بی طور پر ایک ضمیر مبتدا کی طرف لوٹی ہے اور مبتدا و خبر کے درمیان ربط کا کام دیتی ہے۔ نیز یہ تمام خبریں تقدیر محل نصب میں ہیں جب کہ لفظا حالت رفع میں، کیوں کہ جملہ اسمیہ جب افعال ناقصہ کی خبر ہو تو اس کے پہلے جز کو مبتدا ہونے کے سبب مرفوع پڑھا جاتا ہے اور لفظی طور پر فعل ناقص اس پورے جملہ پر اثر انداز نہیں ہوتا جو مبتدا و خبر کی شکل میں جملہ ہونے کے بعد اس کی خبر بنے۔

چوتھی، پانچویں اور چھٹی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر جملہ فعلیہ ہے اور محل نصب میں ہے جس میں سے ہر ایک میں ایک ضمیر مستتر ہے جو افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کے درمیان ربط کا کام دے رہی ہے۔ چنانچہ خبر کے جملہ فعلیہ ہونے کی صورت میں اس کے اندر وار د فعل کے صیغہ کو تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت میں مبتدا کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے اصول طلبہ کو فاعل و نائب فاعل اور مبتدا و خبر کے مباحث میں تفصیل سے سمجھائے گئے ہیں، اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ ان مباحث کا مراجعہ کر لیں تاکہ وہ اصول ذہن نشین ہو جائیں۔

۳۔ شبہ جملہ: جیسے كان القلم فوق المنضدة (قلم تپائی یا ڈسک پر تھا) كانت الطيور فوق الشجرة (پرندے درخت پر تھے) بات الناس بين الخوف والرجاء (لوگ رات بھر خوف و رجاء میں رہے) لا يزال قلب الانسان بين اصبعي الرحمن (انسان کا دل ہمیشہ رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے) لن ينفك الكسلان في حيرة و تردد (کابل ہمیشہ حیرت اور تردد میں رہے گا) لا يفتأ الأتقياء في ضلال و عيون (پرہیزگار لوگ برابر سايوں اور چشموں میں رہیں گے) لا يزال المرء في سلامة مادام يحفظ لسانه (انسان جب تک اپنی زبان کی حفاظت کرتا رہے گا سلامتی میں رہے گا)۔

درج بالا سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ ظرف اور جار مجرور کی شکل میں ہے، چنانچہ وہ پہلی چار مثالوں میں ظرف ہے جب کہ آخر کی تینوں مثالوں میں جار مجرور ہے اور ان سبھی مثالوں میں شبہ جملہ سے پہلے معنی کی مناسبت سے ایک فعل یا شبہ فعل محذوف مانا جائے گا جو کائن، ثابت، موجود، مستقر اور حاصل وغیرہ میں سے کوئی ایک ہوگا اور ظرف یا جار مجرور اسی سے متعلق ہوگا۔

آخری مثال مادام فعل ناقص کی خبر کے جملہ فعلیہ واقع ہونے کی بھی ہے کیونکہ اس میں مادام فعل ناقص کا اسم ضمیر مستتر ہو ہے جبکہ يحفظ لسانہ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔

11.10 افعال ناقصہ کے اسم و خبر کی تقدیم و تاخیر

افعال ناقصہ کے اسم و خبر چونکہ مبتدا اور خبر ہوتے ہیں اس لیے اصلاً ان کا اسم پہلے اور خبر بعد میں آتی ہے تاہم اس کے برعکس کبھی خبر کو اسم پر وجوہاً اور کبھی جوازاً مقدم کیا جاتا ہے، ایسے ہی کبھی ان کے اسم کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، جس کا ذیل کی شقوں میں اجمالاً تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

11.10.1 اسم افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم

افعال ناقصہ کے اسم کی ان کی خبر پر وجوبی تقدیم کی وہی صورتیں ہیں جو جملہ فعلیہ میں فاعل کی مفعول بہ پر وجوبی تقدیم کی صورتیں ہیں، تاہم کچھ افعال ناقصہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اسم ہر حال میں خبر پر مقدم ہوتا ہے، تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب افعال ناقصہ کا اسم ضمیر متصل ہو جو ہر حال میں فعل سے متصل ہو کر ہی آتی ہے جیسے لَمْ أَكْ بَغِيًّا، كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِياً، لَازِلْتُ بِخَيْرٍ، مَا زِلْتُ أُرْمِيهِمْ بِثَغْرِ نَحْرِهِ، صِرْتُ مَهْنَدَساً، بَتُّ مُتَأَلِّمًا۔

مذکورہ تمام مثالوں میں تاؤ متحرکہ ضمیر مرفوع متصل افعال ناقصہ کا اسم ہے جو فعل سے الگ ہو کر استعمال نہیں کی جاسکتی اس لیے وہ ہر حال میں ان افعال کے فوراً بعد ذکر کی گئی ہے جس کے بعد خبر لائی گئی ہے۔ البتہ پہلی مثال لَمْ أَكْ بَغِيًّا میں ضمیر مستتر انا اسم واقع ہوگی اور بغیاً خبر۔

۲۔ جب افعال ناقصہ کے اسم و خبر ایسے اسماء ہوں جن کی اضافت یا ئے متکلم کی طرف کی گئی ہو اور رفع و نصب کا اعراب ظاہر نہ کیا جاسکتا ہو جیسے صار صدیقی عدوی (میرا دوست میرا دشمن بن گیا) اس مثال میں صار کے اسم و خبر ایسے اسماء ہیں جن پر اسم و خبر ہونے کا اعراب ظاہر نہیں کیا جاسکتا لہذا اسم کو پہلے اور خبر کو بعد میں مذکور کرنا ضروری ہوگا تا کہ معلوم ہو سکے کہ کون سا اسم مسند الیہ ہے اور کون سا مسند، یہ اور اس طرح کی تمام مثالوں میں جو لفظ پہلے ہوگا وہ اسم بنے گا اور جو بعد میں آئے گا اسے خبر مانا جائے گا۔

۳۔ جب افعال ناقصہ کی خبر میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں یعنی ان کے اسم کو ان کی خبر میں محصور کر دیا گیا ہو جیسے انما کان جریو شاعراً جس کا مطلب ہے جریو صرف شاعر تھا، اور یہی مفہوم اسم کا خبر میں محصور ہونے کا ہے، اس جملہ کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ماکان جریو الا شاعراً یعنی جریو صرف ایک شاعر تھا اور شاعری کی صفت کے علاوہ اس میں اور کوئی صفت نہ تھی۔ اگر اس جملہ میں خبر کو اسم پر مقدم کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ انما کان شاعراً جریو بمعنی ماکان شاعراً الا جریو تو پورا مفہوم ہی بدل جائے گا اور اس وقت مفہوم ہوگا کہ شاعر صرف جریو تھا اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں ہے۔

۴۔ جب افعال ناقصہ کی خبر کوئی جملہ ہو خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے كانت الحديقة أزهارها جميلة (باغ کے پھول خوبصورت تھے) یا جملہ فعلیہ جیسے ما برح زید يضرب (زید برابر مارتا رہا)۔

۵۔ افعال ناقصہ میں وہ افعال جو ماضی سے شروع ہوتے ہیں ان کا اسم بھی خبر پر وجوہاً مقدم ہوتا ہے جیسے ما انفك الحز شديداً (گرمی اب تک شدید ہے) لا تزال النتيجة مجهولة (زلٹ ابھی تک معلوم نہیں ہے)۔

11.10.2 خبر افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم

چار صورتیں ایسی ہوتی ہیں جب افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم پر وجوہاً مقدم کیا جاتا ہے۔

۱۔ جب خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار مجرور ہو اور اسم، نکرہ غیر مخصوصہ ہو یعنی اس اسم کی نہ تو اضافت کی گئی ہو اور نہ ہی کوئی صفت لائی گئی ہو تو اس صورت میں خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے کان فی بیتہ رجل، کان خلفہ الباب حارس، لا يزال علی المكتب قلم، أصبح فی المكتبة طالب (ایک طالب علم صبح تک لائبریری میں رہا)۔

درج بالا تمام مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور پر مشتمل ہے جبکہ ان کا اسم ایک ایسا نکرہ ہے جس کی صفت یا اضافت کے ذریعہ تخصیص نہیں کی گئی ہے، اس لیے خبر کو اسم پر وجوباً مقدم کیا گیا ہے۔

۲۔ جب افعال ناقصہ کے اسم میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹتی ہو تو اس صورت میں بھی خبر کو اسم پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اضافت قبل الذکر لازم نہ آئے جو نحو کی رو سے ضعیف و ناجائز ہے جیسے کان فی المصنع صاحبه، کان للعامل جزاء عمله۔

پہلی مثال میں ”صاحبه“ میں ضمیر متصل ”المصنع“ کی طرف لوٹتی ہے جبکہ دوسری مثال میں ”جزاء عمله“ میں پائی جانے والی ضمیر ”ہ“ العاقل کی جانب، اسی لیے ان جیسی مثالوں میں خبر کا اسم کے بعد آنا واجب ہوتا ہے تاکہ ضمیر کے مرجع یعنی جس کی طرف وہ لوٹتی ہے اس کا ذکر پہلے ہو جائے اور جملہ اضافت قبل الذکر کی خرابی و ضعف سے پاک ہو جائے۔

۳۔ جب افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم میں محصور کر دیا گیا ہو تو خبر کی تقدیم واجب ہوتی ہے جیسے انما کان محمود دامن یجتهد، ما کان شاعر الا اقبال۔

پہلی مثال میں خبر اسم میں اس طور پر محصور ہے کہ لفظ محمود کا انطباق صرف اس شخص پر ہو سکتا ہے جو محنت کرتا ہو یعنی جو محنت کرتا ہے وہی لائق ستائش و قابل توصیف ہے۔ گویا جو محنت اور جدوجہد نہیں کرتا وہ قابل تعریف نہیں ہوتا۔ اس جملہ میں اگر ہم اسم کو پہلے ذکر کریں اور خبر کو بعد میں اور کہیں کہ انما کان المجتهد محموداً تو معنی بدل جائے گا اور اس وقت مفہوم ہوگا کہ محنت کرنے والا صرف تعریف کا مستحق ہے دیگر کسی اور چیز کا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مطلوب نہیں ہیں۔

دوسری مثال کا مطلب ہے کہ شاعر تو صرف اقبال ہی تھے، گویا اس جملہ میں اچھی شاعری کی صفت سے صرف علامہ اقبال کو متصف کیا گیا اور فعل ناقص کے اسم کو اس کی خبر میں محصور کر دیا گیا جبکہ اس کے برعکس اگر ہم اسم کو پہلے لائیں اور خبر کو بعد میں اور کہیں کہ ما کان اقبال الا شاعراً تو معنی ہوگا کہ اقبال محض ایک شاعر تھے اور دوسری کوئی خوبی ان میں نہ تھی اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں تھے اسی لیے کان فعل ناقص کی خبر کو اس کے اسم پر وجوباً مقدم کیا گیا۔

۴۔ جب افعال ناقصہ کی خبر ان اسماء میں سے ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں جیسے اسماء استفہام تو اس خبر کو فعل ناقص سمیت اس کے اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے أين کان زید؟، متی کان السفیر؟۔

پہلی مثال میں أين میں جبکہ دوسری مثال میں متی اسماء استفہام میں سے ہیں جو ہر حال میں جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں اسی لیے ان کو کان اور اس کے اسم دونوں پر وجوباً مقدم کیا گیا ہے۔

11.10.3 خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم

ان تمام صورتوں میں جہاں افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کی تعیین ہو رہی ہو اور مسند الیہ اور مسند دونوں پہچانے جا رہے ہوں اسم اور خبر کو ایک

دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا جائز ہوتا ہے گویا جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کی ایک دوسرے پر جوازی تقدیم و تاخیر کی جو صورتیں ہیں وہی صورتیں افعال ناقصہ کے اسم و خبر کی بھی ہیں۔ تاہم چند صورتوں میں افعال ناقصہ کی خبر کو جواز اسم پر مقدم کیا جاتا ہے جن میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو مثلاً کان ممنوعاً للتدخین (ممنوع تھی تمباکو نوشی) یکون منصوباً بالمفعول (منصوب ہوتا ہے مفعول) وغیرہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ یعنی جار مجرور یا ظرف ہو اور اس کا اسم معرفہ ہو تو خبر کو جوازی طور پر مقدم کر دیا جاتا ہے تاہم اس کے بعد بھی لانا درست ہوتا ہے جیسے کان فی الملعب التلامیذ ، تكون فی الصدق النجاة ، کان أمام الجامعة المنتزه ، كانت فوق السیریر الوسادة وغیرہ۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں خبر شبہ جملہ ہے جبکہ اسم معرفہ ہے اس لیے جواز خبر کو مقدم کیا جاسکتا ہے جبکہ انھیں اسم کے بعد بھی یعنی اپنے اصل مقام پر بھی لایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں دو ایسی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں جن میں غور کرنے پر خبر کی تقدیم و تاخیر کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

۱۔ أصبح الزرع كالصریم یا أصبح الصریم الزرع

۲۔ باتت المودة والإخاء بین سكان البلاد یا باتت بین سكان البلاد المودة والإخاء

پہلی مثال کا مفہوم ہے ”کھیتی اس درخت کی طرح ہوگئی جس کے پھل توڑ لیے گئے ہوں“۔ اس مثال کی پہلی صورت میں خبر بشکل جار مجرور اسم کے بعد واقع ہے جیسا کہ مبتدا اور خبر کی ترکیب میں ہوتا ہے جبکہ دوسری صورت میں جواز اس کو اسم پر مقدم کیا گیا ہے۔

دوسری مثال کا مطلب ہے ”ملک کے باشندوں کے بیچ محبت و بھائی چارگی ہوگئی“۔ اس مثال میں خبر ظرف پر مشتمل ہے اور پہلی صورت میں اسم کے بعد واقع ہے جبکہ دوسری صورت میں اسم پر مقدم کی گئی ہے اور یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

11.11 چند ضمنی احکام

۱۔ کبھی لیس اور کان کی خبر پر بازائدہ لانا جائز ہوتا ہے اور اس وقت ان کی خبر لفظاً مجرور اور تقدیراً منصوب ہوتی ہے جیسے قول باری تعالیٰ ”أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ“ اور ”أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُخِيبَ الْمُؤْتَىٰ“ اور ”أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ“ اور ”لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُسَيِّطِرٍ“۔

مگر کان کی خبر پر بازائدہ لانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی حرف نفی یا نہی آیا ہو جیسے ”ما كنت بحاضر“ اور ”لا تكن بهازل“ یا جیسے شاعر کا شعر:

وَإِنْ مُدَّتِ الْأَيْدِي إِلَى الزَّادِ لَمْ أَكُنْ بِأَعْجَلِهِمْ إِذْ أَجْشَعُ الْقَوْمَ أَعْجَلُ

(اور جب چیزوں کو لینے کے لیے ان کی جانب ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں تو میں جلد باز نہیں ہوتا جب کہ قوم کا نہایت حریص و لالچی شخص بہت تیزی دکھاتا ہے)

۲۔ افعال ناقصہ کی خبر جب جملہ فعلیہ ہوتی ہے تو خبر میں واقع ہونے والا فعل فعل مضارع ہوتا ہے جیسے کان الناس يندون بناتهم أيام الجاهلية (زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے) مازال الناس يثقون بالتاجر الأمين (لوگ امانت دار تاجر پر ہمیشہ

اعتماد کرتے ہیں)۔ تاہم کان، صار، أصبح، أمسى، ظل اور بات افعال ناقصہ کی خبر فعل ماضی بھی آتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس پر قد داخل ہوا ہو جیسے کان الرئيس قد رجع (صدر واپس آچکے تھے)، اور کبھی کبھی بغیر قد کے بھی آتی ہے جبکہ وہ کسی فعل شرط کی خبر بنے جیسے قول باری تعالیٰ ”إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَكَّرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَلَعَلَّ اللَّهُ تَوَكَّلْتُ“ (اے قوم اگر تم کو میرا اپنے درمیان رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار اور گراں ہو تو میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں)۔

۳۔ کبھی کبھی کان فعل ناقص زائدہ بھی ہوتا ہے جیسے لا یوجد کان مثلک، اس مثال میں کان زائدہ ہے جس سے صرف تاکید مراد ہے۔ اس صورت میں یہ ماضی کے معنی میں ہوتا ہے۔ البتہ اس کو زائدہ کہنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ کسی وقت یا معنی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ زائدہ اس لیے کہلاتا ہے کہ یہ کوئی عمل نہیں کرتا، اور نہ ہی اس میں کوئی ضمیر ہوتی ہے اور اس وقت صرف واحد مذکر کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ کبھی کان فعل ناقص اپنے اسم سمیت حذف ہو جاتا ہے اور صرف اس کی خبر مذکور ہوتی ہے اور اکثر ایسا اِن اور لَوْ شرطیہ کے بعد ہوتا ہے جیسے کہا جائے سِرْ مُسْرِعًا، اِنْ رَاكِبًا، وَاِنْ مَاشِيًا جس کی تقدیر ہوگی سِرْ مُسْرِعًا اِنْ كُنْتَ رَاكِبًا وَاِنْ كُنْتَ مَاشِيًا۔ یا جیسے کہا جاتا ہے کل انسان یحاسب علی عملہ، اِنْ خَيْرًا فَخِيْزًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ جس کا مطلب ہوتا ہے اِنْ كَانْ عَمَلُهُ خَيْرًا فَجَزَاءُهُ خَيْرٌ وَاِنْ كَانْ عَمَلُهُ شَرًّا فَجَزَاءُهُ شَرٌّ۔

لو شرطیہ کی مثال جیسے الإطعام ولو تَمَرًا جس کی تقدیر ہے الإطعام ولو كان المطعم تَمَرًا۔

کبھی کبھی کان فعل ناقص اپنے اسم اور خبر دونوں کے ساتھ حذف ہو جاتا ہے جیسے کوئی کہے کہ لا نَعَاشِرَ فُلَانًا فَإِنَّهُ فَاسِدُ الْأَخْلَاقِ، تو جواب دینے والا کہے اِنِّیْ اَعَاشِرُهُ وَاِنْ جَسَّاسٌ فَتَقْدِيرُهُ اِنِّیْ اَعَاشِرُهُ وَاِنْ كَانْ فَاسِدُ الْأَخْلَاقِ۔ یا جیسے شاعر کا قول:

قَالَتْ بَنَاتُ الْعَمِّ: يَا سَلَمَى! وَاِنْ كَانْ فَقِيرًا مُّغْدِمًا؟! قَالَتْ: وَاِنْ

(چچا زادیاں کہنے لگیں کہ اے سلمیٰ! اگر وہ کوئی محتاج و فقیر اور خستہ حال ہو تو؟ تو سلمیٰ بولی: گرچہ کہ وہ ہو)

اس شعر کی تقدیری عبارت ہوگی ”اِنِّیْ اَتَزُوْجُهُ وَاِنْ كَانْ فَقِيرًا مُّغْدِمًا“۔

۵۔ اگر کان کے مضارع مجزوم کا نون ضمیر منصوب سے متصل نہ ہو یا اس کے بعد کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس کے حرف اول کو حالت وصل میں ساکن پڑھا جاتا ہو تو اس نون کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے قول باری تعالیٰ ”لَمْ أَكْ بَغِيًّا“ (میں بدکار نہیں تھی) یا جیسے مشہور شاعر حطیہ کا شعر:

أَلَمْ أَكْ جَارَكُمُ وَيَكُونُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ الْمَوَدَّةُ وَالْإِحَاءُ

(کیا میں تمہارا پڑوسی نہیں ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان محبت و اخوت کا رشتہ ہو)

مندرجہ بالا دونوں مثالوں میں لم اک کی اصل لم اکن تھی جس کے نون کو جواز اس لیے حذف کر دیا گیا کہ اس کے بعد کوئی ضمیر متصل نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا حرف جس کو ساکن پڑھا جاسکتا ہو۔

یہی صورت باری تعالیٰ کے اس قول میں بھی ہے ”وَإِنْ تَكْ حَسَنَةً يَّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا“ (اور اگر وہ کوئی نیکی ہوگی تو اللہ اسے کئی گنا کر دے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم بخشے گا)۔

۶۔ ناقص التصريف افعال یعنی مازال، مابرح، مافتی اور ما انفک سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں جبکہ زال یزال

فعل ناقص کا مصدر بھی نہیں آتا چنانچہ زولاً نایاً زولاً ناقص کے نہیں بلکہ فعل تام زال یزول کے مصادر ہیں جن کا معنی ہوتا ہے الگ ہونا، ہٹنا، سرکنا، زائل ہونا، ختم ہونا اور یہی معنی قول باری تعالیٰ میں وارد ہے ”إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا“۔

۷۔ افعال ناقصہ میں جو افعال تام التصریف ہوتے ہیں وہ خواہ فعل کی صورت میں ہوں یا صفت کی یا پھر مصدر ہوں، اپنا عمل کرتے ہیں اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے یمسی المجتهد مسروراً، أمس أدیباً، کوئٹہ دفینا خیر لک (تمہارا وفادار ہونا تمہارے لیے بہتر ہے) البتہ مصدر بیشتر اسم کی جانب مضاف ہوتا ہے جس کا اسم لفظا مجرور اور تقدیرا مرفوع ہوتا ہے جیسے کون الرجل مثقف خیر لہ (آدمی کا تعلیم یافتہ ہونا اس کے واسطے بہتر ہوتا ہے) اس مثال میں الرجل، کون مصدر ناقص کا اسم ہے اور لفظا مجرور ہے جبکہ تقدیرا مرفوع ہے، بعینہ یہی کیفیت گزشتہ مثال کوئٹہ و فیما خیر لک میں بھی ہے جس میں ضمیر ک، کون مصدر ناقص کا اسم ہے اور تقدیرا محل رفع میں ہے۔ ایسے ہی سأسامحک لکونک صدیقاً لی اس مثال میں لام حرف جر برائے تعلیل ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے کون مصدر، ک ضمیر متصل محل رفع میں اس کا اسم ہے اور صدیقاً، کون مصدر کی خبر ہے جو محل نصب میں ہے۔

۸۔ ما، لا اور لات یہ تینوں حروف لیس کی طرح ناسخ ہیں اور مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کو اپنا اسم اور خبر بناتے ہیں اور نفی کا معنی دیتے ہوئے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر دیتے ہیں اس لیے مشابہات لیس کہلاتے ہیں۔ ان کے عمل کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ ان کی خبر اسم پر مقدم نہ ہو، خبر پر لاند آئے، لا کے اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں اور ما کی خبر پر ان زائدہ نہ داخل ہوا ہو۔ البتہ لات کے لیے مزید ایک اور شرط ہوتی ہے کہ اس کے اسم و خبر دونوں اسمائے زمان (ساعة، حین، اوان، وقت) میں سے کوئی ہو اور ان میں سے کوئی ایک محذوف ہو جیسے مَا هَذَا بَشَرًا، مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ، لَا أَسْتَأْذِنُ حَاضِرًا، لَا خَيْرَ ضَائِعًا، لَا وَقْتُ نَدَامَةٍ (یہ وقت ندامت کا نہیں ہے)۔

مذکورہ مثالوں میں ما، لا اور لات نفی کے معنی میں ہیں اور اپنے اسم کو لیس کی طرح مرفوع اور خبر کو منصوب کر رہے ہیں جبکہ لات کا اسم محذوف ہے اور خبر مذکور ہے، کیونکہ لات کے معمولات میں عموماً اس کا اسم محذوف ہوتا ہے اور مذکور نکرہ ہوتا ہے۔ اصل جملہ تھا لَاتِ الْوَقْتُ وَقْتُ نَدَامَةٍ۔ یہی صورت باری تعالیٰ کے قول میں بھی ہے ”كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَُوا وَلَا تَجِئْ مِنَّا مَنْاصٍ“ جو کہ اصل میں وَلَاتِ الْحَيْنِ حِينَ مَنْاصٍ ہے اور اسم کو شرط کے مطابق حذف کر دیا گیا ہے۔

لیس اور کان فعل ناقص کی طرح ہی ما مشابہ لیس کی خبر پر جوازاً بازائدہ لانا درست ہوتا ہے اور اس وقت خبر لفظا مجرور اور تقدیرا منصوب ہوتی ہے جیسے قول باری تعالیٰ ”مَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ“۔

معلومات کی جانچ

- 1۔ افعال ناقصہ کسے کہتے ہیں اور ان کو افعال ناقصہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟
- 2۔ فعل متعدی کو فعل ناقص کیوں نہیں کہا جاسکتا؟
- 3۔ افعال ناقصہ کی تعداد کتنی ہے؟
- 4۔ بات فعل ناقص کا معنی بتائیے۔
- 5۔ کان کن کن صیغوں کے ساتھ خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے؟

- 6۔ ”وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا“ میں کون کون سے زمانے پائے جاتے ہیں؟
- 7۔ صار کا معنی بتائیے۔
- 8۔ لیس کا معنی بتائیے۔
- 9۔ صار البرتقال عصیرا کی ترکیب کیجیے۔
- 10۔ کن کن افعال ناقصہ کی خبر پر باز اندہ آتا ہے؟
- 11۔ أصبح، أضحیٰ اور أمسی کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں؟
- 12۔ ظل فعل ناقص کے لیے کوئی مثال لا کر معنی بتائیے۔
- 13۔ کون کون سے افعال ناقصہ سے پہلے نفی، نہی یا دعاء کا ہونا ضروری ہے؟
- 14۔ لا تفتأ بعیدا عن الإثم والعدوان کا مطلب بتائیے۔
- 15۔ مادام کا معنی بتائیے اور کوئی مثال دیجیے۔
- 16۔ تام التصریف افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟
- 17۔ لیس فعل جامد کیوں کہلاتا ہے؟
- 18۔ مادام کے ما کو کیا کہا جاتا ہے؟
- 19۔ ملحقات صار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کسی بھی چار افعال کی نشاندہی کیجیے۔
- 20۔ کون کون سے افعال ناقصہ صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں؟
- 21۔ افعال ناقصہ بشکل تامہ کون کون سے ہیں؟
- 22۔ ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن میں كان اور لم يكن کس طرح فعل تام ہوں گے؟
- 23۔ ”أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ“ میں تصیر فعل تام کیسے ہے؟
- 24۔ انفك عظم المفصل عن موضعه میں عظم المفصل فعل انفك کا اسم ہے یا فاعل؟
- 25۔ دام فعل تام کے لیے کوئی مثال دیجیے۔
- 26۔ کس طرح کے اسمائے افعال ناقصہ کا اسم بنتے ہیں؟
- 27۔ ارتقى الزعماء و صاروا وزراء میں صار کا اسم کیا ہے؟
- 28۔ افعال ناقصہ کی خبر کی کیا قسمیں ہوتی ہیں؟
- 29۔ جملہ کس طرح خبر بنتا ہے؟ دو مثالیں دیجیے۔
- 30۔ ما زلت أرميهم بشجرة نحره میں فعل ناقص کا اسم وجوباً مقدم کیوں ہے؟
- 31۔ لا يزال البرد شديداً میں فعل ناقص کا اسم وجوباً مقدم ہے یا جوازاً، اور کیوں؟

- 32۔ افعال ناقصہ کی خبر و جوابی طور پر کتنی صورتوں میں اسم پر مقدم ہوتی ہے؟
- 33۔ ماکان شاعر الاً اقبال کا معنی بتائیے۔
- 34۔ کسی اسم استفہام کو کسی فعل ناقص کی خبر بناتے ہوئے مثال پیش کیجیے۔
- 35۔ خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم کے لیے کوئی ایک مثال دیجیے۔
- 36۔ کن افعال ناقصہ کی خبر پر باز اندہ لانا جائز ہوتا ہے؟
- 37۔ کن افعال ناقصہ کی خبر فعل ماضی بھی آتی ہے؟
- 38۔ سر مسرعاً، ان را کبلوان ماشیاً میں فعل ناقص اور اس کے اسم کی نشاندہی کیجیے۔
- 39۔ ”وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً فَيَصْأَعْفُهَا“ میں تکن کے نون کو حذف کرنا کیوں جائز ہوتا ہے؟
- 40۔ مشابہات لیس کون کون سے ہیں؟
- 41۔ لات کے عمل کے لیے کیا کیا شرطیں ہوتی ہیں؟
- 42۔ قول باری تعالیٰ ”كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَُوا وَ لَا تَحْيِيَنَّا مَنَاصٍ“ کا ترجمہ کیجیے اور لات کے اسم کی نشاندہی کیجیے۔

11.12 اکتسابی نتائج

افعال ناقصہ ان افعال کو کہا جاتا ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کی معنوی حالت، ان کے اعراب اور ان کے سابقہ نام کو تبدیل کر دیتے ہیں چنانچہ یہ خبر کے زمانہ کا تعین کرتے ہوئے مبتدا کو اپنا اسم اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہیں نیز اپنے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر دیتے ہیں، چونکہ یہ افعال مصدری معنی سے خالی ہوتے ہیں اور بغیر خبر کے وجود کے جملہ پورا نہیں کرتے اس لیے افعال ناقصہ کہلاتے ہیں۔

یکل تیرہ افعال ہیں جن میں کان، صار، ظل، بات، أصبح، أضحیٰ اور أمسى تام التصریف ہوتے ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں، چار افعال ناقص التصریف ہوتے ہیں جن سے امر کا صیغہ نہیں آتا بلکہ صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں اور وہ مازال، مابرح، مافتیٰ اور مانفک ہیں جبکہ بقیہ دو افعال یعنی مادام اور لیس سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں اور ان کا مضارع و امر نہیں آتا۔

کان اپنے صیغوں ماضی، مضارع اور امر کے مطابق خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے تاہم کبھی کسی قرینہ پائے جانے کے وقت یہ زمانہ کی قید سے خالی بھی ہوتا ہے، صار اپنے اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل ہو جانے کو بتاتا ہے، لیس خبر کی نفی کرتا ہے، أصبح، أضحیٰ اور أمسى بالترتیب اپنے اسم کو خبر کے ساتھ صبح، ضحیٰ اور شام کے اوقات میں متصف بتانے کے لیے آتے ہیں، ظل اپنے وقت کی پوری مدت یعنی دن بھر کے مفہوم اور کبھی کبھی وقت طویل کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے، بات اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی رات بھر تک متصف ہونے کو بتاتا ہے۔

مازال، مابرح، مافتیٰ اور مانفک خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں اور اسی وقت عمل کرتے ہیں جب ان سے پہلے کوئی حرف نفی، نہی یا دعاء آیا ہو، جبکہ مادام بیان مدت کے لیے آتا ہے اور اپنے ماقبل جملہ میں پائے جانے والے استمرار کو اپنے اسم اور خبر تک محدود کر دیتا ہے اور اس پر لازمی طور پر داخل کیا گیا ماضیہ مصدریہ ہوتا ہے۔

کچھ دیگر افعال بھی صار کے معنی میں مستعمل ہونے کی وجہ سے ملحقات صار کہلاتے ہیں جو عداد، آض، غذا، راح، تحول، حار، استحال، انقلاب، تبدل، ارتقا اور رجوع ہیں، چنانچہ یہ بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا و خبر کی معنوی و اعرابی حالت کو اسی طرح بدل دیتے ہیں جیسے صار کرتا ہے، تاہم جب وہ بطور فعل تام استعمال کیے جائیں تو ان کا حکم عام فاعلوں جیسا ہوتا ہے اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں۔

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی قرینہ کے پائے جانے کے وقت صار کے معنی میں ہو جاتے ہیں اور وہ کان، ظل، بات، أصبح، أضحی، أمسی ہیں، تاہم ان کا عمل بعینہ وہی ہوتا ہے جو اپنے اصل معنی میں ہونے کے وقت ہوتا ہے یعنی یہ صرف مبتدا و خبر کی شکل میں تبدیل ہو جانے کو ہی بتاتے ہیں اور دیگر شرطیں جو ان کی توں باقی رہتی ہیں۔

افعال ناقصہ عام حالات میں ناقص ہی استعمال کیے جاتے ہیں یعنی وہ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ مکمل کرتے ہیں تاہم مازال، مافتی اور لیس کے علاوہ بقیہ سارے ہی افعال کبھی تام بھی مستعمل ہوتے ہیں اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ان افعال کا اسم کبھی اسم معرب ہوتا ہے اور کبھی اسم مبنی اور فاعل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس پر فاعل ہی کے سارے احکام نافذ ہوتے ہیں یعنی ان ہی احکام کی رعایت کرتے ہوئے فعل ناقص کو مذکر و مؤنث اور واحد و ثثنیہ جمع استعمال کیا جاتا ہے نیز جس طرح فاعل مرفوع ہوتا ہے ویسے ہی ان افعال کا اسم بھی اعراب بالحرکت یا اعراب بالحرف کے ذریعہ محل رفع میں ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ کی خبر مفعول بہ سے مشابہت کی وجہ سے محل نصب میں ہوتی ہے تاہم اس کی بھی وہی قسمیں ہوتی ہیں جو جملہ اسمیہ میں واقع ہونے والی خبر کی ہوتی ہیں یعنی کبھی وہ مفرد ہوتی ہے، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی ظرف و جار مجرور پر مشتمل شبہ جملہ۔

ان افعال کے اسم و خبر کی ترکیب میں گرچہ اصل یہی ہے کہ اسم پہلے ہو اور خبر بعد میں تاہم کبھی اسم کو خبر پر مقدم کرنا اور کبھی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں کی ایک دوسرے پر تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہوتی ہے، چنانچہ جب ان افعال کا اسم کوئی ضمیر متصل ہو یا اسم و خبر ایسے اسما جن پر اعراب ظاہر نہ کیا جاسکتا ہو، ایسے ہی اگر اسم کو خبر میں محصور کر دیا گیا ہو یا خبر کوئی جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ہو یا وہ افعال ماضی سے شروع ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں اسم کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

کبھی ان کی خبر و جوابی طور پر اسم پر مقدم ہو جاتی ہے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب خبر شبہ جملہ ہو اور اسم کوئی نکرہ غیر مخصوصہ، یا اس وقت جب اسم میں پائی جانے والی کوئی ضمیر خبر کی طرف لوٹ رہی ہو یا پھر خبر کو اسم میں محصور کر دیا گیا ہو تو خبر کو جواب اسم پر مقدم کر دیا جاتا ہے۔ البتہ جب اسم اور خبر کی شناخت ہو رہی ہو تو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا جائز ہوتا ہے۔

لیس اور کان افعال ناقصہ کی خبر پر باز اندہ بھی لایا جاسکتا ہے اور اس وقت وہ لفظاً مجرور جبکہ تقدیراً منصوب ہوگی، افعال ناقصہ کی خبر جملہ فعلیہ ہونے کی صورت میں فعل مضارع کے ساتھ ہوتی ہے تاہم کبھی فعل ماضی کو بھی خبر بنا لیا جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کان فعل ناقص زائدہ ہوتا ہے اور کوئی عمل نہیں کرتا، کبھی اسے اس کے اسم سمیت حذف کر دیا جاتا ہے اور مذکور صرف خبر ہوتی ہے اور کبھی کبھی کسی قرینہ کی موجودگی میں فعل ناقص اپنے اسم و خبر دونوں کے ساتھ حذف ہو جاتا ہے۔ بعض شرطوں کے ساتھ کان کے مضارع مجزوم کے نون کو بھی حذف کرنا جائز ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ میں تام التصریف افعال ماضی، مضارع اور امر کی صورت میں عامل ہونے کے علاوہ صفت اور مصدر ہو کر بھی عمل کرتے ہیں اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، جبکہ کچھ ایسے بھی حروف ہوتے ہیں جنہیں مشابہات لیس کہا جاتا ہے اور بعض شرطوں کے ساتھ ویسے ہی

عمل کرتے ہیں جس طرح لیس کرتا ہے اور ان کی ترکیب بھی وہی ہوتی ہے جو افعال ناقصہ اور ان کے اسم و خبر کی ہوتی ہے۔

11.13 تمرینات

- 1- ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اور اسم و خبر بتائیے۔
 - الف: کان الوزير ان يناقشان التقارير حول حوادث العنف هذا الظهر حتى أمسيا۔
 - ب: ما زال المصلحون آملين أن توجّه الذرة لخدمة السلام۔
 - ج: يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَ كُنْتُ نَسِيًا مَنْسِيًا۔
 - د: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ۔
 - ه: ظل القطار واقفا على الرصيف حتى الغروب۔
 - و: صارت الطائرة بين السحاب وكان الركاب في أمن وطمأنينة۔
 - ز: انفك الأسراء من السجن وما انفكت الجهود في ذلك دائبة۔
- 2- ذیل کے اشعار کا ترجمہ کیجیے اور فعل تام و فعل ناقص کی نشاندہی کیجیے۔
 - ۱: مَا بَالُ خَدِكِ لَا يَزَالُ مُضْرَجًا بِدَمٍ وَ لَحْظِكَ لَا يَزَالُ قَرِيْبًا
 - ۲: فَمَا بَرَحُوا حَتَّى رَأَى اللَّهُ صَبْرَهُمْ وَ حَتَّى أَشْرَتْ بِالْأَكْفِ الْمَصَاحِفُ
 - ۳: أَمَّا وَاللَّهِ لَا تَنْفُكُ عَيْنِي عَلَيْكَ بِدَمْعِهَا أَبَدًا تَجُودُ
- 3- ذیل کے جملوں میں خبر کی قسمیں بتائیے۔
 - الف: وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ۔
 - ب: كان أبو بكر أبوه قائم۔
 - ج: تبيت الطيور شبعا نات۔
 - د: ما برحت الصناعة تسير بخطأ سريعة نحو التطور۔
 - ه: ليس الإيمان بالتمنى۔
 - و: كان أمام المدرسة دكان۔
 - ز: فَظَلَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ۔
 - ح: أظل واقفا ما دام الأساتذة واقفين۔
- 4- ذیل کے جملوں کو مناسب خبر سے پر کیجیے۔
 - الف: بات الولدان -----
 - ب: كان عثمان بن عفان رضى الله عنه -----

- ج: أصبح الطفل _____ د: ظل المطر _____
 ه: أمست الغرفة _____ و: ما انفكت الحرب _____
 ز: لا يفتأ العمل _____ ح: أضحي الشارع _____
 ط: كن في عون أخيك ما دمت _____ ی: يصير الخشب _____
- 5- درج ذیل جملوں پر مناسب افعال ناقصہ لائیے۔

- الف: _____ النهر مرتفع ب: _____ العامل نشيط
 ج: _____ الأمة بخير د: _____ تحسنون العمل
 ه: _____ الضوء ضئيل و: _____ العدو ان صديقان
 ز: _____ لن أذهب _____ زيد جالس ح: _____ المجهول معلوم
- 6- درج ذیل قرآنی آیات کا ترجمہ کیجیے اور ان میں وارد فعل تام و فعل ناقص کی نشاندہی کیجیے۔

الف: وَأَصْبَحَ فُؤَادُ مُوسَىٰ فَازِغًا۔

ب: إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ۔

ج: فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ۔

د: وَإِذَا بَشِّرْ أَحَدَهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ۔

ه: وَالْقَمَرَ قَدَرْنَا مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ۔

و: وَلَا يَزَالُ الْوَنُ مُخْتَلِفِينَ۔

ز: خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ۔

ح: وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ۔

ط: قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ۔

ی: قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا • فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ۔

ک: قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَنْظِلُ لَهَا عَاكِفِينَ۔

7- صار کے معنی میں استعمال ہونے والے افعال ناقصہ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

8- درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوبی تقدیم کی وجوہات بتائیے۔

الف: كان في المعمل مؤظفه۔

ب: كانت وراء الحجاب فتيات۔

ج: لا يزال بين السحاب طير۔

- د: کان للجانی جزاء جریمتہ۔
- ه: إنما کان یرتقی من یواظب علی العمل۔
- و: لم یکن خالق السماوات والأرض وما بینهما الا الله۔
- 9- ذیل کے شعر کا ترجمہ کیجیے اور لیس کے اسم و خبر کی نشاندہی کیجیے۔
- لَيْسَ لِلْبَيْتِ فِي السَّعَادَةِ حَظٌّ إِنْ تَنَاءَى عَنْهَا الْحَيَاءُ وَ وَلَّى
- 10- صار کے ملحقات میں سے کسی چار افعال کو ناقص اور تمام ہر دو شکلوں میں استعمال کیجیے اور مثالیں دیجیے۔
- 11- درج ذیل جملوں کی ترکیب کیجیے۔

الف:	أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ	ب:	لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُسَيِّرٍ
ج:	مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ	د:	مَا هَذَا بَشَرًا
ه:	لَا خَيْرَ ضَائِعَا	و:	لَا طَالِبَ غَائِبَا
ز:	لَا تَوْقْتَ هَرُوبٍ	ح:	لَا تَحِينَ مَنَاصٍ

12- ذیل کے جملوں کی تقدیری عبارت کیا بنے گی۔

الف: کل انسان یحاسب علی عملہ، ان خیرا فخیر، وان شرافشر۔

ب: التمس و خاتما من حدید۔

ج: أولم ولو بشاة۔

د: قد قیل ما قیل ان صدقا وان کذبا۔

ح- قالت بنات العم: یا سلمی وان کان فقیرا معدما؟! قالت: وان

و: الإطعام ولو تمرًا۔

13- درج ذیل جملوں میں افعال تامہ اور افعال ناقصہ پہچانیے۔

الف:	التقیة المدرس وکان حدیث	ب:	کان الماء باردا فصار ثلجا
ج:	نام الطفل حتی أصبح	د:	سأعاقب المهمل کائنا من کان
ه:	مادام شیء فی الدار	و:	بات الغریب فی بیت الوزیر
ز:	مشینا النهار کله حتی أمسینا	ح:	لو ظل الصراع لأدی الی حرب عالمیة

14- درج ذیل شعر پر اعراب لگائیے اور ترجمہ کیجیے۔

ندم البغاة ولات ساعة مندم والبغی مرتع مبتغیه وخیم

15- افعال ناقصہ میں سے کسی پانچ کو بطور تام و ناقص اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

- 16- ذیل کی آیات میں افعال ناقصہ و افعال تامہ کی نشان دہی کیجیے اور تام و ناقص ہونے کی وجہ بتائیے۔
 اِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوا لِيَصْرِمَنَّهَا مُصْبِحِينَ - وَلَا يَنْتَشِرُونَ - فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ - فَاصْبَحْتَ كَالْصَّرِيمِ - فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ - اَنْ اَعْدُوا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ - اَنْ لَا يَدْخُلَنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ - وَغَدُوا عَلٰى حَزْدٍ قَادِرِينَ -
 17- شعر کا ترجمہ کیجیے اور کان کے ناقص یا تام ہونے کی وجہ بتائیے۔

اِذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَادْفُنُونِيْ فَإِنَّ الشَّيْخَ يَهْدُمُهُ الشِّتَاءُ

- 18- ذیل کی عبارت پر اعراب لگائیے اور افعال ناقصہ اور ان کے اسم کی نشان دہی کیجیے۔
 كان الناس فيما مضى من الزمان يمضون أوقات طويلة ويواجهون مشقات كثيرة عند الانتقال من مكان الى مكان يبعد عنه مسافة قصيرة. وقد أصبحوا الآن بواسطة الطائرات السريعة يقطعون آلاف الأميال في ساعات قليلة. ويمسكون آمنين على أنفسهم وأموالهم. ولا يزال مهندسون الطيران يجدون في تحسين وسائل الطيران، حتى تقطع الطائرات المسافات الطويلة الشاسعة في دقائق معدودات، بل في لحظات. فما أجل نعمة الله بما أعطاهم من العلم۔

11.14 فرہنگ

الفاظ	معانی
ألف: درس میں وارد الفاظ	
الزحام	: مجمع، بھیڑ، جم غفیر
حامض	: کھٹا، ترش
اصطرخ يصطرخ	: چیختنا، فریاد کرنا، مدد چاہنا
الثلج	: برف
البرتقال	: نارنگی، سنترہ، موسی
عصير	: جوس، رس، نچوڑی ہوئی چیز
حر	: آزاد
الجو	: فضا، خلا، ماحول، گرد و پیش، آب و ہوا
ممطر	: ابر آلود، بارش والا
المهندس	: انجینیر

ناضرة	: سرسبز، تروتازہ، خوشنما، بارونق، شگفتہ
غزیر	: موسلا دھار، بکثرت، بہت، بہتات
مُکب	: منہمک، متوجہ
لامع	: چمک دار، روشن
الفتاة	: دوشیزہ، لڑکی
الجريمة	: جرم، گناہ
عاکفین	: عاکف کی جمع، متوجہ، مشغول، کسی کام میں لگا رہنے والا
رابع	: نفع حاصل کرنے والا، کامیاب، نفع بخش
مناہض	: مخالف، مزاحم، مقابلہ آرا
کادیکید	: سازش کرنا، مکر کرنا، دھوکہ دینا، چال چلنا، ریشہ دوانی کرنا
الوفی	: وفادار، مخلص، وفا شعار
الواجب	: کام، ذمہ داری، ڈیوٹی
الاشارة	: سگنل، اشارہ
عبر یعب	: پار کرنا، طے کرنا
أوصی یوصی	: وصیت کرنا، حکم دینا، پابند کرنا، مکلف و مامور بنانا
نظیف	: صاف ستھرا
العسل	: شہد
حلو	: میٹھا، شیریں
قودة	: قود کی جمع، بندر
خاسئين	: خاسی کی جمع، حقیر و ذلیل، دھتکارا ہوا
ید	: ہاتھ، بازو، طاقت، قوت، حمایت
باسم	: مسکرانے والا، کھلا ہوا
القضاة	: القاضی کی جمع، جج، قاضی، مجسٹریٹ
رائق	: صاف شفاف، صاف ستھرا، اچھا، بہتر، بھلا
ظلمات	: ظلمۃ کی جمع، تاریکی، اندھیرا
ساخرین	: ساخر کی جمع، مسخرہ، مذاق و ٹھٹھا کرنے والا، بلا اجرت کام لینے والا

ضئیل	: مدھم، کمزور، ہلکا
تعرض یتعرض	: زد میں آنا، نشانہ بننا، سامنے آنا
حرد	: ارادہ، الگ ہونا، کنارہ کشی
ذئب	: بھیڑیا
الاعمی	: اندھا، نابینا
رقاب	: رقبۃ کی جمع، گردن
غدا یغدو	: صبح کے وقت چلنا
اللیث	: شیر
غضبان	: غضب ناک، سخت ناراض
انقلب ینقلب	: پلٹنا، لوٹنا، واپس ہونا
عقبیہ	: عقب کا شنیہ اورہ ضمیر کی طرف مضاف، ایڑی، نشان قدم
صَرَّ یَصُرّ	: نقصان پہنچانا، تکلیف دینا
استحال یتستحیل	: محال وناممکن ہونا
آض یئییض	: لوٹنا، پلٹنا، واپس ہونا
حاریحور	: لوٹنا، پلٹنا، واپس ہونا
مغرّ قین	: مغرّ ق کی جمع، غرقاب کیا ہوا، ڈبویا ہوا
سَیْرِ یَسَیر	: چلانا، حرکت دینا
سراب	: ریت، بے حقیقت، فریب، سراب، ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے
أَلَف یؤَلّف	: ملانا، جوڑنا، تالیف قلب کرنا
غور	: گہرائی میں اترا ہوا، پست، نشیب
معین	: جاری، بہتا ہوا، آب جاری
خطیر	: خطرناک، زبردست، بڑا
المجهول	: نامعلوم
سراج	: چراغ
مستنیر	: روشن
لاح یلوح	: چمکنا، نمودار ہونا، نمایاں ہونا

الصَّقِيل	: صیقِل کی ہوئی تلوار، چمکدار تلوار، پالش شدہ
بَشْرٌ یَبِشِّرُ	: خوش خبری دینا، خبر دینا
مُسْوَدَّ	: سیاہ، غم زدہ
کَظِیم	: رنجیدہ، دکھی، دل ہی دل میں گھٹنے والا، غضب ناک
أَعْنَاق	: عُنُق کی جمع، گردن
خَاضِعِین	: خاضع کی جمع، جھکنے والا، عاجز و سراقندہ ہونے والا، تابع و مطیع
تَلَبَّدَ یَتَلَبَّد	: ابر آلود ہونا، گھنا ہونا
ذُو عُسْرَة	: تنگ حال، تنگ دست، پریشان
نَظَرَة	: مہلت، انتظار
مَیْسَرَة	: فراخی، کشادگی، آسانی
نَبْت ینَبِت	: اگنا، کھیتی یا سبزہ وغیرہ کا ظاہر ہونا
الْأُمُور	: الْأُمُور کی جمع، معاملات، احکام
ماشِی	: پیدل چلنے والا
تَنَادَى یَتَنَادَى	: ایک دوسرے کو پکارنا، جمع کرنا
الْحَارِث	: کسان، کھیت جوتنے والا، ہل چلانے والا
حَرِث یَحْرِث	: کھیت جوتنا، ہل چلانا
الْعَدَاوَة	: دشمنی، عداوت
صَدَّ یَصُدُّ	: روکنا، باز رکھنا، منہ پھیرنا، بے اعتنائی برتنا
أَطُول یَطُول	: طویل کرنا، لمبا کرنا
الْصَّدُود	: بے رخی، بے اعتنائی، جدائی
أَوَى بِأَوَى	: پناہ لینا، قیام کرنا، لوٹنا
أَعْشَاش	: عُش کی جمع، گھونسلہ، آشیانہ
شَبَّ یَشْبُ	: آگ روشن کرنا، آگ جلانا، روشن کرنا
مَقْرُورِین	: مقررہ کا تشبیہ، دوسری کھائے ہوئے شخص، دو ٹھٹھرتے ہوئے شخص
اصْطَلَى یَصْطَلِی	: باب افتعال سے، آگ تاپنا، گرمی حاصل کرنا
النَّدَى	: سخاوت، فیاضی، دریادلی، شبنم

مجمع البحرين	: دوسندروں کے ملنے کی جگہ، سنگم
جرح یجرح	: زخمی کرنا، زخم لگانا
خد	: رخسار
لحظ	: آنکھ، نگاہ، گوشہ چشم، دزدیدہ نگاہی
اقتص یقتص	: بدلہ لینا، قصاص لینا
المفصل	: جوڑ
متفائل	: رجائیت پسند
مستريح	: آرام کرنے والا
ارتقی یرتقی	: ترقی کرنا
ساهرات	: ساهرة کی جمع، شب بیداری کرنے والیاں
عقرب	: بچھو، گھڑی کی سوئی
منضدة	: تپائی، میز
الأتقیاء	: التقی کی جمع، متقی، پرہیزگار، خدا ترس لوگ
ضلال	: ضل کی جمع، سائے
عیون	: عین کی جمع، چشمہ، چشمہ آب
رمی یرمی	: پھینکنا، مارنا، تیر وغیرہ چلانا
ثغرة	: کشادگی، منہ، ہنسی کی ہڈیوں کے درمیان کا حصہ
نحر	: سینہ کا بالائی حصہ، گردن کا نچلا حصہ، گلا
حارس	: محافظ، نگہبان، پہرہ دار، نگراں
المصنع	: فیکٹری
التدخين	: سگریٹ نوشی، تمباکو نوشی
المنتزه	: پارک، تفریح گاہ
السریر	: بیڈ، چارپائی
الوسادة	: تکیہ، گدا، غالیچہ
الزرع	: کھیتی
الصريم	: وہ درخت جس کے پھل توڑ لیے گئے ہوں

أَحْيِيْ يُحْيِي	: زندہ کرنا، روح پھونکنا
الموتی	: المیت کی جمع، مردہ، مرا ہوا آدمی
مسیطر	: نگران، محافظ
ہازل	: دل لگی کرنے والا، غیر سنجیدہ، مسخرا، چٹکلہ باز
مدبمَد	: پھیلا نا، بڑھانا
الزاد	: توشہ، زادراہ، اشیاء خوردنی
أعجل	: بہت جلد باز
أجشع	: نہایت حریص، انتہائی لالچی
وَأَدْبَد	: زندہ درگور کرنا، زندہ دفن کرنا
وَأَقْبَق	: بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا، اعتبار کرنا، یقین کرنا
کبریکبر	: شاق گزرنے، گراں ہونا، دشوار محسوس ہونا، بڑا ہونا، شان و مرتبہ میں بڑا ہونا
مقام	: مقام، مرتبہ، کھڑے ہونے کی جگہ، کھڑا ہونا، ہونا
ساریسیر	: چلنا، رات میں چلنا
أسرع یسرع	: جلدی کرنا، تیزی دکھانا
إطعام	: کھلانا، کھانا کھلانا
عاشریعاشر	: ساتھ رہنا، صحبت میں رہنا
فاسد الأخلاق	: بد اخلاق، بد خو
مُعْدِم	: قلاش، محتاج، فقیر، غریب
المؤدّة	: محبت، الفت
الإخاء	: بھائی چارگی، اخوت
ضاعف یضاعف	: دوگنا کرنا، بڑھانا، زیادہ کرنا
مثقّف	: تعلیم یافتہ
سامح یسامح	: نظر انداز کرنا، معاف کرنا، درگزر کرنا
أمہات	: اُم کی جمع، مائیں
قرن	: نسل، لوگ، ایک صدی کے لوگ، صدی
نادی ینادی	: پکارنا، آواز لگانا

مناص	: پناہ گاہ، جائے فرار، چھٹکارا، خلاصی
جبار	: زور کرنے والا
الإثم	: گناہ
العدوان	: دشمنی، زیادتی، جارحیت، حملہ
الزعماء	: الزعم کی جمع، لیڈر، رہنما

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

ناقش یناقش	: تبادلہ خیال کرنا، بحث کرنا، رائے زنی کرنا
التقاریر	: التقرير کی جمع، رپورٹ
حوادث	: حادثہ کی جمع، حادثات
العنف	: تشدد، سختی
المصلحون	: المصلح کی جمع، اصلاح کرنے والے، درست کرنے والے
آملین	: آمل کی جمع، پر امید لوگ، امید پر قائم لوگ
وجہ یوجہ	: تابع و مطیع ہونا، لگانا، رخ پر لگانا، راہنمائی کرنا
مَنَسِیَا	: بھولی ہوئی چیز، بھلایا ہوا، بے وقعت، ناقابل اعتنا
قَوَّامین	: قوام کی جمع، قائم کرنے والے، نافذ کرنے والے
القسط	: انصاف، ترازو
شهداء	: شاهد کی جمع، گواہ
الطائرة	: ہوائی جہاز، ایروپلین
الركاب	: الراكب کی جمع، سوار
انفک ینفک	: آزاد ہونا، رہائی پانا، کھلنا
الأسراء	: الأسیر کی جمع، قیدی
الجهود	: الجهد کی جمع، کوششیں، مساعی
دائبة	: جاری، معمول پر رہنے والی
مابأل	: کیا ہوا ہے؟، کیا حالت ہے؟
مُضْرَج	: لت پت، سرخ آلود، خون آلود، لتھڑا ہوا
لحظ	: نظر، نگاہ

اَشْرَيْشَر	: پھیلانا، ظاہر کرنا
اَكْف	: کَف کی جمع، ہتھیلی، ہاتھ
المصاحف	: المصحف کی جمع، قرآن، کتاب، صحیفے، لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ
جاديجود	: سخاوت کرنا، فیاض ہونا، آنسوؤں کی بارش ہونا، آنسو جاری ہونا
العین	: رنگین اون، مختلف رنگوں والی روئی
المنفوش	: دھنا ہوا، بکھرا ہوا
شبعانات	: شَبَعی کی جمع، آسودہ، سیراب، بھرے پیٹ والی
خُطی	: خُطوة کی جمع، قدم، رفتار
التطور	: ترقی، پروان چڑھنا، افزودگی
تَفَكَّهُ يَتَفَكَّهُ	: شرمسار ہونا، نادم ہونا
نشيط	: چست، چاق و چوبند
فؤاد	: دل
فارغ	: بے قرار، بے چین، غیر مطمئن، خالی
كسب يكسب	: کمانا، کرنا، حاصل کرنا
اقترف يقترف	: کمانا، گناہ کا مرتکب ہونا، ارتکاب جرم کرنا
قَدَّرَ يَقْدَر	: مقرر کرنا، فیصلہ کرنا، حساب لگانا، مقدر کرنا
منازل	: منزل کی جمع، مدار، منزل، پڑاؤ، جائے قیام، گھر
العرجون	: کھجور کی شاخ، کھجور کے گچھے کی ٹیڑھی جڑ جو درخت پر خشک ہو کر باقی رہتی ہے
الصيحة	: چیخ
جاثمين	: جاثم کی جمع، اپنی جگہ پر رہنے والے، الگ نہ ہونے والے، چمٹے رہنے والے
التقى يلتقى	: ملنا، ملاقات کرنا
الجاني	: مجرم، گناہ گار
واظب يواظب	: پابندی سے کرنا، لگے رہنا، قائم رہنا، ہمیشگی برتنا
حظّ	: نصیب، حصہ، قسمت
تناءى يتنأى	: دور ہونا، بعید ہونا، جدا ہونا
ولّى يولّى	: رخ پھیرنا، بھاگنا، دور ہونا

ہروب	: فرار
التمس یلتمس	: چاہنا، تلاش کرنا، طلب کرنا، مانگنا
أولم یولم	: ولیمہ کرنا، کھانے کی دعوت دینا
المُهْمِل	: لاپرواہ، محنت سے جی چرانے والا، غفلت شعار
الصِّراع	: کشمکش، ٹکراؤ، رسہ کشی، جھگڑا، لڑائی
نَدِمَ یَنَدِم	: پشیمان ہونا، متأسف ہونا، پچھتانا
البغاة	: الباغی کی جمع، باغی، جابر و ظالم، متکبر، قانون شکن
مَنَدَم	: شرمندگی، ندامت، پشیمانی، پچھتاوا
البغی	: ظلم و جبر، تکبر
مَرَّع	: چراگاہ
وخیم	: خطرناک، نقصان دہ، خطرناک انجام
بلاییلو	: آزمانا، آزمائش میں ڈالنا
أصحاب الجنة	: باغ والے
صرم یصرم	: کاٹنا، پھل توڑنا، کھیتی کاٹنا
استثنیٰ یستثنیٰ	: پاک کرنا، مستثنیٰ کرنا، اِنْ شَاءَ اللہ کہنا
طاف یطوف	: چکر لگانا، گھومنا، طواف کرنا، گشت کرنا
طائف	: چکر لگانے والا، آنے والا
انطلق ینطلق	: چلنا، نکلنا، گزرنے، آزاد رہا ہونا
تخافت یتخافت	: چپکے چپکے بات کرنا، باہم سرگوشی کرنا، پست آواز میں بات کرنا
الشتاء	: سردی، جاڑا
أدفاً بدفاً	: گرمی پہنچانا
هدم یدہم	: گرا دینا، منہدم کرنا، نقصان پہنچانا
أَمْضیٰ یَمْضیٰ	: گزارنا
واجه یواجه	: سامنا کرنا، پیش آنا، درپیش ہونا
قطع یقطع	: طے کرنا، سفر کرنا، کاٹنا
آمنین	: آمین کی جمع، محفوظ و سلامت، امن و سلامتی کی حالت میں

: کوشش و محنت کرنا، سنجیدگی سے کوئی کام کرنا

أَجْدَى جَدُّ

: اصلاح، سدھار، خوب سے خوب تر کرنا، ترقی

تحسين

: دور، بعید

الشاسعة

: فعل تعجب بمعنی کیا ہی شاندار، کتنا عظیم

مأجل

11.15 نمونے کے امتحانی سوالات

- 1- افعال ناقصہ کی تعریف کیجیے اور ان کو ناقصہ کہنے کی وجوہات بتائیے۔
- 2- افعال ناقصہ کون کون ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے۔
- 3- فعل متعدی اور فعل ناقص کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔
- 4- تام التصریف افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کا معنی بیان کیجیے اور مثالیں بھی دیجیے۔
- 5- ناقص التصریف افعال ناقصہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔
- 6- وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے، کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کو مثالوں سے سمجھائیے۔
- 7- ناقص التصریف افعال کن شرطوں کے ساتھ عمل کرتے ہیں؟ مع مثال بیان کیجیے۔
- 8- مادام فعل ناقص کے استعمال کی شرائط تحریر کیجیے۔
- 9- صار کے ملحقات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 10- وہ افعال ناقصہ جو صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کو مع مثال بیان کیجیے۔
- 11- کون کون سے افعال ناقصہ تام استعمال ہوتے ہیں؟ ان میں سے چند کو مثالوں سے وضاحت کیجیے۔
- 12- افعال ناقصہ کا اسم تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت میں فعل ناقص پر کیا تبدیلیاں لاتا ہے؟ بیان کیجیے۔
- 13- افعال ناقصہ کی خبر کن کن صورتوں میں آتی ہے؟ مثالوں سے سمجھائیے۔
- 14- کن صورتوں میں افعال ناقصہ کا اسم ان کی خبر پر وجوباً مقدم ہوتا ہے؟ مع مثال لکھیے۔
- 15- افعال ناقصہ کی خبر کی وجوبی تقدیم سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔
- 16- کسی فعل ناقص کو خبر کی اسم پر جوازی تقدیم کے ساتھ مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 17- کن افعال ناقصہ کی خبر پر بازائندہ لانا جائز ہوتا ہے؟ مثالیں بھی لکھیے۔
- 18- ان اور لو شرطیہ کے بعد کان فعل ناقص اپنے اسم سمیت کس طرح حذف ہو جاتا ہے؟ مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔
- 19- مشابہات لیس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ لات کے استعمال کی شرطیں لکھیے اور مثالیں بھی دیجیے۔
- 20- اعراب لگائیے اور ترکیب کیجیے۔

كان زهير صديقا فصار عدوا۔ بات الطين ابريقا۔ أمرني والدي بالوفاء والإخلاص ما دمت حيا۔ ظل الجندي
سأهرا يحرس الموقع حتى أصبح۔ بات الغريب في بيت الوزير۔ أمسى الفقراء جائعين۔ باتت ليلي عند زميلتها۔
لو دام العدل لانتشرت السلامة والأمانة۔

11.16 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|-------------------------------------|--|
| 1۔ النحو الواضح | علي الجارم ومصطفى أمين |
| 2۔ ملخص قواعد اللغة العربية | فؤاد نعمة |
| 3۔ جامع الدروس العربية | الشيخ مصطفى الغلاييني |
| 4۔ الدليل الى قواعد اللغة العربية | حسن نور الدين |
| 5۔ القواعد الأساسية في النحو والصرف | يوسف الحمادي ومحمد محمد الشناوي ومحمد شفيق عطا |
| 6۔ فيض النحو | شيراز گل ندوی |

اکائی 12 حروفِ مشبہ بالفعل ولائے نفی جنس

اکائی کے اجزا

12.1 مقصد

12.2 تمہید

12.3 اِنَّ وَاُخَوَّثُهَا کے معانی

12.4 اِنَّ وَاُخَوَّثُهَا کا عمل

12.5 تمرینات

12.6 اِنَّ وَاُخَوَّثُهَا کی خبر اور اس کی قسمیں

12.7 اِنَّ وَاُخَوَّثُهَا کی خبر کی تقدیم

12.8 اِنَّ وَاُخَوَّثُهَا پر 'ما' کا فہ کا دخول

12.9 لام تاکید

12.10 تمرینات

12.11 اَنَّ مفتوحہ کے مواقع

12.12 اِنَّ مکسورہ کے مواقع

12.13 تمرینات

12.14 لائے نفی جنس

5.15 تمرینات

12.16 اکتسابی نتائج

12.17 فرہنگ

12.18 نمونے کے امتحانی سوالات

12.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

12.1 مقصد

اس اکائی کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ نواسخ جملہ کی اقسام میں سے دو قسموں (حروف مشبہ بالفعل اور لائے نفی جنس) کو جان سکیں۔ اس اکائی کے مطالعہ کے بعد ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ حروف مشبہ بالفعل اور لائے نفی جنس کے استعمال پر بخوبی قادر ہو جائیں گے، انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان حروف کے مبتدا اور خبر پر داخل ہونے کی وجہ سے کس طرح دونوں کا حکم لفظاً و معنیٰ بدل جاتا ہے۔

12.2 تمہید

جس طرح ہر زبان میں یقین (Indeed)، بیان (That)، تشبیہ (As if)، استدراک (But)، تمنا (Wish)، اور ترجی (Perhaps) کے لیے الفاظ ہوتے ہیں، اسی طرح عربی زبان میں بھی مذکورہ تعبیروں کے لیے کچھ حروف ہیں ان ہی حروف کو حروفِ مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔ وہ حروف یہ ہیں:

إِنَّ، أَنْ، كَأَنَّ، لَكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ، لَا، ”لَا“ کا ذکر بعد میں آ رہا ہے۔ ان حروف کو إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں حروفِ مشبہ بالفعل اس لیے کہا جاتا ہے کہ فعل کی طرح یہ بھی اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ ان مثالوں پر غور کریں۔

كُتِبَ عَامِرٌ مَقَالَةً (عامر نے ایک مضمون لکھا)

إِنَّ عَامِرًا لَعَلَّ (یقیناً عامر ایک کھلاڑی ہے)

دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل ماضی کی طرح ان کا آخری حرف بھی مفتوح ہوتا ہے:

كُتِبَ فَتَحَ دَخَلَ نَصَرَ ضَحِكَ خَرَجَ
إِنَّ أَنْ كَأَنَّ لَكِنَّ لَيْتَ لَعَلَّ

تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ افعال کی طرح ان حروف میں بھی افعال کے معانی: تاکید، تشبیہ، استدراک، تمنا اور امید پائے جاتے ہیں، جیسے التَّلْمِيذُ مُجْتَهِدٌ (طالب علم محنتی ہے) سے إِنَّ التَّلْمِيذَ مُجْتَهِدٌ (یقیناً طالب علم محنتی ہے)۔ اس مثال میں إِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ہے اور جملہ میں تاکید کا معنی پیدا کر رہا ہے، التَّلْمِيذُ إِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جب کہ مُجْتَهِدٌ إِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

12.3 إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کے معانی

فعل کے مشابہ یہ حروف چھ ہیں:

إِنَّ، أَنْ، كَأَنَّ، لَكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ

نیچے ان کے معانی بیان کئے جاتے ہیں:

إِنَّ:۔ إِنَّ جملہ میں تاکید و تحقیق کا معنی پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ کلام کے شروع میں آتا ہے۔ جیسے:

إِنَّ سَلِيمًا قَائِمٌ (یقیناً سلیم کھڑا ہے)

إِنَّ الصِّحَافَةَ لِسَانَ الشَّعْبِ (بے شک صحافت قوم کی زبان ہے)

إِنَّ كَا تَرْجَمَ بے شک، واقعی، یقیناً، حقیقت میں وغیرہ الفاظ سے کیا جاتا ہے۔
 اَنَّ:۔ اَنَّ بھی جملہ میں تاکید کے لیے آتا ہے، اس کا استعمال درمیان کلام میں ہوتا ہے، اَنَّ کا ترجمہ عموماً ”کہ“ سے کیا جاتا ہے، جیسے:
 عَلِمْتُ اَنَّكَ قَادِمٌ (مجھے معلوم ہوا کہ تم آنے والے ہو)۔
 اَيَقْنْتُ اَنَّ الشَّدَائِدَ صَانِعَةُ الزَّجَالِ (مجھے یقین ہو گیا کہ سختیاں لوگوں کو سنوارتی ہیں)
 كَأَنَّ:۔ كَأَنَّ تشبیہ کا معنی دیتا ہے، جیسے:
 كَأَنَّ سَلِيمًا اَسَدٌ (گویا کہ سلیم شیر ہے)
 كَأَنَّ الْمُمَرِّضَةَ مَلَكٌ كَرِيمٌ (گویا کہ نرس رحم دل فرشتہ ہے)
 لَكِنَّ:۔ لَكِنَّ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی جملہ سابقہ سے جوشبہ اور وہم پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے آتا ہے: جیسے،
 سَلِيمٌ غَنِيٌّ لَكِنَّهُ بَخِيلٌ (سلیم مالدار ہے مگر وہ بخیل ہے)
 سلیم کے مالدار ہونے سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ وہ سخی بھی ہو، اس وہم کو لَكِنَّهُ بَخِيلٌ نے دور کر دیا۔
 نَصَحْتُكَ لَكِنَّكَ لَمْ تَنْتَصِحْ (میں نے تجھے نصیحت کی تھی لیکن تو نے نصیحت حاصل نہیں کی)
 لَيْتَ:۔ لَيْتَ سے امر محال کی تمنا کی جاتی ہے، جیسے:
 لَيْتَ الشَّبَابَ عَائِدٌ (کاش جوانی واپس آ جاتی)
 لَيْتَ سے امر دشوار کے حصول (جس چیز کا حاصل کرنا مشکل ہو) کی بھی تمنا کی جاتی ہے، جیسے:
 لَيْتَ لِي مَالٌ قَازِنٌ (کاش میرے پاس قارون کا مال ہوتا)
 لَعَلَّ:۔ لَعَلَّ سے تَرْجِيٍّ اور امید ظاہر کی جاتی ہے، جیسے:
 لَعَلَّ الْمُسَافِرَ وَاَصِلَ (شاید مسافر پہنچنے والا ہے)
 لَعَلَّ النَّصْرَ قَرِيبٌ (شاید مدد قریب ہے)
 لَعَلَّ کبھی ”اِشْفَاقُ“ یعنی اندیشہ اور خوف ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔
 لَعَلَّهُ مَرِيضٌ (مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بیمار ہو)
 لَعَلَّ الْاِمْتِحَانَ صَعْبٌ (مجھے خوف ہے کہ امتحان سخت ہو)

12.4 اِنَّ وَاَخَوَاتُهَا كَاَعْمَل

اِنَّ وَاَخَوَاتُهَا مبتدا و خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ ان حروف کی وجہ سے مبتدا منصوب ہو جاتا ہے جب کہ خبر اپنے حال پر مرفوع رہتی ہے۔ جیسے:
 اِنَّ سَلِيمًا قَائِمٌ۔
 نصب مبتدا کی مزید وضاحت کے لیے نیچے دیے گئے ٹیبل پر غور کریں:

مبتدا و خبر

أَنَا رَاضٍ	سے	إِنِّي رَاضٍ
نَحْنُ رَاضُونَ	سے	إِنَّا رَاضُونَ
أَنْتَ رَاضٍ	سے	إِنَّكَ رَاضٍ
أَنْتُمَا رَاضِيَانِ	سے	إِنَّكُمَا رَاضِيَانِ
أَنْتُمْ رَاضُونَ	سے	إِنَّكُمْ رَاضُونَ
هُوَ رَاضٍ	سے	إِنَّهُ رَاضٍ
هُمَا رَاضِيَانِ	سے	إِنَّهُمَا رَاضِيَانِ
هُمْ رَاضُونَ	سے	إِنَّهُمْ رَاضُونَ

بائیں طرف کی مثالوں میں ضمائر مرفوع (أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، هُوَ، هُمَا، هُمْ) کے اسم واقع ہونے کی وجہ سے ضمائر منصوب متصل میں بدل گئی ہیں۔ یہ ضمائر مذکر کی مثالیں ہیں۔ اسی طرح ضمائر مؤنث بھی جب إِنَّ کا مبتدا واقع ہوں تو وہ بھی ضمائر منصوب متصل سے بدل جاتی ہیں، جیسے:

مبتدا و خبر

أَنْتِ رَاضِيَةٌ	سے	إِنَّكِ رَاضِيَةٌ
أَنْتُمَا رَاضِيَتَانِ	سے	إِنَّكُمَا رَاضِيَتَانِ
أَنْتِنِ رَاضِيَاتٌ	سے	إِنَّكُنَّ رَاضِيَاتٌ
هِيَ رَاضِيَةٌ	سے	إِنَّهَا رَاضِيَةٌ
هُمَا رَاضِيَتَانِ	سے	إِنَّهُمَا رَاضِيَتَانِ
هُنَّ رَاضِيَاتٌ	سے	إِنَّهُنَّ رَاضِيَاتٌ

اسمائے خمسہ (أَب، أَخ، حَم، فَوْ، ذُو)، تشنیہ، جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جب مبتدا بننے ہیں تو مرفوع ہوتے ہیں، چنانچہ علامت رفع کے طور پر اسمائے خمسہ اور جمع مذکر سالم پر واو، تشنیہ پر الف اور جمع مؤنث سالم پر ضمہ آتا ہے، جیسے:

أَخُوكَ مُجْتَهِدٌ	(اسمائے خمسہ کی مثال)
اللاعِبَانِ مُخْطِئَانِ	(تشنیہ کی مثال)
المَسَافِرُونَ رَاجِعُونَ	(جمع مذکر سالم کی مثال)
الفَائِزَاتُ قَادِمَاتٌ	(جمع مؤنث سالم)

لیکن یہ اسما جب إِنَّ وَاخْوَاتُهَا کا اسم واقع ہوتے ہیں تو حالت رفعی سے حالت نصبی میں بدل جاتے ہیں۔ اب ان کو یوں پڑھا جائے گا:

إِنَّ أَحَاكَ مَجْتَهِدٌ

كَأَنَّ اللَّاعِبِينَ مَخْطِئَانِ

لَيْتَ الْمُسَافِرِينَ رَاجِعُونَ

لَعَلَّ الْفَائِزَاتِ قَادِمَاتٌ

ان مثالوں میں لفظ ”أخا“، ”إِنَّ“ کا اسم ہے اور الف علامت نصب ہے، ”الَّاعِبِينَ“ ”كَأَنَّ“ کا اسم ہے اور تثنیہ ہونے کی وجہ سے ”یا“ علامت نصب ہے۔ ”المسافرین“، ”لَيْتَ“ کا اسم ہے اور جمع مذکر سالم ہونے کی وجہ سے ”یا“ علامت نصب ہے، اور ”الفائزات“ ”لَعَلَّ“ کا اسم ہے اور جمع مؤنث سالم ہونے کی وجہ سے ”کسرہ“ علامت نصب ہے۔

أَنَّ کو کبھی مُخَفَّف کر کے اُن کر دیا جاتا ہے، ایسی صورت میں اُن کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور وہ صرف رابطہ کے طور پر باقی رہتا ہے، جیسے:

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّ لَا يَزْجَعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا۔

یہی حال کَانَ اور لَكُن کا بھی ہے۔ یعنی جب یہ مُخَفَّف ہوں تو ان کا عمل بھی باطل ہو جاتا ہے، جیسے:

كَأَنَّ قَدْ حَدَّثَ

زَيْدٌ ذَكَى لَكُنْ كَسُوْلٌ

12.5 تمرینات

1۔ نیچے دیے گئے جملوں پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں:

۲۔ سَرَنِي أَنْ النَتِيْجَةُ حَسَنَةٌ

۱۔ إِنْ الْمُسْلِمَ صَادِقٌ

۴۔ كَأَنَّ صَفِيرَ الْبَلْبَلِ لِحْنٌ عَذْبٌ

۳۔ كَأَنَّ الْمَعْلَمَ كِتَابٌ

۶۔ لَيْتَ أَسْئَلَةُ الْاِمْتِحَانِ سَهْلَةٌ

۵۔ الْوَلِيْمَةُ مَعْدَةٌ وَلَكِنْ الضِّيُوفُ لَمْ يَحْضُرُوا بَعْدَ

۸۔ لَعَلِّي رَاسِبٌ

۷۔ السِّلْعُ كَثِيْرَةٌ لَكِنْ الْحَيْدُ قَلِيْلٌ

۱۰۔ لَعَلَّ الصَّدِيقَ عَائِدٌ

۹۔ لَيْتَ الطِّفْلُوهَ عَائِدَةٌ

۱۲۔ لَعَلَّ الْاِمْتِحَانَ صَعْبٌ

۱۱۔ إِنْ الرِّيَاضَةُ تَمَدَّدَ الْأَجْسَامُ

2۔ ذیل کے جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں:

۲۔ گویا یہ عمارت تانج محل ہے۔

۱۔ یقیناً حامد ایک محنتی طالب علم ہے۔

۴۔ محنتی طالب علم کامیاب ہے، مگر سست طالب علم ناکام ہے۔

۳۔ واقعی ہمارا سفر کامیاب رہا

۶۔ شاید یہ لوگ امریکی ہیں۔

۵۔ یہ شہر واقعی خوبصورت ہے مگر مہنگا ہے۔

۸۔ محنتی طالب علم قابل احترام ہے۔

۷۔ مجھے خوشی ہوئی کہ موسم ربیع آنے والا ہے۔

۹۔ کاش تمام طلبہ کامیاب ہوتے۔ ۱۰۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

3۔ آنے والے جملوں میں مبتدا کو اِنِّ وَأَخَوَاتُهَا کا اسم بنائیں اور ان پر صحیح اعراب لگائیں:

۱۔ اَنَا مُسْلِمٌ	۱۱۔ اَنْتَن مُسْلِمَات
۲۔ نَحْنُ مُسْلِمُونَ	۱۲۔ هِيَ مُسْلِمَةٌ
۳۔ اَنْتَ مُسْلِمٌ	۱۳۔ هُمَا مُسْلِمَتَانِ
۴۔ اَنْتُمَا مُسْلِمَانِ	۱۴۔ هُنَّ مُسْلِمَات
۵۔ اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ	۱۵۔ اَبُوكَ مُوظَّفٌ
۶۔ هُوَ مُسْلِمٌ	۱۶۔ اَخُوكَ مُهَنْدِسٌ
۷۔ هُمَا مُسْلِمَانِ	۱۷۔ الطَّالِبَانِ مُجْتَهِدَانِ
۹۔ اَنْتَ مُسْلِمَةٌ	۱۸۔ الْمُدْرَسُونَ مُسَافِرُونَ
۱۰۔ اَنْتُمَا مُسْلِمَتَانِ	۱۹۔ الطَّالِبَانِ مُجْتَهِدَانِ
	۲۰۔ الْعَامِلَاتُ صَابِرَات

12.6 اِنِّ وَأَخَوَاتُهَا کی خبر اور اس کی قسمیں

مبتدا و خبر کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) کی صورت میں آتی ہے۔ اسی طرح اِنِّ وَأَخَوَاتُهَا کی خبر بھی کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ کی صورت میں آتی ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ خبر مفرد کی صورت میں، جیسے:

اِنَّ الصَّمْتَ حَكْمَةٌ

اِنَّ الْبَاطِنِ مَفْتُوْحَانِ

كَانَ الْمُقَاتِلَيْنِ اُسُوْدٌ

مبتدا و خبر کی طرح اِنِّ وَأَخَوَاتُهَا کی بحث میں بھی تشبیہ (جیسے: مَفْتُوْحَانِ) و جمع (اُسُوْدٌ) ایک کلمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مفرد مانے جاتے ہیں۔

۲۔ خبر جملہ اسمیہ کی صورت میں، جیسے:

اِنَّ الْحَقَّ صَوْتُهُ مَسْمُوْعٌ

اس مثال میں صَوْتُهُ اور مَسْمُوْعٌ مبتدا و خبر کی صورت میں جملہ اسمیہ ہیں اور یہ جملہ اسمیہ الْحَقَّ کی خبر واقع ہے۔

۳۔ خبر جملہ فعلیہ کی صورت میں، جیسے:

إِنَّ مُحَمَّدًا يَكْتُبُ مُحَاضِرَةً

اس مثال میں ”يَكْتُبُ“ فعل مضارع ہے، هُوَ ضمیر پوشیدہ يَكْتُبُ کا فاعل ہے، اور محاضرة مفعول بہ واقع ہے۔ فعل، فاعل اور مفعول بہ پر مشتمل یہ جملہ فعلیہ ”محمدًا“ کی خبر واقع ہے۔

آپ نے مبتدا و خبر کی بحث میں پڑھا ہوگا کہ خبر جب جملہ کی صورت میں ہو تو خبر میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے، اور خبر کو مبتدا سے مربوط کرے، اس طرح إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کے باب میں خبر جب جملہ کی صورت میں ہو تو اس میں بھی ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو خبر کو إِنَّ کے اسم سے جوڑے۔ گزشتہ مثالوں میں جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں میں ضمیر عائد موجود ہے، چنانچہ إِنَّ الْحَقَّ صَوْنُهُ مَسْمُوعٌ میں ”ه“ ضمیر مجرور ہے جو جملہ کو إِنَّ کے اسم الْحَقَّ سے جوڑ رہی ہے، دوسری مثال: ”إِنَّ مُحَمَّدًا يَكْتُبُ مُحَاضِرَةً“ میں فعل مضارع يَكْتُبُ میں هُوَ ضمیر پوشیدہ ہے جو جملہ کو إِنَّ کے اسم مُحَمَّدًا سے جوڑ رہی ہے۔

۴۔ خبر شبہ جملہ (یعنی ظرف یا جار و مجرور) کی صورت میں، جیسے:

إِنَّ الْقَمَرَ فَوْقَ السَّحَابِ

إِنَّ مُحَمَّدًا أَمَامَ الْبَيْتِ

إِنَّ الظَّالِمَ فِي زُفْرَةِ الشَّيْطَانِ

إِنَّ الْأَمْرَ إِلَيْكَ

إِنَّ عَلِيًّا فِي الْمَدْرَسَةِ

إِنَّ يَدَ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ

12.7 إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کی خبر کی تقدیم

إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کے باب میں کچھ لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ إِنَّ کے فوراً بعد آنے والا کلمہ إِنَّ کا اسم اور آخر میں آنے والا کلمہ إِنَّ کی خبر ہے۔ حالانکہ ایسا صرف اس وقت ہوتا ہے جب إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کی خبر مفرد یا جملہ کی صورت میں ہو۔ اگر إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کی خبر مفرد یا جملہ کی صورت میں نہ ہو بلکہ ظرف یا جار و مجرور کی صورت میں ہو تو خبر اپنے اسم سے پہلے آ سکتی ہے، بلکہ بعض اوقات خبر کو اسم پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ تقدیم و تاخیر کی صورتیں یہ ہیں:

اگر إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف یا جار و مجرور کی صورت میں ہو تو خبر کو اسم سے پہلے لایا جاسکتا ہے، جیسے:

(۱) إِنَّ عِنْدَ الْأُسْتَاذِ كِتَابَهُ

(۲) إِنَّ فِي الدَّارِ سَلِيمًا

پہلی مثال میں ”عِنْدَ الْأُسْتَاذِ“ ظرف ہے اور إِنَّ کی خبر مقدم ہے، اور ”کتابہ“ إِنَّ کا اسم مؤخر ہے، اور اسی وجہ سے منصوب ہے۔ دوسری مثال میں ”فِي الدَّارِ“ جار و مجرور ہے اور إِنَّ کی خبر مقدم ہے، جب کہ ”سَلِيمًا“ إِنَّ کا اسم مؤخر اور منصوب ہے۔

ذیل کی دو صورتوں میں اِن کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا ضروری ہے:

۱۔ جب اِن کی خبر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو، اور اِن کا اسم نکرہ ہو، جیسے:

اِنَّ مَعَ الْعَسْرِ يَسِرًا / اِنَّ فِي الْكِنَانَةِ سَهَابًا

۲۔ جب اِن کے اسم میں کوئی ضمیر ہو اور وہ خبر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے:

اِنَّ فِي الْمَحْكَمَةِ قَضَاتُهَا

اِنَّ فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا

لَعَلَّ فِي الْمَدِينَةِ وَالْيُهَا

12.8 اِنَّ وَأَخَوَاتُهَا پر 'ما' کا فہ کا دخول

اِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کے بعد کبھی حرف 'ما' آتا ہے جو زائد ہوتا ہے، اس 'ما' کو 'ما کافہ' کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ اِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ چون کہ ما کافہ کی وجہ سے اِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کا عمل ختم ہو جاتا ہے لہذا اس صورت میں اِنَّ وَأَخَوَاتُهَا افعال اور اسماء دونوں پر داخل ہو سکتے ہیں، جیسے:

اِنَّمَا الْعِلْمُ نَافِعٌ اِنَّمَا يَنْفَعُ الْعِلْمُ

كَأَنَّمَا مُحَمَّدٌ مُّصِيبٌ كَأَنَّمَا أَصَابَ مُحَمَّدٌ

لَعَلَّمَا الْأَمَالَ تَتَحَقَّقُ لَعَلَّمَا تَتَحَقَّقُ الْأَمَالَ

أَنَا لَا أَدَارِي، وَلَكِنَّمَا أَوْثَرُ الصَّرَاحَةِ

مُحَمَّدٌ مُّجْتَهِدٌ لَّكِنَّمَا أَخُوهُ كَسُولٌ

لَيْتَمَا الشَّبَابُ عَائِدٌ

لَيْتَمَا الْكِتَابُ لِي

12.9 لام تا کید

جملہ میں مزید تا کید کے لیے اِن کی خبر پر کبھی لام داخل کیا جاتا ہے، خواہ اِن کی خبر مفرد ہو، یا جملہ اسمیہ ہو، یا جملہ فعلیہ ہو، یا شبہ جملہ ہو، اسے

لام ابتدا بھی کہتے ہیں، جیسے:

اِنَّ مُحَمَّدًا لِّجَالِسٍ (خبر مفرد کی مثال)

اِنَّ مُحَمَّدًا لِّلْعِلْمِ عَظِيمٍ (خبر جملہ اسمیہ کی مثال)

اِنَّكَ لَتَقُولُ الْحَقَّ (خبر جملہ فعلیہ کی مثال)

اِنَّ سَلِيمًا لَّقَدْ قَامَ (خبر جملہ فعلیہ کی مثال) اِن کی خبر جب فعل ماضی ہو تو عادتاً لام کے ساتھ قَدْ بھی داخل ہوتا ہے۔

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ (خبر شبہ جملہ کی مثال)

لام تاکید إِنَّ کے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جب کہ وہ ظرف یا جار و مجرور کی صورت میں ہو اور خبر کے بعد آئے جیسے: إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّإِنِّ فِي

الْوَفَاءِ لِبِرٍّ أَلِ

12.10 تمرینات

1- إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا كَوَاسْتِعْمَالٍ كَرْتِے هُوَے چار جملے بنائیں، پہلے جملہ کی خبر مفرد ہو، دوسرے جملہ کی خبر جملہ اسمیہ ہو، تیسرے جملہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو، اور چوتھے جملہ کی خبر شبہ جملہ ہو۔

2- آنے والے جملوں میں کہاں خبر کو اسم پر مقدم کرنا جائز ہے اور کہاں ضروری ہے؟ بتائیں:

- 1- إِنَّ فِي الْغُرْفَةِ مَحْمُودًا (جائز)
- 2- إِنَّ فِي الْغَابَةِ أَسَدًا ()
- 3- إِنَّ فِي الْجَامِعَةِ حَدِيقَةً ()
- 4- إِنَّ فِي الْبُقَالَةِ صَاحِبَهَا ()
- 5- لَعَلَّ عِنْدَ الطِّفْلِ أَبُويَه ()
- 6- إِنَّ فِي الدَّارِ أَثَنًا كَبِيرًا ()
- 7- لَعَلَّ عِنْدَ الْغَائِبِ عَذْرًا مَقْبُولًا ()
- 8- كَأَنَّ عِنْدَ الْمُحَامِي دِفَاعًا قَوِيًّا ()
- 9- عُرِفَ أَنَّ فِي الْأَمْرِ سَرًّا ()
- 10- لَيْتَ بِالْإِمَّاكَانِ مَسَاعِدَةَ الْمُحْتَاجِ ()

3- آنے والے جملوں میں حروف مشبہ بالفعل کہاں عمل کر رہے ہیں اور کہاں عمل نہیں کر رہے ہیں بتائیں۔

- 1- الشَّوَارِعُ مَزْدَحْمَةٌ كَأَنَّمَا النَّاسُ فِي يَوْمِ الْحَشْرِ (غیر عاملہ)
- 2- إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ()
- 3- سَتَعْلَمُونَ أَنَّمَا يُنْجِحُ الْمُجْتَهِدُ ()
- 4- الْأَرْزَاقُ مَقْدَرَةٌ وَلَكِنْ صَبْرُ الْإِنْسَانِ قَلِيلٌ ()

۵۔ لیتما الصالحون كثيرون	()
۶۔ لیتما الحیاة خالیة من الكدر	()
۷۔ لعلمایشفی المریض	()
۸۔ کأنما یفکر النمل	()
۹۔ سرنی أنك مجتهد	()
۱۰۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ	()
۱۱۔ کَانَ زَبِيرُ الْأَسَدِ صَوْتَ الرِّعْدِ	()
۱۲۔ سقط الطفل على الأرض ولم يصب بسوء، لكنما اتسخت ملابسه	()
۱۳۔ لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً	()
۱۴۔ لعلمایفوز أخوک	()

12.11 اَنْ مفتوحہ کے مواقع

اِنْ اور اَنْ دونوں تاکید کے لیے آتے ہیں، لیکن دونوں کے استعمال کے مواقع الگ الگ ہیں۔ اَنْ فتح کے ساتھ اُس وقت لکھا اور پڑھا جاتا ہے جب وہ اپنے اسم و خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہو، یہ جاننے کے لیے کہ اَنْ مع اپنے اسم و خبر کے، مفرد کے حکم میں ہو سکتا ہے یا نہیں، مضاف کی صورت میں اَنْ کی خبر کا مصدر لایا جاتا ہے اور اَنْ کے اسم کو اس کا مضاف الیہ بنایا جاتا ہے، جیسے:

أَصْحِيحُ أَنْتَكَ مُسَافِرٌ

غور کریں اس مثال میں ”اَنْتَک مسافر“ میں اَنْ اپنے اسم و خبر سے مل کر مفرد یعنی ”سَفْرُک“ کے حکم میں ہے۔ ”أَصْحِيحُ اَنْتَک مسافر“ کی جگہ ”أَصْحِيحُ سَفْرُک“ کہنا صحیح ہے۔ لہذا اَنْ کو یہاں فتح کے ساتھ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ ترکیبی حیثیت سے ”أَصْحِيحُ“ خبر مقدم اور ”اَنْتَک مسافر“ مبتدا مؤخر ہے اور ”اَنْتَک مسافر“ کی تقدیری عبارت ”سَفْرُک“ ہے۔

ترکیب میں جس طرح اَنْ مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مبتدا کے حکم میں ہوتا ہے اسی طرح وہ مع اپنے اسم و خبر کے، فاعل، نائب فاعل، مفعول بہ اور مجرور کے حکم میں ہوتا ہے۔

☆ فاعل کے حکم میں، جیسے:

جَاءَنِي أَنْتَكَ فُزْتُ

اس مثال میں اَنْ مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور جاء کا فاعل واقع ہے، یعنی جاءَنِي فُزْتُ

☆ نائب فاعل کے حکم میں، جیسے:

عَرِفَ أَنْتَكَ مُبْتَهِجٌ

اس مثال میں اُن مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور عَرِفَ کا نائب فاعل ہے، یعنی عَرِفَ ابْتِهَاجَكَ
☆ مفعول بہ کے حکم میں، جیسے:

عَلِمْتُ أَنَّكَ ذَاهِبٌ

اس مثال میں اُن مع اپنے اسم و خبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور علمتُ کا مفعول بہ واقع ہے، یعنی: عَلِمْتُ ذِهَابَكَ
☆ مجرور کے حکم میں، جیسے:

أَيَقْنَتُهُ لَأَنَّهُ صَادِقٌ

اس مثال میں اُن مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور أَيْقَنْتُ کا مجرور واقع ہے، یعنی أَيْقَنَتُهُ لَصَدَقَهُ
یہ اُن مفتوحہ کے مواقع ہیں، ان جگہوں پر اُن مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور ترکیب میں مبتدا، یا فاعل، یا نائب
فاعل، یا مفعول بہ، یا مجرور واقع ہوتا ہے۔

معلومات کی جانچ

آنے والے جملوں میں اُن مفتوحہ کو مع اسم و خبر کے، مفرد میں تبدیل کریں اور ترکیب میں اسے مبتداء، یا فاعل، یا نائب فاعل، یا مفعول بہ،
یا مجرور بنائیں۔

يُعْجِبُنِي تَفَوُّكَ

۱۔ يُعْجِبُنِي أَنَّكَ مُتَفَوِّقٌ

۲۔ عَرِفْتُ أَنَّ أَخَاكَ قَادِمٌ

۳۔ عَلِمْتُ بِأَنَّكَ مَرِيضٌ

۴۔ سَرَنِي أَنَّكَ فُزْتَ بِجَائِزَةِ الدَّوْلَةِ

۵۔ بَلَّغَنِي أَنَّكَ مُسَافِرٌ

۶۔ سَمِعْتُ أَنَّ الْعَدُوَّ قَادِمٌ

۷۔ عَرِفْتُ أَنَّكَ وَدُودٌ

۸۔ عَلِمْتُ أَنَّكَ صَادِقٌ

۹۔ أَصْحِيحُ أَنَّكَ ذَاهِبٌ

12.12 إِنَّ مَكْسُورَهُ كَـمَوَاقِعَ

إِنَّ اِگرا اپنے اسم و خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں نہ ہو تو اسے کسرہ کے ساتھ ہی لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس کی صورتیں یہ ہیں:

۱۔ جب کہ جملہ کے شروع میں ہو، جیسے:

إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ

إِنْ مُحَمَّدًا مُسَافِرٌ

إِنَّ الْعَدْلَ أَسَاسُ الْحُكْمِ الصَّالِحِ

۲۔ جب کہ قول یا اس کے مشتقات (قَالَ، يَقُولُ، قُلْ، قَائِلٌ وغیرہ) کے بعد آئے جیسے:

أَوْ كَذَ الْقَوْلِ: إِنَّ مَصْلِحَةَ الْجَمَاعَةِ فَوْقَ مَصْلِحَةِ الْفَرْدِ

قَالَ: إِنِّي مُصَدِّقٌ

يَقُولُ: إِنِّي مُصَدِّقٌ

قُلْ: إِنِّي مُصَدِّقٌ

قَائِلٌ: إِنِّي مُصَدِّقٌ

۳۔ جب کہ صلہ کے شروع میں آئے، جیسے:

جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ مُجْتَهِدٌ

جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ قَائِمٌ

۴۔ جب کہ جواب قسم واقع ہو، جیسے:

وَاللَّهِ، إِنَّكَ لَصَادِقٌ

وَاللَّهِ، إِنَّ الْإِيمَانَ قُوَّةٌ

۵۔ جب کہ ”حَيْثُ“ یا ”إِذْ“ کے بعد آئے، جیسے:

إِجْلِسْ حَيْثُ إِنَّ خَلِيلًا جَالِسٌ

سَكَتُ إِذْ أَنْكَ سَاكِتٌ

۶۔ جب کہ حال کے شروع میں ہو، جیسے:

قَصَدْتُه، وَإِنِّي وَاثِقٌ بِهِ

اِذْرُكْنَهُ وَإِنَّهُ يَرْكَبُ الطَّائِرَةَ

12.13 تمرینات

۱۔ ذیل کے جملوں پر اِنَّ وَاخْوَاثِهَا داخل کریں اور جملوں پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگائیں:

۱۔ الأمانة خير ما يتحلى به التاجر

۲۔ زئير الأسد رعد

۳۔ الجو معتدل

۴۔ العدل أساس الملك

۵۔ الموسم جيد

۶۔ الأمطار غزيرة

2۔ نیچے دیے گئے جملوں کو حروفِ مشبہ بالفعل کے بغیر لکھیں اور ان پر اعراب لگائیں:

۱۔ لَيْتَ مُحَمَّدًا مَقِيمًا مَعَنَا محمد مقيم معنا

۲۔ إِنَّ الطَّالِبِينَ مُجْدَانِ

۳۔ عَلِمْتُ أَنَّ الْمُجْدِينَ فَائِزُونَ

۴۔ لَعَلَّ الْمُهِمِلِينَ يَتُوبُونَ إِلَى رُشْدِهِمْ

۵۔ كَأَنَّ اللَّاعِبِينَ أَسْدَانِ

۶۔ لَيْتَ أَخَاكَ كَانَ حَاضِرًا

12.14 لائے نفی جنس

یہ لائے نفی جنس کے لیے آتا ہے یعنی جس پر داخل ہوتا ہے اس کے تمام افراد سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

لَا طَالِبٌ فِي الْفَضْلِ (کلاس میں کوئی طالب علم نہیں ہے)

لَا مُسْلِمٌ خَائِنٌ (کوئی مسلمان خائن نہیں ہے)

لَا كِتَابٌ يَخْلُو مِنْ فَائِدَةٍ (کوئی کتاب فائدہ سے خالی نہیں ہوتی)

لَا طَالِبٌ عِلْمٍ مَوْجُودٌ (کوئی طالب موجود نہیں ہے)

لائے نفی جنس اِن جیسا ہی عمل کرتا ہے، اور اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے، لیکن لائے نفی جنس اِن کی طرح اُس وقت عمل کرتا ہے

جب کہ درج ذیل شرطیں پائی جائیں:

۱۔ اس کے اسم و خبر دونوں نکرہ ہوں، جیسے: لا شباب باقی، لا منافق محبوب۔ اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ نہ ہو بلکہ معرفہ ہو، تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اور لا کو مکرر رانا ضروری ہوتا ہے، جیسے:

لا الشباب باقی ولا الجمال لا الغني مرتاح ولا الفقير مرتاح

۲۔ لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو، جیسے: لا ماء في البيت ولا زاد۔ اگر لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ ہو

جائے تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور لا کو مکرر رانا ضروری ہوتا ہے، جیسے: لا في البيت ماء ولا زاد۔

۳۔ لائے نفی جنس سے پہلے حرف جر نہ ہو، اگر لائے نفی جنس سے پہلے حرف جر آ جائے تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اور لا کے بعد جو اسم آتا ہے وہ باقی

وجہ سے مجرور ہوتا ہے، جیسے: المنافق بلا ضمير۔ الصادق محبوب بلا شك

لائے نفی جنس کے اسم کا حکم

لائے نفی جنس کا اسم کبھی مفرد ہوتا ہے، کبھی مضاف ہوتا ہے اور کبھی مُشابہ مضاف ہوتا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ لائے نفی جنس کا اسم اگر مفرد ہو (یعنی مضاف یا مُشابہ مضاف نہ ہو) تو وہ مبنی بر نصب ہوتا ہے۔

(ا) اگر لاکا اسم مفرد یا جمع تکسیر ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوگا، جیسے:

لَا رَجُلٌ فِي الْبَيْتِ

لَا رَجَالٌ فِي الْبَيْتِ

(ب) اگر لاکا اسم تشنیہ یا جمع مذکر سالم ہو تو وہ مبنی بر یاء ہوگا، جیسے:

لَا رَجُلَيْنِ فِي الدَّارِ (تشنیہ کا اعراب حالت نصی میں یا کے ساتھ آتا ہے)

لَا مُهْمِلَيْنِ فِي الْأُسْرَةِ (جمع مذکر سالم کا اعراب حالت نصی میں یا کے ساتھ آتا ہے)

(ج) اگر لاکا اسم جمع مؤنث سالم ہو تو وہ مبنی بر کسرہ ہوگا، جیسے:

لَا مُنَافِقَاتٍ مَحْبُوبَاتٍ (جمع مؤنث سالم کا اعراب حالت نصی میں کسرہ کے ساتھ آتا ہے)

۲۔ لائے نفی جنس کا اسم اگر مضاف ہو، تو وہ منصوب اور معرب ہوتا ہے، جیسے:

لَا رَجُلٌ سِوَا عِنْدَنَا (رجل: لا کا اسم اور منصوب، اور علامت نصب فتح ہے)

لَا رَجُلِي شَرِّ مَحْبُوبَانِ

(رَجُلِي: لا کا اسم اور منصوب بالیاء ہے، کیوں کہ رَجُلِي تشنیہ ہے اور تشنیہ کا نون اضافت کے وقت گرجاتا ہے)

لَا مُهْمِلِي وَاجِبَاتٍ مَحْبُوبُونَ

(مُهْمِلِي: لا کا اسم اور منصوب بالیاء ہے، کیوں کہ وہ جمع مذکر سالم ہے اور اس کا نون اضافت کے وقت گرجاتا ہے)

۳۔ لائے نفی جنس کا اسم مُشابہ مضاف ہو۔ (مُشابہ مضاف کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے متصل کوئی دوسرا لفظ ہو جس سے اُس کے معنی کی تکمیل ہوتی

ہو، اور مُشابہ مضاف زیادہ تر اسم فاعل مُنَوَّن یا اسم مفعول مُنَوَّن یا صفت مشبہ مُنَوَّن ہوتا ہے)، لائے نفی جنس کا اسم مُشابہ مضاف ہو تو اس صورت

میں بھی وہ منصوب اور معرب ہوتا ہے، جیسے:

لَا فاعلاً شَرّاً مَمْدُوحٌ (مُشابہ مضاف اسم فاعل کی صورت میں)

لَا مُفَضَّلًا فِي أَهْلِهِ مَكْرُوهٌ (مُشابہ مضاف اسم مفعول کی صورت میں)

لَا ظَرِيفًا فِي أَسْرَتِهِ مَذْمُومٌ (مُشابہ مضاف صفت مشبہ کی صورت میں)

بسا اوقات ”لا“ کی خبر مخذوف ہوتی ہے، اور صرف اسم کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے، خصوصاً اس صورت میں جب خبر ظرف یا جار و مجرور ہو، جیسے:

لَا بَأْسَ (یعنی: لا بَأْسَ علیک)

لَا مَالَ (یعنی: لا مالَ عندی)

عربی زبان میں نفی جنس کے لیے ”لا“ کی خبر کو حذف کرنا اور صرف اسم پر اکتفا کرنا کثرت سے شائع ہے، مثلاً:

لا صِحَّةَ - لا فِرَاحَ - لا إِهْمَالَ - لا لُزُومَ - لا ضَيِّرَ - لا سَحَابَ - لا مَطَرَ - لا حَزَرَ - لا أَحَدَ - لا مَاءَ - لا بَدَدَ - لا شَكَّ - لا زَيْبَ - لا جِدَالَ - لا نِقَاشَ - لا مَفَرَّ

نحو کی بعض کتابوں میں لا حول ولا قُوَّةَ إلا باللہ کے سلسلے میں پانچ اعرابی صورتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، ان میں صرف ایک صورت لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ میں ”لا“ دونوں جگہ نفی جنس کے لیے ہے اور یہی صورت رائج و مستعمل ہے۔ باقی چار صورتوں کا استعمال عام طور پر نہیں ہوتا، اس لیے یہاں پر ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔

12.15 تمرینات

1- آنے والے جملوں پر اعراب لگائیں:

۱- لا خائن بيننا ۲- لا طالب علم مبعوض

۳- لا حياء في العلم ۴- لا ذا حلم متسرّع

۵- لا نقيضين يجتمعان ۶- لا بائعي جرائد في القرية

۷- لا سرور دائم ۸- لا مهملات في الأسرة

۹- لا عاصياً أباه موفق ۱۰- لا جهد ضائع

2- لائے نفی جنس کا استعمال کرتے ہوئے پانچ جملے بنائیں:

3- آنے والے جملوں میں لائے نفی جنس کا اعراب (بنی برفتحہ/کسرہ/یا یا معرب منصوب) بتائیں، اور لا کے اسم کی نوعیت

(مفرد-مضاف-مشابہ مضاف) کی نشاندہی کریں۔

۱- لا مؤمن خائن (فتحہ پر مبنی، کیوں کہ لا کا اسم مفرد ہے)

۲- لا عاقلین متشائمین ()

۳- لا حسود مستريح ()

۴۔ لا صاحب جود مذموم	()
۵۔ لا صحراوات فی اورو با	()
۶۔ لا متنافسین فی الخیر نادمون	()
۷۔ لا بائع فی السوق	()
۸۔ لا دار کتب فی المدینة	()
۹۔ لا قاصد سوء محبوب	()
۱۰۔ لا متبرجات محبوبات	()
۱۱۔ لا سرور دائم	()
۱۲۔ لا بائع ادینہ رابح	()
۱۳۔ لا متقین عمل یضیع أجره	()
۱۴۔ لا متقین عمل یضیع أجرهما	()
۱۵۔ لا متقیناً عملاً یضیع أجره	()
۱۶۔ لا متقینات عملاً یضیع أجرهن	()
۱۷۔ لا منافق محبوب	()
۱۸۔ لا منافقین محبوبان	()
۱۹۔ لا منافقین محبوبون	()
۲۰۔ لا منافقات محبوبات	()

12.16 اکتسابی نتائج

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ حروف مشبہ بالفعل (إِنَّ، أَنْ، كَأَنَّ، لَكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ) کا استعمال عربی زبان میں کیوں اور کیسے

ہوتا ہے۔

یہ حروف مبتدأ اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، اور مبتدأ کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، اس وقت متبدا کا نام بدل کر اِن کا اسم ہو جاتا ہے، جیسے:

إِنَّ مُحَمَّدًا مَدْرُسٌ میں مُحَمَّدًا، اِن کا اسم اور مَدْرُسٌ خبر ہے۔

إِنَّ اور اِنَّ دونوں ہی جملہ میں تاکید اور تحقیق کا معنی پیدا کرتے ہیں، مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اِن کلام کے شروع میں آتا ہے، اور

اِنَّ درمیان کلام میں آتا ہے۔ کَأَنَّ تشبیہ کے لیے، لَكِنَّ استدراک کے لیے، لَيْتَ امر محال کی تمنا کے لیے اور لَعَلَّ ترجی اور امید ظاہر کرنے کے لیے

آتا ہے۔

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) کی صورت میں آتی ہے۔ خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر عائد بھی ضروری ہے جو خبر کو اسم سے مربوط رکھے۔ ان حروف کی خبر اگر مفرد یا جملہ نہ ہو، بلکہ ظرف یا جار و مجرور کی صورت میں ہو تو خبر کو اسم سے پہلے لایا جاسکتا ہے، بلکہ بعض جگہوں پر خبر کو اسم سے پہلے لانا ضرور ہوتا ہے۔

ان حروف کے بعد کبھی 'ما' زائدہ داخل ہوتا ہے، اسے 'ما' کا فہ بھی کہتے ہیں کیوں کہ یہ (ما) اِنَّ وَاخواتھا کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے (كَفَّ، يَكْفُ، كَفًّا: روکنا، منع کرنا)۔ اس صورت میں یہ حروف افعال اور اسما دونوں پر داخل ہو سکتے ہیں۔

جملہ میں مزید تاکید کے لیے اِنَّ کی خبر پر کبھی لام تاکید داخل ہوتا ہے، خبر خواہ مفرد ہو، یا جملہ اسمیہ ہو، یا جملہ فعلیہ ہو، یا شبہ جملہ ہو۔ یوں ہی لام تاکید کبھی اِنَّ کے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جب کہ وہ ظرف یا جار و مجرور ہو اور خبر سے پہلے آئے۔

لائے نفی جنس (لا) بھی اِنَّ وَاخواتھا کے قبیل سے ہے اور اِنَّ جیسا عمل کرتا ہے، مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ لائے نفی جنس کے اسم و خبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔ یہ لائے نفی جنس کے لیے آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کے تمام افراد سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ عربی زبان میں لائے نفی جنس کی خبر کو حذف کرنا کثرت سے شائع و ذائع ہے، جیسے: لا جدال۔ لا شک۔ لا ریب۔

12.17 فرہنگ

الفاظ	معانی
أَب	باپ
أَخ	بھائی
استدراک تدارک، غلطی کی اصلاح	
أَنَا	میں (ضمیر منفصل برائے واحد متکلم، مرد و عورت دونوں کے لیے)
أَسَدٌ	(أَسَدٌ کی جمع) شیر
أَمَالٌ	(أَمَلٌ کی جمع) امید، توقع
أَثَاثٌ	سامان، فرنیچر
اعراب	حرکات، زبر، پیش، زیر، جزم، ماترائیں
بَقَالٌ / بَقَالَةٌ	سبزی فروش
تشبیہ	تمثیل، مطابقت، یکسانی، اصطلاحاً ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی صفت میں مشابہ کرنے کو کہتے ہیں۔
ترجی	امید، تمنا، طلب (ایسی چیز کی جس کا حصول ممکن ہو)
تقدیم	کسی چیز کو آگے کرنا
تاخیر	کسی چیز کو پیچھے کرنا

جنس	نسل، نوع، ذات
جِنْد	عمدہ، بہتر
جَائِزَةُ الدَّوْلَةِ	نیشنل ایوارڈ/قومی انعام
حَم/حَمُو	شوہر یا بیوی کا سر، سسرالی رشتے دار
ذُو	والا، صاحب، مالک
رَاجِعُونَ	(راجع کی جمع) لوٹنے والا، واپس آنے والا
راسب	فیل، ناکام
زئیر	شیر کی گرج، دھاڑ
سابق	متقدم، گزشتہ، گزرا ہوا
سِلْع	(سِلْعَة کی جمع) سامان
سَحَاب	بادل
سِہَام	(سِہَم کی جمع) تیر
صَفِير	آواز، سیٹی
صَمْت	خاموشی
ضَمَار	(ضمیر کی جمع) وہ اسم جو بجائے نام کے استعمال کیا جائے، جیسے: تم، ہم، وہ
صُيُوف	(صُيُف کی جمع) مہمان
عائد	پلٹ کر آنے والا
عَذَب	میٹھا، شیریں، خوش گوار
فو/فوه	منہ
فائزات	(فائزۃ کی جمع) کامیاب، بامراد
قادات	(قادمة کی جمع) آنے والی
قُضاة	(قاض کی جمع) جج، حاکم
كَافَّة	روکنے والا، باز رکھنے والا
کِنَانَة	ترکش
کسول	سست، کاہل
کَلِر	بدمزگی، تلخی

لاعبان	(لاعب کی تشنیہ) کھلاڑی
لا باس	کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں
لَحْن	نغمہ، ترنم
مُتَفَوِّق	ممتاز، برتر
مرفوع	وہ حرف/لفظ جس پر پیش کی حرکت ہو
منصوب	وہ حرف/لفظ جس پر زبر کی حرکت ہو
مجرور	وہ حرف/لفظ جس پر زیر کی حرکت ہو
مُخَفَّف	ہلکا کیا گیا، اختصار کیا گیا، وہ لفظ جس میں کوئی حرف یا حروف کم کئے جائیں۔
مقدم	وہ چیز جسے پہلے لائی جائے
مؤخر	وہ چیز جسے بعد میں لائی جائے
مواقع	(موقع کی جمع) مقام، جگہ، محل
مُتَعَذِّرُ الحِصُول	جس کا حاصل کرنا مشکل ہو
مُجْتَنِبٌ	محنتی
مُخْطِئَانِ	(مخطئی کا تشنیہ) غلطی کرنے والا، غلطی پر
مُعَدَّة	تیار
مَوْظَفٌ	ملازم
مُهَنْدِسٌ	انجینئر
مُحَاصِرَةٌ	لکچر، درس
مَحْكَمَةٌ	عدالت، کچہری
مُصَنِّبٌ	درست، برحق
مُحَامٍ	وکیل، طرف دار
مُزْدَحِمَةٌ	مصرف، مزدحم
نواسخ	(ناسخ کی جمع) رد کرنے والا، منسوخ کرنا والا، یہاں نواسخ جملہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو متبدا و خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان کا حکم لفظاً و معنی بدل دیتے ہیں۔
نَحْنُ	ہم (ضمیر منفصل برائے تشنیہ و جمع، مذکر و مؤنث)
وَالِ	حاکم، گورنر

12.18 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں؟ ان حروف کو حروف مشبہ بالفعل کیوں کہا جاتا ہے؟ بتائیں۔
- ۲۔ حروف مشبہ بالفعل کا عمل کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ لکھیں۔
- ۳۔ حروف مشبہ بالفعل کے معانی مثالوں کے ساتھ لکھیں۔
- ۴۔ اِنَّ وَاخواتِھا کی خبر کی کتنی قسمیں ہیں؟ لکھیں۔
- ۵۔ کن جگہوں پر اِنَّ وَاخواتِھا کی خبر اسم سے پہلے آتی ہے؟ جواب دیں۔
- ۶۔ ما کافہ کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کریں۔
- ۷۔ لام تاکید سے آپ کیا سمجھتے ہیں، مثالوں سے واضح کریں۔
- ۸۔ کن صورتوں میں اِنَّ کو کسرہ کے ساتھ لکھا اور پڑھا جاتا ہے؟ واضح کریں۔
- ۹۔ اَنَّ مفتوحہ کے مواقع کیا ہیں؟ بیان کریں۔
- ۱۰۔ لائے نفی جنس کی تعریف کریں؟ لائے نفی جنس کے اسم کی صورتیں اور ان کے اعراب کے بارے میں لکھیں۔

12.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- 1۔ النحو الواضح في قواعد اللغة العربية (لمدارس المرحلة الأولى) - علي الجارم ومصطفى أمين۔
web address: <https://ia802508.us.archive.org/0/items/WAQnawakwluar/nawakwluar.pdf>
- 2۔ القواعد الأساسية في النحو والصرف (لتلاميذ المرحلة الثانوية وما في مستواها)۔
يوسف الحمادى محمد محمد الشناوى محمد شفيق عطا
web address: <https://archive.org/details/waq0154>
- 3۔ تجديد النحو۔ دكتور شوقي ضيف
web address: <https://ia601303.us.archive.org/29/items/mvtp6/mvtp6.pdf>
- 4۔ القواعد الأساسية للغة العربية السيد أحمد الهاشمي
- 5۔ تيسير النحو سعد كريم الفقى
- 6۔ جامع الدروس العربية الشيخ مصطفى الغلاييني
web address: https://ia902504.us.archive.org/23/items/WAQ33751/02_33751.pdf
- 7۔ معلم الإنشاء عبد الماجد ندوى
- 8۔ تحفة النحو سراج الدين ندوى

اکائی 13 اسمائے مشتقہ

اکائی کے اجزا

13.1 مقصد

13.2 تمہید

13.3 اسمائے مشتقہ

13.4 اسم فاعل

13.4.1 اسم فاعل کی گردان

13.4.2 ”کرّم“ سے اسم فاعل

13.4.3 اسم فاعل اور فاعل میں فرق

13.5 اسم مفعول

13.5.1 اسم مفعول کی گردان

13.5.2 صیغہ ”فعل“، بمعنی اسم مفعول

13.5.3 اسم مفعول اور مفعول میں فرق

13.5.4 اسم فاعل اور اسم مفعول کا اعراب

تمرینات

13.6 صفتِ مشبہ

13.6.1 صفتِ مشبہ کے قیاسی اوزان

13.6.2 صفتِ مشبہ کے سماعی اوزان

تمرینات

13.7 اسمِ مبالغہ

13.7.1 مبالغہ کے اوزان

13.7.2 ”فَعَال“ کا صیغہ

13.8 اسم تفضیل

13.8.1 اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق

13.8.2 اسم تفضیل کے اوزان

13.8.3 اسم تفضیل بنانے کے شرائط

تمرینات

13.9 اسم ظرف

13.9.1 اسم ظرف بنانے کا طریقہ

13.9.2 اسم ظرف کے اوزان

13.9.3 مفعلة کا وزن

13.10 اسم آلہ

13.10.1 اسم آلہ کے اوزان

تمرینات

13.11 اکتسابی نتائج

13.12 فرہنگ

13.13 نمونے کے امتحانی سوالات

13.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

13.1 مقصد

- اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:
- ☆ مصدر و مشتق اور جامد کا فرق جان لیں گے۔
 - ☆ اسم مشتق اور اس کے اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔
 - ☆ اسمائے مشتقہ جیسے اسم فاعل و اسم مفعول و مبالغہ و صفت شبہ و اسم تفضیل و اسم ظرف اور اسم لہ کی تعریف اور ان کے احکام سے باخبر ہو جائیں گے۔
 - ☆ مشقوں کے ذریعے مذکورہ اقسام کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے اور ان کے درمیان تمیز کر سکیں گے۔

13.2 تمہید

- اسم کی تقسیم کبھی جنس کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ جیسے: مذکر و مؤنث، اور کبھی عدد کے اعتبار سے۔ جیسے: مفرد،ثنائی اور جمع، اور کبھی عام اور خاص ہونے کے اعتبار سے۔ جیسے: معرفہ اور نکرہ، مختلف اعتبارات سے اسی طرح اسم کی کئی قسمیں ہیں۔
- اسم کی اور ایک تقسیم اس کے کسی اصل سے نکالے جانے یا نہ نکالے جانے کے اعتبار سے کی جاتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:
- ۱۔ مصدر ۲۔ مشتق ۳۔ جامد
 - ۱۔ مصدر: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم سے نہ نکالا گیا ہو، لیکن اس سے کئی اسماء اور افعال نکالے جاتے ہیں اور جو کسی بھی اسم یا فعل کا ماخذ اور اصل سمجھا جاتا ہے۔
 - جیسے: نَصَرَ (مصدر) سے نَصَرَ (فعل) اور ناصِرَ (اسم فاعل)
 - ذَهَبَ (مصدر) سے ذَهَبَ (فعل) اور ذاهبَ (اسم فاعل)
 - ۲۔ مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکالا گیا ہو، اور اس میں مصدر کا بنیادی معنی موجود ہوتا ہے، جیسے: صَبَرَ (مارنا) مصدر سے: صَبَابَ (مارنے والا) اسم فاعل اور مَصْرُوبَ (مارا ہوا) اسم مفعول اور مِصْرَابَ (مارنے کا آلہ) اسم لہ وغیرہ اسماء نکالے گئے ہیں۔
 - ۳۔ جامد: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے لفظ سے نہ نکالا گیا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا لفظ نکالا جاتا ہے۔
 - جیسے: رَجُلٌ و کُرْسِیٌ و بَیْتُ وغیرہ

13.3 اسمائے مشتقہ

- جملہ اسمائے مشتقہ سات ہیں:
- ۱۔ اسم فاعل ۲۔ اسم مفعول
 - ۳۔ صفت مشبہ ۴۔ اسم مبالغہ
 - ۵۔ اسم تفضیل ۶۔ اسم ظرف (اسم زمان و اسم مکان) ۷۔ اسم لہ

13.4 اسم فاعل

اسم فاعل: وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات کو بتائے جس سے فعل صادر ہو یا جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔

ثلاثی مجرد (تین حروف والے افعال) سے اسم فاعل (فَاعِل) کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے: ضارب (مارنے والا) کاتب (لکھنے والا)

اگر ثلاثی مجرد کا ”عین“ حرف علت والا ہو تو واو یا یاء کو ہمزہ سے تبدیل کریں گے۔

جیسے: یقول (کہنے والا) قائل (کہنے والا)

بیع سے بائع (بیچنے والا)

ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان افعال کے علامت مضارع کو میم مضموم (ضمہ والی

میم) سے بدلا جائے گا اور آخری حرف سے ماقبل کو کسرہ آئے گا۔

جیسے: یُسَلِّم سے مُسَلِّم

یُقَابِل سے مُقَابِل

یُجْتَنِب سے مُجْتَنِب

یُؤَسِّس سے مُؤَسِّس

یُطَمِّن سے مُطَمِّن

13.4.1 اسم فاعل کی گردان

اسم فاعل کے جملہ چھ صیغے ہیں:

مذکر کے تین صیغے: واحد، ثنیہ اور جمع

مؤنث کے تین صیغے: واحد، ثنیہ اور جمع

ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی گردان:

مذکر مؤنث

واحد : کاتب (لکھنے والا) کاتِبۃ (لکھنے والی)

ثنیہ : کَاتِبَانِ (دو لکھنے والے) کَاتِبَتَانِ (دو لکھنے والیاں)

جمع : کَاتِبُونَ (لکھنے والے) کَاتِبَاتُ (لکھنے والیاں)

غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی گردان:

مذکر مؤنث

واحد : مُصَدِّق (تصدیق کرنے والا) مُصَدِّقۃ (تصدیق کرنے والی)

تشبیہ : مُصَدِّقَانِ (دو تصدیق کرنے والے) مُصَدِّقَتَانِ (دو تصدیق کرنے والیاں)
جمع : مُصَدِّقُونَ (تصدیق کرنے والے) مُصَدِّقَاتِ (تصدیق کرنے والیاں)

13.4.2 باب ”کَرَمَ“ سے اسم فاعل:

باب (کَرَمَ) سے اسم فاعل کا صیغہ (فَعِيل) کے وزن پر آتا ہے جو دراصل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جیسے: کَرَمَ سے کریم

بَخِلَ سے بَخِيل

قَرِبَ سے قَرِيب

بَعُدَ سے بَعِيد

نوٹ: جب اسم فاعل ایسے فعل سے بنایا گیا ہو، جس کا لام حرفِ علت والا ہو تو حالت رُفْعی و جُزْی میں حرفِ علت کو گرا دیا جائے گا بشرطیکہ اسم فاعل (اَل) اور اضافت سے خالی ہو، جیسے: يَدْعُوْهُ سے دَاعٍ اور يَقْضِيْهِ سے قَاضٍ۔ جاء دَاعٍ۔ رَأَيْتُ دَاعِيًا۔ مررتُ بدَاعٍ۔

دَاعٍ کی اصل اس طرح تھی: جاء الداعي - رَأَيْتُ الداعي - مررتُ بالداعي

13.4.3 اسم فاعل اور فاعل میں فرق:

فاعل اس ذات کو کہتے ہیں جس سے فعل واقع ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جانا ضروری نہ ہو، جیسے: صَدَّقَ خَالِدٌ (خالد نے سچ کہا) خالد فاعل ہے اسم فاعل نہیں۔

اسم فاعل وہ اسم ہے جس سے فعل قائم ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جاتا ہے۔ جیسے: خَالِدٌ صَادِقٌ (خالد سچا ہے) ”صادق“ اسم فاعل ہے، فاعل نہیں، اس لیے اسم فاعل جملے میں مفعول بہ بھی ہو سکتا ہے، جیسے: ”رَأَيْتُ الْكَاتِبَ“ اس جملے میں ”الکاتب“ اسم فاعل مفعول بہ ہے اور کبھی اسم فاعل اور فاعل دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ جیسے: جاء الصادق (سچا آدمی آیا) اس جملے میں الصادق اسم فاعل ہے اور فاعل بھی۔

13.5 اسم مفعول

اسم مفعول: وہ ایک ایسا وصف ہے جو فعل مجہول سے اخذ کیا جاتا ہے، اور وہ اس ذات کو بتاتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔
ثلاثی مجرد سے وہ (مَفْعُول) کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: مَضْرُوبٌ (مارا ہوا) مَفْتُوحٌ (کھلا ہوا) مَكْتُوبٌ (لکھا ہوا)
ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مجہول کی علامت مضارع کو میم مضموم سے بدلا جائے گا، اور آخری حرف سے ماقبل کا فتح برقرار رہے گا، اسم فاعل کے آخر حرف سے ماقبل کسرہ آتا ہے اور اسم مفعول میں فتح آتا ہے، جیسے:

يُكْرَمُ سے مُكْرَمٌ (عزت کیا ہوا) مُكْرِمٌ (عزت کرنے والا)

يُصَدَّقُ سے مُصَدَّقٌ (تصدیق کیا ہوا) مُصَدِّقٌ (تصدیق کرنے والا)

يُبْعَثُ سے مُبْعَثٌ (پھیلا یا ہوا) مُبْعِثٌ (پھیلانے والا)

13.5.1 اسم مفعول کی گردان

اسم فاعل کی طرح اسم مفعول کے بھی جملہ چھ صیغے آتے ہیں۔ جیسے:

ثلاثی مجرد سے اسم مفعول

مؤنث	مذکر
واحد : مَكْتُوبٌ (لکھا ہوا)	واحد : مَكْتُوبَةٌ (لکھی ہوئی)
تشبیہ : مَكْتُوبَانِ (دو لکھے ہوئے)	تشبیہ : مَكْتُوبَتَانِ (دو لکھی ہوئیں)
جمع : مَكْتُوبُونَ (لکھے ہوئے)	جمع : مَكْتُوبَاتُ (لکھی ہوئیں)

غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کی گردان

مؤنث	مذکر
واحد : مُكْرَمٌ (عزت کیا ہوا)	واحد : مُكْرَمَةٌ (عزت کی ہوئی)
تشبیہ : مُكْرَمَانِ (دو عزت کیے ہوئے)	تشبیہ : مُكْرَمَتَانِ (دو عزت کی ہوئیں)
جمع : مُكْرَمُونَ (عزت کیے ہوئے)	جمع : مُكْرَمَاتُ (عزت کی ہوئیں)

13.5.2 صیغہ ”فَعِيل“ بمعنی اسم مفعول

”فَعِيل“ جو صفت کا صیغہ ہے جو اکثر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے، کبھی اسم مفعول کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، جیسے:

قَتِيلٌ : بمعنی مقتول	(قتل کیا ہوا)
ذَبِيحٌ : بمعنی مذبح	(ذبح کیا ہوا)
حَبِيبٌ : بمعنی محبوب	(پسندیدہ)

نوٹ: ”فَعِيل“ کی طرح ”فَعُول“ کا صیغہ بھی اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسے: بَشُوْلٌ (حق کی طرف مائل

ہونے والی) اور ”رَسُول“ بمعنی مُرْسَلٌ (بھیجا ہوا)

13.5.3 اسم مفعول اور مفعول میں فرق

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جانا ضروری نہیں، جیسے: ضَرْبُ زَيْدٍ اس جملے میں (زید) مفعول بہ

ہے، اسم مفعول نہیں، اسم مفعول کے ثبوت کے لیے اس سے قبل فعل کا ہونا ضروری نہیں، جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ (زید مارا گیا ہوا ہے) اس جملے میں

”مَضْرُوبٌ“ اسم مفعول خبر واقع ہے، بلکہ اسم مفعول کبھی فاعل بھی ہو سکتا ہے، جیسے: جَاءَ الْمَضْرُوبُ (مارا گیا ہوا شخص آیا)

13.5.4 اسم فاعل و اسم مفعول کا اعراب

جب اسم فاعل اور اسم مفعول مفرد ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوگا۔

اور جب اسم فاعل اور اسم مفعول تثنیہ ہوں تو حالت رُفعی میں اُن کا اعراب (الف) سے ہوگا اور حالت نصبی و جری میں (یا) ما قبل فتح سے ہوگا۔ جیسے:

جاء الکاتبانِ	رأیت الکاتبینِ	مررت بالکاتبینِ
هذان مکتوبانِ	رأیت المکتوبینِ	نظرت إلى المکتوبینِ

جب اسم فاعل اور اسم مفعول جمع ہو تو ان کا اعراب حالت رُفعی میں (واو) سے ہوگا، اور حالت نصبی و جری میں ان کا اعراب (یا) ما قبل کسرہ سے ہوگا۔ جیسے:

جاء الصادقونَ	رأیت الصادقینِ	مررت بالصادقینِ
هؤلاء مظلومونَ	نصرت المظلومینِ	مررت بالمظلومینِ

اور جب اسم فاعل و اسم مفعول جمع مؤنث سالم ہوں تو حالت رُفعی میں اُن کا اعراب ضمّہ سے ہوگا اور حالت نصبی و جری میں کسرہ سے ہوگا۔ جیسے:

جاءت الصادقاتُ	رأیت الصادقاتِ	مررت بالصادقاتِ
هؤلاء مظلوماتُ	نصرت المظلوماتِ	مررت بالمظلوماتِ

معلومات کی جانچ (اسم فاعل و اسم مفعول)

- ۱۔ مصدر، مشتق اور جامد کی تعریف مثالوں کے ساتھ لکھیے۔
- ۲۔ اسماء مشتقہ کے اقسام تحریر کیجیے۔
- ۳۔ اسم فاعل کی تعریف تحریر کیجیے۔
- ۴۔ اسم فاعل اور فاعل میں کیا فرق ہے، واضح کیجیے۔
- ۵۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ واضح کیجیے۔
- ۶۔ اسم فاعل کی گردان لکھیے۔
- ۷۔ اسم مفعول کی تعریف تحریر کیجیے۔
- ۸۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ واضح کیجیے۔
- ۹۔ اسم مفعول اور مفعول کے فرق کو واضح کیجیے۔
- ۱۰۔ اسم فاعل اور اسم مفعول کا اعراب مثالوں سے تحریر کیجیے۔

13.5.5 تمرینات

- 1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اسم فاعل اور مفعول کو متعین کیجیے۔

(الف) هو ظالم، فالظالم معاقب

(ب) اتقن الطالب الكتابة، فالطالب متقن

(ج) السَّارِقُ مُذْنِبٌ، وَهُوَ مُسْتَفْبِحٌ

(د) خالد مجتهد و هو ممدوح

(ه) المجتهدان فائزان وهما ممدوحان۔

(و) الطلبة الناجحون مكرمُونَ والطالبات الناجحات مكرمات۔

2۔ حسب ذیل افعال سے اسم فاعل اور اسم مفعول بنائیے۔

سَمِعَ	شرب	كتب	ففتح
صَدَّقَ	حافظ	أعلن	اجتنب

3۔ خالی جگہوں کو مناسب اسم فاعل یا اسم مفعول سے پُر کیجیے۔

۱۔ صدق الطالب فالتالب

۲۔ ظننت الهلال

۳۔ علمت أن الدواء

۴۔ اكرمت الضيف فالضيف

۵۔ دعاء المظلوم

۶۔ حسب الجيش

۷۔ رأيث الطلبة

۸۔ وجدت الطالبات

13.6 صفت مشبہ

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو کسی فعل لازم سے مشتق ہو، اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ یہ فعل بطور ثبوت اور دوام کے قائم ہو، صفت مشبہ اور اسم فاعل میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں فعل کے عارضی طور پر قائم ہونے کے معنی پایا جاتا ہے جب کہ صفت مشبہ میں وہ معنی ہمیشگی اور پائیداری کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ جیسے: هذا المكان ضيق (یہ جگہ تنگ ہے) ضيق جو صفت مشبہ ہے اس جگہ کو بتاتا ہے جو فی نفسہ تنگ ہے، اور اگر یہ کہا جائے: هذا المكان ضائق بأهله (یہ جگہ اپنے اترنے والوں کی وجہ سے تنگ ہے) ضائق جو اسم فاعل ہے اس جگہ کو بتا رہا ہے جو اترنے والوں کی کثرت کی وجہ سے عارضی طور پر تنگ ہے۔

وجہ تسمیہ: صفت مشبہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ واحد وثنیہ اور جمع اور مذکر و مؤنث کے اعتبار سے اسم فاعل سے مشابہت رکھتی ہے۔ جیسے:

فَرِحَ	(خوش)	فَرِحَ حَانِ	فَرِحَ حَوْنٌ
فَرِحَ حَةً	فَرِحَ حَتَانِ	فَرِحَ حَاتٌ	

صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں، ان میں اکثر سماعی ہیں، اور بعض قیاسی ہیں۔

13.6.1 صفت مشبہ کے قیاسی اوزان

جب صفت مشبہ کا صیغہ لون (رنگ)، عیب اور حلیے کے معنی میں ہو تو اس کا وزن قیاس (قاعدے) کے مطابق ”أَفْعَلُ“ کے وزن پر اور اس کا مؤنث ”فَعْلَاءُ“ کے وزن پر آئے گا۔ اور ان کے وزن پر آنے والے اسماء غیر منصرف ہوں گے۔ جیسے:

مؤنث	مذکر
(گوری، عورت وغیرہ)	أَبْيَضُ (سفید) بَيْضَاءُ
(کالی)	أَسْوَدُ (کالا) سَوْدَاءُ
(کانی)	أَعْوَرُ (کانا) عَوْرَاءُ
(لنگڑی)	أَعْرَجُ (لنگڑا) عَرَجَاءُ

اور جب صفت مشبہ کا صیغہ بھوک و پیاس اور شکم سیری کے معنی میں ہو تو اس کا وزن قیاسی طور پر مذکر کے لیے (فَعْلَانُ) اور مؤنث کے لیے (فَعْلَى) کے وزن پر ہوگا، اور ”فَعْلَانُ“ (أَفْعَلُ) کی طرح غیر منصرف ہوگا۔ جیسے:

(بھوکی)	جَوْعَانُ (بھوکا) جَوْعَى
(پیاسی)	عَطْشَانُ (پیاسا) عَطْشَى
(پیٹ بھری)	شَبْعَانُ (شکم سیر) شَبْعَى

13.6.2 صفت مشبہ کے سماعی اوزان

صفت مشبہ فعل لازم سے بنایا جاتا ہے، اس کے اکثر اوزان سماعی ہیں، جو باب (فَرِحَ) یا (كُزِمَ) سے بنائے جاتے ہیں اور بعض صیغہ ان دونوں ابواب کے علاوہ باب سے بھی پائے جاتے ہیں، صفت مشبہ کے وہ اوزان جو بکثرت استعمال ہوتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

باب (فَرِحَ) کے اوزان	باب (كُزِمَ) کے اوزان
۱۔ فَعِلُ: جیسے: فَرِحَ وَحَدَرَ	۱۔ فَعِلُ: جیسے: حَسَنَ وَبَطَلَ
۲۔ أَفْعَلُ: جیسے: أَحْمَرُ وَأَعْوَرُ	۲۔ فُعَالُ: جیسے: شَجَاعُ
مؤنث حَمْرَاءُ وَ عَوْرَاءُ	۳۔ فَعَالُ: جیسے: جَبَانُ
۳۔ فَعْلَانُ: جیسے: عَطْشَانُ، وَ سَكْرَانُ	۴۔ فُعُلُ: جیسے: جُنُبُ

فَرِحَ اور كُزِمَ سے آنے والے مشترکہ اوزان:

فَعِيلُ : جیسے: بَخِيلٌ وَكَرِيمٌ
فَعْلُ : جیسے: سَهْلٌ وَصَعْبٌ

فَعْلٌ : جیسے: مَلَحَ

فَعْلٌ : جیسے: حَزَّ وَ ضَلَبَ

فَاعِلٌ : جیسے: صَاحِبٌ وَ طَاهِرٌ

باب فَرَحٍ وَ كُزْمٍ کے علاوہ ابواب سے آنے والے اوزان، جیسے:

سَيِّدٌ (سَادِيسُود سے ہے)

مَيِّثٌ (مَاتَ يَمُوتُ سے ہے)

شَيْخٌ (شَاخَ يَشِيخُ سے ہے)

صفت مشبہ غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے ان کے افعال کے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے:

مُعْتَدِلٌ : باب اِفْتَعَالِ کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبہ بھی۔

(اعْتَدَلَ يَعْتَدِلُ)

مُسْتَقِيمٌ : باب اِسْتِفْعَالِ کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبہ بھی

(اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيمُ)

مُطْمَئِنٌّ : باب اِفْعِلَالِ کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبہ بھی

(اِطْمَأَنَّ يَطْمَئِنُّ)

معلومات کی جانچ

۱۔ صفت مشبہ کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۲۔ صفت مشبہ اور اسم فاعل کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

۳۔ صفت مشبہ کی وجہ تسمیہ بتائیے۔

۴۔ صفت مشبہ کے قیاسی اوزان کا قاعدہ لکھیے۔

۵۔ صفت مشبہ کے سماعتی اوزان جو باب (فرح) سے آتے ہیں مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۶۔ صفت مشبہ کے وہ اوزان جو باب کُزْمٍ سے آتے ہیں تحریر کیجیے۔

۷۔ باب فَرَحٍ اور کُزْمٍ کے علاوہ ابواب سے آنے والے صفت مشبہ کی دو مثالیں لکھیے۔

۸۔ غیر ثلاثی مجرد سے صفت مشبہ بنانے کا طریقہ مثال سے واضح کیجیے۔

13.6.3 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں صفت مشبہ کی تعیین کیجیے۔

(الف) الطَّائِرُ وَ سَطَائِرُ بَدِيعِ الشَّكْلِ وَ جَمِيلِ الصُّورَةِ، وَ رِيشُهُ ذُو أَبْوَابٍ جَمِيلَةٍ، فَهُوَ أَخْضَرُ وَ أَصْفَرُ۔

(ب) مَصْرُ لَهَا ثَرِبَةٌ غُبْرَاءُ وَ شَجَرَةٌ خَضْرَاءُ۔

(ج) كَانَ الْمَتْنَبِيُّ وَ ضَيْحًا بَلِيغًا وَ سَلِيمَ الذَّوْقِ وَ كَثِيرَ الْحِكْمَةِ فِي الشَّعْرِ۔

(د) النَّيْلُ عَذِبٌ مَاؤُهُ وَ كَثِيرٌ فَيْضَانُهُ۔

(ه) لَا تَكُنْ وَ طَبَا فُتْنُ كُسْرٍ وَ لَا ضَلْبًا فُتْنُ كُسْرٍ

(و) قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِي فِيهِ وَ لِسَانُ الْعَاقِلِ فِي قَلْبِهِ۔

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے صفت مشبہ کے اوزان تحریر کیجیے۔

قَلَّ عَفَّ هَانَ سَخَا غَضِبَ جَاعَ

3۔ حسب ذیل صفات مشبہ کی مؤنث لکھیے۔

أَصْفَرُ سَكْرَانٌ أَعْمَى ثَكْلَانٌ

عَطْشَانٌ حَسَنٌ أَخَذَبَ أَصْلَعُ

4۔ آنے والی تراکیب میں صفت مشبہ کو اسم فاعل سے نمایاں کیجیے۔

عَظِيمُ الشَّأْنِ دَوَاءُ شَافٍ سَهْلُ الْأَخْذِ

صَادِقُ الْوَعْدِ عَفِيفُ النَّفْسِ فَاقِدُ الْحَسَنِ

شَمْسٌ مُشْرِقَةٌ بَيْنَ الْمَنْهَجِ طَلَقَ اللِّسَانِ

13.7 اسم مبالغہ

مبالغہ: وہ اسم مشتق ہے جس میں فاعل کے وصف کی زیادتی اور شدت بیان کی جاتی ہے، مبالغہ بھی درحقیقت اسم فاعل کا معنی دیتا ہے، مگر

مبالغہ کے اندر فاعلیت کے معنی کی زیادتی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

اسم فاعل	مبالغہ
عَالِمٌ (علم والا)	عَلَّامٌ (بہت علم والا)
نَافِعٌ (نفع دینے والا)	نَفَّاعٌ (خوب نفع دینے والا)

13.7.1 مبالغے کے اوزان

مبالغے کے اوزان سماعی ہیں، اور ان کی تعداد بہت ہے، کثرت سے استعمال ہونے والے اوزان مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ فَعَّالٌ : جیسے ضَرَابٌ (بہت مارنے والا)
- ۲۔ فَعَّالَةٌ : جیسے عَلَامَةٌ (بہت علم والا)
- ۳۔ فَعَّلٌ : جیسے حَذَرٌ (بہت احتیاط والا)

۴۔	فَعِيل	:	جیسے	عَلِيم	(خوب جاننے والا)
۵۔	فَعُول	:	جیسے	عَفُوز	(بہت بخشنے والا)
۶۔	مِفْعَل	:	جیسے	مِعْزَم	(بہت کاٹنے والا)
۷۔	مِفْعَال	:	جیسے	مِكَثَار	(کثیر الکلام)
۸۔	مِفْعِيل	:	جیسے	مِنْطِيق	(بہت بولنے والا)
۹۔	فَعِيل	:	جیسے	صَدِيق	(بہت سچا)
۱۰۔	فَعُول	:	جیسے	قُدُّوس	(بہت پاکیزہ)
۱۱۔	فَعُول	:	جیسے	قَيُّوم	(خوب تھامنے والا)
۱۲۔	فُعَال	:	جیسے	كُبَار	(بہت بڑا)
۱۳۔	فُعَال	:	جیسے	عُجَاب	(بہت تعجب خیز)
۱۴۔	فَاعُول	:	جیسے	فَارُوق	(حق و باطل میں خوب فرق کرنے والا)
۱۵۔	فُعَل	:	جیسے	قُلُب	(بہت بدلنے والا)
۱۶۔	فُعَلَة	:	جیسے	نُومَة	(خوب سونے والا)

مبالغے کے ان اوزان میں سے بھی پانچ صیغے بہت مشہور ہیں:

فِعْل فَعِيل فُعَال فَعُول مِفْعَال

نوٹ: فِعْل اور فَعِيل کے صیغے مبالغہ اور صفت مشبہ میں مشترک ہیں۔

13.7.2 فُعَال کا صیغہ

اصحابِ صنعت و حرفت کے لیے فُعَال کا وزن خاص ہے۔ جیسے:

خَيَاط (درزی) جَزَّاز (قَضَاب)

حَلَّاق (حجام) حَبَّام (پچھنے لگانے والا)

بعض اوقات مبالغے کا وزن (فُعَال) اسمِ جامد سے بھی بنایا جاتا ہے، جیسے: جَمَّال (اونٹ والا) وہ (جمل) سے ماخوذ ہے، لَبَّان (دودھ

بیچنے والا) وہ (لبن) سے ماخوذ ہے۔

مبالغے کے صیغوں کی بناء ثلاثی متعدی سے ہوتی ہے کبھی رباعی اور فعل لازم سے بہت کم اُن کا استعمال واقع ہے، جیسے:

مِفْرَاح (بہت خوش) یہ فِرَح یفرح سے ماخوذ ہے۔

مِقْدَام (بہت آگے بڑھنے والا) یہ اَقْدَم یقدم سے ماخوذ ہے۔

نوٹ: صیغہ مبالغہ کے آخر میں کبھی تا بڑھائی جاتی ہے وہ تائین کے لیے نہیں بلکہ اس سے تاکید مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

13.8 اسم تفضیل

اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے جو دوسروں کے مقابلے میں کسی ذات یا چیز میں فاعلیت کے معنی کی زیادتی پر دلالت کرے، جیسے:

الشمس أكبر من القمر (سورج چاند سے بڑا ہے)

اسم تفضیل کے مذکر کا صیغہ (أَفْعَل) کے وزن پر اور مؤنث کا صیغہ (فُعْلَى) کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: أكبر، أكبری، وأصغر، أصغری

13.8.1 اسم تفضیل اور اسم مبالغہ کے درمیان فرق

اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق یہ ہے کہ اسم مبالغہ میں دوسروں کی طرف نظر کیے بغیر فی نفسہ فاعلیت کے معنی میں زیادتی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

زید ضراب (زید بہت مارنے والا ہے) اور اسم تفضیل میں دوسروں کی طرف نظر کرتے ہوئے فاعلیت کے معنی میں زیادتی بیان کرنا پیش

نظر ہوتا ہے۔ جیسے:

زید أعلم من خالد (زید خالد سے زیادہ جاننے والا ہے)

وهو أعلم القوم (وہ قوم میں سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے)

نوٹ: اگر قرینہ موجود ہو تو اسم تفضیل کے بعد حرف جر (من) اور اسم مفضل علیہ (جس پر فضیلت دی گئی) کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے ارشادِ ربانی

ہے: والآخرۃ خیر وأبقى (اور آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے) اس کی تقدیر اس طرح ہوگی: خیر من الدنيا وأبقى منها یعنی آخرت

دنیا سے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

13.8.2 اسم تفضیل کے اوزان

اسم تفضیل مذکر (أَفْعَل) اور مؤنث (فُعْلَى) کی تشبیہ اور جمع اسم فاعل ہی کے طریقے کے مطابق ہوگی۔ البتہ مذکر مؤنث کی جمع سالم کے علاوہ

جمع مکسر بھی آتی ہے، اس طرح اسم تفضیل کے آٹھ اوزان ہیں:

مذکر کے اوزان

أَفْعَل : جیسے: أكبر وأفضل

أَفْعَلَان : جیسے: أكبران وأفضلان

أَفْعَلُونَ : جیسے: أكبرون وأفضلون

یا

أَفَاعِل : جیسے: أكابر وأفاضل

مؤنث کے اوزان

فُعَلَى : جیسے: کُبْرَى وَفُضِّلَى
فُعَلَيَانِ : جیسے: کُبْرِيَانِ وَفُضِّلِيَانِ
فُعَلَيَاتُ : جیسے: کُبْرِيَاتُ وَفُضِّلِيَاتُ

یا

فُعَلٌ : جیسے: کُبْرُ وَفُضِّلُ

13.8.3 اسم تفضیل کا استعمال

اسم تفضیل کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ (أَل) اور اضافت کے بغیر (مِنْ) کے ساتھ: اگر اسم تفضیل پر (أَل) نہ آئے یا مضاف نہ ہو تو اس کا مفرد مذکر ہونا ضروری ہے۔ جیسے:

خَالِدٌ أَكْبَرُ مِنْ زَيْدٍ (خالد زید سے بڑا ہے)

فَاطِمَةُ أَكْبَرُ مِنْ زَيْنَبَ (فاطمہ زینب سے بڑی ہے)

۲۔ (أَل) کے ساتھ: اگر اسم تفضیل کا استعمال (أَل) کے ساتھ ہو تو وہ واحد متثنیہ و جمع اور مذکر و مؤنث ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگا۔ جیسے:

الْوَلَدُ الْأكْبَرُ مجتهد (بڑا لڑکا محنتی ہے)

الْوَالِدَانِ الْأكْبَرَانِ مجتهدان (دو بڑے لڑکے محنتی ہیں)

الْأَوْلَادُ الْأكْبَرُ مجتهدون (بڑے لڑکے محنتی ہیں)

الْبَنْتُ الْكُبْرَى مجتهدة (بڑی لڑکی محنتی ہے)

الْبَنَتَانِ الْكُبْرِيَانِ مجتهدتان (دو بڑی لڑکیاں محنتی ہیں)

الْبَنَاتُ الْكُبْرِيَاتُ مجتهدات (بڑی لڑکیاں محنتی ہیں)

۳۔ اضافت کے ساتھ: اگر اسم تفضیل کی اضافت نکرہ کی طرف ہو تو وہ ہمیشہ مفرد مذکر ہوگا اور اسم تفضیل کا مابعد اس کے ماقبل کے مطابق

واحد یا جمع ہوگا۔ جیسے:

خَالِدٌ أَحْسَنُ طَالِبٍ هُوَ لَاءَ أَحْسَنُ طَلِبَةٍ

زَيْنَبُ أَحْسَنُ طَالِبَةٍ هُنَّ أَحْسَنُ طَالِبَاتٍ

اور اگر تفضیل کی اضافت معرفہ کی طرف ہو تو اس صورت میں اسے مفرد مذکر لانا یا مفصل (جس کی تفضیل مقصود ہے) کے مطابق متثنیہ و جمع

بھی لانا جائز ہے۔ جیسے:

الْعُلَمَاءُ الْعَامِلُونَ أَفْضَلُ النَّاسِ أَوْ أَفْضَلُهُمْ، مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ أَشْرَفُ الْمَدَنِ أَوْ أَشْرَفَا الْمَدَنِ، هُنَّ أَفْضَلُ النِّسَاءِ أَوْ فَضْلِيَا تِهِنَّ۔

13.8.4 اسم تفضیل بنانے کا طریقہ

اسم تفضیل صرف اس فعل سے بنایا جائے گا جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں۔

۱۔ اسم تفضیل کا صیغہ ”أَفْعَل“ صرف فعل ثلاثی مجرد سے بنایا جائے گا خواہ وہ فعل لازم ہو یا متعدی
 ۲۔ فعل تام ہو، چنانچہ فعل ناقص اور اس کے اخوات سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔
 ۳۔ فعل متصرف ہو (یعنی اس فعل سے ماضی اور مضارع اور امر کے صیغے آتے ہوں) چنانچہ نغم و بئس اور عسی جیسے افعال سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

۴۔ فعل منفی کا اسم تفضیل نہیں آئے گا۔
 ۵۔ وہ فعل تفضیل کے قابل ہو (یعنی جس میں کمی و زیادتی کے معنی پائے جائیں) چنانچہ فنی اور مات جیسے افعال سے اسم تفضیل اَفْنٰی و اَمَوْتُ نہیں آئے گا۔

۶۔ وہ فعل ثلاثی جس کا صفت مشبہ ”أَفْعَل“ اور مؤنث ”فعلاء“ کے وزن پر آتا ہو، اس سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔ جیسے:
 أبيض، وأسود و أعور وغيره
 جن افعال سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے غیر ثلاثی مجرد اور جن کا صفت مشبہ اَفْعَل کے وزن پر ہو تو ایسے افعال کے مصدر سے پہلے أَشَدَّ یا أَكْثَر جیسے اسم تفضیل کو لایا جائے گا اور وہ مصدر تمیز کی بنا پر منصوب ہوگا۔ جیسے:

التُّحَّاسُ أَشَدُّ صَفْرَةً مِنَ الذَّهَبِ	(تانبہ سونے سے بڑھ کر زرد ہوتا ہے)
هَذَا الثَّوْبُ أَكْثَرُ بَيَاضًا مِنْ ذَاكَ	(یہ کپڑا اس کپڑے سے بڑھ کر سفید ہے)
العالم أَكْثَرُ تَقَدُّمًا مِنَ الْجَاهِلِ	(عالم جاہل سے بڑھ کر ترقی یافتہ ہے)

نوٹ: خَيزَ اور شَرَّ یہ دونوں اسم تفضیل کے صیغے ہیں، کثرت استعمال کی وجہ سے ان کا ہمزہ مخدوف کر دیا گیا ہے۔ جیسے: الصلاة خيز من التوم (نماز نیند سے بہتر ہے) الكذب شر من البخل (جھوٹ بخل سے بدتر ہے)

معلومات کی جانچ (اسم مبالغہ و اسم تفضیل)

- ۱۔ اسم مبالغہ کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔
- ۲۔ مبالغہ کے اوزان مع امثلہ لکھیے۔
- ۳۔ اصحاب صنعت و حرفت کے لیے کونسا وزن خاص ہے، مبالغہ کے وزن پر آنے والے چند اسما لکھیے۔
- ۴۔ اسم تفضیل کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔
- ۵۔ اسم تفضیل اور مبالغہ کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔
- ۶۔ اسم تفضیل کے اوزان مع امثلہ تحریر کیجیے۔
- ۷۔ اسم تفضیل کے استعمال کے طریقوں کو واضح کیجیے۔
- ۸۔ اسم تفضیل کے بنانے کے شرائط لکھیے۔
- ۹۔ أبيض، أخضر یہ کیا صیغے ہیں، ان دونوں کی اسم تفضیل کیسے آئے گی؟

۱۰۔ ثلاثی مجرد فیہ سے اسم تفضیل بنانے کا طریقہ مع مثال تحریر کیجیے۔

13.8.5 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل عبارتوں میں اسم مبالغہ اور اسم تفضیل کی تعیین کیجیے۔

(الف) أَيُّهَا الْفَتَى الْمَسْلَمُ! إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنَالَ الْمَرَادَ فَكُنْ فَعَالًا لَا قَوْلًا، مَقْدَامًا لَا جَبَانًا، صَبُورًا عَلِيَّ مَكَارِهِ، عَلِيمًا بِكُلِّ فَنٍّ وَ

حَذِرًا مِنْ دُعَاةِ الْهَزِيمَةِ۔

(ب) الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔

(ج) الشَّمْسُ أَنْفَعُ الْكَوَاكِبِ السَّمَاوِيَّةِ، وَهِيَ أَكْثَرُ ارْتِفَاعًا مِنَ الْقَمَرِ وَأَشَدَّ حُمْرَةً مِنْهُ عِنْدَ الْغُرُوبِ۔

(د) إِنَّ زَيْدًا فَهَامَةً، وَهُوَ أَفْهَمُ الْقَوْمِ شِعْرًا، وَهُوَ عَلَامَةٌ، فَهُوَ أَعْلَمُهُمْ بِالْأَدَبِ۔

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسم مبالغہ بنائیے۔

غفر عِلْم کثر صدق کذب

3۔ حسب ذیل افعال سے اسم تفضیل کے اوزان تحریر کیجیے۔

شجع علم فرح بعد سلم

4۔ ”أَحْمَرُ وَأَسْوَدُ“ کو اسم تفضیل کے طور پر جملوں میں استعمال کیجیے۔

13.9 اسم ظرف

اسم ظرف وہ اسم مشتق ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ یا زمانے کو بتائے اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ظرف زمان: اگر اسم ظرف فعل کے صادر ہونے کے وقت کو ظاہر کرے تو اُسے ظرف زمان کہا جاتا ہے، جیسے: مُؤَعِد (وعدہ کا وقت)

۲۔ ظرف مکان: اگر اسم ظرف فعل کے صادر ہونے کی جگہ کو بتائے تو اُسے ظرف مکان کہا جاتا ہے۔ جیسے: مَنْزِل (نازل ہونے کی جگہ)

یعنی گھر (مطبخ (پکانے کی جگہ یعنی باورچی خانہ)

13.9.1 اسم ظرف بنانے کا طریقہ

ثلاثی مجرد سے اسم ظرف دو اوزان پر آتا ہے۔

۱۔ مَفْعَل (عین کے فتح کے ساتھ) مَفْعَل (عین کے کسرہ کے ساتھ) جب فعل مضارع کے عین کلمہ پر فتح یا ضمّ ہو تو اسم ظرف مَفْعَل کے

وزن پر آئے گا۔ جیسے:

ذهب يذهب سے مَذْهَب

نظر ينظر سے مَنْظَر

اور اگر فعل مضارع کے عین کلمہ پر کسرہ ہو تو اسم ظرف مَفْعَل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

جلس یجلس	سے	مجلس
نزل ینزل	سے	منزل

13.9.2 اسم ظرف کے اوزان

مفعّل اور مفعّل دونوں کی جمع مفعّل کے وزن پر آئے گی۔ جیسے:

مفعّل	مفعّلان	مفعّل
(منظر)	(منظران)	(مناظر)

مفعّل	مفعّلان	مفعّل
-------	---------	-------

(مجلس)	(مجلسان)	(مجالس)
--------	----------	---------

اگر فعل متعلّ کے لام کلمے پر حرفِ علّت ہو تو مفعّل کے وزن پر آئے گا۔ جبکہ مضارع کا عین مکسور ہو۔ جیسے:

رَمَى	یرمى	سے	مَرَمَى
-------	------	----	---------

جرى یجرى	سے	مَجْرَى
----------	----	---------

اور اگر فعل مثال کے فاکلمے میں حرفِ علّت ہو اور اس کا لام حرفِ صحیح ہو تو مفعّل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

وَعَدَ يَعِدُ	:	مَوْعِد
---------------	---	---------

وَضَعَ يَضَعُ	:	مَوْضِع
---------------	---	---------

اسم ظرف غیر ثلاثی مجرد افعال سے ان کے مفعول کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

مُصَلِّى (عید گاہ)	مُسْتَشْفِى (دواخانہ)
--------------------	-----------------------

مُسْتَوْصَف (کلینک)

نوٹ: بعض اسمائے ظروف کا استعمال اسم ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان دونوں کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ جیسے: موعِد (وعده کا وقت یا وعدہ کی جگہ)

مولد (پیدائش کا زمانہ یا جگہ)

جیسے: مَوْلَدُهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (اس کی پیدائش کا دن جمعہ ہے)

مولدہ حیدر آباد (اس کی جائے پیدائش حیدر آباد ہے)

13.9.3 مفعّلة کا وزن

اسم ظرف کبھی اسم جامد سے (مفعّلة) کے وزن پر آتا ہے، وہ اس جگہ کو بتاتا ہے جہاں وہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جیسے:

مَأْسَدَةٌ (وہ جگہ جہاں شیر زیادہ ہوں)

مَقْبَرَةٌ (وہ جگہ جہاں قبریں زیادہ ہوں)

اور کبھی یہی وزن سبب کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے:

الْوَلَدُ مَبْخَلَةٌ وَمَجْنُونَةٌ (اولاد اکثر بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے)

بعض اسمائے ظروف خلاف قیاس مَفْعَل کے بجائے مَفْعِل کے وزن پر آتے ہیں، حالانکہ مضارع کا عین کلمہ مضموم ہوتا ہے۔ جیسے:

مَسْجِدٌ مَشْرِقٌ مَغْرِبٌ مَنِيَّتٌ مَفْرُقٌ

13.10 اسم آلہ

اسم آلہ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جس کے واسطے سے فعل واقع ہوا ہے، یعنی جو فعل کے صادر ہونے کا آلہ بنے۔ جیسے:

مِفْتَاح (کھولنے کا آلہ یعنی کنجی)

13.10.1 اسم آلہ کے اوزان

اسم آلہ فعل ثلاثی متعدی سے بنایا جاتا ہے۔ اسم آلہ کے تین اوزان ہیں:

۱۔ مَفْعَل ۲۔ مِفْعَلَةٌ ۳۔ مِفْعَال

ان کی واحد وثنیہ وجمع مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ مَفْعَل مِفْعَلَانِ مَفْعَالٌ

مَفْعَل (چرخہ) مِفْعَلَانِ

۲۔ مِفْعَلَةٌ مِفْعَلَتَانِ مَفْعَالٌ

مِفْعَلَتَانِ (جھاڑو) مِفْعَلَتَانِ مَفْعَالٌ

۳۔ مِفْعَال مِفْعَالَانِ مَفْعَالٌ

مِفْتَاح (کنجی) مِفْتَاحَانِ مَفْتَاحٌ

فعل ناقص کا اسم آلہ اکثر مِفْعَلَت کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے:

مِكْوَاة (استری) مِرَاة (آئینہ)

13.10.2 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اسم زمان اور اسم مکان کا تعین کیجیے اور ”عین“ کی حرکت کو واضح کیجیے۔

۱۔ منظر الحديقة بدیع ۲۔ مصر مهبط السیاحین

۳۔ مجلس العلم روضة ۴۔ منضج العنب فصل الصیف

۵۔ موعد الأطباء الصبح ۶۔ موقف السيارات بعید

۷۔ القرن العشرون منشأ القنبلة الذرية

۸۔ الدنیا مزرعة الاخرة

2۔ حسب ذیل افعال سے اسم زمان و اسم مکان بنائیے۔

خروج دخل ورد ولد وعد مَر

3۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسم آلہ بنائیے۔

سَطَر وزن قَرَضَ رَأَى غَرَفَ نَظَرَ

4۔ آنے والے اسمائے مشتقہ میں سے اسم مشتق کی نوع کا تعین کیجیے۔

مِيزَان	حِذَر	مَرْكَب	مَضُوع
ذُنْيَا	مِطْطَاء	مَسْكِين	سَهْل
أَسْبَقَ	مُسْتَقَرَّ	مَأْوَى	مُلْتَقَى
نَقَاد	عَمِيَاء	غَضْبَان	دَال
شُكُور	خَيْر	مِفْتَاح	مِحْرَاط

معلومات کی جانچ (اسم ظرف و اسم آلہ)

۱۔ اسم ظرف کی تعریف اور اس کے اقسام تحریر کیجیے۔

۲۔ اسم ظرف بنانے کا طریقہ مع امثلہ لکھیے۔

۳۔ اسم ظرف کے اوزان بتائیے۔

۴۔ فعل ناقص اور مثال سے اسم ظرف بنانے کا کیا طریقہ ہے واضح کیجیے۔

۵۔ اسم ظرف کا صیغہ ”مَفْعَلَةٌ“ کن معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۶۔ اسمائے ظروف کے چند ایسے اسم تحریر کیجیے جو خلاف قیاس مفعول کے بجائے مفعول کے وزن پر آتے ہیں۔

۷۔ اسم آلہ کی تعریف مع مثال لکھیے۔

۸۔ اسم آلہ کے اوزان مع امثلہ تحریر کیجیے۔

13.11 اکتسابی نتائج

عربی زبان میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کسی دوسرے الفاظ سے ماخوذ نہیں ہوتے اور کچھ الفاظ ایسے ہیں جو دوسرے الفاظ سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ دوسرے قسم کے الفاظ کو مشتقات کہتے ہیں۔ عربی زبان کا اشتقاقی نظام بے حد وسیع اور جامع ہے جس کی بنیاد پر یہ زبان دنیا کی زبانوں میں ایک اہم اور ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اس نظام کے سبب عربی میں نئے الفاظ بنانے اور اصطلاحات وضع کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ ایک لفظ سے کئی الفاظ بنانے کو اشتقاق کہتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ الفاظ آپس میں معنوی مناسبت رکھتے ہوں اور تلفظ میں بھی قریب قریب

ہوں۔ جیسے: العلم سے عالم، معلوم، علام، علیم اور الفتح سے فاتح، مفتوح، فتاح، مفتاح وغیرہ۔

عربی زبان میں مشتقات کی تعداد سات ہے۔ (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفت مشبہ (۴) اسم تفضیل (۵) اسم ظرف (۶) اسم آلہ (۷) تعجب کے صیغے۔

اسم فاعل اس کام کرنے والے کو کہتے ہیں جو فعل کی صفت سے موصوف ہو، اسم مفعول فعل مجہول سے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کے وصف پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔ صفت مشبہ اسم فاعل کے معنی پر ہی دلالت کرتا ہے لیکن حدوث و تجدد کے بجائے ثبوت و دوام کے طور پر دلالت کرتا ہے۔ اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے جو ”أفعل“ کے وزن پر ہو اور اس بات پر دلالت کرے کہ دو چیزیں ایک مخصوص صفت میں مشترک ہیں اور ایک میں وہ صفت دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہے، اسم ظرف ایسا مشتق ہے جو فعل کے زمانے یا اس کے وقوع کے مکان پر دلالت کرے جب کہ اسم آلہ ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جس کے ذریعہ فعل انجام دیا گیا ہو۔

13.12 فرہنگ

الفاظ	معانی
(الف) درس میں وارد الفاظ	
کَرِیم	سخی، بزرگ
دَاعٍ	دعوت دینے والا
أَكْرَمَ / يُكْرِمُ	عزت کرنا
بَغْثَرٍ / يُبْغِثِرُ	پھیلا نا
مَكْتُوبٌ	لکھا ہوا
مَظْلُومٌ	ظلم کیا ہوا
صَبِیقٌ	تنگ
فَرْحٌ	خوش
حَلِیَّةٌ	آدمی کی شکل و صورت
خَذِرٌ	احتیاط کرنے والا
أَغْوَرٌ	کانا
عَطْشَانٌ	پیا سا
سُکْرَانٌ	نشہ والا
بَطْلٌ	بہادر

جَبَان	بزدل
جُنُب	پردیسی، پاکی سے دور
مِلَح	نمک
حَزْ	آزاد
صَلْب	سخت
طاهر	پاک
سَیِّد	سردار
شَیْخ	بوڑھا
فُضْلَى	فضیلت والا
فُضْلِیَات	فضیلت والیاں
فَعَال	خوب کام کرنے والا (کارگر)

(ب) تمرینات میں وارد الفاظ

مُعَاقِب	سزا یافتہ
أَتَقَنَ/يُنَقِّن	مضبوط و پختہ کرنا
مُذْنِب	گنہگار
مُسْتَقْبَح	نا پسندیدہ
مَمْدُوح	لائق تعریف
ناجع	کامیاب
صَدَقَ/يُصَدِّق	تصدیق کرنا
أَعْلَنَ/يُعْلِن	اعلان کرنا
اجْتَنَبَ/يَجْتَنِب	بچنا
هَلال	پہلی تاریخ کا چاند
حَسِبَ/يَحْسِب	گمان کرنا
جَنِش	فوج
وَجَدَ/يَجِد	پانا
طاوُؤُس	مور

طائر	پرندہ
بدیع	عمدہ، نادر
ریش	پر
أَخْضَر	سبز (ہرا)
أَصْفَر	زرد (پیلا)
غَبْرَاء	غبار آلود
عَذَب	میٹھا
فَيْضَان	بہاؤ
رَطَب	تر چیز
عَصِر/يَعَصِر	نچوڑنا
فِيهِ (فَمُه)	اس کا منہ
عَفَّ/يَعَفَّ	پاکدامن ہونا
هَانَ/يَهُونُ	خفیف ہونا، ذلیل ہونا
جَاع/يَجُوع	بھوکا ہونا
تَكَلَّان	وہ عورت جو اپنے بچے سے محروم ہو جائے
أَحْدَب	گہڑا
أَصْلَع	گنجا
شَافٍ	شفادینے والا
أَخَذَ	حصول
عَفِيف	پاکدامن
فَاقِدَ	کھونے والا
مُشْرِق	روشن
بَيْنَ	واضح
طَلَقَ	تیز (زبان)
قَوَالَ	زیادہ بات کرنے والا
مِقْدَام	آگے بڑھنے والا (جراتمند)

صَبُور	خوب صبر کرنے والا
مَكْرَاهُ (و) مَكْرَه	ناگوار یا ناپسندیدہ چیزیں
دُعَاة (و) دَاعٍ	دعوت دینے والے
هَزِيمَة	شکست
عُلْيَا	بلند ترین
سُفْلَى	سب سے نیچا
مَهْط	اترنے کی جگہ
رَوْضَة	باغ
مَنْصَح	پکنے کی جگہ یا وقت
مَوْقِف	پارکنگ
مَنْشَأ	نشوونما کی جگہ یا وقت
الْقُنْبِلَة الذَّرِيَّة	ایٹم بم
مِيزَان	ترازو
مَرْكَب	سواری
مَصْنُوع	ڈھالا ہوا
مِعْطَاى	کثیر العطاء
أَسْبَق	فرسٹ آنے والا
مَأْوَى	پناہ گاہ
مُلْتَقَى	ملنے کی جگہ
نَقَاد	تنقید کرنے والا
عَمِيَاء	اندھی عورت
دَالٌ	دلالت کرنے والا
مَحْرَاث	ہل

13.13 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔ اسم فاعل کسے کہتے ہیں اور اس کے بنانے کا کیا قاعدہ ہے؟ مثالوں سے بیان کیجیے۔

- ۲۔ اسم مفعول کی تعریف کی کیجیے اور اس کے عمل کو مفصل بیان کیجیے۔
 ۳۔ صفت مشبہ کے عمل پر روشنی ڈالیں اور اس کے بنانے کا طریقہ بھی بیان کیجیے۔
 ۴۔ اسم ظرف کو بیان کیجیے اور اس کے اقسام مع مثال بیان کیجیے۔
 ۵۔ اسم آلہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے کون کونسے اوزان ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

13.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|----------------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ کتاب الصرف: | عبدالرحمن امرتسری |
| ۲۔ النحو والواضح: | علی جارم و مصطفیٰ امین |
| ۳۔ جامع الدروس العربیة: | الشیخ مصطفیٰ الغلابینی |
| ۴۔ التصریف الواضح (الجزء الأول): | ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری |

اکائی 14 اِعلال وابدال

اکائی کے اجزا

14.1 مقصد

14.2 تمہید

14.3 اِعلال وابدال

14.4 اعلال یا تعلیل کے اقسام

14.4.1 اعلال بالقلب (واو اور یا کی الف سے تبدیلی)

14.4.2 اعلال بالقلب والحذف

14.4.3 الف اور یا کی واو سے تبدیلی

تمرینات

14.4.4 واو اور یا کی ہمزہ سے تبدیلی

14.4.5 واو کی یا سے تبدیلی

تمرینات

14.5 اعلال بالحذف (حذف کے ساتھ تعلیل)

14.6 اعلال بالتسکین أو النقل (سکون یا نقل کے ذریعے تعلیل)

تمرینات

14.6.1 اعلال بالنقل والقلب (نقل اور قلب کے ذریعے تعلیل)

تمرینات

14.7 ابدال

تمرینات

14.8 اکتسابی نتائج

14.9 فرہنگ

14.10 نمونے کے امتحانی سوالات

14.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:

- ☆ اعلال و ابدال کا فرق جان لیں گے۔
- ☆ اعلال یا تعلیل کے اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ اعلال بالقلب و اعلال بالحذف اور اعلال بالتسکین یا بالنقل کی مختلف قسموں سے باخبر ہو جائیں گے۔
- ☆ ابدال کی تعریف اور اس کی صورتوں میں واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ مختلف اسما اور افعال معتلہ کی اصل اور ان میں واقع شدہ تبدیلی اور تعلیل کے طریقوں سے شناسائی حاصل کریں گے۔

اعلال و ابدال کے قواعد جاننے سے پہلے ہفت اقسام یعنی افعال کی وہ جملہ سات قسمیں جن پر اعلال و ابدال کے قواعد جاری ہوتے ہیں، خصوصیت سے افعال معتلہ کا جاننا ضروری ہے، فعل کے حروفِ اصلی کی ہیئت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل

1۔ فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کوئی حرفِ علت (واو، الف اور یا) نہ ہو، جیسے: فَتَحَ وَأَمَرَ وَمَدَّ، پھر فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(الف) سالم: وہ فعل ہے جو ہمزہ اور ایک جنس کے دو حروف سے خالی ہو، جیسے: كَتَبَ وَضَرَبَ وَجَلَسَ۔

(ب) مہموز: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں ہمزہ ہو، جیسے: أَمَرَ، سَأَلَ، قَرَأَ

(ج) مضاعف (مضعف): وہ فعل ہے جس کے دو حروف ایک جنس کے ہوں، جیسے: مَدَّ (اس کی اصل مَدَد) تھی، یہ فعل ثلاثی ہے اور ذَلُزَل، یہ فعل رباعی ہے۔

فعل معتل: وہ فعل ہے جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف، حرفِ علت ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ دو حرف جس کو لفیف کہا جاتا ہے۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں: مثال، اجوف اور ناقص

۱۔ مثال: وہ فعل ہے جس کے فاء کلمے میں حرفِ علت ہو، جیسے: وَصَلَ، وَعَدَ، اسے ”معتل الفاء“ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ اجوف (معتل العین): وہ فعل ہے جس کے عین کلمہ میں حرفِ علت ہو، جیسے: قَالَ، بَاعَ، خَاف

۳۔ ناقص: وہ فعل ہے جس کے لام کلمہ میں حرفِ علت ہو، جیسے: خَشِيَ، دَعَا، رَمَى۔

معتل بہ دو حرف کو لفیف کہا جاتا ہے، لفیف وہ فعل ہے جس کے حروف اصلی میں دو حرفِ علت ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفیف مفروق: وہ فعل ہے جس کے اول و آخر یعنی فاء اور لام کلمہ میں حروفِ علت ہو، جیسے: وَفَى وَوَعَى وَفَى

دونوں حروفِ علت کے درمیان حرفِ صحیح سے فصل و فرق کرنے کی وجہ سے اسے لفیف مفروق کہا جاتا ہے۔

(۲) لفیف مقرون: جس میں دو حروفِ علت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں جیسے: زَوَى وَثَوَى وَطَوَى

ہفت اقسام کو شاعر نے اس شعر میں جمع کیا ہے ۔

صحیح است و مثال است و مضاعف

لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

14.3 اِعلال و ابدال

اعلال: واؤ الف اور یا تغیر یا تبدیل کو قبول کرنے کی وجہ سے اُن کو حروفِ علت کہا جاتا ہے، اور فعلِ معتل میں ان تینوں حروف میں سے کسی حرف کا پایا جانا ضروری ہے، فعلِ معتل کے ان حروف پر جو تغیر واقع ہوتا ہے، اُسے اعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوْل) تھی، واؤ متحرک کو الف سے تبدیل کر کے ”قَالَ“ بنایا گیا۔

ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو ابدال کہا جاتا ہے، اور جس حرف میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے وہ حرف علت ہو تو اسے اعلال بھی کہا جاتا ہے، جیسے: ”خَاف“ اس کی صال ”خَوَف“ تھی اور ”زَمْی“ اُس کی اصل ”زَمْی“ تھی، پہلی مثال میں (واو) کو الف سے اور دوسری مثال میں (ی) کو الف سے بدل دیا گیا۔

ان مثالوں اعلال و ابدال دونوں جمع ہو گئے ہیں، اور کبھی ابدال بغیر اعلال کے پایا جاتا ہے جیسے: اضْطَبَّ، اس کی اصل (اضْطَبَّ) تھی (تاء) کو (طاء) سے تبدیل کر دیا گیا، چونکہ یہ تبدیلی حرف علت پر واقع نہیں ہوئی ہے، اس لیے اسے ابدال کہا جائے گا، اعلال نہیں۔ ہر اعلال ابدال ہو سکتا ہے لیکن ہر ابدال اعلال نہیں ہوگا۔

نوٹ: اعلال اور ابدال کے قواعد بہت زیادہ ہیں، آنے والے دروس میں ضروری قواعد پر اکتفا کیا گیا ہے۔

14.4 اعلال یا تعلیل کے اقسام

اعلال یا تعلیل کی غرض کلمہ کی تخفیف یا اس سے ثقل کو دور کرنا یا اس کی تحسین اور عمدہ بنانا ہوا کرتی ہے۔

اعلال کا تعلق فعلِ معتل سے ہوتا ہے، فعلِ معتل وہ فعل ہے جس کے (فا) کلمہ میں یا (عین) یا (لام) کلمہ میں حرف علت ہو، حرف علت پر جو مختلف تغیرات واقع ہوتے ہیں اسے اعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے۔ اعلال کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اعلال بالقلب: قلب کے معنی بدلنے کے ہیں اس میں کسی فعل کے حرفِ علت کو دوسرے حرف سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوْل) تھی ”واو“ کو ”الف“ سے بدل دیا گیا۔

۲۔ اعلال بالنقل: اسے اعلال بالتسکین بھی کہا جاتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ حرف علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جاتا ہے، جیسے: یَذْعُو اس کی اصل یَذْعُو تھی (واو) کی حرکت کو ساکن کر دیا گیا۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جائے اور اس کی حرکت کو ماقبل حرف کو دے دی جائے، جیسے: یَقُول، اس کی اصل یَقُول تھی (واو) کی حرکت ساکن کر کے ماقبل کو دے دی گئی۔

۳۔ اعلال بال حذف: اس میں کسی فعل کے حرف علت کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: یُعَد اصل میں یُوْعَد تھا، اس میں (واو) کو حذف

کر دیا گیا۔

نوٹ: بعض اوقات ایک ہی فعل میں مذکورہ اقسام میں سے تعلیل کی دو قسمیں جمع ہو جاتی ہے۔ اور کبھی تین قسمیں جمع ہو جاتی ہے۔ یہ تغیرات فعل کی طرح اسمائے مشتقہ اور مصادر میں بھی واقع ہوتے ہیں۔

آنے والی اکائیوں میں اعلال کی تینوں قسموں سے تعلق رکھنے والے ضروری قواعد کو بیان کیا جائے گا۔

14.4.1 اعلال بالقلب (واو اور یاء کی الف سے تبدیلی)

قلب الواو والياء ألفا (واو، اور یاء کی الف سے تبدیلی)

قاعدہ: جب (واو) یا (یاء) متحرک ہو اور اُن سے پہلے حرف مفتوح ہو تو واو اور یاء کو (لف) سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوْل) اور (بَاع) اس کی اصل (بَيْع) تھی کیونکہ ان کا مصدر (قَوْل اور بَيْع) ہے، مذکورہ قاعدے کے مطابق واو اور یاء کو الف سے بدل دیا گیا۔ (الف) واو کی الف سے تبدیلی

اعلال کے بعد کلمہ کی صورت اعلال سے پہلے کلمات کی اصل

عَادَ	-	خَافَ	عَوَدَ	-	خَوِفَ
دَعَا	-	عَلَا	دَعَوَ	-	عَلَوَ
أَعْلَى	-	إِسْتَعْلَى	أَعْلَوَ	-	إِسْتَعْلَوَ
إِجْتَابَ	-	إِنْمَحَى	إِجْتَوَبَ	-	انْمَحَوَ

(ب) یاء کی الف سے تبدیلی

تعلیل کے بعد

تعلیل سے پہلے کلمات کی اصل

بَاعَ	-	مَالَ	بَيْعَ	-	مَيْلَ
رَمَى	-	يُزْمَى	رَمَى	-	يُزْمَى
يَسْعَى	-	يُنْسَى	يَسْعَى	-	يُنْسَى
أَغْنَى	-	إِسْتَغْنَى	أَغْنَى	-	اسْتَغْنَى
إِلْتَقَى	-	اخْتَارَ	الْتَقَى	-	اخْتِيرَ

14.4.2 اعلال بالقلب والحذف

اعلال بالقلب والحذف: (قلب اور حذف سے تعلیل)

”واو“ اور ”یاء“ کو الف سے تبدیل کرنے کی صورت میں جب التقائے ساکنین (یعنی دو ساکن حروف کا اجتماع) لازم آجائے تو اُن میں سب سے پہلے حرف کو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: (قُلْنَ) اس کی اصل (قَوْلُن) تھی، واو کو (قلب) کے قاعدے کے مطابق (الف) سے تبدیل

کردیا گیا تو وہ (قُلْنَ) ہوا، الف اور لام کا اجتماع ساکنین ہوا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا تو وہ (قُلْنَ) ہوا، اور قلب کے ایک خاص قاعدے کے مطابق جمع مؤنث کے (قاف) کو ضمّہ دیا گیا تو وہ (قُلْنَ) ہوا۔

قاعدہ: جب فعل ماضی ثلاثی کا عین کلمہ (وُی) اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرجائے اور وہ کلمہ یائی جیسے: بَاعَ، اس کی اصل (بِيعَ) ہے یا مکسور العین ہو۔ جیسے: خَافَ، اس کی اصل (خَوْفَ) ہے تو فعل اجوف کے (فاء) کو کسرہ دیا جائے گا ورنہ ضمّہ دیا جائے گا۔ جیسے:

قُلْنَ - غَدَن کی اصل: (قَوْلُنْ اور عَوْدُنْ) تھی

بِعْنَ - خَفْنَ کی اصل: (بِيعْنْ اور خَوْفْنْ) تھی

☆ قلب اور حذف کے اجتماع کی مزید مثالیں دیکھیے۔

تعلیل کے بعد

دَعَوْا - رَمَوْا - دَعَوْا - رَمَوْا

دَعَتْ - رَمَتْ - دَعَوْتْ - رَمَيْتْ

ان مثالوں میں و، ی کو الف سے تبدیل کیا گیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلا حرف ساکن حذف کر دیا گیا۔

14.4.3 قلب الالف والياء بالواو (الف اور یاء کی واو سے تبدیلی)

الف اور یاء کی واو سے تبدیلی: جب ”ألف“ ضمّہ کے بعد واقع ہو تو الف کو ”واو“ سے بدل دیا جائے گا، یہ صورت باب (مفاعلة) کے

فعل ماضی مجہول میں واقع ہوتی ہے، جیسے:

جُوْهَدَ (جَاهَدَ کا فعل مجہول) : اس کی صال جَاْهَدَ تھی

خَوَسَبَ (خَاسَبَ کا فعل مجہول) : اس کی اصل خَاسَبَ تھی

اور جب ”یاء“ ساکن ضمّہ کے بعد واقع ہو تو اس یاء کو ”واو“ سے بدل دیا جائے گا، جیسے:

يُوقِنُ (أَيَقِنُ کا فعل مضارع) : اس کی اصل يُيَقِنُ تھی

مُوقِنٌ (أَيَقِنُ کا اسم فاعل) : اس کی اصل مُيَقِنٌ تھی

يُؤَسِّرُ (أَيَسِّرُ کا فعل مضارع) : اس کی اصل يُيَسِّرُ تھی

مُؤَسِّرٌ (أَيَسِّرُ کا اسم فاعل) : اس کی اصل مُيَسِّرٌ تھی

14.4.4 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں واقع فعل معلوم کو فعل مجہول سے تبدیل کیجیے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے واضح کیجیے۔

۱۔ عاقِبَ الشَّرْطَى اللِّصَّ ۲۔ شَاهَدَ السَّائِحُونَ الْهَرَمَ

۳۔ حَاكَمَ الْقَاضِي الْمَتَّهَمَ ۴۔ سَامَعَ الْحَلِيمُ الْمَذْنَبَ

۵۔ صَادِعُ الْبَطْلِ الْمَخَاصِمِ ۶۔ نَادَى الْمُنَادِ إِلَى الْخَيْرِ

2۔ حسب ذیل عبارت میں اُن افعال کی نشان دہی کیجیے جس میں واو اور یا کو (الف) سے تبدیل کیا گیا، اور اُن کے اعلان کا سبب بتائیے۔
 كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ الْحَقُّ إِذَا قَالُ، وَلَا يَمِيلُ عَنْهُ إِذَا الْجَبَلُ مَالَ، وَيَدْعُو لِلْخَيْرِ إِذَا دَعَا، وَيَزْمِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِذَا زَمَى

3۔ درج ذیل تینوں افعال کا فعل مضارع اور اسم فاعل لکھیے۔

أَيَقَنَ - أَيْسَرَ - أَيْنَعَ

4۔ مندرجہ ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کا مضارع بیان کیجیے، اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے واضح کیجیے۔

لَقِيَ - خَشِيَ - عَمِيَ - نَسِيَ - سَعَى

5۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کی اصل تحریر کیجیے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی اسے لکھیے۔

قَالُوا - سَارَتْ - خَافَ - عُدْنَ - سَهَا

خُوسِبَ - بَعْنَ - ابْتَغَى - مُوقِنَ - يُوسِرَ

معلومات کی جانچ

۱۔ فعل معتل کی کتنی قسمیں ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

۲۔ اعلال کی تغیرات کو مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ ابدال کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۴۔ ابدال اور اعلال کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

۵۔ تعلیل کی تین قسمیں بتائیے۔

۶۔ اعلال بالقلب سے کیا مراد ہے، مثال سے بیان کیجیے۔

۷۔ ”واو اور یا کی الف سے تبدیلی“ کا قاعدہ مثالوں کی روشنی میں لکھیے۔

۸۔ اعلال بالقلب والحذف (قلب اور حذف سے اعلال) کی کیا صورت ہے مثالوں سے واضح کیجیے۔

۹۔ ”الف“ کو ”واو“ سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع مثال لکھیے۔

۱۰۔ ”یا“ کو ”واو“ سے تبدیلی کی صورت مثال سے واضح کیجیے۔

14.4.5 قلب الواو والياء بالهمزة (واو اور یا کی ہمزہ سے تبدیلی)

واو اور یا کی ہمزہ سے تبدیلی: تین صورتوں میں (واو) یا (یا) ہمزہ سے تبدیل کیا جاتا ہے۔

1۔ جب اسم فاعل اجوف ثلاثی کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو اسم فاعل میں واقع ہونے والے (واو) یا (یا) کو ہمزہ سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے:

قَائِلٌ : يَهْ قَالَ يَقُولُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (قَاوِلٌ) تھی۔

قائم : یہ قَامَ يَقُومُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (قَامَ) تھی۔
 بائع : یہ بَاعَ يَبِيعُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (باع) تھی۔
 مائل : یہ مَالَ يَمِيلُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (مايل) تھی۔

2۔ جو (و) یا (ی) اسم کے آخر میں الف زائدہ کے بعد آئے تو ان کو ہمزہ سے تبدیل کر دیا جائے گا۔ جیسے:

دُعَاءُ : اس کی اصل دُعَاؤُ تھی، جیسا کہ اس کا ماضی ومضارع دَعَا يَدْعُو ہے۔
 سَمَاءُ : اس کی اصل سَمَاؤُ تھی۔
 قَضَاءُ : اس کی اصل قَضَايُ تھی، ماضی ومضارع قَضَى يَقْضِي ہے۔
 إِهْدَاءُ : اس کی اصل إِهْدَايُ تھی۔

اگر الف زائدہ کے بعد تاء ثانیث ہو تو (و، ی) اپنی اصل پر باقی رہیں گے جیسے: عِدَاوَةٌ وَهْدَايَةٌ

3۔ جب (و، ی) صیغہ منتهی الجموع کے الف زائدہ کے بعد واقع ہو اور وہ جمع منتهی الجموع کے مفرد میں حرف مد زائد کی صورت میں ہو تو ہمزہ کو تبدیل کیا جائے گا، جیسے:

عَجَائِزُ : اس کی اصل عَجَاوِزُ تھی اور اس کا مفرد عجوز ہے

جس میں (واو) زائد ہے

صحائف : اس کی اصل صَحَائِفُ تھی، جس کا مفرد صحيفة ہے
 اور اس میں (ی) حرف مد زائد ہے۔

14.4.6 قلب الواو بالياء (واو کی یاء سے تبدیلی)

واو کی یاء سے تبدیلی: چار صورتوں میں واو کو یاء سے بدل دیا جائے گا۔

1۔ جب (واو) اور (یاء) ایک کلمہ میں جمع ہوں، اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو ”و“ کو ”ی“ سے بدل کر ”ی“ میں ادغام کیا جائے گا، خواہ (واو) یاء سے پہلے ہو یا بعد میں، تبدیلی حرف واو کی ہوگی۔ جیسے:

مَزْمِي (مفعول): زَمَى يَزِمِي سے اس کی اصل (مَزْمُوِي) تھی، (واو) کو (یاء) سے تبدیل کیا گیا، پھر (یاء) کا (یاء) میں ادغام کیا گیا۔
 مَقْضِي (اسم مفعول): قَضَى يَقْضِي سے اس کی اصل (مَقْضُوِي) تھی۔

سَيِّد : سَادَيْسُوْد سے اس کی اصل (سَيِّوْد) تھی

نِيَّة : نَوَى يَنْوِي سے اس کی اصل (نَوِيَّة) تھی۔

2۔ جب واو ساکنہ کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس ”واو“ کو (ی) سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے:

مِيزَان : وَزَنَ يَزِنُ سے اس کی اصل (مِوَزَان) تھی، (واو) کو کسرے کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے (ی) سے تبدیل

کر دیا گیا۔

مِنْعَاد : وَعَدَ يَعِدُ سے اس کی اصل (مِنْعَاد) تھی۔

إِنْقَاد : یہ أَوْقَدَ کا مصدر ہے، اس کی اصل (إِنْقَاد) تھی۔

اسْتِنْعَاب : یہ اسْتَوْعَبَ کا مصدر ہے، اس کی اصل (اسْتِنْعَاب) تھی۔

3۔ جب (واو) کلمہ کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس (واو) کو (ی) سے تبدیل کیا جائے گا، یعنی کلمہ کے بنیادی حروف میں سے تیسرا حرف واو ہو جیسے: رَضِيَ وَرَضِيَث (فعل ماضی معروف): ان کی اصل رَضِيَ وَرَضِيَث تھی چونکہ ان کا مصدر (رَضَوَان) ہے۔

دُعِيَ، دُعِیْتُ : یہ (دَعَا) کے فعل مجہول ہیں، ان کی اصل دَعَا وَ دُعِیْتُ تھی، چونکہ ان کا مصدر (دَعَا) ہے۔

الدَّاعِي (اسم فعل) : ”دعا دعو“ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل الدَّاعِي تھی۔

الْعَالِي (اسم فاعل) : ”عَلَا يَعْلُو“ کا فاعل ہے، اس کی اصل الْعَالُو تھی۔

4۔ جب (واو) کسی چار حرفی فعل کے آخر میں واقع ہو، اور اس سے پہلے کا حرف مفتوح ہو تو اسے (ی) سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے:

أَعْطَيْتُ وَرَزَيْتُ : ان کی اصل (أَعْطَوْتُ وَرَزَوْتُ) تھی۔

أَغْلَيْتُ وَسَمَّيْتُ : ان کی اصل (أَغْلَوْتُ وَسَمَّوْتُ) تھی۔

14.4.7 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل عبارات میں ان اسما کو معین کیجیے جن میں اعلال واقع ہوا ہے اور سبب اعلال کو تحریر کیجیے۔

(الف) کان عمر رضى الله عنه إذا قضى عدل في القضاء، وإذا وفى كان مثلاً في الوفاء۔

(ب) لا تسألم إذا حال حائل دون ما تطلب، وإذا حاد حائد عن الحق فأرشدہ۔

(ج) يسود الموء بأدبه فكُن سيداً، أنجز حزم ما وعد فأجز الميعاد۔

(د) ثورن الأمور بالعقل، لأنه خير ميزان۔

2۔ حسب ذیل اسماء میں سے ہر ایک اسم کی اصل تحریر کیجیے اور ان میں جو تعلیل واقع ہوئی ہے اس کو بیان کیجیے۔

إجراء - وفاء - سحائب - مائل - أوائل

عرائس - نائم - شفاء - صفاء - قصائد

3۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسم فاعل بنا کر ان پر (أل) داخل کیجیے اور ان میں واقع ہونے والی تعلیل اور اس کا سبب لکھیے۔

خلا - سَمَا - صَفَا - شَكَا - عَفَا

4۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر فعل کی اصل لکھیے اور ان میں واقع شدہ تعلیل کا قاعدہ تحریر کیجیے۔

عاديث - رَضِيَث - استدعِث - دُعِیْتُ

معلومات کی جانچ

1۔ ”واو“ اور ”ياء“ کو ہمزہ سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع امثلہ لکھیے۔

- ۲۔ ”قائل“ اور ”بائع“ کی اصل کیا تھی، اور ان میں کیا تعلیل ہوئی۔
- ۳۔ ”سید“ اور ”نیہ“ کی اصل کیا تھی، اور ان میں اعلال کا کونسا قاعدہ جاری ہوگا۔
- ۴۔ ”عجائز“ اور ”صحائف“ کی اصل کیا تھی، اور ان میں کیا تعلیل ہوئی۔
- ۵۔ ”واو“ کو ”یا“ سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع مثال لکھیے۔
- ۶۔ ”مزہی“ اور ”مقصی“ کی اصل کیا تھی، اور ان میں کیا تعلیل ہوئی
- ۷۔ ”مینان“ اور ”مینعاد“ کی اصل کیا تھی، اور ان میں اعلال کا کونسا قاعدہ جاری ہوگا۔
- ۸۔ ”الداعی“ اور ”العالمی“ میں جاری ہونے والے تعلیل کا قاعدہ تحریر کیجیے۔

14.5 اعلال بال حذف (حذف کے ساتھ تعلیل)

اعلال بال حذف (حذف کے ذریعے تعلیل): جب فعل مثال (وہ فعل جس کے ”ف“ کلمہ میں ”و“ یا ”ی“ ہو، واو، یا اور عین کلمہ مسور ہو تو اس (واو) کو فعل مضارع اور امر میں حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: وَعَدَ يَعْدُ

”یعد“ اصل میں یَوْ عَدَ تھا، مذکورہ قاعدے کے مطابق (و) کو حذف کر دیا گیا۔

☆ اور اسی طرح جب مضارع کا عین کلمہ حرف حلقی ہو تو (واو) کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:

يَهَبُ : اس کی اصل یَوْ هَبَ تھی۔

يَضَعُ : اس کی اصل یَوْ ضَعَ تھی۔

پہلی مثال (بھب) میں (حاء) حرف حلقی ہے، اس لیے ”واو“ کو حذف کر دیا گیا، اور دوسری مثال میں (یضع) میں لام کلمہ حرف حلقی ہے اس لیے ”واو“ کو حذف کر دیا گیا۔

حروف حلقی چھ ہیں: ء، ه، ع، ح، غ، خ

☆ جب فعل مثال واو، ی کے مضارع میں عین کلمہ مسور نہ ہو، یا فعل مثال واو، ی نہ ہو بلکہ یائی ہو، تو مضارع اور امر میں (واو) انہی اصل پر باقی رہے گا، حذف نہیں کیا جائے گا، جیسے:

وَجَلَّ يَوْ جَلَّ يُجَلُّ

يَسْرِي يَسْرِي يَسْرِي

پہلی مثال (یوج) میں (بعد) کے برخلاف عین کلمہ مفتوح ہے اور دوسری مثال (یسیر) میں (فاء) کلمہ (یاء) پر مشتمل ہے

14.6 اعلال بالتسکین أو النقل (سکون یا نقل کے ذریعے تعلیل)

اعلال وابدال کے بیان میں یہ بات گذر چکی ہے کہ تعلیل کی تین قسموں میں ایک قسم ”اعلال بالتسکین والنقل“ ہے تسکین یا اسکان سے مراد یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت کو ساکن (حذف) کر دیا جاتا ہے، اور نقل سے مراد یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت کو ساکن کر کے وہ حرکت اس کے

ما قبل حرف کو دے دی جاتی ہے، یہاں سب سے پہلے اعلال بالتسکین سے بحث کی جائے گی۔
اعلال بالتسکین (سکون کے ذریعے تعلیل):

جب حروف علت (واو) یا (یاء) کلمہ کے آخر میں یعنی لام کلمہ کی جگہ ہو اور وہ ضمہ یا کسرہ کے بعد واقع ہو تو حرف علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جائے گا، جیسے:

یدْعُو	:	اس کی اصل (یدْعُو) تھی
یُزْمِی	:	اس کی اصل (یرمِی) تھی
الدَّاعِی	:	اس کی اصل (الدَّاعِی) تھی
الزَّامِی	:	اس کی اصل (الزَّامِی) تھی

اور جب (واو) سے پہلے فتح ہو تو وہاں حرکت کو حذف کرنے کے ساتھ ساتھ نقل کا قاعدہ بھی جاری ہوگا، جیسے: تحاف (اس کا بیان آنے والے دروس میں آئے گا)

اگر (واو) اور (یاء) کی حرکت کو حذف کرنے کی صورت میں اجتماع ساکنین لازم آئے تو حرف علت کو گرا دیا جائے گا، جیسے: یدْعُوْن: اس کی اصل (یدْعُوْن) تھی، واو کی حرکت کو حذف کر دیا گیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے (واو) کو حذف کر دیا گیا۔

تَزْمِیْن: اس کی اصل (تَزْمِیْن) تھی، (یاء) کی حرکت کو ساکن کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے (یاء) کو حذف کر دیا گیا۔
دَاعٍ (اسم فاعل): اس کی اصل (دَاعِی) تھی، واو کلمہ کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہوا اور اس وجہ سے اس کو (ی) سے بدل دیا گیا تو وہ داعِی ہوا، (یا) پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے تسکین کے مذکورہ قاعدے کے مطابق (ی) کی حرکت کو حذف کر دیا گیا تو وہ (دَاعِیْن) ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے (ی) کو حذف کر دیا گیا تو دَاعٍ ہوا۔

رَامٍ (اسم فاعل): اس کی اصل (رَامِی) تھی، (یاء) کے ضمہ کو حذف کر دیا گیا، تو رَامِی ہوا تو پھر (یا) کو حذف کر دیا گیا تو (رَام) ہوا تو نون ساکنہ دَاعٍ کی طرح تنوین کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: رَامٍ

14.6.1 تمرینات

1- مندرجہ ذیل جملوں میں اُن کلمات کی نشان دہی کرتے ہوئے جن میں تعلیل ہوئی ہے ان کے سبب اعلال کو تحریر کیجیے۔

۱- یدْعُو الدَّاعِیَ إِلَى النَّادِی ۲- یَقْضِی الْقَاضِیَ عَلَى الْجَانِی

۳- یَصِفُ الطَّیِّبُ الدَّوَاءَ ۴- یُنْجِزُ الصَّالِحُ مَا یَعِدُ

۵- یَسْمُو الْوَطَنُ بِأَبْنَائِهِ

۶- یَزِنُ التَّاجِرُ الْأَمِیْنَ بِالْقِسْطِ الْمُسْتَقِیْمِ

2- حسب ذیل کلمات کی اصل بتائیے، اور اُن میں سے ہر کلمہ کی جمع ذکر مع تعلیل تحریر کیجیے۔

یَتَلَوُ - یَنْمُو - یَعْدُو - یَعْلُو

3۔ درج ذیل کلمات کی تعلیل لکھیے اور ان میں سے ہر ایک کا اسم فاعل معرف باللام سے تحریر کرتے ہوئے ان میں واقع شدہ اعلال تحریر کیجیے۔

یمشی - یروی - یکفی - یقضی

4۔ مندرجہ ذیل کلمات کی تعلیل بیان کیجیے۔

عَازٍ - قَاسٍ - رَامٍ - هَادٍ

معلومات کی جانچ

۱۔ اعلال بال حذف (حذف کے ذریعے تعلیل) کی تعریف مع مثال لکھیے۔

۲۔ اعلال بال حذف فعل مغل کی کس قسم میں ہوتا ہے۔

۳۔ ”یجب، فعل، وجب“ کا مضارع ہے اور یوجب فعل ”وَجَل“ کا مضارع ہے، ایک فعل میں (واو) کو حذف کیوں کیا گیا اور

دوسرے میں (واو) کو باقی رکھنے کا سبب تحریر کیجیے۔

۴۔ یهب اور یضع میں (واو) کے مخدوف ہونے کا سبب لکھیے۔

۵۔ اعلال بالتسکین اور اعلال بالنقل کے درمیان کیا فرق ہے۔ واضح کیجیے۔

۶۔ اعلال بالتسکین کی چند صورتیں مع امثلہ واضح کیجیے

۷۔ یغزون کی اصل کیا تھی اور اس میں کیا اعلال واقع ہوا تحریر کیجیے۔

۸۔ ”الزَّاهِي“ میم (یاء) کا اثبات اور ”رَامٍ“ میں (یا) کے مخدوف ہونے کا سبب کیا ہے؟

14.6.2 اعلال بالنقل والقلب (نقل اور قلب کے ذریعے تعلیل)

نقل اور قلب میں تعلیل: اعلال بالتسکین کی اور ایک صورت یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت ساکن کر کے ماقبل حرف کو نقل کی جاتی

ہے، کبھی نقل ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور کبھی نقل کے ساتھ ساتھ قلب یعنی حرف علت کو بدلنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، ان دونوں صورتوں کو مع امثلہ واضح کیا جاتا ہے۔

اعلال بالنقل: اعلال بالنقل کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جب (و، ی) متحرک ہو، اور اس سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو تو حروف علت کو ساکن کر کے اُن کی حرکت اپنے ماقبل حرف صحیح کو دے

دی جاتی ہے۔ جیسے:

يَقُولُ : اس کی اصل (يَقُولُ) تھی، ”واو“ کی حرکت ماقبل حرف صحیح کو دے دی گئی تو يَقُولُ ہوا۔

يَبِيعُ : اس کی اصل (يَبِيعُ) تھی، (یا) کی حرکت ماقبل حرف کو دے دی گئی۔

يَقْلُنْ، يَبِغُنْ : ان کی اصل (يَقْلُنْ، يَبِغُنْ) تھی، واو اور یا کی حرکت ماقبل کو دی گئی تو (يَقْلُنْ، يَبِغُنْ) ہوا، پھر واو اور یاء کے درمیان

اجتماع ساکنین ہوا اور اس کی وجہ سے واو اور یاء کو گرا دیا گیا تو (يَقْلُنْ، يَبِغُنْ) ہوا۔

☆ اعلال بالنقل والقلب: حروف علت (و، ی) کی حرکت ماقبل حرف کو دینے کے بعد اگر وہ حروف اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہوں تو

وہ اپنی حالت پر رہیں گے (جیسا کہ اُن کی مثالیں ابھی گزری ہیں) ورنہ حروف علت کو ماقبل کی حرکت کے موافق بدل دیا جائے گا، اس تعلیل کو اعلال بالنقل والقلب کہا جاتا ہے۔ جیسے:

يَقَالُ، يَبَاغُ، يُخَافُ: ان افعالِ مجہول کی اصل (يَقُولُ، يَبِيعُ، يُخَوِّفُ) ہے ان کے (و، ی) کا فتح ماقبل حروف کو دے کر (و، ی) کو فتح کی مناسبت سے (الف) سے بدل دیا گیا۔

(۲) جب حرف علت مکسور ہو اور اس کا ماقبل حرف مضموم ہو تو نقل کو دفع کرنے کے لیے اس کی حرکت ماقبل کو دے دی جاتی ہے، جیسے:

بِيعَ (بَاغَ کا فعل مجہول): اس کی اصل (بِيعَ) تھی، (ی) کی حرکت ساکن کر کے ماقبل کو دی گئی تو بیع ہوا۔

قَيَسَ (قَاسَ کا فعل مجہول): اس کی اصل (قَيَسَ) تھی، اس کی تعلیل بھی (بیع) کی طرح ہوگی۔

اور اگر حرف علت کی حرکت کسرہ کو ماقبل دینے کے بعد وہ اس حرکت کے موافق نہ ہو تو صرف علت کو ماقبل کی حرکت سے بدل دیا

جائے گا۔ جیسے:

قِيلَ، خِيفَ (قَالَ وَاخَافَ کا فعل مجہول): ان کی اصل قُولَ اور خُوفَ تھی، واو کی حرکت کسرہ ان کے ماقبل کو دی گئی اور کسرہ کی مناسبت

سے (واو) کو (یا) سے بدل دیا گیا۔

☆ مذکورہ قواعد کی روشنی میں مزید اور کلمات کی تعلیل ملاحظہ کیجیے۔

مُبِينٌ، مُفِيدٌ: ان کی اصل (مُبِينٌ، مُفِيدٌ) تھی، (ی) کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی گئی، ان میں اعلال بالنقل واقع ہوا۔

مَقَامٌ، مَعَاشٌ: ان کی اصل (مَقُومٌ، مَعِيشٌ) تھی، واو اور یاء کی حرکت (فتح) اُن کے ماقبل حرف کو دی گئی اور فتح کی مناسبت سے (و، ی)

کو (الف) سے بدل دیا گیا، یہ اعلال بالنقل والقلب کی مثالیں ہیں۔

مَقُولٌ، مَخُوفٌ: یہ دونوں (يَقُولُ، يَخَافُ) کے اسم مفعول ہیں ان کی اصل (مَقُودٌ، مَخُوفٌ) تھی، (و، ی) کو متحرک اور ان سے

پہلے حرف صحیح ساکن ہے، ان کی حرکت ماقبل کو دی گئی، پھر دو ساکن کے جمع ہونے کی وجہ سے ایک (واو) کو گرا دیا گیا، ان میں اعلال بالنقل والحدف واقع ہوا ہے۔

واقع ہوا ہے۔

مَبِيعٌ، مَقْيَسٌ: یہ دونوں (يَبِيعُ، يَقْيَسُ) کے اسم مفعول ہیں، ان کی اصل (مَبْيُوعٌ، مَقْيُوسٌ) تھی (ی) کی حرکت ان سے پہلے حرف صحیح

ساکن کو دی گئی، پھر (و، ی) دو ساکن جمع ہوئے (یاء) کو حذف کر دیا گیا تو وہ (مَبْيُوعٌ و مَقْيُوسٌ) ہوا، پھر (یاء اور قاف) کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا

گیا، تاکہ فعل واوی اور یائی میں فرق ہو جائے (اور کسرہ یاء کے محذوف ہونے پر دلیل ہو جائے) تو وہ (مَبْيُوعٌ، مَقْيُوسٌ) ہوئے، پھر واو کو کسرہ کی

مناسبت سے (یا) سے بدل دیا گیا تو وہ (مَبِيعٌ و مَقْيَسٌ) ہوا، ان میں اعلال بالنقل والحدف واقع ہوا ہے۔

قُلٌ، بَعُ (فعل امر): یہ دونوں اصل میں (اقُولُ، ابِيعُ) تھے، ”واو“ کا ضمہ اور ”یاء“ کا کسرہ ماقبل حرف کو نقل کرنے کے بعد اجتماع

ساکنین کی وجہ سے (و، ی) کو حذف کر دیا گیا تو وہ (اقُلُ و ابِغُ) ہوئے، (فاء) کلمہ کو متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، اس کو

بھی گرا دیا گیا، تو (قُل و بَعُ) ہوا، یہ اعلال بالنقل والحدف ہے۔

خَفٌ: یہ (خَافَ يَخَافُ) کا فعل امر ہے، اس کی اصل (اخْوَفُ) تھی، واو کی حرکت ماقبل حرف کو نقل کی گئی، اور فتح کی مناسبت سے واو کو

الف سے بدل دیا گیا وہ (إِخَافٌ) ہوا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے (الف) کو حذف کر دیا گیا، (فاء) کلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، اس کو گرانے کے بعد (خَفٌ) ہوا۔

14.6.3 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اُن کلمات کی نشان دہی کیجیے جن میں تعلیل ہوئی ہے اور سبب اعلال تحریر کیجیے۔

۱۔ قَنِسُوا الْأُمُورَ عَلَى أَشْبَاهِهَا

۲۔ اجْتَنِبْ مَا يَرَاهُ الْعُقَلَاءُ مَعِيْبًا

۳۔ اَعْمَلِ الْوَاجِبَ رَغْبَةً لَا مَخَافَةً

۴۔ اجْعَلْ مَالَكَ مَبْنُودًا وَعِرْضَكَ مَصُوفًا

۵۔ يَذُومُ الْوَدَّ بِالْخَلْقِ الْحَسَنِ

۶۔ يَزِيدُ سُكَّانَ مِصْرَ كُلِّ عَامٍ

2۔ حسب ذیل کلمات کی اصل بتائیے، اور ان میں سے ہر کلمہ کی تعلیل لکھیے۔

مَنَامٌ - مَفَازَةٌ - مَعَاشٌ - مَجَالٌ

3۔ مندرجہ ذیل افعال کے ابواب تحریر کرتے ہوئے ان میں واقع شدہ تعلیل لکھیے۔

يَصُومُ - يَسِيرُ - يَطِيرُ - يَسُودُ

4۔ آنے والے افعال جو باب (فرح) سے ہیں، ان کا مضارع لکھیے، ہر ایک مضارع کی اصل بتاتے ہوئے ان کی تعلیل تحریر کیجیے۔

خَافَ - نَامَ - حَارَ - نَالَ

5۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کا اسم مفعول لکھ کر اس کی تعلیل بیان کیجیے۔

شَانَ - صَادَ - قَالَ - كَالَ

معلومات کی جانچ

۱۔ اعلال بالنتقل کی مع امثله وضاحت کیجیے۔

۲۔ اعلال بالنتقل والقلب کو مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے۔

۳۔ قَبِيلٌ اور خَيْفٌ میں کیا تعلیل ہوئی، لکھیے۔

۴۔ اعلال بالنتقل والحذف کو مثال سے واضح کیجیے۔

۵۔ مَبْنُوعٌ و مَقْنِيسٌ میں اعلال کے کتنے قواعد جاری ہوتے ہیں۔

۶۔ (قُلٌّ، بَعْ) اور (خَفٌ) کے درمیان تعلیل میں کیا فرق ہے؟

إبدال: ابدال اور اعلال کا فرق ابتدا میں گذر چکا ہے، اعلال کا تعلق صرف افعال معتلہ سے ہوتا ہے، اور ابدال عام ہے جس کا تعلق افعال معتلہ اور افعال صحیحہ دونوں سے بھی ہو سکتا ہے ”واو اور یاء کی ہمزہ سے تبدیلی“ کی تین صورتیں ہیں جن کا بیان گذر چکا ہے اور ابدال کی واضح صورتیں ذیل میں ہیں، جیسے:

دعاء*	:	اس کی اصل	دعاؤ تھی
قضاء	:	اس کی اصل	قَضَائِ تھی
قَائِل	:	اس کی اصل	قَاوِل تھی
بَائِع	:	اس کی اصل	بَايِع تھی
عَجَائِز	:	اس کی اصل	عَجَاوِز تھی
قَصَائِد	:	اس کی اصل	قَصَائِد تھی

ابدال کی دو مشہور صورتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں، ایک کا تعلق (افتعال) کی (فاء) سے اور دوسری صورت کا تعلق ”افتعال“ کی (تاء) سے ہے۔

(۱) فاء افتعال کا ابدال: جب (افتعل) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (فاء) ”واو“ یا ”یاء“ پر مشتمل ہو تو اسے (تاء) سے بدل دیا جائے گا، اور اس ”تاء“ کا تاء افتعال میں ادغام کیا جائے گا۔ جیسے:

إِتَّصَف: اس کی اصل ”إِوْتَصَف“ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعل مجرد (وَصَف) ہے، واو کو تاء سے تبدیل کیا گیا اور تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا۔

إِتَّسَّر: اس کی اصل ”إِئْتَسَّر“ تھی اس کا فعل مجرد یسر ہے ”یاء“ کو ”تاء“ سے تبدیل کیا گیا اور تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا۔

(۲) تاء افتعال کا ابدال: اس ابدال کی دو قسمیں ہیں:

(الف) جب فعل ثلاثی کا پہلا حرف ”دال“ یا ”ذال“ یا ”زاء“ ہو تو اس کے باب (افتعال) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (دال) سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے:

فعل	باب افتعال ابدال سے پہلے	ابدال کے بعد
دعا	إِدْتَعَى	إِدْعَى (إِدْعَاء)
ذکر	إِذْتَكَّرَ	إِذْذَكَرَ (إِذْذَكَار)
رَحِمَ	إِزْتَحَمَ	إِزْذَحَمَ (إِزْذَحَام)

نوٹ: إِذْذَكَرَ ----- کو اذ ذکر بھی پڑھا جاتا ہے۔

(ب) اور جب فعل ثلاثی مجرد کا پہلا حرف حروف مطبقہ میں سے کوئی ایک ہو، جیسے (صاد، ضاد، طاء، ظاء) تو اس کے افتعال اور اس مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (طاء) سے بدل دیا جائے گا، جیسے:

فعل ثلاثی مجرد	باب افتعال ابدال سے پہلے	ابدال کے بعد
صَبَرَ	اِصْتَبَرَ	اِضْطَبَرَ (اضْطَبَار)
ضَرَبَ	اِضْتَرَبَ	اِضْطَرَبَ (اضْطَرَاب)
طَلَعَ	اِطْتَلَعَ	اِطْلَعَ (اطْلَاع)
ظَلَمَ	اِظْطَلَمَ	اِظْطَلَمَ (اِظْطِلَام)

نوٹ: اضطلم کو اظلم بھی پڑھا جاتا ہے۔

معلومات کی جانچ

- ۱۔ ابدال اور اعلال میں کیا فرق ہے؟
- ۲۔ اسماء معتلہ سے تعلق رکھنے والے ابدال کی چند مثالیں لکھیے۔
- ۳۔ ابدال کی مشہور صورت کس باب سے تعلق رکھتی ہے۔
- ۴۔ ”فء افتعال“ کی ابدال کی صورت مع امثلہ واضح کیجیے۔
- ۵۔ ”تاء افتعال“ کو (طاء) سے تبدیل کرنے کی کیا صورت ہے، مثالوں سے وضاحت کیجیے۔
- ۶۔ ”تاء افتعال“ کو (دال) سے تبدیل کرنے کی کیا صورت ہے، مثالوں سے واضح کیجیے۔

تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل افعال سے ہر ایک فعل کو باب افتعال میں استعمال کر کے اس میں واقع ہونے والے ابدال کا قاعدہ لکھیے۔

وزن - وَسَم - وَعَدَ - وَعَظَ

2۔ حسب ذیل کلمات کی اصل تحریر کرتے ہوئے ان میں واقع ہونے والی تبدیلی کی وضاحت کیجیے۔

اتِّحَاد - مُتَّصِل - اتِّفَاق - اتَّجَه

3۔ آنے والے افعال سے افتعال کے صیغے لکھیے اور ان میں جو تبدیلی ہوئی ہے تحریر کیجیے۔

زاد - صنع - طرد - زجر - سحب - زان

14.8 اکتسابی نتائج

فعل کے حروف اصلی کی ہیئت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل

1۔ فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کوئی حرف علت (واو، الف، یاء) نہ ہو، جیسے: فَتَحَ وَأَمَرَ وَمَذَّ، پھر فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(الف) سالم: وہ فعل ہے جو ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف سے خالی ہو، جیسے: کتب و صرّب و جلّس۔

(ب) مہموز: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں ہمزہ ہو، جیسے: أمّر، سأل، قرأ

(ج) مضاعف (مضعّف): وہ فعل ہے جس کے دو حروف ایک جنس کے ہو، جیسے: مَدَدَ (اس کی اصل مَدَدٌ) تھی، یہ فعل ثلاثی ہے اور زَلْزَلَ،

یہ فعل رباعی ہے۔

فعل معتل: وہ فعل ہے جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف، حرف عِلّت ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ

حرف جس کو لفیف کہا جاتا ہے۔

اعلال: واو الف اور یاء تغیر یا تبدیلی کو قبول کرنے کی وجہ سے اُن کو حروفِ عِلّت کہا جاتا ہے، اور فعلِ معتل میں ان تینوں حروف میں سے کسی

حرف کا پایا جانا ضروری ہے، فعلِ معتل کے ان حروف پر جو تغیر واقع ہوتا ہے، اُسے اعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوْلٌ) تھی، واو تحرّک کو الف سے تبدیل کر کے ”قَالَ“ بنایا گیا۔

ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو ابدال کہا جاتا ہے، اور جس حرف میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے وہ حرف عِلّت ہو تو اسے

اعلال بھی کہا جاتا ہے، جیسے: ”خَافَ“ اس کی صال ”خَوْف“ تھی اور ”زَمِي“ اُس کی اصل ”زَمِي“ تھی، پہلی مثال میں (واو) کو الف سے اور دوسری مثال میں (ی) کو الف سے بدل دیا گیا۔

اعلال کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اعلال بالقلب ۲۔ اعلال بالنقل ۳۔ اعلال بالحذف

ابدال اور اعلال کا فرق یہ ہے کہ اعلال کا تعلق صرف افعالِ معتلہ سے ہوتا ہے، اور ابدال عام ہے جس کا تعلق افعالِ معتلہ اور افعالِ صحیحہ دونوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ ابدال کی دو مشہور صورتیں ہیں: ایک کا تعلق (افتعال) کی (فاء) سے اور دوسری صورت کا تعلق ”افتعال“ کی (تاء) سے ہے۔ (۱) افتعال کا ابدال: جب (افعل) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (فاء) ”واو“ یا ”یاء“ پر مشتمل ہو تو اسے (تاء) سے بدل دیا جائے گا، اور اس ”تاء“ کا تاء افتعال میں ادغام کیا جائے گا۔ جیسے:

انْصَفَّ: اس کی اصل ”انْصَفَّ“ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعلِ مجرّد (وَصَفَّ) ہے، واو کو تاء سے تبدیل کیا گیا، اور اس ”تاء“ کا تاء

افتعال میں ادغام کیا جائے گا۔ جیسے: انْصَفَّ: اس کی اصل ”انْصَفَّ“ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعلِ مجرّد (وَصَفَّ) ہے، واو کو تاء سے تبدیل کیا گیا اور تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا۔

(۲) تاء افتعال کا ابدال: اس ابدال کی دو قسمیں ہیں:

(الف) جب فعل ثلاثی کا پہلا حرف ”دال“ یا ”ذال“ یا ”زاء“ ہو تو اس کے باب (افتعال) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی

(تاء) کو (دال) سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے: اَدْعَى (ادعاء) اس کا اصل ادتعی تھا۔

(ب) اور جب فعل ثلاثی مجرّد کا پہلا حرف حروفِ مطبّقہ میں سے کوئی ایک ہو، جیسے (صاد، ضاد، طاء، ظاء) تو اس کے افتعال اور اس مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (طاء) سے بدل دیا جائے گا، جیسے: اضْطَبَّرَ (اضطبار) اس کا اصل اضْطَبَّرَ ہے

الفاظ	معانی
(الف) درس میں وارد الفاظ	
وَفَى يَفَى	پورا کرنا
وَعَى يَعَى	(ذہن میں) محفوظ کرنا
وَقَى يَقَى	بچانا
رَوَى يَرَوَى	روایت کرنا
نَوَى يَنْوَى	نیت کرنا
طَوَى يَطْوَى	لپیٹنا
رَمَى يَرْمَى	پھینکنا
بَاعَ يَبِيعُ	بیچنا
عَادَ يَعُودُ	واپس لوٹنا
أَعْلَى يُعْلَى	بلند کرنا
اسْتَعْلَى يَسْتَعْلَى	بلند ہونا
اجْتَابَ يَجْتَابُ	طے کرنا، عبور کرنا
انْمَحَى يَنْمَحَى	مٹنا
سَعَى يَسْعَى	کوشش کرنا
أَعْنَى يُعْنَى	مالدار کرنا
اسْتَعْنَى يَسْتَعْنَى	مالدار ہونا
الْتَقَى يَلْتَقَى	مِلنا
اخْتَارَ يَخْتَارُ	انتخاب کرنا
جَاهَدَ يُجَاهِدُ	مجاہدہ کرنا
حَاسَبَ يُحَاسِبُ	حساب لینا
أَيَقَنَ يُوقِنُ	یقین کرنا
أَيَسَرَ يُوسِرُ	مالدار ہونا

مؤسّر	مالدار
بائع	بیچنے والا
مائیل	جھکنے والا، راغب
إهداء	تحفہ دینا
قضاء	فیصلہ
عجائز، عجوز	بوڑھا، بوڑھی
صحيفة (ج) ضحف و صحائف	اخبار، لکھا ہوا کاغذ
مزمی	مارا ہوا
مقضى	فیصلہ کیا ہوا
مينعاد	وعدہ کا وقت یا جگہ
أَوْقَدَ إِيْقَادًا	روشن کرنا، سلگانا
إِسْتَوْعَبَ اسْتِيعَابًا	احاطہ کرنا، پورا پورا لینا
رَضِيَ بِرَضَى	راضی ہونا
العالی	بلند
رَكَّيْ يُرَكِّي	پاک و صاف کرنا
سَمَى يُسَمِّي	نام رکھنا
وَهَبَ يَهَبُ	عطا کرنا
وَصَعَ يَصْعُ	رکھنا
وَجَلَ يُوْجِلُ	ڈرانا، گھبرانانا
يَسَّرَ يَسِّرُ	آسان ہونا، ممکن ہونا
وَعَدَ يَعِدُ	وعدہ کرنا
غَزَا يَغْزُو	حملہ کرنا
مُخَاصِم	فریق مخالف
مَال (عنه)	(حق سے) ہٹنا
أَيْنَعَ يُؤْنَع	پکنا (پھل وغیرہ)
خَشِيَ يَخْشَى	ڈرنا

ملقات کرنا، ملنا	لَقِيَ يَلْقَى
اندھا ہونا	عَمِيَ يَغْمَى
بھولنا	نَسِيَ يَنْسَى
کوشش کرنا	سَعَى يَسْعَى
سردار ہونا	سَادَ يَسُوذُ
بھولنا	سَهَا يَسْهُوُ
چاہنا	اِبْتَغَى يَبْتَغِي
(وعدہ) پورا کرنا	وَفَى يَفِي
بے زار ہونا، اُکتا جانا	سَعِمَ يَسْعَمُ
آڑے آنا، حائل ہونا	حَالَ يَحُولُ
(راہ حق سے) ہٹنا	حَادِيَ حِينِد (عنه)
راہ بتانا	أَرَشَدَ يُرْشِدُ
شریف، آزاد	حُرٌّ
وزن کرنا، تولنا	وَزَنَ يَزِنُ
بادل	سَحَاب (ج) سَحَاب
اندازہ کرنا، ناپنا	قَاسَ يَقِيسُ
واضح، ظاہر	مُبِين
روزی، زندگی بسر کرنے کا سامان	مَعَاش
قابل فروخت شے	مَبِيعٌ
اندازہ کیا ہوا	مَقِيسٌ
کسی صفت سے موصوف ہونا	اِتَّصَفَ بِتَصِفٍ
بھیڑ لگانا، ہجوم ہونا	اِزْدَحَمَ يَزْدَحِمُ
دعویٰ کرنا	اِدَّعَى يَدَّعِي
یاد کرنا، یاد رکھنا	اِذْكُر (اِذْكُرْ)
بے چین ہونا	اِضْطَرَبَ يَضْطَرِبُ
ظلم برداشت کرنا	اِظْلَمَ (اِظْلَمَ)

(ب) تمرینات میں وارد شدہ الفاظ

عاقِبْ يَعاقِبْ	سزا دینا
شرطی	پولیس
لُصّ	چور
هَرَم	مصر کی قدیم تاریخی عمارت
حَاكَمَ يُحَاكِمُ (المجرم)	مجرم سے بیان لینا
مَتَّهَم	تہمت لگا ہوا
سَامَحٌ يُسَامِح	نرمی برتنا، غلطی نظر انداز کرنا
حَلِيم	بردار
صَارِعٌ يُصَارِع	پچھاڑنا، کشتی لڑنا
بَطَل	پہلوان، ہیرو
عَرَّائِس، عَزُوس	دہنیں
صَفَا يُصَفُّو	پاک و صاف ہونا
خَالًا يُخْلُو	خالی ہونا
سَمَا يُسْمُو	بلند ہونا
شَكَا يُشْكُو	شکایت کرنا
عَفَا يُعْفُو (عنه)	معاف کرنا
عَادَى يُعَادِي	دشمنی کرنا
اسْتَدْعَى يُسْتَدْعَى	طلب کرنا
النَّادِي	کلب، مجلس
الْجَانِي	مجرم
وَصَفَّ يُصَفِّ	وصف بیان کرنا
الطَّيِّب	حکیم / ڈاکٹر
قِسْطَاس	ترازو
تَلَا يُتْلُو	تلاوت کرنا
نَمَا يُنْمُو	بڑھنا، نشوونما ہونا

دوڑنا	عَدَا يَعْدُو
بلند ہونا	عَلَا يَعْلُو
کافی ہونا	كَفَى يَكْفِي
لڑنے والا	عَازٍ
سخت دل	قَاسٍ
تیر انداز	رَامٍ
عیب لگایا ہوا	مَعِيبٍ
خرچ کیا ہوا	مَبْدُولٍ
محفوظ	مَصُونٍ
ہمیشہ رہنا	دَامَ يَدُومُ
محبت	وَدَّ
باشندے	سَكَّانٍ وَسَاكِنٍ
اُڑنا	طَارَ يَطِيرُ
حیران ہونا	حَارَ يَحَارُ
عیب دار کرنا	شَانَ يَشِينُ
شکار کرنا	صَادَ يَصِيدُ
ناپنا	كَالَ يَكْنِلُ
نشان لگانا	وَسَمَ يَسِمُ
بھگانا، دور کرنا	طَرَدَ يَطْرُدُ
ڈانٹنا	زَجَرَ يَزْجُرُ
مزین کرنا	زَانَ يَزِينُ
صحبت اختیار کرنا	صَحَبَ يَصْحَبُ

14.10 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ اعلال و ابدال کی تعریف کیجیے اور ان کے اقسام کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔
- ۲۔ اسمائے معتلہ سے تعلق رکھنے والے ابدال کی مثالیں لکھیے۔

۳۔ درج ذیل آیتوں میں اعلال کی صورتوں کو واضح کیجیے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی ألم یجدک یتیمًا فآوی ووجدک ضالًا فہدی

۴۔ تائے افتعال کو ط سے بدلنے کی کیا صورتیں ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

14.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | | |
|---------------------------------|---|------------------------------|
| ۱۔ کتاب الصرف | : | عبدالرحمن امرتسری |
| ۲۔ النحو والواضح | : | علی جارم و مصطفیٰ امین |
| ۳۔ جامع الدروس العربیة | : | الشیخ مصطفیٰ الغلائیینی |
| ۴۔ التصریف الواضح (الجزء الأول) | : | د۔ حافظ سید بدیع الدین صابری |

اکائی 15 مفعول بہ، مفعول مطلق

اکائی کے اجزا

- 15.1 مقصد
- 15.2 تمہید
- 15.3 مفعول بہ اور مفعول مطلق کی تعریف
- 15.4 مفعول بہ کا اعراب
- 15.5 مفعول بہ کی قسمیں (یا صورتیں)
- 15.6 مفعول بہ کا عامل
- 15.7 مفعول بہ کا تعدد
- 15.8 فاعل اور مفعول بہ کی ایک دوسرے پر تقدیم
- 15.9 مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم
- 15.10 مفعول بہ کے فعل کا حذف
- 15.11 منادی
 - 15.11.1 منادی کے اقسام
 - 15.11.2 منادی کا اعراب
 - 15.11.3 مستغاث بہ
 - 15.11.4 مندوب
 - 15.11.5 اغراء
 - 15.11.6 تحذیر
 - 15.11.7 اشتغال
- 15.12 مفعول مطلق کی تعریف

- 15.13 مفعول مطلق کے مقاصد
- 15.14 مفعول مطلق کے عوامل
- 15.15 نائب مفعول مطلق
- 15.16 مفعول مطلق کے عامل (فعل) کا حذف
- 15.17 اکتسابی نتائج
- 15.18 نمونے کے امتحانی سوالات
- 15.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

15.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:

- ☆ مفعول بہ کی قسموں سے آگاہ ہو جائیں گے۔
- ☆ مفعول بہ کے متعدد ہونے کا پتہ چل جائے گا۔
- ☆ مفعول بہ کی تقدیم یا تاخیر کے احکام سے باخبر ہو جائیں گے۔
- ☆ مفعول بہ کے عامل (فعل) کے حذف کے مقامات سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ مفعول مطلق اور مفعول بہ کے درمیان فرق کو جان لیں گے۔
- ☆ مفعول مطلق کے استعمال کے مقاصد سے واقف ہو جائیں گے۔
- ☆ مفعول مطلق کے عامل سے آگاہ ہو جائیں گے۔
- ☆ کون سے اسما مفعول مطلق کے نائب بن سکتے ہیں اُن کی تفصیلات سے واقفیت حاصل کریں گے۔
- ☆ مفعول مطلق کے فعل کے حذف کی صورتوں سے باخبر ہو جائیں گے۔

15.2 تمہید

اسم کی اعرابی علامتیں تین ہیں: رفع، نصب اور جر۔

جس اسم پر رفع آجائے اس کو مرفوع کہا جاتا ہے اور اس کی جمع مرفوعات ہے، اور جس اسم پر نصب آجائے اس کو منصوب کہا جاتا ہے، اس کی جمع منصوبات ہے اور جس اسم پر جر آجائے اس کو مجرور کہا جاتا ہے، اس کی جمع مجرورات ہے۔

منصوبات میں مفعول کی بحث سب سے مقدم ہیں، مفعول کی جملہ پانچ قسمیں ہیں، انھیں مفاعیل خمسہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مفعول بہ ۲۔ مفعول مطلق ۳۔ مفعول فیہ (ظرف)

۴۔ مفعول لہ ۵۔ مفعول معہ

فعل لازم ہوگا یا متعدی ہوگا، اگر فعل لازم ہوگا تو اُسے مفعول بہ کی حاجت نہیں ہوتی جیسے: جَلَسَ زَيْدٌ (زید بیٹھا) اور اگر فعل متعدی ہو

تو فاعل کے ساتھ مفعول کا بھی تقاضہ کرتا ہے جیسے: أَكَلَ زَيْدٌ الْخُبْزَ (زید نے روٹی کھائی)

مفعول کی اور ایک قسم مفعول مطلق ہے جو مفعول بہ کی طرح منصوب ہوتا ہے اور اس مفعول کے ذریعے فعل کی تاکید یا فعل کی نوعیت یا فعل

کے واقع ہونے کی تعداد کا علم ہوتا ہے، جیسے: ہم اردو میں کہتے ہیں:

۱۔ خالد نے خوب کھایا۔

۲۔ خالد ہوا کی طرح چلا۔

۳۔ خالد نے لڑکے کو دو مرتبہ مارا۔

ان جملوں میں پہلا جملہ خالد کے کھانے کی تاکید کرتا ہے اور دوسرے جملے سے خالد کے چلنے کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے اور تیسرے جملے سے فعل کی تعداد کا علم ہوتا ہے، مذکورہ تینوں جملوں کو بالترتیب عربی زبان میں اس طرح استعمال کریں گے۔

۱۔ اَکَلَ خَالِدٌ أَكْلاً

۲۔ سَارَ خَالِدٌ سَيْرَ الْهَوَاءِ

۳۔ ضَرَبَ خَالِدٌ وَلَدَهُ ضَرْبَ بَتْنَيْنِ

15.3 مفعول بہ کی تعریف

15.3.1 مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: ضَرَبَ خَالِدٌ وَلَدًا (خالد نے ایک لڑکے کو مارا)، اس مثال میں ”خالد“ فاعل ہے اور (ولدا) مفعول بہ ہے، اور وہ منصوب ہے اور یہاں نصب کی علامت فتح ہے۔
مفعول بہ پر فاعل کا اثر بطور اثبات ہوگا یا بطور نفی۔

جیسے: كَتَبَ التَّلْمِيزُ الدَّرْسَ (طالب علم نے سبق لکھا)

لَمْ يَكْتُبِ التَّلْمِيزُ الدَّرْسَ (طالب علم نے سبق نہیں لکھا)

15.4 مفعول بہ کا اعراب

مفعول بہ منصوب ہوتا ہے، نصب کی چار علامتیں ہیں: فتح (یہ علامت بکثرت استعمال ہوتی ہے) کسرہ، الف اور یا۔
نصب کی اور ایک حالت فتح تقدیری ہے جس کا ظہور کلمہ کے آخر میں نہیں ہوتا، فتح کو مان لیا جاتا ہے، مفعول بہ کے منصوب ہونے کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مفعول بہ، مفرد منصرف صحیح اور جمع مکثر ہونے کی صورت میں اس کا نصب فتح سے ہوتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَأَيْتُ رَجُلًا

☆ اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں فتح (بغیر تنوین) سے۔

جیسے: رَأَيْتُ عَمْرًا (میں نے عمر کو دیکھا)

☆ اور جمع مؤنث سالم کی صورت میں مفعول بہ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ الْعَالِمَاتِ (میں نے عالم عورتوں کو دیکھا)

☆ اسمائے خمسہ کی صورت میں نصب (الف) سے۔

جیسے: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ

وَقَابِلَتْ أَخَا خَالِدٍ (میں نے خالد کے بھائی سے ملاقات کی)

☆ تشنیہ کی صورت میں یا، ما قبل فتح سے۔

جیسے: لَقِيْتُ الشَّاهِدَيْنِ (میں دو گواہوں سے ملا)

☆ جمع مذکر سالم کی صورت میں ی ماقبل کسرہ سے۔

جیسے: لَقِيْتُ الشَّاهِدَيْنِ (میں گواہوں سے ملا)

أَحَبُّ الصَّادِقِينَ (میں سچوں کو پسند کرتا ہوں)

☆ اسم منقوص کا اعراب فتح لفظی ہوتا ہے۔

جیسے: سَمِعْتُ الدَّاعِي (میں نے دعوت دینے والے کو سنا)

☆ اور اسم مقصور کا اعراب فتح تقدیری سے۔

جیسے: أَخَذْتُ الْعَصَا (میں نے لاٹھی لی)

اور اسی طرح کسی بھی اسم کی اضافت یا متکلم کی طرف ہو تو اس کا اعراب فتح تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے: نَصَرْتُ أَخِي (میں نے اپنے بھائی کی مدد کی)

وَأَحْتَرَمْتُ مُعَلِّمِي (میں اپنے استاد کا احترام کرتا ہوں)

15.5 مفعول بہ کی قسمیں (یا صورتیں)

مفعول بہ یا تو اسم صریح ہوگا یا غیر صریح ہوگا۔

(الف) اگر مفعول بہ اسم صریح ہوگا تو معرب ہوگا یا مبنی ہوگا، معرب ہونے کی صورت میں صرف اسم ظاہر ہوگا (ضمیر کی صورت میں نہیں ہو سکتا)

جیسے: قَرَأْتُ الْكِتَابَ (اسم ظاہر کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں)

☆ اگر مفعول بہ اسم مبنی ہو تو وہ ضمیر کی صورت میں ہوگا خواہ وہ متصل ہو یا منفصل، یا وہ اسم اشارہ ہوگا یا اسم موصول ہوگا۔

(۱) ضمیر متصل:

جیسے: اللَّصُّ ضَرَبَهُ الشَّرْطِي (چور کو پولس نے مارا)

زُرْتُهُ أَمْسِ (میں کل اس سے ملا)

ان دونوں مثالوں میں (ہُ) ضمیر مفعول بہ ہے۔

(۲) ضمیر منفصل:

جیسے: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) اس مثال میں إِيَّاكَ ضمیر

مفعول بہ ہے۔

(۳) اسم اشارہ جیسے: رَأَيْتُ هَذَا الطَّالِبَ اس میں (هَذَا) اسم اشارہ مفعول بہ ہے۔

اسم موصول۔ جیسے: أَكْرَمَتِ الَّذِي زَاوَنِي (میں نے اس کا اکرام کیا جو میری ملاقات کے لیے آیا) اس میں (الَّذِي) مفعول بہ ہے۔

(ب) اگر مفعول بہ غیر صریح ہو تو اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مصدر مؤول: (أَنَّ) اپنے اسم و خبر سے مل کر یا (أَنَّ) اپنے ما بعد فعل اور فاعل سے مل کر مصدر کی تاویل میں مفعول بہ ہوگا۔

جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ خَالِدًا نَاجِحٌ (مجھے معلوم ہوا کہ خالد کامیاب ہے) اُنَّ اور اس کا ما بعد مصدر کی تاویل میں (عَلِمْتُ) کا مفعول بہ ہے، اس کی تاویل یہ ہے: عَلِمْتُ نَجَاحَ خَالِدٍ، (أَنَّ) جملہ اسمیہ پر داخل ہوگا اور (أَنَّ) جملہ فعلیہ پر، جیسے: أَحَبُّ أَنْ يَنْجَحَ (میں چاہتا ہوں کہ وہ کامیاب ہو جائے) اس کی تاویل یہ ہے: أَحَبُّ نَجَاحِهِ۔

ایسا جملہ جو افعال ظن و یقین یا افعال قلوب کے بعد واقع ہو تو وہ مفرد کی تاویل میں ہو کر ان افعال کا مفعول دوم ہوگا، جیسے: ظَنَنْتُكَ تَجْتَهِدُ (میں نے تجھے گمان کیا کہ تو محنت کر رہا ہے) (تَجْتَهِدُ) محل نصب میں (ظننت) کا مفعول ثانی ہے، اس کی تاویل اس طرح ہے: ظَنَنْتُكَ مَجْتَهِدًا۔

☆ مفعول بہ غیر صریح کی اور ایک صورت یہ ہے کہ فاعل کا فعل مفعول پر حرف جر کے واسطے سے واقع ہو، جیسے: ذَهَبْتُ بِخَالِدٍ (میں

خالد کو لے کر گیا) اُمسكتُ بیدہ (میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑا)

15.6 مفعول بہ کا عامل

مفعول بہ کو نصب دینے والے عوامل مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) فعل متعدی، جیسے: قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا (اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا)

(ب) شبہ فعل، جیسے: وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا (اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے) لَفِظِ اللَّهِ (الذَّاكِرِينَ) اسم فاعل کا مفعول بہ ہے۔

(ج) مصدر، جیسے: حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ (تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے)، (الشَّيْءَ) ”حب“ مصدر کا مفعول بہ ہے۔

(د) اسم فعل، جیسے: عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ (تم اپنے نفسوں کو لازم کرلو یا حفاظت کرلو)، أَنْفُسُكُمْ (عليكم) اسم فعل امر کا مفعول بہ ہے، اس کے معنی

الزموایا حفظوا ہے۔

15.7 مفعول بہ کا تعدد

فعل متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ، اگر وہ متعدی بہ دو مفعول ہے تو مفعول بہ دو ہوں گے اور اگر متعدی بہ سہ مفعول ہے تو مفعول بہ تین ہوں گے، افعال متعدیہ کے اعتبار سے مفعول بہ کے تعدد کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ وہ افعال جو صرف ایک مفعول کو نصب دیتے ہیں، ان کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔

۲۔ وہ افعال جو دو مفعول کو نصب دیتے ہیں، ان دونوں کی اصل مبتدا اور خبر ہوگی، اگر فعل و فاعل کو الگ کر دیا جائے تو وہ مبتدا و خبر بن سکتے

ہیں، جیسے: ظَنَنْتُ الطَّالِبَ مَجْتَهِدًا (میں نے طالب علم کو محنتی گمان کیا) ”الطالب“ مفعول اول ہے اور ”مَجْتَهِدًا“ مفعول ثانی ہے، ان کی اصل

(الطالب مَجْتَهِد) ہے۔

ان افعال کا تعلق افعال ظن و یقین اور تحویل سے ہوگا، جیسے: حَسِبْتُ الرَّجُلَ غَنِيًّا (میں نے آدمی کو مالدار خیال کیا)

عَلِمْتُ الْعِلْمَ طَرِيقَ النِّجَاحِ (میں نے علم کو کامیابی کا راستہ جانا)

جَعَلَ الصَّائِغُ الْمَعْدِنَ ذَهَبًا (سنار نے دھات کو سونا بنا دیا)

۳۔ وہ افعال جو دو مفعولوں کو نصب دیتے ہیں، اُن کی اصل مبتدا و خبر نہ ہوگی، ان افعال کا تعلق ”اَعْطَى وَاخْوَاتَهَا“ کے باب سے ہوگا

(اَعْطَى وَسَأَلَ وَكَسَى وَأَطْعَمَ وَغَيْرُهُ)

جیسے: اَعْطَيْتُ الْفَقِيرَ دِرْهَمًا (میں نے فقیر کو ایک درہم دیا)

كَسَى الْغَنِيَّ الْمَسْكِينَ ثَوْبًا (مالدار نے غریب کو کپڑا پہنایا)

۴۔ وہ افعال جو تین مفاعیل کو نصب دیتے ہیں جیسے: اَعْلَمَ، اَخْبَرَ، اَنْبَأَ، حَدَّثَ وغیرہ (ان کی تعداد کم ہے) جیسے: اَعْلَمْتُ الصَّدِيقَ

الْامْتِحَانَ سَهْلًا (میں نے دوست کو بتایا کہ امتحان آسان ہے) اَخْبَرْتُ زَيْدًا اَخَالَدًا اَنَّا جَعَلْنَا (میں نے زید کو خالد کے کامیاب ہونے کی خبر دی)

15.8 فاعل اور مفعول بہ کی ایک دوسرے پر تقدیم

جملہ فعلیہ میں مفعول بہ کا اصل مقام فعل اور فاعل کے بعد ہے، مگر کبھی مفعول بہ فاعل سے پہلے آتا ہے۔ جیسے: كَتَبَ الدَّرْسَ خَالِدٌ، اصل

ترتیب یہ ہے: كَتَبَ خَالِدٌ الدَّرْسَ۔

فاعل یا مفعول بہ کی تقدیم کبھی جوازی ہوتی ہے اور کبھی وجوبی۔

☆ تین مقامات میں فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے۔

۱۔ اگر اعراب کے تقدیری ہونے کی وجہ سے التباس واقع ہو تو اس وقت فاعل مقدم ہوگا۔ جیسے: اَكْرَمَ يَحْيَى عَيْسَى (یحییٰ نے عیسیٰ کا

اکرام کیا)، عَلَّمَ اُخْيَ ابْنِي (میرے بھائی نے میرے بیٹے کو تعلیم دی) اگر کوئی التباس واقع نہ ہو تو فاعل پر مفعول بہ کی تقدیم جائز ہے۔ جیسے:

اَكْرَمْتُ يَحْيَى سَلْمَى (سلمی نے یحییٰ کا اکرام کیا) اس مثال میں سلمیٰ فاعل ہے جو فاعل سے مؤخر ہے۔

۲۔ جب فاعل ضمیر متصل ہو، جیسے: كَتَبْتُ الدَّرْسَ (میں نے سبق لکھا)

۳۔ جب فاعل کا مفعول بہ پر حصر کرنے کا ارادہ ہو، جیسے: مَا ضَرَبَ خَالِدٌ اِلَّا زَيْدًا (خالد نے زید کے سوا کسی کو نہیں مارا)

☆ تین مقامات میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے۔

۱۔ جب مفعول بہ کا فاعل پر حصر کرنے کا ارادہ ہو۔ جیسے: مَا ضَرَبَ خَالِدٌ اِلَّا زَيْدًا (خالد کو زید کے سوا کسی نے نہیں مارا)

۲۔ جب مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: اَتَانِي خَالِدٌ (خالد میرے پاس آیا) سَأَلَهُ الْمَعْلَمُ (استاذ نے اس سے

سوال کیا)

۳۔ جب فاعل میں ایسی ضمیر ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹتی ہو تو مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ جیسے: سَكَنَ الدَّارَ بَانِيهَا

(گھر میں اس کے بنانے والے نے سکونت اختیار کی) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا ابْتَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهُ (اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب

نے آزمایا)

اگر مذکورہ صورت میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کریں تو اضمار قبل الذکر (ذکر یعنی مرجع سے پہلے ضمیر کا لانا) لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔

15.9 مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم

جس طرح مفعول کی تقدیم فاعل پر جائز ہے اسی طرح کبھی مفعول بہ کو فعل و فاعل پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: زیداً ضربت (میں نے زید کو مارا) مگر فاعل کو فعل سے پہلے ذکر کرنا جائز نہیں۔

مندرجہ ذیل مقامات میں مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنا واجب ہے:

۱۔ جب مفعول بہ اسم استفہام ہو، کیونکہ استفہام جملہ میں صدارت کو چاہتا ہے۔ جیسے: مَنْ ضربت؟ (تو نے کس کو مارا؟)، کم کتاباً اشتریت؟ (تو نے کتنی کتابیں خریدی؟)

ان مثالوں میں (مَنْ) اور (کم) محل نصب میں مفعول بہ ہے۔

۲۔ جب کسی اسم کی اضافت اسم استفہام کی طرف ہو۔ جیسے: کتاب مَنْ أخذت؟ (تو نے کس کی کتاب لی) ابنُ أَيْهِم قابلت؟ (اُن میں سے کس کے بیٹے سے تو نے ملاقات کی؟)

۳۔ جب مفعول بہ اسم شرط ہو۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَنْ يُضِللِ اللہ فلا ہادی لہ (جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں) (مَنْ) اسم شرط محل نصب میں مفعول بہ ہے۔

۴۔ جب کم اور کائن خبر یہ ہو، جیسے: کم کتاب قرأت! (کتنی ہی کتابیں میں نے پڑھی)، کائن من علم حویث (کتنے ہی علوم کا

میں نے احاطہ کیا)

15.10 مفعول بہ کے فعل کا حذف

کبھی مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کیا جاتا ہے۔ یعنی سیاق کلام سے اس کا محذوف ہونا سمجھ میں آتا ہے، جیسے: کوئی آپ سے سوال کرے: ”ماذا کتبت“ (تو نے کیا لکھا) تو آپ جواب میں کہتے ہیں ”رسالة“، یعنی خط لکھا اور یہاں فعل کو ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: کتبت رسالة۔

لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے، اُن میں پہلی صورت سماعی ہے، یعنی اس فعل کے حذف کرنے پر کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا، اور باقی مقامات قیاسی ہیں۔

مفعول بہ کے فعل کا حذف سماعی طور پر جملوں میں عام ہے جو ضرب الامثال ہیں یا ضرب الامثال کے مشابہ ہیں۔ جیسے: مہمان کے استقبال کے موقع پر کہا جاتا ہے: ”أَهْلًا وَسَهْلًا“ اس کا مراد معنی خوش آمدید ہے، یہ دونوں کلمات فعل محذوف کے مفعول بہ ہیں، اس کی اصل یہ ہے: أَتَيْتُ أَهْلًا (تم اپنے ہی گھر والوں میں آئے ہو) وَنَزَلْتُ سَهْلًا (اور تم نرم زمین میں اترے ہو، یہاں تمہارے لیے خوشگوار ماحول ہے) اور جیسے کہا جاتا ہے: امرأً وَنَفْسَهُ، اس کی اصل عبارت یہ تھی اُنترک امرأً وَنَفْسَهُ (آدمی کو اور اس کی ذات کو چھوڑ دے) اور جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ“ اس آیت میں ”خَيْرًا“ مفعول بہ کا فعل محذوف ہے، اس کی اصل یہ ہے: انتھوا عن التثلیث و اقصدا و خیرا لکم

(یعنی اے نصاریٰ! تم تین خدا کہنے سے باز آ جاؤ اور اپنے لیے بہتری کا قصد کرو)

اس کے علاوہ اور چند مقامات ایسے ہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: منادی اور اس کے متعلقات، تخیرواغراء اور اشتغال آنے والے دروس میں ان سے مستقل طور پر بحث کی جائے گی۔
معلومات کی جانچ:

1۔ مندرجہ ذیل کلمات کی تشنیہ و جمع کو مفعول بہ کے طور پر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

أخ۔ أخت۔ صادق۔ صادقة۔ رجل۔ امرأة

2۔ مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کیجیے اور ان میں مفعول بہ کا تعین کیجیے۔

الف۔ أهلك الناس الدراهم ب۔ علمت أنك مجتهد

ج۔ أعطاني جائزة د۔ قابلت الذي نجع

هـ۔ يحب خالد أن يكون مهندساً و۔ مدحت عيسى سلمى

ز۔ أعطى المعلم التلميذ كتاباً ح۔ كم كتاباً قرأت؟

ط۔ أی کتاب تقرأت تستفد ی۔ ما كتب الدرس إلا زيد

۳۔ خالی جگہوں کو مناسب مفعول بہ سے پر کر کے جملوں کا ترجمہ کیجیے۔

الف۔ يعجبني حبك ب۔ وجدت العلم

ج۔ هز النسيم د۔ أكرم تلميذه

هـ۔ ما نظم الشاعر إلا و۔ المؤمن شاكر

ز۔ كتاباً اشتريت؟ ح۔ رأيت؟

ط۔ أعلمت خالدًا ی۔ عامل بما تحب أن يعاملوك به۔

15.11 منادی

مفعول بہ کے فعل (عامل) کو حذف کرنے کی وجوبی صورت ایک تو سماعی ہے جس کا ذکر گذر چکا، اور دوسری صورت قیاسی ہے، قیاسی طور پر فعل کو حذف کرنے کی پہلی صورت منادی ہے، پھر منادی سے تعلق رکھنے والی مزید تین بخشیں ہیں: (۱) ترخیم (۲) مستغاث بہ (۳) مندوب۔

۱۔ تعریف منادی: منادی وہ اسم ہے، جس سے پہلے حرف نداء آئے، اور اسے حرف نداء کے ذریعے پکارا گیا ہو، جیسے: یا زید (اے زید)

منادی کے فعل کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر کے حرف نداء کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے، جیسے: یا زید، اصل میں اَدْعُوْ زَيْدًا

(میں زید کو پکارتا ہوں) تھا، اس لیے منادی فعل محذوف اَدْعُوْ یا اُنَادِی کا مفعول بہ ہوتا ہے۔

حروف نداء پانچ ہیں: یا، اُیَا، هَیَا، اُیْ، اَ (ہمزہ مفتوحہ)

15.11.1 منادی کے اقسام

۱۔ مفرد معرفہ ۲۔ نکرہ مقصودہ (یا معینہ) ۳۔ نکرہ غیر مقصودہ

۴۔ مضاف ۵۔ شبہ مضاف

پہلی دو قسمیں مبنی ہیں اور باقی تین اقسام معرب ہیں۔

15.11.2 منادی کا اعراب

پانچ مذکورہ اقسام کے اعراب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ مفرد معرفہ: اگر منادی مفرد معرفہ ہو تو مبنی بر رفع ہوگا، جیسے: یا زید! یا فاطمہ!

یہاں مفرد معرفہ سے مراد مفرد علم ہے، اور مفرد وہ ہے جو مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو، یہاں مفرد، تشبیہ اور جمع کے مقابلے میں نہیں ہے،

چنانچہ مفرد معرفہ کا اطلاق تشبیہ اور جمع پر بھی ہوگا، جیسے:

یا زید۔ یا زیدان۔ یا زیدون

یا فاطمہ۔ یا فاطمتان۔ یا فاطمات

نوٹ: قرنیہ پائے جانے کی صورت میں حرف نداء (یا) کو حذف کرنا جائز ہے۔

جیسے: کلام حکیم میں ارشاد ہے: ”یوسفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا“ اس کی اصل یہ ہے: یا یوسفُ!

۲۔ نکرہ مقصودہ: وہ منادی ہے، جس سے کسی معین ذات کا ارادہ کیا جائے، متکلم کے ذہن میں وہ پہلے سے معین و معروف ہو، اس کا بھی

اعراب مفرد معرفہ کی طرح مبنی بر رفع ہوگا، جیسے: یا تلمیذ! اکتب الدرس۔ یا تلمیذان! اکتبا الدرس۔ یا تلامیذ! اکتبوا الدرس۔

نوٹ: اگر منادی معرف باللام ہو تو منادی اور حرف نداء کے درمیان مذکر کے لیے (اَیُّهَا) اور مؤنث کے لیے (اَیُّهَیْهَا) لایا جائے گا، جیسے: یا اَیُّهَا

الطالب! یا اَیُّهَیْهَا الطالبة، اور (یا) کو حذف کر کے اَیُّهَا الطالب! اور اَیُّهَیْهَا الطالبة بھی کہنا جائز ہے۔

۳۔ نکرہ غیر مقصودہ: جب منادی ایسا نکرہ ہو جو معین نہ ہو تو وہ منصوب ہوگا، جیسے: کوئی اندھا کہے: یا رجلاً! خُذْ بیدی! (اے وہ آدمی!

میرا ہاتھ پکڑ لے) وہ نہیں جانتا کہ سامنے کون شخص ہے، یا بغیر کسی تعین کے کہا جائے، جیسے واعظ کا قول یا غافلاً! اَتَنَبَّهْ (اے غافل! بیدار ہو جا)

۴۔ مضاف: اگر منادی مضاف ہو تو منصوب ہوگا، جیسے:

یا عبد اللہ! یا اَہْلَ الْکِتَابِ! یا قارئ القرآن!

۵۔ شبہ مضاف: اگر منادی شبہ مضاف ہو تو مضاف کی طرح وہ بھی منصوب ہوگا، جیسے:

یا طالعاً جبلاً (اے پہاڑ کے چڑھنے والے)

یا واسعاً علمہ (اے وہ ذات جس کا علم وسیع ہے)

یا راغباً فی العلم (اے علم میں رغبت رکھنے والے)

مشابہ مضاف وہ ہے، جس کا معنی اس کے معمول (فاعل یا مفعول وغیرہ) کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

خلاصہ: اگر منادی مفرد معرفہ ہو یا نکرہ مقصودہ تو مبنی بر رفع ہوگا اور اگر منادی مضاف یا شبہ مضاف یا نکرہ غیر مقصودہ ہو تو منصوب ہوگا۔

15.11.2 ترخیم

ترخیم: ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کے لغوی معنی نرم اور آسان کرنے کے ہیں۔

ترخیم کے اصطلاحی معنی یہ ہے کہ منادی کے آخر سے ایک یا زائد حروف کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا جائے، اور جس کا آخری حرف تخفیفاً حذف کر دیا جاتا ہے اسے منادی مُرخَّم کہتے ہیں، جیسے: یا حارِ، اس کی اصل یا حارِث تھی۔
منادی میں ترخیم کی شرط یہ ہے کہ وہ علم مفرد ہو اور اس کے تین سے زائد حروف ہوں۔

منادی سے دو حروف حذف کیے جانے کی شرط یہ ہے کہ اس کے آخری حرف صحیح سے پہلے حرف مدہ ہو۔ جیسے: یا مَنْصُ، اس کی اصل مَنْصُور تھی، یا منادی کے آخر میں دو حروف زائد ہوں تو ان دونوں کو حذف کیا جائے گا۔ جیسے: یا غنم اس کی اصل یا عثمان تھی۔

منادی مُرخَّم کا اعراب: منادی مُرخَّم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں: ایک اس کی اپنی اصلی حرکت یعنی ترخیم سے پہلے اس حرف کی جو حرکت تھی اسے باقی رکھنا جائز ہے۔ جیسے: یا حارِث کو یا حارِ پڑھنا، اور دوسری حرکت یہ ہے کہ اسے مبنی بر ضمّہ پڑھا جائے۔ چونکہ اس کے آخر حرف کے حذف کے بعد اس کی شکل منادی مستقل کی ہوگئی، لہذا وہ مفرد معرفہ ہونے کی وجہ سے ضمّہ پڑھا جائے گا۔ جیسے: یا حارِث کو یا حارِ بھی پڑھنا جائز ہے۔

15.11.3 مُستغاث بہ:

مستغاث بہ: یہ لفظ استغاثہ کا اسم مفعول ہے، استغاثہ کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں، اس بحث کا تعلق دو باتوں سے ہے:
۱۔ مستغاث بہ: وہ ہے جس سے مدد طلب کی جائے یا فریاد طلب کی جائے، اور یہ درحقیقت منادی ہوتا ہے، اس لیے اسے منادی مستغاث بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ مستغاث لہ: وہ ہے جس کے لیے مدد طلب کی جاتی ہے یا جس کے خاطر کسی سے فریاد کی جاتی ہے۔
مستغاث یہ وہ منادی ہے جسے حرف نداء (یا) کے ذریعے سے پکارا جائے اور وہ (یا) التجی یا استغیث فعل کے قائم مقام ہوتا ہے۔
جیسے: یا لَزِيدٍ لِلْمَظْلُومِ (اے زید! مظلوم کی مدد کر یا فریاد کر!)

مستغاث بہ لام مفتوحہ سے مجرور ہوگا اور اسے لام استغاثہ بھی کہا جاتا ہے، اور مستغاث لہ لام جارہ سے مجرور ہوگا، مستغاث اور مستغاث لہ کے درمیان فرق کے لیے پہلا لام فتح سے اور دوسرا لام کسرہ سے استعمال کیا جائے گا۔ مذکورہ مثال میں ”زید“ مستغاث بہ ہے اور ”مظلوم“ مستغاث لہ ہے۔

کبھی مستغاث بہ کے لام مفتوح کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں استغاثہ کے لیے (الف) کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس صورت میں مستغاث مبنی بر فتح ہوگا۔ جیسے: یا قَوْمًا لِلْمَظْلُومِ (اے قوم مظلوم کی مدد کر)

مستغاث کا حذف کرنا جائز نہیں ہے، کبھی مستغاث لہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: یا لِّلْعَادِلِ۔

15.11.4 مندوب

مندوب ندبہ سے مشتق ہے، اس کے معنی مردے پر یا کسی مصیبت زدہ پر رویا جائے۔
مندوب وہ اسم ہے جس پر رویا جائے یا دکھ یا درد مندی کا اظہار کیا جائے (وَا) حرف نداء مندوب کے ساتھ خاص ہے اور مندوب کے ساتھ (یا) کا استعمال بھی جائز ہے بشرطیکہ منادی سے التباس نہ ہو، جیسے: وَاحْسَيْنَا! يَا حَسِينَا (ہائے حسین!)
حرف نداء (یا) یا (وا) اُنْدَب یا اَتُوْجَع فعل کے قائم مقام ہے اور مندوب اس کا مفعول بہ ہوگا۔
مندوب کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

- ۱۔ اسے منادی کی طرح اعراب دیا جاتا ہے۔ جیسے: وَاحْسَيْنُ، وَاغْلَامُ زَيْدٍ (اے زید کا غلام)
 - ۲۔ اس کے آخر میں الف ندبہ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے: وَاحْسَيْنَا، وَامْصِيْبَتَا (ہائے مصیبت)، یا حَسْرَتِي (ہائے حسرت)
 - ۳۔ اس کے آخر میں الف ندبہ کے ساتھ ہائے وقف کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے: وَاحْسَيْنَا، وَامْصِيْبَتَا، یا كِبْدَاه (ہائے جگر)
- نوٹ: مندوب اور مستغاث بہ سے پہلے حرف نداء کا حذف کرنا جائز نہیں۔

15.11.5 اغراء

قیاسی طور پر مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی دوسری صورت اغراء ہے، پہلی صورت منادی اور اس کے متعلقات جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔
اغراء کی تعریف: اغراء کے معنی (اُکسانے) کے ہیں، اغراء سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کو کسی عمل کی ترغیب یا شوق دلایا جائے، یا کسی پسندیدہ کام کرنے پر ابھارا جائے۔
اغراء سے پہلے (الْزِمْ یا اَطْلُبْ) فعل محذوف ہوتا ہے، اور وہ اس کا مفعول بہ ہوگا، جیسے: الصَّدَقْ (یعنی سچائی کو لازم کر لے) اس کی اصل یہ ہے: الزم الصدق۔

اغراء کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

- ۱۔ مفرد ۲۔ مکرر ۳۔ معطوف علیہ
- ۱۔ مفرد: سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کو جس کام پر ابھارا جائے اسے بغیر تکرار ایک مرتبہ ذکر کیا جائے۔ جیسے الاجتهاد (محنت کو لازم کر لے)
- ۲۔ مکرر: یعنی اغراء کے لیے لائے ہوئے اسم کو دوبارہ ذکر کیا جائے۔

جیسے: الصَّدَقْ الصَّدَقْ، الْعَمَلْ الْعَمَلْ

۳۔ معطوف علیہ: سے مراد یہ ہے کہ جس اسم کو اغراء کے لیے لایا جائے وہ معطوف علیہ ہو، جس پر کسی اور اسم کا عطف کیا گیا ہو۔ جیسے:
الْعَمَلْ وَالْعَزْمْ (عمل اور عزم و ہمت کو لازم کر لو) اس کی اصل: الزموا العمل والعزم ہے۔ العلم والصبر (یعنی علم اور صبر کو لازم کر لے)
اغراء کو مفرد لانے کی پہلی صورت میں فعل کو حذف کرنا اور ذکر کرنا دونوں جائز ہے۔ جیسے: الصَّدَقْ، یا الزم الصدق، اور آخری دو صورتوں میں فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: الصَّدَقْ الصَّدَقْ، الصَّدَقْ وَالْعَمَلْ۔

تحذیر کے معنی ڈرانے کے ہیں اور اصطلاح میں تحذیر کے معنی یہ ہے کہ مخاطب کو کسی ناپسندیدہ چیز سے یا کسی خطرناک امر سے ڈرایا جائے تاکہ وہ اس سے بچے، جس چیز سے ڈرایا جائے اسے محذّر منہ کہا جاتا ہے، اور جسے ڈرایا جائے اس کو محذّر رکھتے ہیں۔
محذّر منہ کسی فعل محذوف کا مفعول بہ ہوتا ہے، جس چیز سے ڈرایا جائے اس سے پہلے: اَتَّقِ، اخْذَرْ، یا بَاعِدْ۔ جیسے: افعال محذوف ہوتے ہیں۔
تحذیر کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ فعل کو حذف کر کے صرف محذّر منہ کو ذکر کیا جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ محذّر منہ سے پہلے محذّر (جس کو ڈرایا جائے) کو ضمیر منصوب منفصل (ایناک) کی صورت میں ذکر کیا جائے۔
پھر ہر دو صورتیں استعمال کے اعتبار سے تین تین طریقوں پر مشتمل ہیں۔
۱۔ پہلی قسم: اس میں محذّر منہ کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

(الف) محذّر منہ کو بغیر کسی تکرار مفرد ذکر کیا جائے، جیسے: الکسَل (سستی سے بچ) وہ اصل میں احذر الکسل تھا۔
(ب) محذّر منہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے، جیسے: الکذب الکذب (جھوٹ سے بچ جھوٹ سے بچ) اس کی اصل اَتَّقِ الکذب تھی۔
(ج) محذّر منہ کو حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا جائے، جیسے: یدک والمداد (اپنے ہاتھ کو سیاہی سے محفوظ رکھ) اس کی اصل: باعِد یدک واحذر المداد تھی۔

۲۔ دوسری قسم: پہلی قسم کی طرح اس کی بھی تین صورتیں ہیں:

(الف) محذّر منہ کو واو عاطفہ کے بعد ذکر کیا جائے اور حرف عطف سے پہلے محذّر کو ضمیر منصوب منفصل (ایناک) کی صورت میں ذکر کیا جائے، جیسے: اِنَّاگ والاسد (یعنی اپنے آپ کو شیر سے بچا) اس کی اصل نفسک والاسد تھی اس کی تقدیر اس طرح ہوگی اَتَّقِ نفسک من الاسد۔
(ب) محذّر منہ کو حرف جر (من) کے بعد ذکر کیا جائے، جیسے: اِنَّاگ من الاسد، و اِنَّاک من الشّر (اپنے آپ کو شر سے دور رکھ) اس کی اصل اِنَّاک باعِد من الشّر ہے۔

(ج) محذّر منہ کو مصدر مؤول کی صورت میں ذکر کیا جائے، جیسے: اِنَّاگ ان تکسل (سستی کرنے سے بچ) اس کی اصل اِنَّاک باعِد من ان تکسل تھی۔

نوٹ: اغراء کی طرح تحذیر کی بھی تین صورتیں ہیں: مفرد، مکرر اور معطوف علیہ، اسی لیے اکثر نحو کی کتابوں میں اغراء اور تحذیر کا بیان ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

اغراء میں کسی بات کے کرنے پر اکسایا یا ابھارا جاتا ہے اور تحذیر میں کسی کام کے نہ کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے یا کسی امر سے ڈرایا جاتا ہے۔

مفعول بہ کے فعل کو جو بی طور پر حذف کرنے کی آخری صورت اشتغال ہے۔

تعریف: اشتغال کا لغوی معنی ”مشغول ہونا“ ہے، اور اصطلاح میں اشتغال سے مراد یہ ہے کہ ایک ایسا اسم جو فعل سے مقدم ہو اور اس فعل سے متصل ایک ایسی ضمیر ہو جو مذکورہ اسم کی طرف لوٹی ہو، اور وہ فعل اپنے مابعد ضمیر میں عمل کرنے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے ماقبل اسم میں عمل نہیں کر سکتا، جس کی وجہ سے اس اسم سے پہلے مذکورہ فعل ہی کی طرح ایک فعل کو محذوف مانا جاتا ہے تاکہ وہ اس محذوف فعل کا مفعول بہ بن سکے، اور مذکورہ فعل اس محذوف فعل کی تفسیر واقع ہوگا، جیسے: زیداً ضربتہ (زید میں نے اس کو مارا) (ضربت) اپنے مابعد ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے ”زید“ میں عمل نہیں کر سکتا، اس لیے (زیداً) سے پہلے (ضربت) فعل محذوف مانا جائے گا، اس کی تقدیر یہ ہوگی ”ضربت زیداً ضربتہ“ اشتغال کی مشہور مثال قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ”والقمر قدر نہ منازل“ (اور چاند جس کی منزلیں ہم نے مقدّر کی ہیں) اس کی تقدیر یہ ہے وقدّرنا القمر قدرناہ، (القمر) مفعول بہ کا فعل ”قدرنا“ محذوف کر دیا گیا۔

اشتغال کا دوسرا نام ”انمار علی شرط تفسیر“ بھی ہے، یعنی وہ اسم جس کے فعل کو اس شرط پر محذوف کر دیا جاتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔

اور کبھی فعل ایسے اسم پر عمل کرنے میں مشغول ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ماقبل اسم سے ہوا کرتا ہے اور اس اسم کی اضافت ایسی ضمیر کی طرف ہوتی ہے جو اس اسم کی طرف لوٹے، جیسے: زیداً ضربتہ أخواہ (زید میں نے اس کے بھائی کو مارا) البتہ (زیداً) سے پہلے (ضربت) فعل کو محذوف ماننے کی صورت میں معنی مقصود میں فساد واقع ہوگا، اس لیے اس سے پہلے اس فعل سے لازم آنے والے معنی پر مشتمل فعل کو محذوف مانا جائے گا، تقدیر عبارت اس طرح ہوگی: أھنّت زیداً ضربت أخواہ (یعنی میں نے زید کے بھائی کو مار کر اس کی اہانت کی)

اور اگر معنی فاسد نہ ہو تو اسی فعل کو محذوف مانا جاسکتا ہے جیسے: زیداً أکرمّت أخواہ، یہاں (زیداً) سے پہلے ”أکرمّت“ فعل محذوف ہوگا۔
معلومات کی جانچ:

۱۔ درج ذیل جملوں میں منادی، مندوب، اور مستغاث بہ کو متعین کیجیے۔

(۱) یا ظالمات بصّر فی العواقب (۲) یا لرجال المال للفقراء

(۳) یا فتیان لا تعبثان بالأزھار (۴) و امشیر الحرب

(۵) جودوا یا اھل الفضل (۶) یا للمحسنین للفقراء

(۷) وامن فتح مصر (۸) و اکبداء

۲۔ حسب ذیل اسماء پر حرف نداء داخل کر کے ان کو مناسب اعراب دیجیے۔

۱۔ تلمیذین اجتھدا فی الدروس ۲۔ بنتاہ

۳۔ التلامیذ سیروا فی سبیل النحاح ۴۔ للغنی للفقیر

۵۔ تلامیذ لا تضییعوا أوقاتکم ۶۔ حسینا

۷۔ أخوای استمعوا لی نصیحة المعلم ۸۔ أبو الفضل أنظر إلینا

۳۔ حسب ذیل دولفظوں سے اغراء کی تین صورتیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

الصِّدْق - العمل

۴۔ حسب ذیل دو لفظوں سے تحریر کی تین صورتیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

الكذب - البخل

۵۔ (خَالِدًا أَكْرَمْتُهُ) اس مثال کا تعلق کس قاعدے سے ہے؟ اور (خَالِدًا) کس فعل سے منصوب ہے۔

15.12 مفعول مطلق کی تعریف

مفعول مطلق وہ اسم منصوب ہے جو اپنے ماقبل فعل ہی کا مصدر ہو یا اُس کا ہم معنی ہو، جیسے: ضَرَبْتُ الْوَلَدَ ضَرْبًا (میں نے لڑکے کو خواب میں مارا) قَعَدْتُ جُلُوسًا (میں واقعی بیٹھا)

پہلی مثال میں ”الولد“ مفعول بہ اور ”ضربًا“ مفعول مطلق ہے، جو اپنے ماقبل فعل کا مصدر ہے، اور دوسری مثال میں ”جلوسًا“ مصدر، مفعول مطلق ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس مفعول کے ساتھ بہ، فیہ، لہ اور معہ کی قیدیں نہیں ہوتیں، اس لیے اُسے مفعول مطلق کہا جاتا ہے۔

15.13 مفعول مطلق کے مقاصد

مفعول مطلق کے استعمال کے تین مقاصد ہیں، مفعول مطلق کا استعمال حسب ذیل مقاصد میں سے کسی ایک غرض کے لیے ہوگا:

۱۔ تاکید: مفعول مطلق اپنے مذکور فعل کی تاکید کرتا ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا“ (اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے واقعی کلام کیا)

۲۔ بیان نوع: مفعول مطلق فعل کے واقع ہونے کی نوعیت و کیفیت بتانے کے لیے آتا ہے، جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَةً الْقَارِيَّ (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا“ (اللہ کا ذکر کثرت سے کرو)

اس صورت میں مصدر عموماً (فَعْلَةً) کے وزن پر آتا ہے جیسے: مَشِيَّةً اور بیان نوع کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے ساتھ اس کی صفت ذکر کی جائے جیسا کہ دوسری مثال میں (کثیراً) مصدر کی صفت واقع ہے۔

۳۔ بیان عدد: اس میں فعل کے وقوع کی تعداد بیان کی جاتی ہے، جیسے: ضَرَبْتُ الْوَلَدَ ضَرْبَةً / ضَرْبَتَيْنِ / ضَرْبَاتٍ (میں نے لڑکے کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ مارا)

اس صورت میں مصدر عموماً ”فَعْلَةً“ کے وزن پر ہوتا ہے، جیسے: جَلْسَةً / جَلْسَتَيْنِ / جَلْسَاتٍ۔

15.14 مفعول مطلق کے عوامل

مفعول مطلق کے عوامل (نصب دینے والے کلمات) تین ہیں۔ مفعول مطلق کو نصب حسب ذیل تین عوامل میں سے کسی ایک عامل کی وجہ سے آئے گا۔

۱۔ مفعول مطلق کا عامل اس جیسا مصدر ہوگا، جیسے عَجَبْتُ مَنْ ضَرَبَ زَيْدًا ضَرْبًا شَدِيدًا (میں نے تیرے زید کو سخت مارنے پر

تعب کیا) اس مثال میں (ضرباً) مفعول مطلق ہے، اس کا عامل مصدر (ضرب) ہے۔

۲۔ مفعول مطلق جو حقیقتہً مصدر ہوا کرتا ہے، اس کا عامل اسی سے مشتق اُس کا فعل ہو، جیسا کہ اس کی کئی مثالیں گزر چکی ہیں، اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے: ”وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ اور (نبی پر) خوب سلام بھیجو۔

۳۔ مفعول مطلق کا عامل اسی سے مشتق صفت کا صیغہ ہو، جیسے: ہو ضاربٌ زیدٌ اصْرَبًا (وہ زید کو خوب مارنے والا ہے) اس مثال میں

(ضرباً) مفعول مطلق کا نصب (ضارب) اسم فاعل کی وجہ سے ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”الصَّافَاتِ صَفًّا“ (ان فرشتوں کی قسم ہے جو اچھی طرح صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں)

15.15 نایب مفعول مطلق

چند ایسے اسماء ہیں جو فعل مذکور کے مصدر نہیں ہوتے مگر حکم میں مصدر (یعنی مفعول مطلق) کے قائم مقام ہوتے ہیں، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسم مصدر: مصدر کی جگہ اسم مصدر ذکر کیا جائے۔ جیسے: کَلِمَتُكَ كَلَامًا، وَاغْتَسَلْتُ غُسْلًا، ان دونوں مثالوں میں تَنْكَلِيمًا اور

اغْتِسَالًا مصدر کے بجائے کلاماً اور غُسلاً ذکر کیا گیا۔

۲۔ دوسرے فعل کا مصدر: ایسا مصدر جو مذکورہ فعل کے مادہ میں شریک ہو، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَتَبْتَئِلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا“ (دنیا سے

منقطع ہو کر پورے طور پر اسی کی طرف متوجہ ہو) مصدر کو باب تَفَعَّل (تَبْتَئِل) کے بجائے باب تَفَعَّل سے لایا گیا ہے۔

۳۔ مرادف مصدر: وہ مصدر جو مذکورہ فعل کا ہم معنی ہو، اس کے مادے میں شریک نہ ہو، جیسے: سِرِّزْتُ فَرْحًا (میں خوب خوش ہوا)

۴۔ صفت: وہ اسم جو مذکورہ فعل کے مصدر کی صفت واقع ہو اور مصدر مخدوف ہو، جیسے: اذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا (اللہ کا ذکر کثرت سے کرو)

یہ اصل میں (ذِكْرًا كَثِيرًا) تھا، ضربتہ كَضْرِبِ الْأَمِيرِ (میں نے اس کو امیر کے مارنے کی طرح مارا) اس کی اصل ضرباً كَضْرِبِ الْأَمِيرِ ہے۔

۵۔ اسم اشارہ: مصدر کی جگہ وہ اسم اشارہ ذکر کیا جائے جس کا مُشَارَاةُ الیہ مصدر ہو، جیسے:

ضَرْبَتْهُ هَذَا الضَّرْبِ (میں نے اُسے اس قسم کی ماری)

أَكْرَمْتُهُ ذَلِكَ الْإِكْرَامَ (میں نے اس کا وہ اکرام کیا)

۶۔ اسم آلہ: مصدر کی جگہ وہ آلہ ذکر کیا جائے جس کے ساتھ مذکورہ فعل واقع ہوا ہو، جیسے:

ضَرْبْتُ اللَّصَّ سَوْطًا (میں نے چور کو ایک کوڑا مارا)

وَضَرْبَتْهُ عَصًا (میں نے اس کو ایک ڈنڈا مارا)

۷۔ اسم عدد: وہ اسم عدد جس کی تمیز مذکورہ فعل کا مصدر ہو، جیسے:

جَلَسْتُ ثَلَاثَ جُلُوسَاتٍ (میں تین نشستوں میں بیٹھا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً“ (تم اُن کو اسی کوڑے مارو)

۸۔ لفظ کُلُّ یا بعض: جب کہ وہ دونوں فعل کے مصدر کی طرف مضاف ہوں، جیسے:

سَعَيْتُ بَعْضَ السَّعْيِ (میں نے کچھ کوشش کی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ“ (کسی ایک طرف مکمل مائل نہ ہو جاؤ)

۹۔ نوع مصدر: وہ اسم جو مصدر کی نوعیت پر دلالت کرے، جیسے:

رجع الجيش القهقري (لشکر اٹنے پاؤں لوٹا) اس کی اصل رجوع القهقري ہے۔

۱۰۔ ضمیر: وہ ضمیر جو مصدر کی طرف لوٹی ہو، جیسے:

اجتهدت اجتہاداً لم یجتهدہ غیری (میں نے ایسی محنت کی جس کو میرے علاوہ کسی نے نہیں کیا) اس مثال میں (لم یجتهدہ) کی

منسوب ضمیر جو مفعول مطلق کے قائم مقام ہے (اجتہاداً) مصدر کی طرف لوٹ رہی ہے۔

15.16 مفعول مطلق کے عامل (فعل) کا حذف

کبھی مفعول مطلق کے عامل (نصب دینے والے فعل) کو حذف کر دیا جاتا ہے یہ حذف جوازاً ہوگا یا وجوباً ہوگا۔

جمہورِ نحویین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ مفعول مطلق جو بیانِ نوع یا بیانِ عدد کے لیے آتا ہے اس کے عامل (فعل) کو محذوف کرنا جائز ہے

بشرطیکہ حذف پر کوئی دلیل اور قرینہ پایا جائے، قرینے کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ قرینہ مقالہ: جیسے کسی نے آپ سے پوچھا کیف ضربت؟ تو آپ اس کے جواب میں کہیں کہ ”ضرباً شديداً“ (سخت مار) اصل

عبارت ہوگی ”ضربت ضرباً شديداً“ فعل کے محذوف ہونے پر سائل کا سوال قرینہ ہے۔

۲۔ قرینہ حالیہ: جیسے اس شخص کو جو آپ کی ملاقات کے لیے آیا آپ کہتے ہیں خبير مقدم (آپ کا آنا خیر یعنی مبارک ہو) اس کی اصل

قدمت خبير مقدم اور جیسے کوئی حج کی تیاری کر رہا ہے تو آپ کہتے ہیں ”حجاً مبوراً“ یہاں فعل ”حججت“ محذوف ہے یعنی آپ کا حج مقبول

ہو، ان دونوں مثالوں میں فعل کے محذوف ہونے پر دلیلِ مخاطب کی حالت ہے۔

کچھ ایسے مقامات ہیں جن میں مفعول مطلق کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے، اس حذف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قیاسی (۲) سماعی

۱۔ حذف قیاسی: اسالیب طلب یعنی امر و نہی اور دعاء اور استفہام تو بیخ میں مفعول مطلق کے عامل کو قیاساً یعنی قاعدے کے مطابق

حذف کرنا واجب ہے۔

(أ) امر: جیسے ”صبراً جميلاً“ (صبراً) مفعول مطلق کا فعل محذوف ہے۔ یعنی اصبر صبراً جميلاً (صبر جمیل اختیار کر)

(ب) نہی: جیسے سكوناً لا تكلموا (خاموش رہ بات مت کر) اس کی اصل یہ ہے: اُسكت لا تكلم

(ج) دعاء: جیسے سقياً، اس کے معنی ہے ”سقاك الله سقياً“ (اللہ تجھے سیراب کرے) ”رغياً“ اس کا معنی ”رعاك الله رغياً“

(اللہ تیری حفاظت کرے)

(د) استفہام تو بیخ: زجر و توبیخ کا ارادہ کیا گیا ہو، جیسے اُتکاسلاً وقد قرب الامتحان“ اس مثال میں (تکاسلاً) مصدر سے پہلے

”تکاسل“ محذوف ہے، جو ایسے استفہام کے بعد واقع ہوا ہے اس سے زجر و توبیخ مقصود ہے، اس جملہ کا معنی ہے: تو کیوں سستی برت رہا ہے

جب کہ امتحان کا وقت قریب آچکا ہے۔

۲۔ حذفِ سماعی: ایسے مصادر جو طلب (امرو نہی و دعا اور استفہام) کے معانی پر دلالت نہ کرتے ہوں تو اُن کے عوامل کا حذفِ سماعی ہوگا، ان کا استعمال عربوں سے ایسا ہی منقول ہے جیسے: ”سَمِعُوا طَاعَةً“ بمعنی اُسمعُوا و اُطع ہے، اور تعجب کے موقع پر کہا جاتا ہے: عَجَبًا يَا عَجَبًا لَکَ، اور شکریہ ادا کرنے کے لیے کہا جاتا ہے: شُکْرًا، اس کا فعل ”أَشْکُرْکَ“ محذوف ہے اور بعض مصادر کا استعمال اضافت سے کیا جاتا ہے، جیسے: ”سَبْحَانَ اللَّهِ“ اور ”مَعَاذَ اللَّهِ“

اور بعض مصادر کا استعمال بصورتِ تثنیہ مخاطب کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ مسموع ہے، اور ان میں تثنیہ کے حقیقی معانی مراد نہیں ہوتے، تثنیہ کا ذکر صرف اس عمل کی تکثیر پر دلالت کرتا ہے، جیسے: ”لَبَّيْکَ وَ سَعْدِیْکَ“ بمعنی: إجابةً بعد إجابةً، وإسعادًا بعد إسعادٍ اور رحم کے طلب کے لیے کہا جاتا ہے: ”حَنَانِیْکَ“ یعنی تَحَنُّنًا بعد تَحَنُّنٍ اور ڈرانے کے لیے کہا جاتا ہے: ”حَذَارِیْکَ“ یعنی أَحْذَرُ حَذَرًا بعد حَذَرٍ

۸۔ لَبَّيْکَ کے عامل کا حذف قیاسی ہے یا سماعی، واضح کیجیے۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کیجیے اور ان میں مفعول مطلق تاکید و نوعی اور عددی کا تعین کیجیے۔

(الف) ضرب الولد الکلب ضربًا (ب) مَرَّ القطارُ مَرَّ السَّحابِ

(ج) تدور الأرضُ دورَةً فی الیوم (د) مشی زیدٌ مِشیةً المتکبیر

(ه) قرأتُ الکتابِ قراءَتَینِ (و) اصبروا صبرًا جمیعًا

۲۔ مندرجہ ذیل کلمات کو اپنے جملوں میں بطور مفعول مطلق استعمال کیجیے۔

جریا سریرعا - ضربتہ - خوفًا عظیمًا - سجدتین -

ضربات - نجا حابا ہرا - مشیة اللص

بعض السعی - کلَّ اجتہاد - ذلک الضرب

۳۔ حسب ذیل کلمات میں نائب مفعول مطلق کا تعین کیجیے۔

۱۔ قرأتُ الکتابِ ثلاثِ قراءاتٍ

۲۔ خالدٌ یحبُّ المعلمَ کلَّ حبٍّ

۳۔ ضرب الشرطی اللصَّ شدیدًا

۴۔ ضربت السائق الخیل سوطًا

۵۔ أنفق بعض الإنفاق فی الخیر

۶۔ سقیة کوبا

۷۔ أکلت البنت الأثمار کثیرًا

۸۔ اَکرم المضيف الضيف ذلک الإکرام

۴۔ خالی جگہوں کو مناسب مفعول مطلق سے پر کیجیے۔

۱۔ تشور البراکین فی بعض الجهات.....

۲۔ یئب التمر..... الأسد۔

۳۔ فاض النهر.....

۴۔ ضربت المجرم..... ضربات۔

۵۔ رغبت فی المطالعة..... الرغبة۔

۶۔ مشى اللص..... الہر۔

۷۔ فاز صديقى..... عظیم۔

۸۔ الطفل بیکی.....

15.17 اکتسابی نتائج

مفعول کی جملہ پانچ قسمیں ہیں، انھیں مفاعیل خمسہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مفعول بہ ۲۔ مفعول مطلق ۳۔ مفعول فیہ (ظرف)

۴۔ مفعول لہ ۵۔ مفعول معہ

☆ مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: ضرب خالد ولداً (خالد نے ایک لڑکے کو مارا)، اس مثال میں ”خالد“ فاعل

ہے اور (ولداً) مفعول بہ ہے، اور وہ منصوب ہے اور یہاں نصب کی علامت فتح ہے۔ مفعول بہ پر فاعل کا اثر بطور اثبات یا بطور نفی ہوگا۔

جیسے: کتب التلمیذ الدرس (طالب علم نے سبق لکھا)

لم یکتب التلمیذ الدرس (طالب علم نے سبق نہیں لکھا)

مفعول بہ کے منصوب ہونے کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مفعول بہ، مفرد منصرف صحیح اور جمع مکثر ہونے کی صورت میں اس کا نصب فتح سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیت رجلاً ورأیت رجلاً

☆ اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں فتح (بغیر تنوین) سے۔

جیسے: رأیت عمرو (میں نے عمر کو دیکھا)

☆ اور جمع مؤنث سالم کی صورت میں مفعول بہ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیت العالمات (میں نے عالم عورتوں کو دیکھا)

☆ اسمائے خمسہ کی صورت میں نصب (الف) سے۔

جیسے: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ

☆ تشنیز کی صورت میں یا ء ماقبل فتح سے۔

جیسے: لَقِيتُ الشَّاهِدِينَ (میں دو گواہوں سے ملا)

☆ جمع مذکر سالم کی صورت میں یا ء ماقبل کسرہ سے۔

جیسے: لَقِيتُ الشَّاهِدِينَ (میں گواہوں سے ملا)

☆ اسم منقوص کا اعراب فتح لفظی ہوتا ہے۔

جیسے: سَمِعْتُ الدَّاعِي (میں نے دعوت دینے والے کو سنا)

☆ اور اسم مقصور کا اعراب فتح تقدیری سے۔

جیسے: أَخَذْتُ الْعَصَا (میں نے لاٹھی لی)

اور اسی طرح کسی بھی اسم کی اضافت یا ء متکلم کی طرف ہو تو اس کا اعراب فتح تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے: وَأَحْتَرَمُ مُعَلِّمِي (میں اپنے استاذ کا احترام کرتا ہوں)

مفعول بہ کو نصب دینے والے عوامل یہ ہیں: (۱) فعل متعدی (۲) شبہ فعل (۳) مصدر (۴) اسم فعل

فعل متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ، اگر وہ متعدی بہ دو مفعول ہے تو مفعول بہ دو ہوں گے اور اگر متعدی بہ سہ مفعول ہے تو مفعول بہ تین ہوں گے۔ مفعول بہ کو کبھی جواز تو کبھی وجوہ حذف کر دیتے ہیں۔

☆ مفعول مطلق مفعول بہ کی طرح منصوب ہوتا ہے اور اس مفعول کے ذریعے فعل کی تاکید یا فعل کی نوعیت یا فعل کے واقع ہونے کی

تعداد کا علم ہوتا ہے یہ اپنے ماقبل فعل ہی کا مصدر ہوتا ہے یا اُس کا ہم معنی ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ الْوَلَدَ ضَرْبًا (میں نے لڑکے کو خواب میں مارا) قَعَدْتُ جُلُوسًا (میں واقعی بیٹھا)۔

مفعول مطلق کے استعمال کے تین مقاصد ہیں:

(۱) تاکید: مفعول مطلق اپنے مذکور فعل کی تاکید کرتا ہے۔

(۲) بیان نوع: مفعول مطلق فعل کے واقع ہونے کی نوعیت و کیفیت بتانے کے لیے آتا ہے۔

(۳) بیان عدد: اس میں فعل کے وقوع کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔

مفعول مطلق کے عوامل (نصب دینے والے کلمات) تین ہیں:

(۱) مفعول مطلق کا عامل اس جیسا مصدر ہوگا

(۲) مفعول مطلق جو حقیقۃً مصدر ہوا کرتا ہے، اس کا عامل اسی سے مشتق اُس کا فعل ہوگا۔

(۳) مفعول مطلق کا عامل اسی سے مشتق صفت کا صیغہ ہوگا۔

کبھی مفعول مطلق کے عامل (نصب دینے والے فعل) کو حذف کر دیا جاتا ہے یہ حذف جوازاً ہوگا یا وجوباً ہوگا۔

15.18 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ مفعول بہ کے عامل (فعل) کو حذف کرنے کی کتنی صورتیں ہیں؟
- ۲۔ منادی کی تعریف اور اس کے اقسام تحریر کیجیے۔
- ۳۔ منادی نکرہ مقصودہ و نکرہ غیر مقصودہ کی تعریف اور ان کا اعراب لکھیے۔
- ۴۔ ترخیم اور مندوب کی تعریف مع امثلہ تحریر کیجیے۔
- ۵۔ اغراء کی تعریف اور اس کے استعمال کی تین صورتیں لکھیے۔
- ۶۔ تخییر کی تعریف اور اس کے استعمال کے مختلف طریقے تحریر کیجیے۔
- ۷۔ اشتغال کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے۔
- ۸۔ مفعول بہ کی تعریف اور اس کے اعراب کی صورتیں بتائیے۔
- ۹۔ مفعول بہ کی قسمیں ذکر کیجیے؟
- ۱۰۔ مفعول بہ کے عوامل مع امثلہ لکھیے۔
- ۱۱۔ سبق میں مذکور مفعول بہ کے تعدد کی چار قسمیں بتائیے۔
- ۱۲۔ مفعول بہ کی فاعل پر وجوبی تقدیم کی صورتیں بتائیے۔
- ۱۳۔ کن صورتوں میں مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم ضروری ہے؟
- ۱۴۔ مفعول بہ کے فعل کے وجوبی اور جوازی حذف کی ایک ایک مثال تحریر کیجیے۔
- ۱۵۔ مفعول مطلق کی تعریف کیجیے۔
- ۱۶۔ مفعول مطلق کے استعمال کے مقاصد ذکر کیجیے۔
- ۱۷۔ مفعول مطلق کے عوامل مثالوں سے بتائیے۔
- ۱۸۔ مفعول مطلق جو بیان نوع کے لیے ہوتا ہے اسے مثال سے واضح کیجیے۔
- ۱۹۔ نائب مفعول مطلق کے چند اقسام مثالوں سے تحریر کیجیے۔
- ۲۰۔ مفعول مطلق کے عامل (فعل) کے حذف جوازی اور وجوبی کی ایک ایک مثال دیجیے۔
- ۲۱۔ سقیّا اور غیا کا فعل ناصب بتائیے۔

15.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|-----------------------------------|-------------------------|
| ۱) ہدایۃ النحو | سراج الدین |
| ۲) النحو الواضح | علی جارم، مصطفیٰ امین |
| ۳) جامع الدروس العربیۃ | الشیخ مصطفیٰ الغلاینی |
| ۴) النحو الکافی مع الإعراب الشافی | د۔ سید بدیع الدین صابری |

اکائی 16 قواعد املا

اکائی کے اجزا

- 16.1 مقصد
- 16.2 تمہید
- 16.3 املا کی تعریف
 - 16.3.1 لغوی تعریف
 - 16.3.2 اصطلاحی تعریف
 - 16.3.3 رسم الخط کی قسمیں
- 16.4 حروف شمسیہ، حروف قمریہ
 - 16.4.1 حروف شمسیہ
 - 16.4.2 حروف قمریہ
- 16.5 ہمزہ وصلی، ہمزہ قطعی
 - 16.5.1 ہمزہ وصلی
 - 16.5.2 ہمزہ قطعی
- 16.6 ہمزہ متوسطہ، ہمزہ متطرفہ
 - 16.6.1 ہمزہ متوسطہ
 - 16.6.2 ہمزہ متطرفہ
- 16.7 تائے مربوطہ، تائے مفتوحہ
 - 16.7.1 تائے مربوطہ

- 16.7.2 تائے مفتوحہ
- 16.8 حروف زائدہ، حروف مخدوفہ
- 16.8.1 حروف زائدہ
- 16.8.2 حروف مخدوفہ
- 16.9 اکتسابی نتائج
- 16.10 نمونے کے امتحانی سوالات
- 16.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

16.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

- ☆ عربی زبان کے رسم الخط کے اصول و قواعد سے واقف ہوں گے اور لکھنے میں املا کی غلطیوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔
- ☆ اس اکائی میں آنے والے تطبیقی نصوص کو پڑھنے سے طلبہ اپنے لکھنے کے انداز و اسلوب کو بہتر بناسکیں گے اور اظہار خیال میں لسانی اور لفظی غلطیوں سے محفوظ رہیں گے۔

☆ بہت دھیان اور توجہ سے لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔

☆ ذہن میں الفاظ کی تصاویر کی تنصیب کے ذریعے طلبہ کو صحیح الفاظ لکھنے کا طریقہ معلوم ہوگا۔

16.2 تمہید

کسی زبان پر مکمل دست رس کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس زبان کے صحیح رسم الخط سے آگاہی نہ ہو جائے۔ عربی زبان میں املا اور رسم الخط کی بڑی اہمیت ہے، املا کے قواعد کو نظر انداز کرنے سے بسا اوقات معنی میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ املا کے قواعد کی رعایت جہاں لکھنے والے کو کلمے کی صحیح کتابت کی طرف راہ نمائی کرتی ہے تو دوسری طرف یہ عربی زبان کے طالب علم کے اندر توجہ، دقت اور باریک بینی کو بھی پیدا کرنے کی ضامن ہوتی ہے۔

ہر زبان کے لیے کچھ اصول و قوانین ہوتے ہیں، جن کے جاننے سے اس زبان کو صحیح طور سے سیکھا اور استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زبان کی درستگی اور اس کی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کے لیے ان علوم کو سیکھنا اور ان کے قوانین پر عمل درآمد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ علمائے عربی زبان کے بارہ علوم م ذکر کیے ہیں، جو یہ ہیں: علم اللغة، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم العروض، علم توافی، قواعد املا، فن قرأت، خطوط نویسی، فن تاریخ۔ عربی زبان کے طالب علم کے لیے ان تمام علوم سے واقف ہونا ضروری ہے۔ قواعد املا بھی چونکہ مندرجہ بالا علوم میں سے ایک علم ہے اس لیے یہ نہایت اہمیت اور خصوصی توجہ کا حامل ہے۔ لکھنے اور پڑھنے میں قواعد املا سے واقف ہونا بہت ضروری ہوتا ہے اور اس کے بغیر لکھنے میں املا کی غلطی سے اور پڑھنے میں تلفظ کی غلطی سے بچنا محال ہے۔

قواعد املا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن خلدون نے اپنی تاریخی کتاب کے مشہور ”مقدمہ“ میں قواعد املا سے متعلق مستقل ایک فصل متعین کی ہے اور اس فصل کا نام ”الخط و الكتابة من عداد الصنائع الإنسانية“ رکھا ہے۔

16.3 املا کے لغوی و اصطلاحی معنی

16.3.1 املا کے لغوی معنی:

املا کے لغوی معنی ہیں: لکھوانا۔ اس کا فعل ہے اَمْلَى یَمْلی اِملاءً باب افعال سے ہے۔ قرآن مجید میں اس معنی میں دو افعال استعمال ہوئے ہیں، جو ادائے گی میں مختلف ہیں لیکن معنوی دلالت کے اعتبار سے مشترک ہیں:

۱۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان: ”وقالوا أساطیر الاولین اکتسبھا فھی تملی علیہ بکرۃ و اھیلاً“ (فرقان: ۵) (اور یہ بھی کہا کہ یہ تو

اگلوں کے افسانے ہیں جو انھوں نے لکھا رکھے ہیں، بس وہی ان کے سامنے پڑھ جاتے ہیں)۔

۲۔ اللہ عزوجل کا قول: ”وَلَا يَأْب كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلِيَمْلِكِ اللَّهُ عَلَىٰ الْحَقِّ“ (بقرہ: ۲) جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے، وہ لکھے اور املا وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے (یعنی قرض لینے والا)۔

لفظ ”الإملاء“ کی جمع أمالي آتی ہے، صاحب کشف الظنون نے الأمالي کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”الأمالي۔ هو جمع الإملاء وهو أن يقعد عالم حوله تلاميذته بالمحابر والقراطيس فيتكلم العالم بما فتح الله سبحانه من العلم ويكتبه التلاميذ، فيصير كتاباً، ويسمونه الإملاء والأمالي۔“ چند طلبا قلم وقرطاس لے کر استاد کے ارد گرد بیٹھے ہوں اور استاد انہیں کچھ لکھوا رہے ہوں۔ عربی زبان و ادب میں ”الأمالي“ کے نام سے جتنی بھی کتابیں ہیں سب اسی طرح کی لکھی ہوئی ہیں، جیسے: الأمالي از یزیدی، الأمالي از الزجاجی، الأمالي از ابن الغالی، الأمالي از ابوالعلی القالی وغیرہ۔ یہ تمام کتابیں اس طور پر منظر شہود پر آئیں کہ استاد درس دیتے تھے اور طلبہ اس کو قلم بند کرتے تھے۔ الغرض ان تمام تفصیلات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ املا کے لغوی معنی لکھوانا ہے۔

16.3.2 املا کے اصطلاحی معنی:

”هو تحويل الأصوات المسموعة المفهومة إلى رموز مكتوبة (الحروف) على أن توضع الحروف في مواضعها الصحيحة من الكلمة؛ وذلك لاستقامة اللفظ وظهور المعنى المراد“۔ (یعنی سنی ہوئی اور سمجھی ہوئی آواز کو تحریری شکل میں تبدیل کر دینا، اس طور پر کہ کلمے کے حروف اپنے اپنے متعین مقام پر رکھے جائیں، تاکہ لفظ کی ظاہری شکل اور مرادی معنی برقرار رہے)۔

بعض لوگوں نے املا کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے کہ ”هو عملية التدريس على الكتابة الصحيحة لتصبح عادة يعتادها المتعلم، يتمكن بواسطتها من نقل آرائه ومشاعره وحاجاته وما يطلب إليه نقله إلى الآخرين بطريقة صحيحة“۔ (املا کہتے ہیں صحیح طریقے سے لکھنے کی مشق کو، تاکہ طالب علم کو صحیح اور سلیقہ مندی کے ساتھ لکھنے کی عادت ہو جائے، اس مشق کے ذریعے طالب علم اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات، احساسات اور ضروریات کا اظہار صحیح طریقے سے کر سکے)۔

16.3.3 رسم الخط کی قسمیں:

۱۔ كتابة المصحف الشريف (قرآن مجید کا رسم الخط): وہ رسم الخط جو قرآن مجید میں استعمال ہوتا ہو اور وہ مصحف عثمانی کے مطابق ہو، اگرچہ اصطلاحی املا کے قواعد کے مخالف ہی کیوں نہ ہو، اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

الف۔ حرف ”تا“ کو دوسرے اگلے کلمے سے ملا دینا، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ”وَلَا تَحِينَ حِينَ مَنَاصٍ“۔

ب۔ لام کلمے کو ”ہا“ کلمے سے الگ کر دینا جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ”مَالِ هَذَا الرَّسُولِ“۔

ج۔ تائے مدورہ (ة) کو تائے مفتوحہ کے ساتھ لکھنا۔ جیسے: ”إِنْ شَجَرِ الزُّقُومِ“، ”وَأَمْرَأَتِ فِرْعَوْنَ“، ”ابْنَتِ عِمْرَانَ“۔

نوٹ:- یہ بات واضح رہے کہ یہ رسم الخط صرف قرآن مجید کی کتابت کے ساتھ خاص ہے، کسی اور تحریر میں اس رسم الخط کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ كتابة العروضيين (اہل عروض کا رسم الخط): اہل عروض کلمہ کو ادائے گی کے اعتبار سے لکھتے ہیں نہ کہ قواعد املا کے اعتبار سے۔ جیسے:

والشمس“ اس کلمے کو اہل عروض اس طرح لکھتے ہیں ”وُشْشَمْسُو“۔ یہ رسم الخط صرف علم العروض میں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ الكتابة الاصطلاحية (اصطلاحی رسم الخط): یہ وہ طریقہ ہے جو عام طور پر اہل قلم کے درمیان رائج ہے، یہی وہ قسم ہے جس کی درستگی اور صحت کے لیے املا کے قواعد کو مرتب کیا گیا ہے۔ قواعد املا میں اسی تیسری قسم سے بحث کی جاتی ہے۔

16.4 حروف شمسیہ، حروف قمریہ

عربی زبان میں لکھنے اور پڑھنے کے لیے حروف شمسی اور حروف قمری سے واقف ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے علمائے ان دونوں کے مستقل قواعد مدون کیے ہیں، تاکہ ہر لکھنے اور پڑھنے والا ان حروف میں ہونے والی املا کی غلطیوں سے بچ سکے۔

عربی میں حروف کی دو قسمیں ہیں: حروف شمسی، حروف قمری۔ ان حروف کو شمسی اور قمری اس لیے کہا جاتا ہے کہ الشمس (سورج) اور القمر (چاند) یہ دونوں مشہور کلمے ہیں، جو ان میں موجود ہیں، اسی مناسبت سے ان کا نام حروف شمسیہ اور حروف قمریہ پڑ گیا۔

16.4.1 حروف شمسیہ: اس قسم میں کلمہ اگر الف لام کے ساتھ ہو تو الف اور لام لکھا تو جائے گا لیکن پڑھا نہیں جائے گا، جیسے: الشمس اس کا تلفظ اَشْشَمْسُ ہوگا۔ اور اگر الف لام سے پہلے کوئی حرکت والا حرف ہو جیسے واو وغیرہ تو اس صورت میں الف کو حذف کر دیا جائے گا اور پہلے والے حرف سے ملا کر پڑھا جائے گا۔ جیسے والشمس، والضحی، والنہار، واللیل وغیرہ۔۔۔ حروف شمسی چودہ (۱۴) ہیں: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔

16.4.2 حروف قمریہ: یہ وہ حروف ہیں جن پر الف لام داخل ہو تو الف اور لام کو ادا کیا جائے گا، بشرطیکہ اس کلمے سے پہلے کوئی متحرک حرف نہ ہو اور اگر کوئی متحرک حرف ہو تو الف اور لام میں صرف لام پڑھا جائے گا، الف نہیں پڑھا جائے گا البتہ لکھا جائے گا۔ جیسے: الْقَمَرُ اور وَالْقَمَرُ۔ حروف قمریہ بھی چودہ (۱۴) ہیں: ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، ہ، و، ی۔

حروف شمسیہ اور حروف قمریہ کی تفریق کو آئیے اس عبارت کے ذریعے پہچانیں:

”كان أجدادنا الأوائل يعيشون على الفطرة، يأكلون عند الجوع، ويصدون عن الطعام عند الشبع، ويقصرون الغداء على لون أو لونين مما يتوافر لهم، ولما جاءت المدنية، حملت معها أنواع التوابل والمقبلات لفتح الشهية عنوة، فأكل الناس فوق حاجة الجسم، مما حمل الفساد إلى البطن۔“

ترجمہ: ہمارے بڑے بڑے فطری طور پر زندگی گزارتے تھے، بھوک کے وقت کھاتے، جب سیراب ہوتے تو کھانے سے اپنا ہاتھ روک لیتے، ان کو میسر ایک یا دو قسم کے کھانوں پر اکتفا کرتے، لیکن جب نئی تہذیب رونما ہوئی، تو اپنے ساتھ ہمہ اقسام کے لذیذ کھانے لے آئی، جس نے خواہشات کا دروازہ کھول دیا، لوگ جسم کی ضرورت سے زیادہ کھانے لگے، جس کی وجہ سے ان کے معدے خراب ہو گئے۔

مندرجہ بالا عبارت میں اگر آپ غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کچھ الفاظ خط کشیدہ ہیں، بعض وہ الفاظ ہیں کہ جس میں لام کلمہ ادائیگی ہو رہا اور اس کے بعد والا حرف مشدد ہے، جیسے: الطعام، الشبع، التوابل، الشهية، الناس۔ ان سارے کلمات میں لام کلمہ ادائیگی ہو رہا ہے، کیوں کہ یہ حروف شمسیہ میں سے ہیں۔

مذکورہ عبارت میں پھر ایک مرتبہ غور کیجیے تو آپ پائیں گے کہ کچھ خط کشیدہ الفاظ ایسے ہیں جن میں لام کلمہ ادا ہو رہا ہے۔ جیسے: الأوائِل، الفطرة، الجوع، الغذاء، المدنية، المقبلات، الجسم، الفساد، البطن۔ ہر وہ کلمہ جس میں لام کلمہ ادا ہو وہ حروف قمریہ کہلائے گا۔ معلومات کی جانچ:

۱۔ درج ذیل کلمات پر الف لام داخل کریں اور بتلائیں کہ کونسا کلمہ شمسی اور کون سا قمری ہے۔

شراع۔ صیف۔ انسان۔ ضیف۔ بیت۔ تربية۔ ثقافة۔ طير۔ ظهر۔ يوم۔ وعد۔ سيف۔ زمن۔ خبر۔ حج۔ جناح۔ رأس۔ ذراع۔
۲۔ حروف شمسیہ اور حروف قمریہ کتنے ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

16.5 ہمزہ وصلی اور ہمزہ قطعی

بنیادی طور پر ہمزہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ہمزہ وصلی ۲۔ ہمزہ زائدہ

ہمزہ وصلی: اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو حروف اصلیہ کے مقابلے میں آئے، جیسے: أمر بروزن فعل،

ہمزہ زائدہ: اس کو کہتے ہیں جو حروف اصلیہ کے مقابلے میں نہ آئے، جیسے: أكرم بروزن أفعال

ہمزہ زائدہ کے اقسام: ۱۔ ہمزہ وصلی ۲۔ ہمزہ قطعی

16.5.1 ہمزہ وصلی: وہ ہمزہ ہے جو ابتدائے کلام میں پڑھا جائے لیکن وسط کلام میں حذف ہو جائے، جیسے: الْعَالَمِينَ میں ہمزہ وصلی ابتدائے

کلام کی صورت میں پڑھا گیا اور ذب الْعَالَمِينَ یہاں ہمزہ وصلی کلام میں حذف ہو گیا۔ ہمزہ وصل مندرجہ ذیل صورتوں میں استعمال ہوتا ہے:

۱۔ اسمائیں:

۱۔ درج ذیل دس اسمائیں ہمزہ وصلی ہے:

اسم۔ ابن۔ ابنة۔ امرؤ۔ امرأة۔ است۔ اثنان۔ اثنتان۔ ابنم۔ ایمن۔ اللہ۔

۲۔ فعل خماسی کا مصدر۔ جیسے: اجتماع، اتحاد، ابتداء وغیرہ۔

۳۔ فعل سداسی کا مصدر۔ جیسے: استقرار، استدلال، استبدال، استدراج، استدراک وغیرہ۔

۴۔ اسمائے موصولہ: التي، الذي، اللتان، اللذان، الذين، اللاتي، اللواتي، اللاتي۔

ب۔ افعال میں:

۱۔ فعل خماسی کا ماضی۔ جیسے: اجتمع، اتفق، اختلف۔

۲۔ فعل سداسی کا ماضی۔ جیسے: استقبل، استشار، استوعب۔

۳۔ فعل خماسی کا امر۔ جیسے: اجتهد، استوعب۔

۴۔ فعل سداسی کا امر۔ جیسے: استخرج، استقبل، استقر۔

۵۔ فعل ثلاثی کا امر۔ جیسے: اكتب، اجلس، افتح، ادع۔

ج۔ حروف میں:

الف لام تعریف کا ہمزه۔ جیسے: الرجل، المرأة، الكتاب، الطالب، الأستاذ

نوٹ: جب ہمزه استفہام ایسے کلمہ پر داخل ہو جو ہمزه وصل سے شروع ہو اور مکسور ہو، تو ہمزه وصل لکھنے اور پڑھنے دونوں میں حذف

ہو جائے گا۔ جیسے: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ؟ اصل میں أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَهَا، أَسْمُهُ عَلِيٌّ؟ اصل میں أَسْمُهُ عَلِيٌّ تَهَا۔

اور اگر ہمزه استفہام ایسے کلمہ پر داخل ہو جو ہمزه وصل سے شروع ہو اور وہ مفتوح ہو، تو اس صورت میں ایک الف مد کے ساتھ لکھا جائے گا۔

جیسے: اللَّهُ اذْنُ لَكُمْ۔

16.5.2 ہمزه قطعی: وہ ہمزه ہے جو لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ ہمزه قطعی کو ضمہ اور فتح کی صورت میں الف کے اوپر

ہمزه (أ) لکھیں گے، اور الف کے نیچے ہمزه (!) کسرہ کی صورت میں ہوگا۔ ہمزه قطعی مندرجہ ذیل صورتوں میں استعمال ہوتا ہے:

ا۔ اسماء میں: ہمزه وصل میں مذکور دس اسماء کو چھوڑ کر تمام اسماء میں ہمزه قطعی ہوگا۔

ب۔ افعال میں: مندرجہ ذیل افعال میں ہمزه قطعی استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ثلاثی مہموز کے ماضی کے صیغے میں: أَخَذَ، أَزْفَ، أَكَلَ۔

۲۔ فعل رباعی کے ماضی کے صیغے میں: أَبْدَى، أَجْرَى، أَحْسَنَ، أَكْمَلَ۔

۳۔ فعل رباعی کے امر میں: أَسْرِعْ، أَنْقِذْ، أَحْسَنْ، أَكْمَلْ۔

۴۔ فعل مضارع کے واحد متکلم کے صیغے میں: أَكْتُبْ، أَصَافِرْ، أَجَاهِدْ، أَكْرَمْ۔

ج۔ حروف میں: الف لام تعریفی کو چھوڑ کر تمام حروف کا ہمزه ہمزه قطعی ہوتا ہے۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ درج ذیل کلمات میں ہمزه وصلی اور ہمزه قطعی کو الگ الگ کیجیے۔

اتكلم۔ اسم۔ ايتها۔ المعلم۔ اين۔ اذا۔ استمع۔ اب۔ ام۔ امر۔ انت۔ اسماء۔ اثنان۔

امرؤ۔ اخذ۔ ابنة۔ الذين۔ اخرج۔ انا۔ انت۔ اكل۔ الى

مندرجہ حدیث شریف میں ہمزه وصلی اور قطعی کو متعین کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله وإذا استعنت فاستعن بالله۔۔۔“

16.6 ہمزه متوسطہ، ہمزه متطرفہ

ہم نے اب تک ہمزه وصلی اور ہمزه قطعی کے بارے میں پڑھا، یہ دونوں ہمزه کلمہ کے شروع میں آتے ہیں۔ بعض مرتبہ ہمزه کلمے کے

درمیان بھی آتا ہے اس کو ”ہمزه متوسطہ“ کہا جاتا ہے اور بعض کلموں میں ہمزه بالکل اخیر میں واقع ہوتا ہے، اس کو ”ہمزه متطرفہ“ کہا جاتا ہے۔ قبل

اس کے کہ ہم ہمزه متوسطہ کے قواعد پڑھیں، ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حرکات کیا ہیں اور کونسے حروف ان سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ان کی

تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ کسرہ: یہ تمام حرکات میں سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اس کا مناسب حرف یا ہے (النبرة) یعنی شوشہ ہے۔

۲۔ ضمہ: باعتبار قوت اس کا درجہ کسرہ کے بعد ہے، اس کا مناسب حرف واؤ ہے۔

۳۔ فتح: اس کا درجہ ضمہ کے بعد ہے، اس کا مناسب حرف الف ہے۔

۴۔ سکون: اس کا درجہ فتح کے بعد ہے اور یہ تمام حرکات میں سب سے کمزور مانا جاتا ہے۔

16.6.1 ہمزہ متوسطہ کے قواعد:

- ۱۔ ہمزہ متوسطہ کے رسم الخط کے تعین کے لیے اس کی اور اس کے ماقبل حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، حرکت کی قوت کے اعتبار سے ہمزہ متوسطہ کا رسم الخط متعین ہوگا۔ مثلاً: (سئل) اس مثال میں ہمزہ متوسطہ ہے اور اس پر کسرہ ہے اور اس سے پہلے والے حرف ”س“ پر ضمہ ہے اور کسرہ ضمہ سے قوی ہوتا ہے اور کسرہ سے مناسبت نہرہ (شوشہ) کو ہے، لہذا مذکورہ بالا مثال کو (سئل) اس طرح لکھا جائے گا۔ اسی طرح ایک اور مثال (یئم) ہے، اس میں ہمزہ متوسطہ ہے اور اس پر ضمہ ہے اور اس سے پہلے والے حرف ”ی“ پر فتح ہے اور ضمہ فتح کے مقابلے میں قوی ہوتا ہے اور ضمہ کا مناسب حرف ”واؤ“ ہے، لہذا ہمزہ کو واؤ پر لکھتے ہوئے اس طرح لکھا جائے (یؤم)۔
- ۲۔ ہمزہ متوسطہ کی شاذ (قلیل الاستعمال) صورتیں: مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمزہ متوسطہ کا استعمال شاذ ہے اور اوپر ذکر کیے ہوئے قاعدے سے یہ مستثنیٰ ہے۔

۱۔ کسی کلمے میں اگر الف کے بعد ہمزہ فتح کے ساتھ واقع ہو تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: قراءۃ، عباۃ، جزاء۔

۲۔ ضمہ اور فتح والا ہمزہ اگر واو ساکنہ کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں بھی ہمزہ الگ سے لکھا جائے گا۔ جیسے: تنوعم، ضوؤہ، ہدوؤہ۔

نیز اگر ضمہ والے واو مشدودہ کے بعد ہمزہ آئے تو وہ بھی الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: تنبؤءک

۳۔ یائے ساکنہ کے بعد اگر ہمزہ متحرک ہو تو وہ نہرہ (شوشہ) کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے: ہیئۃ، بیئۃ، ردیئۃ، مشیئۃ، دنیئۃ۔

16.6.2 ہمزہ متطرفہ:

ہمزہ متطرفہ کے رسم الخط کے تعین کے لیے اس کے ماقبل حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، حرکت کی قوت کے اعتبار سے ہمزہ متطرفہ کا رسم الخط متعین ہوگا۔ ہمزہ متطرفہ کے رسم الخط کی چار شکلیں ہیں:

۱۔ ہمزہ سے پہلے والی حرف اگر مکسور ہو تو ہمزہ بغیر نقطے والی یا پر لکھا جائے گا۔ جیسے: بادئ، شاطی، ہادی، باری۔

۲۔ ہمزہ سے پہلے والی حرف اگر مضموم ہو تو ہمزہ واؤ پر لکھا جائے گا۔ جیسے: تکافؤ، تباطؤ، لؤلؤ، یجرؤ۔

۳۔ ہمزہ سے پہلے والی حرف اگر مفتوح ہو تو ہمزہ الف پر لکھا جائے گا۔ جیسے: بدأ، نشأ، قرأ، خطأ، منشأ۔

۴۔ ہمزہ سے پہلے والی حرف اگر ساکن ہو تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: ملء، بطء، شیء، عبء، بدء، سماء، بطیء۔

ہمزہ متطرفہ دو جگہوں پر ان قاعدوں سے مستثنیٰ ہے:

- ۱۔ ہمزہ متطرفہ کے بعد واو مشددہ ہو اور وہ مضموم ہو تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: التواء۔
- ۲۔ وہ کلمہ جس میں ہمزہ درمیان میں واقع ہو اور کسی صرفی تعلیل کی وجہ سے اس کا آخر حذف ہو چکا ہو اور یہ ہمزہ ہمزہ متطرفہ میں تبدیل ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں وہ ہمزہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا۔ جیسے: ینأى سے لم ینأى سے امر کا صیغہ انأ۔
- معلومات کی جانچ:

- ۱۔ ہمزہ متوسطہ اور ہمزہ متطرفہ کسے کہتے ہیں؟
- ۲۔ حرکات کی صورتیں اور اس کے مناسب حروف کیا ہیں؟
- ۳۔ درج ذیل مثالوں میں ہمزہ متوسطہ کی تعیین کیجیے اور اس کے رسم الخط کا سبب بیان کیجیے۔
- ۱۔ احذر اللئیم إذا حکم، والجائع إذا ینس۔
- ب۔ الحقد یبعد عنک أصدقائك كما یؤلب علیک أعداءک۔
- ۴۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں ہمزہ متطرفہ کی تعیین کیجیے اور اس کے رسم الخط کا سبب بیان کیجیے۔
- ۱۔ ابتداءً الکریم بعمل الخیر ابتداءً۔
- ب۔ وبطأ البخیل فی إنفاق المال بطأً۔
- ج۔ أعطی الحاكم عطاء ان، وعطاء لجوده، وعطاء لترضى عنه الأمة۔

16.7 التاء المدورة۔ التاء المفتوحة: تائے مربوطہ، تائے مفتوحہ

عربی زبان میں آپ کو کچھ کلمات ایسے نظر آئیں گے جن کے آخر میں گول تا (ة) ہوگی اور کچھ کلمات ایسے ہوں گے جن کے آخر میں لمبی تا (ت) پائیں گے۔

16.7.1 تائے مدورہ (ة): یہ وہ تاء ہے جو اسم کے اخیر میں آتی ہے اور اس پر وقف کرنے سے یہ ہاء (ه) میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ تاء مندرجہ ذیل صورتوں میں واقع ہوتی ہے:

- ۱۔ تائے مدورہ ان اسماء کے اخیر میں واقع ہوتی ہے جو مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے: خدیجة، حدیقة، فاطمة۔
- ۲۔ مذکر اور مؤنث میں تفریق کرنے کے لیے بھی گول تاء (ة) کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: نشیطة، امرأة، قارئة۔
- ۳۔ وہ مکسر جس کے مفرد میں تاء نہ ہو اس کی جمع میں بھی گول تاء آتی ہے۔ جیسے: بناء، قضاة، غزاة، دعا۔
- ۴۔ جنس پر دلالت کرنے کے لیے بھی گول تاء کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: تمرة، بقرة، شجرة۔
- ۵۔ مبالغے کے صیغے میں۔ جیسے: علامة، نسابة، راویة۔
- ۶۔ نسبت بیان کرنے کے لیے۔ جیسے: الأشاعرة، الأزارقة، الأدارسة۔
- ۷۔ کچھ مذکر ناموں کے اخیر میں بھی گول تاء آتی ہے۔ جیسے: حمزة، طلحة، معاویة۔

۸۔ حرف مخدوف کے عوض میں۔ جیسے: لغة، عدة، إقامة، تزكية۔

۹۔ اسم مرہ (جو کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرے) اور اسم بیۃ اور اسم صناعیہ کے مصادر کے اخیر میں گول تاء استعمال ہوتی

ہے۔ جیسے: جلسة، مشیة، إنسانية۔

۱۰۔ مذکر محدود کے ساتھ استعمال ہونے والے مفرد اعداد کے اخیر میں بھی گول تاء آتی ہے، جیسے: ثمانية أيام، أربعة مقررات۔

۱۱۔ لفظ ”ثمة“ جو ظرف کے لیے استعمال ہوتا ہے اور جو ”ہناک“ (وہاں) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: ثمة۔

16.7.2 تائے مفتوحہ (لمبی تاء): یہ وہ تاء ہے جو اسم اور فعل دونوں کے اخیر میں واقع ہوتی ہے اور یہ وقف کرنے کی صورت میں بھی پڑھی جاتی

ہے، ہاء میں تبدیل نہیں ہوتی، نیز ساکن اور متحرک ہونے کی صورت میں بھی اس کا تلفظ برقرار رہتا ہے۔ جیسے: بیث، صوت، ذیث، وجدث، التفت۔ یہ تاء مندرجہ ذیل جگہوں میں واقع ہوتی ہے:

۱۔ اسماء میں:

۱۔ تائے مفتوحہ بعض مفرد اسماء کے اخیر میں واقع ہوتی ہے۔ جیسے: بیث، أخت، بنت، زیث۔

۲۔ جمع مؤنث سالم کے اخیر میں۔ جیسے: مؤمنات، مسلمات، قانتات۔

۳۔ تائے مفتوحہ ایسی جمع مکسر کے اخیر میں آتی ہے جس کے واحد کے اخیر میں لمبی تاء ہو۔ جیسے: ابیاء، أصوات، بنات، ذوات۔

ب۔ افعال میں:

۱۔ فعل ماضی کے واحد مؤنث غائب کے صیغے میں، جو مؤنث ہونے کی وجہ سے ساکن ہو۔ جیسے: حفظت، مشیت، سعت، غزت۔

۲۔ تائے اصلیدہ جو فعل کے اخیر میں واقع ہو۔ جیسے: نکت، مات، شت۔

ج۔ حروف میں:

۱۔ تائے مفتوحہ بعض حروف کے اخیر میں بھی واقع ہوتی ہے۔ جیسے: ثَمَّتْ، زَبَّتْ، لَات۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ درج ذیل کلمات میں تا کے رسم الخط کا سبب بیان کریں:

سمعتُ۔ ورقة۔ صمت۔ عصاة۔ ثمة۔ أنت۔ فازت۔ الدراسات۔ الجامعة المفتوحة۔ وقت۔ أوقات۔ لیث

۲۔ درج ذیل خالی جگہوں کو تائے مدورہ اور تائے مفتوحہ سے پر کریں۔

★ رب کلم

★ حماء۔ الديار علیکم سلام أب۔ أن تذلل النفوس الكرام

★ (حافظوا علی الصلوات۔ والصلوات الوسطی)

★ (وإن أو هن البیوت لبی۔ العنکبوت۔)

★ للإملاء أھمی۔۔۔ متمیز۔۔۔ بین فروع اللغ۔۔۔ العربی۔۔؛ لأن الخطأ فی إملاء الکلماء۔۔۔ یغیر فی صورھا،

ثُمَّ--يُؤَدِّي إِلَى تَغْيِيرِ مَعَانِيهَا۔

۳۔ پانچ ایسے مؤنث اسما ذکر کریں جو تائے مدورہ کے ساتھ آتے ہوں۔

16.8 حروف زائدہ، حروف مخدوفہ

عربی زبان میں بعض حروف ہیں جو رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو جاتے ہیں، لیکن پڑھے نہیں جاتے، ایسے حروف کو ”حروف زائدہ“ کہا جاتا ہے۔ کچھ حروف ایسے ہیں جو تحریری طور پر مخدوف ہوتے ہیں، ایسے حروف کو ”حروف مخدوفہ“ کہتے ہیں۔

16.8.1 حروف زائدہ: حروف زائدہ کی تعداد تین ہیں: الف۔ واو۔ ہاء السکت (سکتہ والی ہاء ”ه“۔)

۱۔ دو جگہیں ایسی ہیں جہاں الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔

۱۔ جمع کے واو کے بعد، اس الف کو الف فارقہ کہتے ہیں، جیسے: تَوَبَّوْا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ الف فارقہ جمع کے صیغوں کو ان صیغوں سے الگ کرتا ہے جن کا اخیر واو ہوتا ہے۔ جیسے: يَدْعُو، يَمْحُو، يَدْنُو۔ اسی طرح الف فارقہ جمع مذکر سالم کے ان صیغوں کے درمیان بھی فرق کو واضح کرتا ہے جو کسی اسم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: مَهْنَدَسُو الْمَشْرُوعِ۔

☆ الف فارقہ مندرجہ ذیل افعال میں استعمال ہوتا ہے:

۱۔ فعل امر کے اخیر میں۔ جیسے: عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ الصَّلَاةَ۔

۲۔ فعل ماضی کے اخیر میں۔ جیسے: الطَّلَابُ فَهِمُوا الدَّرْسَ۔

۳۔ افعال خمسہ میں سے مضارع منصوب کے اخیر میں۔ جیسے: أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ۔

۴۔ افعال خمسہ میں سے مضارع مجزوم کے اخیر میں۔ جیسے: لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ۔

ب۔ لفظ ”مَائَةٍ“ میں، الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ جیسے: مَائَةٍ، سَبْعَ مَائَةٍ، مِائَتَانِ۔

۲۔ شعر کے قافیہ میں اگر اخیر حرف فتح والا ہو تو الف لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ جیسے:

أَنَا مِنْ بَدَلٍ بِالْكَتَبِ الصَّحَابَا

لَمْ أَجِدْ لِي وَافِيًا إِلَّا الْكِتَابَا

اس شعر میں ”الصحابا“ اور ”الكتابا“ شعر کے اخیر میں واقع ہیں، اور ان پر الف زائدہ داخل ہے، ایسے الف کو ”الف اطلاق“ کہتے ہیں۔

۳۔ مندرجہ ذیل تین اسماء میں واو لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا ہے:

۱۔ لفظ ”عَمْرُو“ میں واو حالت رفعی اور جری میں پڑھا نہیں جائے گا، تاکہ لفظ ”عَمْرُو“ اور ”عَمَرُ“ میں فرق واضح ہو جائے۔

ب۔ اسم اشارہ ”أُولَاءِ“ میں واو لکھا جائے گا پڑھا نہیں جائے گا، اگرچہ کہ اس کے اخیر میں حرف ”ک“ کیوں نہ ملحق ہو، جیسے: أُولَئِكَ

ج۔ لفظ ”أُولُو“ جو اصحاب (والے) کے معنی میں ہو۔ حالت نصبی اور حالت جری میں بھی یہ واو (پہلا واو) لکھا جائے گا لیکن پڑھا نہیں

جائے گا۔ جیسے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ، الْأَمْهَاتُ أَوْلَاتُ رَسُولَاتِ تَرْبُوتِیَّة۔

۴۔ کچھ کلمات کے اخیر میں وقف کرتے وقت ہاء کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس ہاء کو ہائے سکت کہتے ہیں۔ جیسے: ما أغنى عني مَالِيَهُ، لِمَهُ۔ اصل میں یہ مَالِي، لِمَ تھا سکتہ کی وجہ سے مَالِيَهُ، لِمَهُ ہو گیا۔
معلومات کی جانچ:

۱۔ الف فارقہ کسے کہتے ہیں اور اس کا اضافہ کب کیا جاتا ہے؟ مثالوں سے واضح کیجیے۔

۲۔ حروف زائدہ کتنے ہیں اور کیا ہیں؟

۳۔ مندرجہ ذیل جملوں میں حروف زائدہ کی نشاندہی کیجیے۔

فتح عمرو بن العاص مصر

رحم الله عمراً

استعرت كتاباً من عمرو صديقي

أطيعوا الله وأطيعوا الرسول

الأمهات أولات فضل على أبنائهن

16.8.2 حروف مخدوفہ: وہ حروف ہیں جو عربی زبان میں رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو نہیں جاتے لیکن پڑھتے وقت ان کا تلفظ کیا جاتا ہے، وہ

تین حروف ہیں: ۱۔ الف ۲۔ لام ۳۔ واو

۱۔ الف: مندرجہ ذیل صورتوں میں حذف کیا جاتا ہے:

۱۔ لفظ ”اسم“ کا الف، جب کہ وہ بسملہ میں واقع ہو۔ جیسے: بسم الله الرحمن الرحيم۔ اس مثال میں الف مخدوف ہے اور وہ لکھا بھی

نہیں جاتا اور پڑھا بھی نہیں جاتا۔

ب۔ بعض اسمائے اشارہ کا الف۔ جیسے: هذا، هذه، هذان، هؤلاء، ذلك۔

ج۔ ما استفہامیہ، جب کہ وہ حروف جر کے بعد آئے۔ جیسے: عم، بم، لم، مم، فیم۔

د۔ دو حرفوں میں الف حذف ہوتا ہے۔ جیسے: لکن، لکن۔

ه۔ حرف ندا ”یا“ جب أي یا آية کے ساتھ ملحق ہو۔ جیسے: أيها، أيتها، يا أھل۔

و۔ بعض اسمائے جیسے: الله، إله، الرحمن، إسحق، طه، يس۔

۲۔ لام: بعض اسمائے موصولہ میں سے لام حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: الذي، التي، اللذين۔

۳۔ واو: واو و اسموں میں سے حذف کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں: داود، طاوس۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ حروف مخدوفہ کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کون کون سے ہیں۔

۲۔ الف کن جگہوں پر محذوف ہوتا ہے؟

۳۔ مندرجہ ذیل جملوں میں حروف محذوفہ کی نشاندہی کیجیے اور سبب بیان کیجیے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

۲۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِیْهِ،

۳۔ هَذَا مَا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

۴۔ وَحَسَنَ أَوْلَئِكَ رَفِیْقًا

۵۔ اِلٰهَ مَعَ اللّٰهِ

۶۔ عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ

۷۔ قُلْ یَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنِنَا وَبَیْنَكُمْ

۸۔ وَلٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمُونَ

۹۔ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ

۱۰۔ وَوَهَبْنَا لِہٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوبَ

۱۱۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا

16.9 اکتسابی نتائج

املا کے بیان میں چند حروف کے لکھنے اور پڑھنے میں رسم الخط سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ رسم الخط تین طرح کے ہوتے ہیں ایک قرآن مجید کا رسم الخط ہے دوسرا اہل عروض کا اور تیسرا اصطلاحی رسم الخط ہے جو عام طور پر لکھنے اور پڑھنے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس رسم الخط کے میں دو طرح کے حروف استعمال ہوتے ہیں ایک قمریہ جو تعداد میں ۱۴ ہیں اور دوسرا شمسیہ، یہ بھی ۱۴ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک حرف ہمزہ ہے جس کے املا میں اکثر غلطی ہوتی ہے۔ ہمزہ محل وقوع کے اعتبار سے تین طرح کا ہوتا ہے: زائدہ، متوسطہ اور منقطہ۔ زائدہ وہ ہے جو کلمہ کے شروع میں آئے اور اس کی دو قسمیں ہیں وصلی اور قطعی۔ منقطہ وہ ہے جو درمیان کلمہ ہو اور منقطہ وہ ہے جو کلمہ کے آخر میں وارد ہو۔ ہمزہ کی طرح تاء بھی اہم ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: مدورہ اور مفتوحہ اور یہ دونوں کلمہ کے آخر میں آتے ہیں۔ تائے مدورہ وقف کی صورت میں ہا (ہ) میں تبدیل ہو جاتا ہے جب کہ تائے مفتوحہ میں اس کا تلفظ باقی رہتا ہے۔ عربی زبان میں بعض حروف ہیں جو رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو جاتے ہیں، لیکن پڑھے نہیں جاتے، ایسے حروف کو ”حروف زائدہ“ کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد تین ہیں: الف، واو اور ہاء السکت۔ اسی طرح کچھ حروف ایسے ہیں جو لکھے تو نہیں جاتے لیکن پڑھتے وقت ان کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ ایسے حروف کو ”حروف محذوفہ“ کہا جاتا ہے اور وہ تین ہیں: الف، لام اور واو۔ ان تمام کی تفصیلات سے واقف ہونا اور ان کی عملی مشق و مزاولت کے ذریعے سے ان کی صحیح قراءت و کتابت کا عادی ہونا عربی زبان کے طالب علم کے لیے ضروری ہے۔

16.10 نمونے کے امتحانی سوالات

- ۱۔ عربی املا کی اہمیت و افادیت پر مختصر روشنی ڈالے۔
 - ۲۔ املا کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کیجیے۔
 - ۳۔ ہمزہ وصلی اور ہمزہ قطعی کسے کہتے ہیں؟ مع مثال واضح کیجیے۔
 - ۴۔ تائے مربوطہ اور تائے مفتوحہ کن کن مقامات پر استعمال ہوتے ہیں۔
 - ۵۔ ہمزہ متوسطہ اور ہمزہ متطرفة کے قواعد مع مثال بیان کیجیے۔
-

16.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

- | | |
|------------------------------------|------------------------|
| ۱۔ الإملاء الميسر | زهدی أبو خلیل |
| ۲۔ دليل قواعد الإملاء ومهاراتها | د۔ یحیی میر علم |
| ۳۔ قواعد الإملاء بطريقة ميسرة | عبد العزیز محمد الجابر |
| ۴۔ قواعد الإملاء في عشرة دروس سهلة | د۔ فہمی النجار |
| ۵۔ قواعد الإملاء | عبد السلام ہارون |